

صراطِ الجنان فِي تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ

جلد چہارم
پارہ 10.. تا.. 12

بَفَيْضَانِ كَرِيمِ

اعلیٰ حضرت امام ابی اسحاق مہرورین و ملت شاہ
امام احمد رضا خان
رحمۃ الرحمن علیہ

بَفَيْضَانِ قَظْمِ

سراج الأئمہ، کاشف الغمہ، امام اعظم، فقیہ الحرمین حضرت سیدنا
امام ابو حنیفہ نعمان بن ثاؤت رحمۃ اللہ علیہ



جدید و قدیم تفاسیر اور دیگر علوم اسلامیہ پر مشتمل
 ذخیرہ کتب کی روشنی میں قرآن مجید کی آیات کے مطالب و معانی اور ان سے حاصل ہونے والے
 درس و مسائل کا موجودہ زمانے کے تقاضوں کے مطابق انتہائی سہل بیان، نیز مسلمانوں کے عقائد، دین اسلام
 کے اوصاف و خصوصیات، اہلسنت کے نظریات و معمولات، عبادات، معاملات، اخلاقیات، باطنی امراض اور
 معاشرتی برائیوں سے متعلق قرآن وحدیث، اقوال صحابہ کرام، ائمہ دین اور دیگر بزرگان دین کے ارشادات کی روشنی میں ایک جامع تفسیر
 مع دو ترجموں کے

کُنْزُ الْأُمِّیِّکَ فِي تَرْجُمَةِ الْقُرْآنِ

از: اعلیٰ حضرت، مجدد دین و ملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن

اور

کُنْزُ الْعُرْفَانِ فِي تَرْجُمَةِ الْقُرْآنِ

مع

صراط الجنان فی تفسیر القرآن

از شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی ابوالصالح محمد قاسم القادری مدظلہ العالی

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

[illegible]

[illegible]

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب :	صرار الجہان فقیر القرآن (جلد چہارم)
مصنف :	شیخ الحدیث والفقیر حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی ابوالصالح محمد قاسم القادری رحمہ اللہ
پہلی بار :	
تعداد :	
ناشر :	مکتبۃ المدینہ فیضان مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ، کراچی

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

021-34250168	شہید مسجد، کھارادر، باب المدینہ کراچی	کراچی
042-37311679	واتادربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ	لاہور
041-2632625	امین پور بازار	سردار آباد (فیصل آباد)
058274-37212	چوک شہیدال، میرپور	کشمیر
022-2620122	فیضان مدینہ، آفندی ٹاؤن	حیدر آباد
061-4511192	نزد پینل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ	ملتان
044-2550767	کالج روڈ بالقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال	اوکاڑہ
051-5553765	فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ	راولپنڈی
068-5571686	دُرانی چوک، نہر کنارہ	خان پور
024-44362145	چکر بازار، نزد MCB	نواب شاہ
071-5619195	فیضان مدینہ، سیراج روڈ	سکھر
055-4225653	فیضان مدینہ، شیخ پورہ موڈ، گوجرانوالہ	گوجرانوالہ
	فیضان مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النورسٹریٹ، صدر	پشاور

E.mail: ilmia@dawateislami.net

www.dawateislami.net

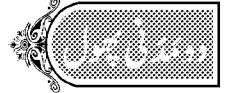
مدنی التجاء: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں

تفسیر صراط الجہان جلد چہارم

www.dawateislami.net

تفسیر ”صراط الجنان“ تفسیر القرآن کا مطالعہ کرنے کی نیتیں

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ”نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِہٖ“ مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔
(المعجم الکبیر للطبرانی ۶/ ۱۸۵ حدیث: ۵۹۴۲)



❁ بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

❁ جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

- (1) ہر بار تَعَوُّذ (2) تَسْمِیَہ سے آغاز کروں گا۔ (3) رضائے الہی کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا۔
- (4) با وضو اور (5) قبلہ رو مطالعہ کروں گا۔ (6) قرآنی آیات کی درست مخارج کے ساتھ تلاوت کروں گا۔ (7) ہر آیت کی تلاوت کے ساتھ اس کا ترجمہ اور تفسیر پڑھ کر قرآن کریم سمجھنے کی کوشش کروں گا اور دوسروں کو اس کی تعلیم دوں گا۔ (8) اپنی طرف سے تفسیر کرنے کے بجائے علمائے کھٹہ کی لکھی گئی تفاسیر پڑھ کر اپنے آپ کو اپنی رائے سے تفسیر کرنے کی وعید سے بچاؤں گا۔ (9) جن کاموں کے کرنے کا حکم ہے وہ کروں گا اور جن سے منع کیا گیا ہے ان سے دور رہوں گا۔
- (10) اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کروں گا اور بد عقیدگی سے خود بھی بچوں گا اور دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی بچانے کی کوشش کروں گا۔ (11) جن پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا انعام ہوا ان کی پیروی کرتے ہوئے رضائے الہی پانے کی کوشش کرتا رہوں گا۔
- (12) جن قوموں پر عتاب ہوا ان سے عبرت لیتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر سے ڈروں گا۔ (13) شانِ رسالت میں نازل ہونے والی آیات پڑھ کر اس کا خوب چرچا کر کے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اپنی محبت و عقیدت میں مزید اضافہ کروں گا۔ (14) جہاں جہاں ”اللہ“ کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور (15) جہاں جہاں ”سرکار“ کا اشم مبارک آئے گا وہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پڑھوں گا۔ (16) شرعی مسائل سیکھوں گا۔ (17) اگر کوئی بات سمجھ نہ آئی تو علمائے کرام سے پوچھ لوں گا۔ (18) دوسروں کو یہ تفسیر پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ (19) اس کے مطالعہ کا ثواب آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ساری امت کو ایصال کروں گا۔ (20) کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا۔ (ناشرین و مصنف وغیرہ کو کتابوں کی اغلاط صرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی رَافِعُ بَرَکَاتُہُ الْعَالِیَہ
کے صراط الجنان کی پہلی جلد پر دیئے گئے تاثرات)

کچھ صراط الجنان کے بارے میں.....

۱۴۲۲ھ (2002ء) کی بات ہے جب مفتی دعوت اسلامی الحاج محمد فاروق مدنی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْعَظِیْمَہ
”چل مدینہ“ کے قافلے میں ہمارے ساتھ تھے اور اس سفر حج میں مجھے ان کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ بے حد کم
گو، انتہائی سنجیدہ اور کثرت سے تلاوت قرآن کرنے والی اس نہایت پرہیزگار شخصیت کی عظمت میرے دل میں گھر کر
گئی۔ مَکَّةُ الْمَکْرَمَہِ زَاذَہَا اللہُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا میں ہمارا مشورہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا
خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کے ترجمہ کنز الایمان کی ایک آسان سی تفسیر ہونی چاہئے جس سے کم پڑھے لکھے عوام بھی فائدہ
اٹھا سکیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مفتی دعوت اسلامی قُدسِ سِرُّہُ السَّامِی اس بابرکت خدمت کے لئے بخوشی آمادہ ہو گئے۔ مجوزہ تفسیر کا
نام صِرَاطُ الْجِنَان (یعنی جنتوں کا راستہ) طے ہوا۔ تَبَرُّکًا مَکَّةُ الْمَکْرَمَہِ زَاذَہَا اللہُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا ہی میں اس عظیم
کام کا آغاز کر دیا گیا، افسوس! مفتی دعوت اسلامی قُدسِ سِرُّہُ السَّامِی کی زندگی نے ان کا ساتھ نہ دیا، 6 پاروں پر کام کر کے
وہ (بروز جمعہ ۸ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ) پردہ فرما گئے۔

اللہ ربُّ الْعِزَّت کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

چونکہ یہ کام انتہائی اہم تھا لہذا مدنی مرکز کی درخواست پر شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی
ابوصالح محمد قاسم قادری مَدَّةُ ظِلَّةِ الْعَالِی نے اس کام کا از سر نو آغاز کیا۔ اگرچہ اس نئے مواد میں مفتی دعوت اسلامی کے کئے
گئے کام کو شامل نہ کیا جاسکا مگر چونکہ بنیاد انہی نے رکھی تھی اور آغاز بھی مَکَّةُ الْمَکْرَمَہِ زَاذَہَا اللہُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا کی پُر بہار

فضاؤں میں ہوا تھا اور ”صراط الجنان“ نام بھی وہیں طے کیا گیا تھا لہذا حصولِ برکت کیلئے یہی نام باقی رکھا گیا ہے۔

کنز الایمان اگرچہ اپنے دور کے اعتبار سے نہایت فصیح ترجمہ ہے تاہم اس کے بے شمار الفاظ ایسے ہیں جو اب ہمارے یہاں رائج نہ رہنے کے سبب عوام کی فہم سے بالاتر ہیں لہذا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ترجمہ قرآن کنز الایمان شریف کو من و عن باقی رکھتے ہوئے اسی سے روشنی لیکر دورِ حاضر کے تقاضے کے مطابق حضرت علامہ مفتی محمد قاسم صاحب مدظلہ نے مَا شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ایک اور ترجمے کا بھی اضافہ فرمایا، اس کا نام کنز العرفان رکھا ہے۔ اس کام میں دعوتِ اسلامی کی میری عزیز اور پیاری مجلس المدینۃ العلمیہ کے مد فی علما نے بھی حصہ لیا بالخصوص مولانا ذوالقرنین مد فی سلمہ الغنی نے خوب معاونت فرمائی اور اس طرح صراط الجنان کی 3 پاروں پر مشتمل پہلی جلد (دوسری اور تیسری جلد کے بعد اب پارہ نمبر 10، 11 اور 12 پر مبنی چوتھی جلد) آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ الحاج مفتی محمد قاسم صاحب مدظلہ سمیت اس کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن و صراط الجنان فی تفسیر القرآن کے مبارک کام میں اپنا اپنا حصہ ملانے والوں کو دنیا و آخرت کی خوب خوب بھلائیاں عنایت فرمائے اور تمام عاشقانِ رسول کیلئے یہ تفسیر نفع بخش بنائے۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد



۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۹ھ

20-04-2013

فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
37	مددِ الہی کی صورتیں	1	نتیجہ
38	مسلمانوں کی اجتماعیت کا سب سے بڑا ذریعہ	2	کچھ صراطِ الجہان کے بارے میں
40	جہاد کی ترغیب	12	کیسوں کا جائزہ
44	شانِ فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ	12	غنیمت کی تعریف
53	مسلمانوں میں باہمی تعاون اور مدد کی ضرورت	13	مالِ غنیمت کی حلت اس امت کی خصوصیت ہے
54	انصار کے فضائل	13	مالِ غنیمت کا حکم اور اس کی تقسیم کا طریقہ
56	مہاجرین کے طبقات	20	مسلمان باہمی اختلاف سے بچیں اور اتحاد کا راستہ اختیار کریں
56	آیت ”وَأُولُوا الْأَرْحَامِ“ سے معلوم ہونے والے مسائل	20	کافروں کی ریاکاری، فخر و غرور و تکبر کے برے انجام
57	سورۃ توبہ	21	سے مسلمان عبرت حاصل کریں
57	سورۃ توبہ کا تعارف	24	صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے توکل کی تعریف
57	مقامِ نزول	27	قوموں کے عروج و زوال سے متعلق قانونِ الہی
57	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد	28	مردودوں اور مقبولوں کے واقعات پڑھنے کی ترغیب
57	”توبہ“ نام رکھنے کی وجہ	28	کافر جانوروں سے بھی بدتر ہیں
57	سورۃ توبہ کے شروع میں ”بِسْمِ اللہِ“ نہ لکھے جانے	29	کافروں کے جانوروں سے بدتر ہونے کی وجوہات
57	کی وجہ	30	عہد شکنی کی مذمت
58	سورۃ توبہ کے فضائل	31	سزاؤں کی حکمت
58	سورۃ توبہ کے مضامین	32	عہد سے متعلق اسلام کی عظیم تعلیم
59	سورۃ انفال کے ساتھ مناسبت	33	کوئی خود کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے باہر نہ جانے
60	حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلافت کی طرف	34	آیت ”وَأَعِذُوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ“ سے
60	اشارہ	34	حاصل ہونے والی معلومات
62	حج اکبر کسے کہتے ہیں؟	35	فتح و نصرت کی عظیم تدبیر
	آیت ”وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ“ سے معلوم ہونے	36	کفار سے صلح سے متعلق 3 مسائل

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
94	خود پسندی کے 6 اسباب اور ان کا علاج	66	والے مسائل
98	ہوازن قبیلے کے لوگوں کا قبول اسلام	67	عہد شکنی حرام ہے
100	دنیا بھر کی مساجد میں مشرکوں کا داخلہ ممنوع ہے	68	کفار کا مسلمانوں کے ساتھ عمومی رویہ
	احکام شریعت نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے	71	دین میں طعن زنی سے کیا مراد ہے؟
103	سپر دہیں		آیت ”وَإِنْ تَكْفُرُوا أَتَيْنَاهُمْ“ سے حاصل ہونے
107	علماء اور اولیاء کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے	71	والی معلومات
	آیت ”هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ	73	ایمان کامل کا تقاضا!
110	النَّبِيِّ“ سے حاصل ہونے والی معلومات		مشرکوں سے دلی دوستی کرنے اور ان تک مسلمانوں کے
111	دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنانے کی مذمت	75	راز پہنچانے کی ممانعت
112	کنز کی وعید میں کون سا مال داخل ہے؟	76	نیت درست رکھنا ضروری ہے
113	کس مال کو جمع کرنا بہتر ہے؟	78	مسجدیں آباد کرنے کے معنی
	مال جمع کرنے کا حکم اور مالدار صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی	79	مسجد نبوی کی ابتدائی تزئین و آرائش
113	عَنْہُمْ کے واقعات	80	مسجد تعمیر کرنے کے فضائل
115	زکوٰۃ نہ دینے کی وعیدیں		راہِ خدا میں جہاد کرنے والے مسلمانوں کے لئے
118	مسلمانوں کے عروج و زوال کا ایک سبب	83	بڑی پیاری تین بشارتیں
121	غزوہ تبوک کا واقعہ	85	کافروں اور بد مذہبوں سے دور رہا جائے
125	اللہ تعالیٰ کا دین ہمارا محتاج نہیں		اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے
126	حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی فضیلت	87	زیادہ کسی کو عزیز نہ رکھا جائے
128	حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تمنا		تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت
130	حضرت ابوطالب انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا شوقِ جہاد	88	رکھنے کا ثواب
131	مجاہدین کی مالی مدد کرنے کے دو فضائل	90	محبت رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی علامات
	آیت ”کُوْنَا عَرَصًا قَرِيبًا“ سے حاصل ہونے والی	90	دین کو دنیا پر ترجیح دی جائے
132	معلومات	92	غزوہ حنین کا واقعہ
133	جھوٹی قسم کھانا بلاکت کا سبب ہے	94	آیت ”لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ“ سے حاصل ہونے والی معلومات

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
157	آیت ”مَا أَلَّهِمُّ اللَّهُ دَرَسُؤْلَهُ“ سے حاصل ہونے والی معلومات	135	حضرت عمرو بن جوح رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کا جذبہ شہادت نبی کریم صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر ایمان نہ لانا اللہ تعالیٰ کا انکار ہے
157	نفع و نقصان پہنچانے کی نسبت نیک بندوں کی طرف کرنا جائز ہے	137	بہت سی چیزوں کا اعتبار قرآن سے بھی ہوتا ہے
159	مصارفِ زکوٰۃ کی تفصیل اور ان سے متعلق شرعی مسائل	138	مسلمانوں کو کافروں سے ڈرنا منافقوں کا کام ہے
162	آیت ”وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ“ سے معلوم ہونے والے مسائل	139	کفار مسلمانوں پر کس طرح غالب ہوئے
163	اللہ تعالیٰ کے ساتھ نبی اکرم صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو راضی کرنے کی نیت شرک نہیں	139	آیت ”إِنْ تُصِيبَكَ حَسَنَةٌ“ سے حاصل ہونے والی معلومات
165	آیت ”وَلِّينَ سَاءَ لَنُكْمٌ“ سے معلوم ہونے والے مسائل	142	تقدیر سے متعلق احادیث و آثار
166	آیت ”لَا تَعْتَدُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ“ سے حاصل ہونے والی معلومات	143	تقدیر کے بارے میں بحث کرنے سے بچیں
168	سورہ توبہ کی آیت نمبر 66 سے معلوم ہونے والا ایک اہم مسئلہ	144	اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کی فضیلت
171	برائی کا حکم دینا اور بھلائی سے منع کرنا منافق کا کام ہے	145	روئے زمین کا سب سے بڑا عبادت گزار
174	مال و دولت اور افرادی قوت کی زیادتی کا مایابی کی علامت نہیں	146	راہِ خدا میں جہاد کرنے والے کے فضائل
177	مسلمانوں اور منافقوں کے اوصاف	148	دکھاوے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مال خرچ کرنے والے کی مثال
177	مسلمانوں کا اتحاد اور اتفاق	149	نماز میں سستی کرنا منافقوں کا طریقہ ہے
178	نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کی ضرورت	150	تنگدلی سے راہِ خدا میں مال خرچ کرنا منافقوں کا طریقہ ہے
180	آٹھ جنتوں کے اسماء	150	کافروں اور مسلمانوں کی محنت و مشقت میں فرق
180	جنت عدن اور اس کی نعمتیں	152	کافروں کے مال و دولت سے دھوکہ نہ کھانے کا حکم
180	دنیا میں اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کی علامت	152	اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے غافل کر دینے والا مال اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا عذاب ہے
182	دین کیلئے کی جانے والی ہر کوشش جہاد ہے	153	غافل مالدار کا انجام
182	دین کے دشمنوں پر سختی کرنے کا حکم	154	آیت ”وَيَخْلِفُونَ بِاللَّهِ“ سے معلوم ہونے والے مسائل
186	ثعلبہ کی توبہ کیوں قبول نہ ہوئی	155	فتنوں سے متعلق دو احادیث

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
216	صدقہ وصول کرنے والے کے لئے سنت	187	ثلبہ کے نام سے متعلق ایک اہم وضاحت
216	اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ		آیت ”فَاعْقِبْهُمْ يَفْقَافِي قُلُوبِهِمْ“ سے حاصل ہونے
217	اللہ تعالیٰ کے قرب سے متعلق 3 احادیث	188	والی معلومات
219	سب صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ عادل اور جنتی ہیں	189	اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدوں سے متعلق مسلمانوں کا حال
220	نیکی میں پہل کرنا زیادہ باعثِ فضیلت ہے		اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مال کی مقدار نہیں بلکہ دل کا اخلاص
220	تابعی کی تعریف اور ان کے فضائل	191	دیکھا جاتا ہے
222	صرف جگہ سے کسی کے اچھایا برا ہونے کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا		آیت ”الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ“ سے حاصل
224	عذاب قبر کا ثبوت	191	ہونے والی معلومات
227	گناہوں پر ندامت بھی توبہ ہے	194	نفاق کی ایک علامت
230	ہر جرم کی توبہ ایک جیسی نہیں	194	حضرت ابوخیثمہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کا واقعہ
232	اللہ تعالیٰ پاکیزہ مال سے دیا گیا صدقہ قبول فرماتا ہے	195	تھوڑا نہیں اور زیادہ روئیں
236	مسجد کے نام پر بھی مسلمانوں کو نقصان پہنچایا جاسکتا ہے	198	صلح کلیت حکم قرآن کے خلاف ہے
237	فخر و ریاکاری کی نیت سے مسجد تعمیر کرنے کی مذمت	199	کافر، فاسق اور مسلمان کے جنازے سے متعلق چند شرعی مسائل
238	مسجد نبوی کے 3 فضائل	202	قدرت کے باوجود دین اسلام کی مدد نہ کرنے کی مذمت
239	مسجد قبہ کے 3 فضائل	203	آیت ”أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ“ سے معلوم ہونے والے مسائل
239	اسلام میں صفائی کی اہمیت	207	صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کا جذبہ جہاد
242	ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی	208	گیالوں کی اصلاح
243	اعمال کے معاملے میں عقائد کی حیثیت	212	جہالت شدت پیدا کرتی ہے
245	انجیل میں بھی مجاہدین کی جزاء کا بیان ہے	213	منافقت کی علامات
246	جنت اور اس کے لئے جان قربان کرنے والوں کی عظمت		آیت ”مَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ“ سے معلوم
247	نعمت ملنے پر خوشی کا اظہار کرنا اچھا ہے	215	ہونے والے مسائل
252	صفت ”واوہ“ اور ”حلیم“ کی خوبیاں		نبی کریم صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وسیلے کے بغیر
252	صفت ”واوہ“ اور ”حلیم“ کے فضائل	215	رضائے الہی کے حصول کی کوشش بیکار ہے
257	سچائی کی فضیلت اور جھوٹ کی مذمت	216	صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ اور رضائے رسول

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
278	سورہ یونس کے مضامین	258	نیک لوگوں کی صحبت اختیار کریں
278	سورہ توبہ کے ساتھ مناسبت	260	اجماع حجت ہے
282	اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت		راہ خدا میں جہاد کرنے اور تکالیف برداشت کرنے کے
288	دنیا اور آخرت سے متعلق مسلمانوں کا حال	262	فضائل
290	اہل جنت کو تسبیح اور حمد کا الہام ہوگا	263	راہ خدا میں جہاد کرنے اور مال خرچ کرنے کے فضائل
290	نماز اور دعا قبول ہونے کا وظیفہ		آیت ”وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَآفَّةً“ سے
291	خود کو اور اپنے بچوں وغیرہ کو کون سے بچیں	266	معلوم ہونے والے مسائل
293	مصیبت اور راحت کے وقت ہمارا حال	267	کفار سے جنگ کرنے کے آداب
294	سابقہ قوموں کے جانشین	269	مومن ہر مصیبت کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے
296	اسلام کی کسی قطعی چیز پر کفار سے معاہدہ نہیں ہو سکتا	271	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فضل و شرف
	بتوں کو شفیع ماننے اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو شفیع	272	میلاد مصطفیٰ کا بیان
299	ماننے میں فرق	272	حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مقام
300	مذہبی اختلاف کی ابتداء کب ہوئی؟		امت کی بھلائی پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
	دلیل کا جواب دینے سے عاجز ہونے پر لوگوں کو مغالطے	273	کے حرص کی جھلک
302	میں ذوالنہل باطل کا ایک طریقہ ہے	274	امت کے دکھ درد سے خبردار
	رحمت کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا اور آفت کو منسوب		نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت سے متعلق
303	نہ کرنا بارگاہ الہی کا ایک ادب ہے	275	دواحادیث
304	کافروں پر بھی کراماتیں فرشتے مقرر ہیں	276	اہم کاموں سے متعلق ایک وظیفہ
306	مصائب اور تکالیف میں کسے پکارا جائے	277	سورہ یونس کا تعارف
	مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور خوشحالی میں اسے	277	مقام نزول
307	بھول جانا کافروں کا طریقہ ہے	277	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد
309	دنیوی زندگی امیدوں کا سبز باغ ہے	277	”یونس“ نام رکھنے کی وجہ
310	جنت کے داعی	277	سورہ یونس کے بارے میں حدیث
	قیامت کے دن بعض مسلمانوں پر بھی عذاب الہی کے	277	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
366	ذریت سے کون لوگ مراد ہیں؟	313	آثار ہوں گے
366	بندے کا حد میں رہنا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے	324	کفار مکہ کے ایمان لانے سے متعلق نبی خبر
	آیت ”وَ اَوْحَيْنَا اِلٰی مُوسٰی وَاٰخِیْہٖ اَنْ تَبُوْا“ سے	325	نیکی کی دعوت دینے والے کو نصیحت
368	حاصل ہونے والی معلومات		آیت ”وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَعْیْنُوْنَ“ سے حاصل ہونے
	آیت ”وَ اَشْدُّ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ“ سے حاصل ہونے والی	326	والی معلومات
370	معلومات		نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نفع و نقصان کا
371	دعا قبول ہونے میں تاخیر ہونا بھی حکمت ہے	331	اختیار ملتا ہے
375	علم اللہ تعالیٰ کا عذاب اور حجاب بھی ہوتا ہے	338	قرآن مجید کے عظیم فوائد
	فرعون کی توبہ اور حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی	338	شریعت، طریقت اور حقیقت کی طرف اشارہ
379	قوم کی توبہ میں فرق	340	اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے کیا مراد ہے؟
388	سورۃ ہود	341	اپنی طرف سے حلال کو حرام سمجھنا اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے
388	سورۃ ہود کا تعارف	343	اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے نافرمانی سے بچنا چاہئے
388	مقام نزول	344	ولی اللہ کی علامات
388	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد	346	اولیاء کرام کی اقسام
388	”ہود“ نام رکھنے کی وجہ	349	اولیاء کرام کے فضائل
388	سورۃ ہود کے بارے میں احادیث	353	رات اور دن اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتیں ہیں
389	سورۃ ہود کے مضامین	355	اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان
390	سورۃ یونس کے ساتھ مناسبت	358	حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مختصر تعارف
393	توبہ اور استغفار میں فرق اور وسعت رزق کے لئے بہتر عمل		آیت ”وَ اٰتٰنَا عَلَیْہِمْ مَّیْمٰنًا وَّجْہًا“ سے حاصل ہونے
393	ایک نیکی دوسری نیکی کی توفیق کا ذریعہ بنتی ہے	358	والی معلومات
395	تنہائی میں رنگا ہونا منع ہے	359	تبلیغ دین پر اجرت نہ لی جائے
396	کالیغواں کا علاج	363	حق معلوم ہونے کے بعد قبول نہ کرنا فرعونیوں کا طریقہ ہے
396	کسی جاندار کو رزق دینا اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں	363	سورۃ یونس کی آیت نمبر 78 سے معلوم ہونے والے مسائل
397	ہر چیز کو لوح محفوظ میں لکھنے کی حکمت		حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعے میں قوم کی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
444	نجات کے لئے صرف نسبی قرابت کا اعتبار نہیں	399	عرش پانی کے اوپر ہونے کے معنی
446	حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام معصوم ہیں	399	قدرت الہی کے دلائل
450	تبلیغ کے کام کسی لالچ کے بغیر کئے جائیں	399	نعمتیں پیدا کئے جانے میں بھی ہماری آزمائش مقصود ہے
451	استغفار کی برکت	401	اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوفی ہلاکت کا سبب ہے
	آیت ”فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ“ سے حاصل ہونے	403	شیخی کی خوشی منع اور شکر یہی کی خوشی عبادت ہے
455	والی معلومات	404	مومن کی شان
464	گائے کا گوشت سنت ابراہیمی کی نیت سے کھائیں		مصیبت پر صبر کرنے اور رضائے الہی پر راضی رہنے کے
	آیت ”وَلَقَدْ جَاءَتْ مُرْسَلًا“ سے معلوم ہونے	404	6 فضائل
464	والے مسائل	405	نعمت ملنے پر شکر کرنے کی برکات
468	ازواجِ مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں		نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وحی میں خیانت کرنا
471	تقدیرِ مبرم سے متعلق دو مسائل	407	ناممکن ہے
477	لواطت کی مذمت پر دو معروضات	408	قرآن مجید کا اپنی مثل بنا کر دکھانے کے چیلنج
486	”وَوَدُّ“ کا معنی و مفہوم	411	نیک اعمال کے ذریعے دنیا طلب کرنے والوں کا انجام
494	ظالموں کو نصیحت	414	اعمال قبول ہونے کے لئے ایمان شرط ہے
497	سعادت اور بدبختی کی علامات	418	قیامت کے دن کافروں اور منافقوں کی رسوائی
505	دین اسلام پر ثابت قدمی کی ترغیب		آیت ”الَّذِينَ يَبْصُرُونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ“ کے
	حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسلام	418	مصدق لوگ
506	پرستقامت		آخرت کے مقابلے میں دنیا کو ترجیح دینا انتہائی نقصان
508	خدا کے نافرمانوں سے تعلقات کی ممانعت	420	دہ ہے
510	ظالموں کے لئے نصیحت	422	اپنے اعمال کی فکر کرنے کی ترغیب
512	نیکیاں صغیرہ گناہوں کے لئے کفارہ ہوتی ہیں	425	حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر
519	سورۃ یوسف	428	مالداروں کو قریب کرنا اور غریبوں کو دور کرنا درست نہیں
519	سورۃ یوسف کا تعارف	440	کشتی میں سوار ہونے کی دعا
519	مقامِ نزول	442	عاشورہ کے روزے کی فضیلت

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
553	یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن میں فرق	519	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد
558	قید کی حالت میں بھی تبلیغ	519	”یوسف“ نام رکھنے کی وجہ
560	خواب کے بارے میں تین احادیث	519	سورہ یوسف کے بارے میں احادیث
561	خوابوں کی تعبیر بتانے کے آداب	520	سورہ یوسف کے مضامین
	خواب کی تعبیر بیان کرنے والے مشہور علما اور تعبیر پر	520	سورہ ہود کے ساتھ مناسبت
562	مشتمل کتابیں	522	قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا چاہئے
	خواب کی تعبیر سے متعلق نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ		حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعے کو
562	وسلّم کا معمول اور دو خوابوں کی تعبیریں	523	”أَحْسَنُ الْقَصَصِ“ فرمانے کی وجوہات
564	تبلیغ میں الفاظ نرم اور دلائل مضبوط استعمال کرنے چاہئیں	525	حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خواب
	انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام دین و دنیا کے رازوں	526	خواب کس سے بیان کرنا چاہئے؟
570	سے خبردار ہوتے ہیں		آیت ”لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ“ سے متعلق
571	حفاظتی تدابیر کے طور پر کچھ بچا کر رکھنا توکل کے خلاف نہیں	529	دو باتیں
	حضرت زین العابدین علیہ السلام کو برے لفظوں سے یاد		آیت ”أَقْسَلُوا يُّوسُفَ وَأَوَاطِرَ حُوءٍ“ سے حاصل
575	کرنا حرام ہے	531	ہونے والی معلومات
	اخلاقی خیانت مذموم وصف اور اخلاقی امانتداری قابل		انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا عمومی علم مبارک علم
575	تعریف وصف ہے	542	لدنی ہوتا ہے
577	ماخذ و مراجع		پاک دامن رہنے اور قدرت کے باوجود گناہ سے بچنے
582	ضمنی فہرست	545	کے فضائل
		545	ٹوکریاں بیچنے والا نوجوان
		549	تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان
		549	دودھ پینے کی عمر میں کلام کرنے والے بچے
			حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی براءت کی مزید
		551	علامتیں
			سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت

دسواں پارہ

(وَاعْلَمُوا)

پارہ نمبر 10

وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي
الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۚ إِن كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ
وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ التَّقَىٰ أَجْمَعِينَ ۖ وَاللَّهُ عَلَىٰ
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۴۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کا ہے اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر اور اس پر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے دن اتارا جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جان لو کہ تم جو مال غنیمت حاصل کرو تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ کے لئے اور رسول کے لئے اور (رسول کے) رشتہ داروں کیلئے اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے، اگر تم اللہ پر اور اس پر ایمان رکھتے ہو جو ہم نے اپنے خاص بندے پر فیصلہ کے دن اتارا جس دن دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئی تھیں اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

﴿وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ﴾: اور جان لو کہ تم جو مال غنیمت حاصل کرو۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت کا حکم اور اس کی تقسیم کا طریقہ بیان فرمایا ہے، اس کی وضاحت درج ذیل ہے۔

غنیمت کی قرأت

وہ مال جسے مسلمان کفار سے جنگ میں قہر و غلبہ کے طور پر حاصل کریں اسے غنیمت کہتے ہیں اور جنگ کے بغیر جو مال کفار سے حاصل کیا جائے جیسے خراج اور جزیہ اس کو فئے کہتے ہیں۔ (۱)

۱.....در مختار ورد المحتار، کتاب الجہاد، باب المغنم وقسمته، ۶/۲۱۸۔

مالِ غنیمت کی بطلت اس امت کی خصوصیت ہے

یاد رہے کہ مالِ غنیمت کا حلال ہونا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی خصوصیات میں سے ہے، سابقہ امتوں میں سے کسی کے لئے غنیمت کا مال حلال نہیں تھا، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہم سے پہلے کسی کے لئے غنیمت حلال نہیں ہوئی، اللہ تعالیٰ نے ہمارا ضعف و عجز دیکھ کر اسے ہمارے لئے حلال کر دیا۔“^(۱)

اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ عز و جل نے مجھے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل فرمایا“، یا ارشاد فرمایا ”میری امت کو تمام امتوں سے افضل کیا اور ہمارے لئے غنیمت حلال کی۔“^(۲)

مالِ غنیمت کا حکم اور اس کی تقسیم کا طریقہ

مالِ غنیمت کے حکم اور اس کی تقسیم سے متعلق چند مسائل درج ذیل ہیں۔

- (۱)..... مالِ غنیمت میں سے خُمُس یعنی پانچواں خاص اللہ عز و جل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ہے، پانچواں حصہ نکال کر باقی چار حصے مجاہدین پر تقسیم کر دیئے جائیں گے اور مالِ فئے مکمل طور پر بیٹ المال میں رکھا جائے گا۔^(۳)
- (۲)..... رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل قربات کے حصے ساقط ہو گئے۔ اب مالِ غنیمت کا جو پانچواں حصہ نکالا جائے تو اس کے تین حصے کئے جائیں گے۔ ایک حصہ یتیموں کے لئے، ایک مسکینوں اور ایک مسافروں کے لئے اور اگر یہ تینوں حصے ایک ہی قسم مثلاً یتیموں یا مسکینوں پر خرچ کر دیئے جب بھی جائز ہے اور مجاہدین کو حاجت ہو تو ان پر خرچ کرنا بھی جائز ہے۔^(۴)

- (۳)..... بنی ہاشم و بنی مطلق کے یتیم اور مساکین اور مسافر اگر فقیر ہوں تو یہ لوگ دوسروں کی بہ نسبت خمس کے زیادہ

۱..... بخاری، کتاب فرض الخمس، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: احلّت لکم الغنائم، ۳/۴۹، الحدیث: ۳۱۲۴،

مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب تحلیل الغنائم لهذه الامۃ خاصۃ، ص ۹۵۹، الحدیث: ۳۲ (۱۷۴۷)۔

۲..... ترمذی، کتاب السیر، باب ما جاء فی الغنیمۃ، ۳/۱۹۶، الحدیث: ۱۵۵۸۔

۳..... در مختار مع رد المحتار، کتاب الجہاد، باب المغنم وقسمتہ، ۶/۲۱۸-۲۱۹ ملقطاً۔

۴..... مدارک، الانفال، تحت الآیۃ: ۴۱، ص ۴۱۳، در مختار مع رد المحتار، کتاب الجہاد، باب المغنم وقسمتہ، فصل فی

کیفیۃ القسمۃ، ۶/۲۳۷۔

حقدار ہیں کیونکہ اور فقر تو زکوٰۃ بھی لے سکتے ہیں لیکن یہ نہیں لے سکتے اور یہ لوگ غنی ہوں تو خمس میں ان کا کچھ حق نہیں۔^(۱)

(4).....خُمْس کے علاوہ باقی چار حصے مجاہدین پر اس طرح تقسیم کئے جائیں گے کہ سوار کو پیدل کے مقابلے میں دو گنا ملے گا یعنی ایک اس کا حصہ اور ایک گھوڑے کا اور گھوڑا عربی ہو یا کسی اور قسم کا سب کا ایک حکم ہے۔ لشکر کا سردار اور سپاہی دونوں برابر ہیں یعنی جتنا سپاہی کو ملے گا اتنا ہی سردار کو بھی ملے گا۔ اونٹ اور گدھے اور خچر کسی کے پاس ہوں تو ان کی وجہ سے کچھ زیادہ نہ ملے گا یعنی اسے بھی پیدل والے کے برابر ملے گا اور اگر کسی کے پاس چند گھوڑے ہوں جب بھی اتنا ہی ملے گا جتنا ایک گھوڑے کے لیے ملتا تھا۔^(۲)

نوٹ: غنیمت کے مزید مسائل جاننے کے لئے بہار شریعت حصہ 9 سے ”غنیمت کا بیان“ مطالعہ کیجئے۔

﴿يَوْمَ التَّقِي الْجُوعِ﴾: جس دن دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئی تھیں۔ ﴿اس دن سے روز بدر مراد ہے اور دونوں فوجوں سے مسلمانوں اور کافروں کی فوجیں مراد ہیں اور یہ واقعہ سترہ رمضان کو پیش آیا۔ صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی اور مشرکین ہزار کے قریب تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں ہزیمت دی، ان میں سے ستر سے زیادہ مارے گئے اور اتنے ہی گرفتار ہوئے۔^(۳)

إِذْ أَنْتُمْ بِالْعُدُوِّ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدُوِّ الْقُصْوَى وَالرَّكْبُ أَسْفَلَ مِنْكُمْ ط وَلَوْ تَوَاعَدْتُمْ لَا خْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ ط وَلَكِنْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ط لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ط وَإِنَّ اللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ ط

ترجمہ کنزالایمان: جب تم نالے کے اس کنارے تھے اور کافر پر لے کنارے اور قافلہ تم سے ترائی میں اور اگر تم آپس میں

①.....در مختار مع رد المحتار، کتاب الجہاد، باب المغنم وقسمته، فصل فی کیفیة القسمة، ۲۳۷/۶-۲۳۸.

②.....عالمگیری، کتاب السیر، الباب الرابع فی الغنائم وقسمتها، الفصل الثانی فی کیفیة القسمة، ۲۱۲/۲.

③.....حازن، الانفال، تحت الآية: ۴۱، ۱۹۸/۲.

کوئی وعدہ کرتے تو ضرور وقت پر برابر نہ پہنچتے لیکن یہ اس لیے کہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے کہ جو ہلاک ہو دلیل سے ہلاک ہو اور جو جے دلیل سے جے اور بیشک اللہ ضرور سنتا جانتا ہے۔

توجہ کنذا العرفان: جب تم قریب والی جانب تھے اور وہ کافر دور والی جانب تھے اور قافلہ تم سے نیچے والی طرف تھا اور اگر تم آپس میں کوئی وعدہ کرتے تو ضرور مدت کے بارے میں تمہارا اختلاف ہو جاتا لیکن کیونکہ اللہ نے اس کام کو پورا کرنا تھا جسے ہو کر ہی رہنا تھا تا کہ جسے ہلاک ہونا ہے وہ واضح دلیل سے ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ بھی واضح دلیل سے زندہ رہے اور بیشک اللہ ضرور سننے والا جاننے والا ہے۔

﴿إِذَا أَنْتُمْ بِالْعُدُوِّ الدُّنْيَا﴾: جب تم قریب والی جانب تھے۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا لشکر بدر کی اس جانب تھا جو مدینہ طیبہ سے قریب تھی اور کفار کا لشکر وادی بدر کی دوسری جانب تھا جو کہ مدینہ طیبہ سے دور تھی جبکہ ابوسفیان وغیرہ کا تجارتی قافلہ وادی بدر کے چلی جانب تین میل کے فاصلے پر ساحل سمندر کی طرف تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو پہلے سے وقت مقرر کئے بغیر کفار کے مقابلے میں لاکھڑا کیا، اس میں حکمت یہ تھی کہ اگر مسلمان اور کفار جنگ کا کوئی وقت مُعَيَّن کر لیتے پھر مسلمان اپنی قلیل تعداد، بے سروسامانی، کفار کی کثیر تعداد اور ان کے سامان کی کثرت دیکھتے تو بے ہمت و خوف کی وجہ سے ہمت ہار بیٹھتے اور میدان جنگ سے کتر کر نکل جاتے لیکن مدت مقرر کئے بغیر لڑائی اس لئے ہو گئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام و مسلمین کی مدد اور دشمنانِ دین کی ہلاکت کا کام پورا کرنا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وقت مقرر کئے بغیر ہی جمع کر دیا۔^(۱)

﴿لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ﴾: تا کہ جسے ہلاک ہونا ہے وہ واضح دلیل سے ہلاک ہو۔ ﴿غزوہ بدر کی ابتداء میں مسلمانوں کے لشکر کی حالت یہ تھی کہ مجاہدین اسباب کی کمی اور تیاری نہ ہونے کی وجہ سے خوف اور گھبراہٹ میں مبتلا تھے، ان کی جائے قیام پانی سے دور تھی، زمین ریتلی ہونے کی وجہ سے اس میں پیروھنس جاتے تھے، جبکہ لشکر کفار کا حال یہ تھا کہ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی، کھانے پینے کا سامان اور ہتھیار ان کے پاس وافر مقدار میں موجود تھے اور وہ پانی کے قریب ٹھہرے ہوئے تھے، ان کی زمین ریتلی نہ ہونے کی وجہ سے ان کے لئے چلنا آسان تھا مزید یہ کہ ان کے پیچھے ابوسفیان کا قافلہ تھا جس سے بوقتِ ضرورت انہیں مدد حاصل ہونے کی امید تھی یوں بظاہر حالات کافروں کے موافق اور مسلمانوں

۱.....حازن، الانفصال، تحت الآية: ۴۲، ۱۹۸/۲۔

کے مخالف تھے۔ جب دونوں لشکروں کی آپس میں جنگ ہوئی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے نقشہ ہی بدل دیا، اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمانوں کو بہت بڑی فتح نصیب ہوئی اور کفار بدترین شکست سے دوچار ہوئے۔ مسلمانوں کی فتح اور کفار کی شکست تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عظیم معجزہ اور نبوت کے دعویٰ کی صداقت پر مضبوط دلیل ہے کیونکہ جنگ شروع ہونے سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو فتح کی بشارت دی اور فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے۔ نیز مسلمانوں کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فتح کی بشارت اس وقت دی تھی کہ جب ظاہری اور مادی طور پر مسلمانوں کی فتح کے کوئی آثار نہ تھے، یوں بدر کی فتح سے نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی سچائی ظاہر ہو گئی اور اسلام کی صداقت پر مضبوط دلیل قائم ہو گئی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اب جو کفر اختیار کر کے ہلاکت میں پڑے گا تو وہ دلیل قائم ہونے اور حجت پوری ہو جانے کے بعد ہلاکت میں پڑے گا اور جو اسلام قبول کر کے زندگی حاصل کرے گا تو وہ دلیل قائم ہونے کے بعد کرے گا۔^(۱)

إِذْ يُرِيكُمُ اللَّهُ فِي مَنَاكِبِكُمْ لَئِلَّا^ط وَلَوْ أَرَاكُمْ كَثِيرًا لَفَشَلْتُمْ
وَلَتَنَارَعُكُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ^ط إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۴۳

ترجمہ کنزالایمان: جب کہ اے محبوب اللہ تمہیں کافروں کو تمہاری خواب میں تھوڑا دکھاتا تھا اور اے مسلمانو! اگر وہ تمہیں بہت کر کے دکھاتا تو ضرور تم بزدلی کرتے اور معاملہ میں جھگڑا ڈالتے مگر اللہ نے بچا لیا بیشک وہ دلوں کی بات جانتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: (اے حبیب! یاد کرو) جب اللہ نے یہ کافر تمہاری خواب میں تمہیں تھوڑے کر کے دکھائے اور اگر وہ ان کو زیادہ کر کے تمہیں دکھاتا تو اے مسلمانو! تم ضرور بزدل ہو جاتے اور تم ضرور معاملے میں اختلاف کرتے لیکن اللہ نے سلامت رکھا، بیشک وہ دلوں کی باتیں جانتا ہے۔

﴿إِذْ يُرِيكُمُ اللَّهُ فِي مَنَاكِبِكُمْ لَئِلَّا﴾ (اے حبیب! یاد کرو) جب اللہ نے یہ کافر تمہاری خواب میں تمہیں تھوڑے کر کے دکھائے۔ ﴿يَهْدِي اللَّهُ تَحْتِ الْوُجُوهِ﴾ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت تھی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کفار کی تعداد تھوڑی دکھائی گئی اور آپ

①.....تفسیر کبیر، الانفال، تحت الآية: ۴۲، ۴۸۷/۵.

نے اپنا یہ خواب صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ سے بیان کیا تو اس سے ان کی ہمتیں بڑھیں اور اپنے ضعف و کمزوری کا اندیشہ نہ رہا اور انہیں دشمن پر جرأت پیدا ہوئی اور دل مضبوط ہوئے۔ انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کا خواب حق ہوتا ہے، آپ کو کفار تھوڑے دکھائے گئے تھے اور ایسے کفار جو دنیا سے بے ایمان جائیں اور کفر ہی پر ان کا خاتمہ ہو وہ تھوڑے ہی تھے کیونکہ جو لشکر مقابلے میں آیا تھا اس میں کثیر لوگ وہ تھے جنہیں اپنی زندگی میں ایمان نصیب ہوا اور خواب میں قِلَّت کی تعبیر ضَعْف سے ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غالب فرما کر کفار کا ضعف ظاہر کر دیا۔^(۱)

وَإِذْ يُكْمِؤُهُمْ إِذِ التَّقِيَّتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ
لِيَقْضَى اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۖ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور جب لڑتے وقت تمہیں کافر تھوڑے کر کے دکھائے اور تمہیں ان کی نگاہوں میں تھوڑا کیا کہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے اور اللہ کی طرف سب کاموں کی رجوع ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور (اے مسلمانو! یاد کرو) جب لڑتے وقت اللہ تمہیں وہ کافر تمہاری نگاہوں میں تھوڑے کر کے دکھا رہا تھا اور تمہیں ان کی نگاہوں میں تھوڑا کر دیتا کہ اللہ اس کام کو پورا کرے جسے ہو کر ہی رہنا ہے اور اللہ ہی کی طرف تمام کاموں کا رجوع ہے۔

﴿وَإِذْ يُكْمِؤُهُمْ إِذِ التَّقِيَّتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا﴾ اور (اے مسلمانو! یاد کرو) جب لڑتے وقت اللہ نے تمہیں وہ کافر تمہاری نگاہوں میں تھوڑے کر کے دکھائے۔ ﴿بَدْر کے میدان میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کئی طرح کے انعامات فرمائے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کفار بہت تھوڑے کر کے دکھائے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْہُ فرماتے ہیں کہ وہ کافر ہماری نگاہوں میں اتنے کم لگے کہ میں نے اپنے برابر والے ایک شخص سے کہا کہ تمہارے گمان میں کافر ستر ہوں گے اس نے کہا کہ میرے خیال میں سو ہیں حالانکہ وہ ایک ہزار تھے۔ اور کافروں کی نظروں میں مسلمانوں کو بہت تھوڑا کر کے دکھایا یہاں تک کہ ابوجہل نے کہا کہ ”انہیں رسیوں میں باندھ لو، گویا کہ وہ مسلمانوں کی جماعت کو اتنا قلیل دیکھ رہا تھا کہ مقابلہ

۱..... صاوی، الانفال، تحت الآية: ۴۳، ۷۶۸/۳۔

کرنے اور جنگ آزما ہونے کے لائق بھی خیال نہیں کرتا تھا۔ مسلمانوں کو مشرکین تھوڑے دکھانے میں حکمت یہ تھی کہ رسول اکرم ﷺ کے خواب کی صداقت ظاہر ہو جائے، مسلمانوں کے دل مضبوط ہو جائیں اور کفار پران کی جرأت بڑھ جائے جبکہ مشرکین کو مسلمانوں کی تعداد تھوڑی دکھانے میں یہ حکمت تھی کہ مشرکین مقابلہ پر جم جائیں، بھاگ نہ پڑیں اور یہ بات ابتداء میں تھی، مقابلہ ہونے کے بعد انہیں مسلمان بہت زیادہ نظر آنے لگے۔^(۱)

نوٹ: مسلمانوں اور کافروں کا بدر کے میدان میں ایک دوسرے کو کم اور زیادہ دیکھنے کا تفصیلی ذکر سورہ آل عمران آیت نمبر 13 میں مذکور ہے۔

﴿لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا﴾: تاکہ اللہ اس کام کو پورا کرے جسے ہو کر ہی رہنا ہے۔ یعنی اسلام کا غلبہ اور مسلمانوں کی نصرت اور شرک کا ابطال اور مشرکین کی ذلت اور رسول کریم ﷺ کا اعزاز کے معجزے کا اظہار کہ جو فرمایا تھا وہ ہوا کہ قلیل جماعت بھاری لشکر پر فتح یاب ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا
لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۲۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو کہ تم مراد کو پہنچو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے ایمان والو! جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ فلاح پاؤ۔

﴿إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا﴾: جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو۔ اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کو بیان فرمایا جو اس نے جنگ بدر میں اپنے حبیب ﷺ اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو عطا فرمائی تھیں اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جنگ کے دوا و ادب تعلیم فرمائے ہیں۔

پہلا ادب: جنگ میں ثابت قدم رہنا۔ ابتداء مسلمانوں کو جنگ یا کسی بھی آزمائش کی تمنا نہیں کرنی چاہئے لیکن

①.....حازن، الانفال، تحت الآية: ۴۴، ۲/۱۹۹-۲۰۰، تفسیر کبیر، الانفال، تحت الآية: ۴۴، ۵/۴۸۸، ملقطاً.

جب ان پر جنگ مُسَلَّط ہو جائے تو اب ان پر لازم ہے کہ ثابت قدمی کا مظاہرہ کریں اور بزدلی نہ دکھائیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم دشمنوں سے مقابلے کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو اور جب دشمنوں سے مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کو یاد کرو۔^(۱) اور جنگ میں ثابت قدم رہنے کی فضیلت کے بارے میں حضرت ابویوب انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے دشمن کے مقابلے میں صبر کیا یہاں تک کہ وہ شہید کر دیا گیا یا اس نے دشمنوں کو قتل کر دیا تو وہ فتنہ قبر میں مبتلا نہ ہوگا۔^(۲)

دوسرا ادب: لڑائی کے دوران کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ دوران جنگ دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد اور زبان پہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر ہونا چاہئے۔ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”جب نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دشمن سے مقابلہ کرتے تو یوں دعا مانگتے ”اے اللہ! تو میری طاقت اور مددگار ہے، میں تیری مدد سے پھرتا ہوں اور تیری مدد سے حملہ کرتا اور تیری مدد سے قتال کرتا ہوں۔“^(۳)

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو انتہائی شدید حالت میں بھی ذکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس میں یہ تنبیہ ہے کہ ہر حال میں انسان کا دل اور اس کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہے۔ اگر ایک شخص مغرب سے مشرق تک اپنے اموال کی سخاوت کرے اور دوسرا شخص مشرق سے مغرب تک تلوار سے جہاد کرتا جائے تب بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرنے والے کا درجہ اور اجر ان سے زیادہ ہوگا۔“^(۴)

یاد رہے کہ دوران جنگ زیادہ تر ذکر زبان سے ہوگا کہ دل عام طور پر سامنے والے سے مقابلے میں مشغول ہوتا ہے۔

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَأْسُوكَ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ
وَاصْبِرُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝۳۶

①.....مصنف عبد الرزاق، کتاب الجہاد، باب کیف یصنع بالذی یغلّ، ۱۷۰/۵، الحدیث: ۹۵۸۱۔

②.....معجم الاوسط، باب المیم، من اسمہ موسیٰ، ۱۲۹/۶، الحدیث: ۸۲۴۳۔

③.....مصنف عبد الرزاق، کتاب الجہاد، باب کیف یصنع بالذی یغلّ، ۱۶۹/۵، الحدیث: ۹۵۸۰۔

④.....تفسیر کبیر، الانفال، تحت الآیة: ۴۵، ۴۸۹/۵۔

ترجہ کنزالایمان: اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کرو گے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی اور صبر کرو بیشک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔

ترجہ کنزالعرفان: اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں بے اتفاقی نہ کرو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا (قوت) اکھڑ جائے گی اور صبر کرو، بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو۔ ﴿اللَّهُ تَعَالَى﴾ اور اس کے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت کا حکم ہمیشہ کیلئے ہے۔ (۱)

اور اس آیت کا ایک مفہوم یہ ہے کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ تمام معاملات میں خصوصاً جہاد اور دشمن سے مقابلے کے وقت ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت کریں اور باہمی اختلافات سے بچیں جیسا کہ اُحد میں بعض مسلمانوں نے بعض کی مخالفت کی، کیونکہ باہمی تنازع ضعف و کمزوری اور بے وقاری کا سبب ہے۔ (۲)

مسلمان باہمی اختلاف سے ہمیں اور اتحاد کا راستہ اختیار کریں

اس آیت کا حکم تو جنگ کے بارے میں ہے لیکن عمومی حالات میں بھی مسلمانوں کو باہمی اختلاف سے بچنا چاہیے اور اتفاق و اتحاد کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ کفار کے ممالک تو آپس میں متحد ہیں لیکن افسوس کہ مسلمانوں میں باہمی اتحاد و نظر نہیں آتا بلکہ ان کا حال یہ ہو چکا ہے کہ اگر کفار کسی مسلمان ملک پر ظلم و ستم کریں تو دوسرے ملک کے مسلمان اپنے مسلم بھائیوں کا ساتھ دینے اور ان کافروں کے خلاف برسرِ پیکار ہونے کی بجائے وہ بھی کافروں کا ساتھ دیتے ہیں۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَأَرَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ
عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿۴۰﴾

ترجہ کنزالایمان: اور ان جیسے نہ ہونا جو اپنے گھر سے نکلے اتراتے اور لوگوں کے دکھانے کو اور اللہ کی راہ سے روکتے



①.....قرطبی، الانفال، تحت الآية: ۴۶، ۳۰۷/۴، الجزء السابع.

②.....حازن، الانفال، تحت الآية: ۴۶، ۲۰۰/۲، تفسیر کبیر، الانفال، تحت الآية: ۴۶، ۴۸۹/۵، ملقطاً.

اور ان کے سب کام اللہ کے قابو میں ہیں۔

توجہ کنز العرفان: اور ان لوگوں جیسا نہ ہونا جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھاواتے ہوئے نکلے اور وہ اللہ کے راستے سے روک رہے تھے اور اللہ ان کے تمام اعمال کو گھیرے ہوئے ہے۔

﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ﴾ اور ان لوگوں جیسا نہ ہونا۔ ﴿﴾ شان نزول: یہ آیت ان کفار قریش کے بارے میں نازل ہوئی جو بدر میں بہت اتراتے اور تکبر کرتے ہوئے آئے تھے۔ جب یہ لوگ آئے تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی: یا رب! عَزَّوَجَلَّ، یہ قریش آگئے، تکبر و غرور میں سرشار اور جنگ کے لئے تیار ہیں، تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں۔ یا رب! عَزَّوَجَلَّ، اب وہ مدد و عنایت ہو جس کا تو نے وعدہ کیا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب ابوسفیان نے دیکھا کہ قافلہ کو کوئی خطرہ نہیں رہا تو انہوں نے قریش کے پاس پیام بھیجا کہ تم قافلہ کی مدد کے لئے آئے تھے، اب اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے لہذا واپس چلے جاؤ۔ اس پر ابو جہل نے کہا کہ ”خدا کی قسم! ہم واپس نہ ہوں گے یہاں تک کہ ہم بدر میں اتریں، تین دن قیام کریں، اونٹ ذبح کریں، بہت سے کھانے پکائیں، شرا بیں پیئیں، کنیزوں کا گانا بجانائیں، عرب میں ہماری شہرت ہو اور ہماری ہیبت ہمیشہ باقی رہے۔ لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا جب وہ بدر میں پہنچے تو شراب کے جام کی جگہ انہیں ساغر موت پینا پڑا اور کنیزوں کے ساز و نوا کی جگہ رونے والیاں انہیں روئیں اور اونٹوں کے ذبح کی جگہ ان کی گردنیں کٹیں۔ (۱)

کافروں کی رہائی، اور غرور اور تکبر کے برے اشیاء سے مسلمان ہجرت حاصل کریں

اللہ تعالیٰ اس آیت میں مؤمنین کو حکم فرما رہا ہے کہ وہ اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں اور سمجھ لیں کہ غرور یا اور غرور و تکبر کا انجام انتہائی خراب ہے بندے کو اخلاص اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرنی چاہئے۔

وَأَذَرَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمْ الْيَوْمَ
مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌّ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَ آتِ الْفِتْنِ نَكَصَ عَلَى عَقْبَيْهِ

۱.....صاوی، الانفال، تحت الآیة: ۴۷، ۳/۷۷۰.

وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنْكُمْ إِنِّي أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ
وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝۳۸

ترجمہ کنزالایمان: اور جبکہ شیطان نے ان کی نگاہ میں ان کے کام بھلے کر دکھائے اور بولا آج تم پر کوئی شخص غالب آنے والا نہیں اور تم میری پناہ میں ہو تو جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے لٹے پاؤں بھاگا اور بولا میں تم سے الگ ہوں میں وہ دیکھتا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتا میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور (یاد کرو) جب شیطان نے ان کی نگاہ میں ان کے اعمال خوبصورت کر کے دکھائے اور شیطان نے کہا: آج لوگوں میں سے کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں اور بیشک میں تمہارا مددگار ہوں پھر جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو شیطان لٹے پاؤں بھاگا اور کہنے لگا: بیشک میں تم سے بیزار ہوں۔ میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے۔ بیشک میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

﴿وَإِذْ بَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ﴾ اور (یاد کرو) جب شیطان نے ان کی نگاہ میں ان کے اعمال خوبصورت کر کے دکھائے۔ اس آیت میں بیان کئے گئے واقعات کا خلاصہ یہ ہے کہ شیطان نے کفار کی نگاہ میں ان کے اعمال خوبصورت کر کے دکھائے اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت اور مسلمانوں کی مخالفت میں جو کچھ انہوں نے کیا تھا اس پر ان کی تعریفیں کیں اور انہیں خبیث اعمال پر قائم رہنے کی رغبت دلائی اور جب قریش نے بدر میں جانے پر اتفاق کر لیا تو انہیں یاد آیا کہ ان کے اور قبیلہ بنی بکر کے درمیان دشمنی ہے، ممکن تھا کہ وہ یہ خیال کر کے واپسی کا ارادہ کرتے اور یہ شیطان کو منظور نہ تھا، اس لئے اس نے یہ فریب کیا کہ وہ بنی کنانہ کے سردار سراقہ بن مالک کی صورت میں نمودار ہوا اور ایک لشکر اور ایک جھنڈا ساتھ لے کر مشرکین سے آ ملا اور ان سے کہنے لگا کہ میں تمہارا ذمہ دار ہوں آج تم پر کوئی غالب آنے والا نہیں جب مسلمانوں اور کافروں کے دونوں لشکر صف آراء ہوئے اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مُشت خاک مشرکین کے منہ پر ماری تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے اور حضرت جبریل علیہ السلام ابلیس لعین کی طرف بڑھے جو سراقہ کی شکل میں حارث بن

ہشام کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا، ابلیس ہاتھ چھڑا کر اپنے گروہ کے ساتھ بھاگا۔ حارث پکارتا رہ گیا سراقہ! سراقہ! تم نے تو ہماری ضمانت لی تھی اب کہاں جاتے ہو؟ ابلیس کہنے لگا: بیشک میں تم سے بیزار ہوں اور امن کی جو ذمہ داری لی تھی اس سے سُبک دوش ہوتا ہوں۔ اس پر حارث بن ہشام نے کہا کہ ہم تیرے بھروسے پر آئے تھے کیا تو اس حالت میں ہمیں رسوا کرے گا؟ کہنے لگا: میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے، بیشک میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہوں کہیں وہ مجھے ہلاک نہ کر دے۔ جب کفار کو ہزیمت ہوئی اور وہ شکست کھا کر مکہ مکرمہ پہنچے تو انہوں نے یہ مشہور کر دیا کہ ہماری شکست و ہزیمت کی وجہ سراقہ بنا ہے۔ سراقہ کو جب یہ خبر پہنچی تو اسے بہت حیرت ہوئی اور اس نے کہا: یہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ نہ مجھے ان کے آنے کی خبر، نہ جانے کی، تو قریش نے کہا: ”تو فلاں فلاں روز ہمارے پاس آیا تھا۔ اس نے قسم کھائی کہ یہ غلط ہے۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ وہ شیطان تھا۔“ (۱)

إِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هَؤُلَاءِ دِينُهُمْ
وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝۳۹

توجہ کنذا الایمان: جب کہتے تھے منافق اور وہ جن کے دلوں میں آزار ہے کہ یہ مسلمان اپنے دین پر مغرور ہیں اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

توجہ کنذا العرفان: جب منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے کہنے لگے کہ ان مسلمانوں کو ان کے دین نے دھوکے میں ڈالا ہوا ہے اور جو اللہ پر توکل کرے تو بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

﴿إِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ﴾: جب منافق کہنے لگے۔ منافقین سے مراد اوس اور خزرج قبیلے کے چند افراد ہیں اور جن کے دلوں میں بیماری ہے سے مراد مکہ مکرمہ کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے کلمہ اسلام تو پڑھ لیا تھا مگر ابھی تک ان کے دلوں میں شک و تردید باقی تھا۔ جب کفار قریش سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جنگ کے لئے نکلے تو یہ بھی ان کے ساتھ بدر میں پہنچے۔ بدر میں جب انہوں نے مسلمانوں کی تعداد تھوڑی دیکھی تو ان کا شک مزید بڑھا اور وہ مُرتد ہو گئے اور یہ کہنے

لگے کہ مسلمان اتنی کم تعداد کے باوجود اپنے سے تین گنا بڑے لشکر سے جنگ کرنے لگے ہیں، انہیں ان کے دین اسلام نے دھوکے میں ڈالا ہوا ہے اور آخرت میں ثواب کی امید انہیں اپنی جانیں قربان کرنے پر ابھار رہی ہے۔ یہ تمام لوگ بدر میں مارے گئے تھے۔ (۱)

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ﴾ اور جو اللہ پر توکل کرے۔ ﴿إرشاد فرمایا کہ جو اللہ عزوجل پر توکل کرے اور اپنا کام اس کے سپرد کر دے اور اس کے فضل و احسان پر مطمئن ہو تو بیشک اللہ تعالیٰ اس کا حافظ و ناصر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ غالب ہے اس پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اللہ عزوجل حکمت والا ہے، وہ اپنے دشمنوں کو عذاب میں مبتلا کرتا اور اپنے اولیاء کو رحمت و ثواب عطا فرماتا ہے۔ (۲)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے توکل کی تعریف

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعریف فرمائی ہے کہ انہوں نے اپنے تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیئے اور اس کی قضا پر راضی ہو گئے تاکہ دشمنوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ ان کی حمایت فرمائے اور اس میں دیگر مسلمانوں کے لئے بھی یہ تعلیم ہے کہ وہ بھی اپنے سب معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں اور اس کی قضا و تقدیر پر ہر دم راضی رہیں۔

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ٥٠

ترجمہ کنزالایمان: اور کبھی تو دیکھے جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں مار رہے ہیں ان کے منہ پر اور ان کی پیٹھ پر اور چکھو آگ کا عذاب۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر آپ دیکھتے جب فرشتے کافروں کی ان کے چہروں اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے جان نکالتے

①..... تفسیر کبیر، الانفال، تحت الآیۃ: ۴۹، ۵/۴۹۳، حازن، الانفال، تحت الآیۃ: ۴۹، ۲/۲۰۰، ملقطاً.

②..... حازن، الانفال، تحت الآیۃ: ۴۹، ۲/۲۰۰.

ہیں اور (کہتے ہیں) آگ کا عذاب چکھو۔

﴿وَلَوْ تَرَىٰ: اور اگر آپ دیکھتے۔﴾ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اگر آپ کافروں کی وہ حالت دیکھیں کہ جب موت کے وقت فرشتے کافروں کی روحیں نکالتے ہیں تو بڑا خوفناک منظر دیکھیں گے۔ فرشتے آگ میں سرخ کئے ہوئے لوہے کے گرز کافروں کے چہرے اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے کہتے ہیں کہ آگ کا عذاب چکھو اور گرزوں کی ضرب و مار سے جو زخم لگتا ہے اس میں آگ بھڑک اٹھتی ہے۔^(۱)

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمْتُمْ اَیْدِیْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلّٰمٍ لِّلْعَبِیْدِ ۝۱

ترجمہ کنزالایمان: یہ بدلہ ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہ بدلہ ہے ان اعمال کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

﴿ذٰلِكَ: یہ۔﴾ یعنی یہ مصیبتیں اور عذاب تمہارے اپنے کئے ہوئے کفر اور گناہوں کا بدلہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی پر جرم کے بغیر عذاب نہیں کرتا اور کافر پر عذاب کرنا عدل ہے۔ آیت میں ”ظَلّٰمٍ“ سے مراد بہت ظلم کرنے والا نہیں بلکہ مُطْلَق ظلم کرنے والا مراد ہے اور معنی یہ ہوا کہ اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

كَذٰبِ الْاِلٰہِ فِرْعَوْنُ ۚ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیُّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝۲

ترجمہ کنزالایمان: جیسے فرعون والوں اور ان سے اگلوں کا دستور وہ اللہ کی آیتوں سے منکر ہوئے تو اللہ نے انہیں ان کے گناہوں پر پکڑا بیشک اللہ قوت والا سخت عذاب والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: جیسا فرعونوں اور ان سے پہلوں کا طریقہ وہ اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرتے تھے تو اللہ نے

ان کے گناہوں کے سبب انہیں پکڑ لیا، بیشک اللہ بڑی قوت والا، سخت عذاب دینے والا ہے۔

﴿كَذَّابٍ اِلٰلٍ فِرْعَوْنَ﴾: جیسا فرعونوں کا طریقہ۔ ﴿اس سے پہلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے بدر کے میدان میں کفار کی ذلت آمیز شکست اور آخرت میں ان کے لئے سخت عذاب تیار کرنے کا ذکر فرمایا جبکہ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ کفار قریش کو جو دنیا و آخرت میں عذاب دیا ہے وہ ان کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ تمام کفار اور سب منکروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہی طریقہ ہے۔ آیت کا معنی یہ ہے کہ ان کافروں کی اپنے کفر و سرکشی میں عادت فرعون اور ان سے پہلوں کی طرح ہے تو جیسے فرعونوں کو غرق کر کے ہلاک کیا اسی طرح یہ بھی غزوہ بدر کے دن قتل اور قید میں مبتلا کئے گئے۔^(۱) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ”آیت کا معنی یہ ہے کہ جس طرح فرعونوں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کو یقین کے ساتھ جان لیا پھر بھی ان کی تکذیب کی یہی حال ان لوگوں کا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو جان پہچان کر تکذیب کرتے ہیں۔^(۲)

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكْ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا
مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۗ وَاَنَّ اللّٰهَ سَبِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۵۳

ترجمہ کنزالایمان: یہ اس لیے کہ اللہ کسی قوم سے جو نعمت انہیں دی تھی بدلتا نہیں جب تک وہ خود نہ بدل جائیں اور بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ کسی نعمت کو ہرگز نہیں بدلتا جو اس نے کسی قوم کو عطا فرمائی ہو جب تک وہ خود ہی اپنی حالت کو نہ بدلیں اور بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

﴿ذٰلِكَ﴾: یہ۔ ﴿یعنی کافروں کو عذاب دینے کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو جو نعمت عطا فرمائی ہے اسے ہرگز نہیں بدلتا جب تک وہ خود ہی اپنی حالت کو نہ بدلیں اور زیادہ بدتر حال میں مبتلا نہ ہوں جیسے اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کو روزی دے

①.....تفسیر کبیر، الانفال، تحت الآیۃ: ۵۲، ۴۹۵/۵.

②.....حازن، الانفال، تحت الآیۃ: ۵۲، ۲۰۳/۲.

کر بھوک کی تکلیف دور کی، امن دے کر خوف سے نجات دی اور ان کی طرف اپنے حبیب سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نبی بنا کر مبعوث کیا، انہوں نے ان نعمتوں پر شکر کرنے کی بجائے یہ سرکشی کی کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جھٹلایا اور ان کی خوں ریزی کے درپے ہوئے اور لوگوں کو راہِ حق سے روکا۔ سِدِّی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت حضرت سید انبیاء محمد مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔ (۱)

قوموں کے عروج و زوال سے متعلق قانونِ الٰہی

قدرت کا یہ قانون ہے کہ کسی قوم کو نعمت دے کر اس وقت تک اس نعمت کو عذاب سے تبدیل نہیں کیا جاتا جب تک وہ قوم خود اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے اپنے آپ کو اس نعمت کا نا اہل ثابت نہیں کرتی۔ گزری ہوئی اور موجودہ قوموں کے عروج و زوال کیلئے یہی اہل قانون ہے کہ نعمت کا شکر اور حق ادا کرنے پر نعمت بڑھ جاتی ہے اور ناشکری کرنے پر سزا دی جاتی ہے۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ قدرت کا یہ قانون صرف کافروں کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ مسلمان بھی اگر اسی روش پر چلیں تو اللہ تعالیٰ ان سے بھی اپنی دی ہوئی نعمتیں واپس لے لیتا ہے اور انہیں بھی ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے جیسا کہ مسلمانوں کے عروج و زوال کے اسباب کی معرفت رکھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ جب تک مسلمان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر اور ان کا حق ادا کرتے رہے تب تک عروج کی ان منازل پر فائز رہے کہ دنیا کی بڑی بڑی سپر پاورز ان کے زیرِ نگین رہیں اور کفار مسلمانوں کا نام سن کر لرزتے رہے اور جب سے مسلمانوں نے نعمت کے شکر اور اس کے حق کی ادائیگی سے منہ موڑا تب سے ان کی طاقت اور کافروں پر تسلط ختم ہونا شروع ہو گیا اور آج مسلمانوں کا دنیا بھر میں حال یہ ہے کافر انہیں برے سے برے نام سے یاد کرتے ہیں اور دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا مسلم ملک ہو جو کافروں کا دست نگر نہ ہو۔

كَذٰبُ الْاِلٰ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ كَذَّبُوْا بِآيٰتِ رَبِّهِمْ
فَاَهْلَكَهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۙ وَاَعْرَقْنٰ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۙ وَكُلًّا كَاْنُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: جیسے فرعون والوں اور ان سے اگلوں کا دستور انہوں نے اپنے رب کی آیتیں جھٹلائیں تو ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کیا اور ہم نے فرعون والوں کو ڈبو دیا اور وہ سب ظالم تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: جیسا فرعونوں اور ان سے پہلوں کا طریقہ، انہوں نے اپنے رب کی آیتوں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا اور ہم نے فرعونوں کو غرق کر دیا اور وہ سب ظالم تھے۔

﴿وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾: اور ان سے پہلوں کا طریقہ۔ یعنی جو کفار مکہ بدر میں قتل ہوئے ان کا اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کی گئی نعمت کو بدنام کر دیا ویسا ہی ہے جیسا فرعونوں اور ان سے پہلوں کا طریقہ تھا، انہوں نے اپنے رب عزوجل کی آیتوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کے گناہوں کے سبب بعض کو زلزلے سے ہلاک کر دیا، بعض کو زمین میں دھنسا دیا، بعض پر پتھروں کی بارش برسائی، بعض کو تیز آندھی سے اور بعض کی شکلیں بگاڑ کر ہلاک کر دیا جبکہ فرعونوں کو غرق کر دیا اسی طرح ہم نے کفار قریش کو تلوار سے ہلاک کر دیا۔^(۱)

مردودوں اور بدتروں کے واقعات پڑھنے کی ترتیب

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عبرت کیلئے مردودوں کے تاریخی حالات پڑھنا ضروری ہے اسی طرح عبادت کا شوق پیدا کرنے کے لئے اولیاء کرام اور صالحین و متقین رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ کے واقعات کا مطالعہ کرنا بہت اچھا ہے۔

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥٥﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور ایمان نہیں لاتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک جانوروں میں سب سے بدتر، اللہ کے نزدیک وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا تو وہ ایمان نہیں لاتے۔ ﴿إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ﴾: بیشک جانوروں میں سب سے بدتر۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کے فیصلے میں جانوروں سے بھی بدتر وہ لوگ ہیں کہ جو اپنے کفر پر سختی سے قائم ہیں، کسی صورت کفر چھوڑنے پر تیار نہیں اور جب بھی ان سے عہد کیا جائے تو وہ عہد توڑ دیتے ہیں۔^(۲)

کافر جانوروں سے بھی بدتر ہیں

قرآن پاک میں اس کے علاوہ اور مقامات پر بھی کفار کو جانوروں سے زیادہ بھلے ہوئے، جانوروں سے بدتر

①.....حازن، الانفال، تحت الآية: ۵۴، ۲/۲۰۳.

②.....تفسیر کبیر، الانفال، تحت الآية: ۵۵، ۵/۹۷۷.

گمراہ بلکہ تمام مخلوق سے بدتر فرمایا گیا، چنانچہ
ایک مقام پر ارشاد ہوا:

(۱) **أُولَٰئِكَ كَانُوا لِنُعَامِ بَلِّ هُمْ أَصْلُ**

ترجمہ کنزالعرفان: یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان
سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے۔

ایک جگہ ارشاد فرمایا:

(۲) **إِنَّهُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلِّ هُمْ أَصْلُ سَبِيلًا**

ترجمہ کنزالعرفان: یہ تو صرف جانوروں کی طرح ہیں بلکہ
ان سے بھی بدتر گمراہ ہیں۔

اور ارشاد فرمایا

(۳) **أُولَٰئِكَ هُمُ الشُّرَٰطُ الْبَرِيَّةُ**

ترجمہ کنزالعرفان: وہی تمام مخلوق میں سب سے بدتر ہیں۔

کافروں کے جانوروں سے بدتر ہونے کی وجوہات

کفار کو جانوروں سے بھی بدتر فرمائے جانے کی مفسرین نے کئی وجوہات بیان فرمائی ہیں، ان کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ جانور اللہ تعالیٰ کی آیات سننے، سمجھنے اور دیکھنے کی قوت سے خالی ہیں، اپنا نفع و نقصان پہچانتے ہیں اور اپنے مالک کی اطاعت کرتے ہیں جبکہ کفار اپنے اعضاء میں اللہ عزوجل کی آیات سننے، سمجھنے اور دیکھنے کی قوت رکھنے کے باوجود ان سے کام نہیں لیتے، کفر اختیار کر کے خود اپنا نقصان کرتے ہیں اور اپنے مالک و مولیٰ عزوجل کے نافرمان ہیں اس لئے سب جانوروں سے بدتر ہیں۔

نوٹ: اس سے متعلق مزید تفصیل کے لئے سورہ اعراف آیت ۱۷۹ کے تحت تفسیر ملاحظہ فرمائیے۔

**الَّذِينَ عَاهَدْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ
وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ﴿٥٦﴾**

۱..... اعراف: ۱۷۹۔

۲..... الفرقان: ۴۴۔

۳..... البینہ: ۶۔

ترجہ کنز الایمان: وہ جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا پھر ہر بار اپنا عہد توڑ دیتے ہیں اور ڈرتے نہیں۔

ترجہ کنز العرفان: وہ جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا پھر وہ ہر بار اپنا عہد توڑ دیتے ہیں اور ڈرتے نہیں۔

﴿الَّذِينَ عَاهَدْتَ مِنْهُمْ﴾: وہ جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا۔ ﴿شَانِ نَزُولٍ﴾: ”اِنْ شَاءَ اللّٰہُ وَاَبٍ“ اور اس کے بعد کی آیتیں بنی قریظہ کے یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئیں۔ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بنو قریظہ کے یہودیوں سے یہ معاہدہ تھا کہ وہ آپ سے لڑیں گے، نہ آپ کے دشمنوں کی مدد کریں گے۔ مشرکین مکہ نے جب رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جنگ کی تو اس وقت بنو قریظہ نے یہ عہد توڑا اور ہتھیاروں سے ان مشرکین کی مدد کی، پھر انہوں نے حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے معذرت کی کہ ہم بھول گئے تھے اور ہم سے قصور ہوا اور دوبارہ عہد کیا، غزوہ خندق کے دن رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلاف کفار کا ساتھ دے کر انہوں نے اس عہد کو بھی توڑ دیا۔^(۱) ﴿وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ﴾: اور (اللہ سے) ڈرتے نہیں۔ یعنی وہ نہ خدا سے ڈرتے ہیں نہ عہد شکنی کے خراب نتیجے سے اور نہ اس سے شرماتے ہیں حالانکہ عہد شکنی ہر عقلمند کے نزدیک شرمناک جرم ہے اور عہد شکنی کرنے والا سب کے نزدیک بے اعتبار ہو جاتا ہے جب اس کی بے غیرتی اس درجہ تک پہنچ گئی تو یقیناً وہ جانوروں سے بدتر ہیں۔

عہد شکنی کی مذمت

اس آیت سے معلوم ہوا کہ خواہ بندوں سے کیا ہوا جائز عہد توڑا جائے یا اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کی خلاف ورزی کی جائے دونوں انتہائی مذموم ہیں اور احادیث میں بھی عہد شکنی کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے، چنانچہ ۲ احادیث ملاحظہ ہوں (۱)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں قیامت کے دن تین شخصوں کا مد مقابل ہوں گا، ایک وہ شخص جو میرے نام پر وعدہ دے پھر عہد شکنی کرے۔ دوسرا وہ شخص جو آزاد کو بیچے پھر اس کی قیمت کھائے۔ تیسرا وہ شخص جو مزدور سے کام پورا لے اور اس کی مزدوری نہ دے۔“^(۲)

(۲)..... حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد

①..... حازن، انفال، تحت الآية: ۵۶، ۲/۴۰۴.

②..... بخاری، کتاب البیوع، باب اثم من باع حرًا، ۵۲/۲، الحدیث: ۲۲۲۷.

فرمایا ”مسلمانوں کا ذمہ ایک ہے، جو کسی مسلمان کا عہد توڑے تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے، نہ اس کی کوئی فرض عبادت قبول کی جائے گی اور نہ نفل۔“ (۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں عہد کی پاسداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

فَمَا تَشْفَقَهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَدْكُرُونَ ﴿۵۷﴾

توجہ کنزالایمان: تو اگر تم کہیں انہیں لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسا قتل کرو جس سے ان کے پس ماندوں کو بھگاؤ اس امید پر کہ شاید انہیں عبرت ہو۔

توجہ کنزالعرفان: تو اگر تم انہیں لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسی مار مارو جس سے ان کے پیچھے والے (بھی) بھاگ جائیں، اس امید پر (مارو) کہ شاید انہیں عبرت ہو۔

﴿فَمَا تَشْفَقَهُمْ فِي الْحَرْبِ﴾: تو اگر تم انہیں لڑائی میں پاؤ۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے عہد شکنی کی تم اگر انہیں لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسی مار مارو جس سے ان کے پیچھے والے بھی بھاگ جائیں اور ان کی ہمتیں توڑ دو اور ان کی جماعتیں منتشر کر دو اور اس امید پر مارو کہ شاید انہیں عبرت ہو۔

سراؤں کی ہمت

اس سے معلوم ہوا کہ جنگ میں ہر وہ جائز طریقہ استعمال کرنا درست ہے جو کفار کی ہمت توڑ دے۔ سراؤں کے پیچھے اکثر و بیشتر یہی عوامل کار فرما ہوتے ہیں کہ دوسروں کو عبرت ہو اور وہ ایسی حرکتیں نہ کریں۔

وَأَمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ ﴿۵۸﴾

۱.....بخاری، کتاب فضائل المدینة، باب حرم المدینة، ۶۱۶/۱، الحدیث: ۱۸۷۰۔

توجہ کنزالایمان: اور اگر تم کسی قوم سے دغا کا اندیشہ کرو تو ان کا عہد ان کی طرف پھینک دو برابری پر بیشک دغا والے اللہ کو پسند نہیں۔

توجہ کنزالعرفان: اور اگر تمہیں کسی قوم سے عہد شکنی کا اندیشہ ہو تو ان کا عہد ان کی طرف اس طرح پھینک دو کہ (دونوں علم میں) برابر ہوں بیشک اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

﴿وَأَمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً﴾ اور اگر تمہیں کسی قوم سے عہد شکنی کا اندیشہ ہو۔ ﴿﴾ اس آیت میں عام مسلمانوں اور مسلم حکمرانوں سے خطاب ہے اور آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ معاہدے کے بعد جب کسی قوم کی طرف سے عہد شکنی کی علامات ظاہر ہوں تو عہد توڑنے کیلئے مسلمانوں کے امیر پر لازم ہے کہ انہیں بتادے کہ آج کے بعد ہمارا تم سے معاہدہ ختم ہے اور ان پر حملہ کرنے سے پہلے انہیں جنگ کی اطلاع دے دے تاکہ یہ اس قوم سے بد عہدی کرنے والا اشارہ نہ ہو اور اگر ان کی عہد شکنی روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے تو عہد ختم ہونے اور جنگ کی اطلاع دینے کی ضرورت نہیں بلکہ ڈائریکٹ ان پر حملہ کر دیا جائے۔^(۱)

عہد سے متعلق اسلام کی تعلیم

اس آیت سے واضح ہوا کہ دین اسلام میں عہد سے متعلق دی گئی تعلیم انتہائی شاندار ہے اور کفار سے کئے ہوئے عہد کا بھی اسلام میں بہت لحاظ رکھا گیا ہے، یہاں کفار سے کئے گئے عہد کی پاسداری سے متعلق ایک حکایت ملاحظہ ہو ”حضرت سلیم بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رومیوں کے درمیان ایک معاہدہ تھا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے شہروں کی طرف تشریف لے گئے تاکہ جب معاہدہ ختم ہو تو ان پر حملہ کر دیں لیکن اچانک ایک آدمی کو چو پائے یا گھوڑے پر دیکھا وہ کہہ رہا تھا: اللہ اکبر! عہد پورا کرو، عہد شکنی نہ کرو۔ کیا دیکھتے ہیں کہ یہ شخص حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے ”جس کا کسی قوم سے معاہدہ ہو تو وہ اس معاہدے کو نہ توڑے اور نہ بدلے جب تک کہ اس کی مدت ختم نہ ہو جائے یا وہ برابری کی بنیاد پر اس کی طرف پھینک نہ دے۔ راوی فرماتے ہیں ”یہ سن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو

۱..... صاوی، الانفال، تحت الآية: ۵۸، ۷۷/۴/۳.

لے کر واپس لوٹ گئے۔ (۱)

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا ۖ إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ ﴿۵۹﴾

توجہ کنزالایمان: اور ہرگز کافر اس گھمنڈ میں نہ رہیں کہ وہ ہاتھ سے نکل گئے بیشک وہ عاجز نہیں کرتے۔

توجہ کنزالعرفان: اور ہرگز کافر یہ خیال نہ کریں کہ وہ ہاتھ سے نکل گئے ہیں، بیشک وہ (اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتے۔

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ اور ہرگز کافر یہ خیال نہ کریں۔ یعنی جو کفار جنگ بدر سے بھاگ کر قتل اور قید سے بچ گئے اور مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئے وہ اپنے آپ کو ہماری قدرت اور پکڑ سے باہر نہ سمجھیں ہم ہر طرح پکڑنے پر قادر ہیں۔ (۲)

کوئی شک کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے باہر نہ جائے

اس آیت میں ان لوگوں کے لئے بڑی عبرت ہے جو بیماری، مصیبت اور کوئی آفت آنے کی صورت میں تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی توبہ کرتے اور ساری زندگی گناہوں سے دور رہنے اور اطاعت و فرمانبرداری میں مصروف رہنے کا عہد کرتے ہیں لیکن جب تندرست ہو جاتے اور مصیبت و آفت سے باہر نکل آتے ہیں تو ان کے دوبارہ وہی پرانے لچھن شروع ہو جاتے ہیں۔ انہیں یہ بات اچھی طرح یاد رکھ لینی چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور پکڑ سے کسی صورت باہر نہیں نکل سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں ہر حال میں اور ہر طرح سے پکڑنے پر قادر ہے۔ مسلمان ایسا اعتقاد تو یقیناً نہیں رکھتا لیکن عمل کے معاملے میں بہر حال حالت بہتر نہیں۔

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَظْلَمُونَ ﴿۶۰﴾

①.....ترمذی، کتاب السیر، باب ما جاء فی الغدر، ۲۱۲/۳، الحدیث: ۱۵۸۶.

②.....حازن، الانفال، تحت الآية: ۵۹، ۲۰۵/۲.

توجہ کنزالایمان: اور ان کے لیے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں میں جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے تمہیں پورا دیا جائے گا اور کسی طرح گھائے میں نہ رہو گے۔

توجہ کنزالعرفان: اور ان کے لیے جتنی قوت ہو سکے تیار رکھو اور جتنے گھوڑے باندھ سکو تا کہ اس تیاری کے ذریعے تم اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو اور جو ان کے علاوہ ہیں انہیں ڈراؤ، تم انہیں نہیں جانتے اور اللہ انہیں جانتا ہے اور تم جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے تمہیں اس کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور تم پر کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔

﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾: اور ان کے لیے جتنی قوت ہو سکے تیار رکھو۔ ﴿﴾ اس آیت میں قوت سے مراد یہ ہے کہ اسلحے اور آلات کی وہ تمام اقسام کہ جن کے ذریعے دشمن سے جنگ کے دوران قوت حاصل ہو۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد قلعے اور پناہ گاہیں ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد رمی یعنی تیر اندازی ہے۔^(۱)

جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں قوت کے معنی رمی یعنی تیر اندازی بتائے۔^(۲) فی زمانہ میزائل وغیرہ بھی اسی میں داخل ہوں گے۔

آیت ”وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ“ سے حاصل ہونے والی طرقات

اس آیت سے تین باتیں معلوم ہوئیں

(۱)..... جہاد کی تیاری بھی عبادت ہے اور جہاد کی طرح حسب موقع یہ تیاری بھی فرض ہے جیسے نماز کے لئے وضو ضروری ہے۔

(۲)..... عبادت کے اسباب جمع کرنا عبادت ہیں اور گناہ کے اسباب جمع کرنا گناہ ہے جیسے حج فرض کیلئے سفر کرنا فرض ہے اور چوری کے لئے سفر کرنا حرام ہے۔

(۳)..... کفار کو ڈرانا دھمکانا اپنی قوت دکھانا بہادری کی باتیں کرنا جائز ہیں حتیٰ کہ کافروں کے دل میں رعب ڈالنے کیلئے غازی اپنی سفید واڑھی کو سیاہ کر سکتا ہے ورنہ ویسے سیاہ خضاب نا جائز و گناہ ہے۔

①..... حازن، انفال، تحت الآية: ۶۰، ۲/۲۰۵.

②..... مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الرمی والحث علیہ وذم من علمہ ثم نسیہ، ص ۱۰۶، الحدیث: ۱۶۷ (۱۹۱۷).

فتح نصرت کی عظیم تدبیر

مذکورہ بالا آیت کریمہ فتح نصرت اور غلبہ و عظمت کی عظیم تدبیر پر مشتمل ہے اور اس آیت کی حقانیت سورج کی طرح روشن ہے جیسے آج کے دور میں دیکھ لیں کہ جس ملک کے پاس طاقت و قوت اور اسلحہ و جنگی ساز و سامان کی کثرت ہے اس کا بدترین دشمن بھی اس پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کرتا جبکہ کمزور ملک پر سب مل کر چڑھ دوڑنے کو تیار بیٹھے ہوتے ہیں، جیسے ایک بڑی طاقت اپنا سب سے بڑا دشمن دوسری بڑی طاقتوں کو سمجھتی ہے لیکن آج تک اس پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کی کیونکہ اُن کے پاس پہلی کا دماغ ٹھیک کرنے کے نسخے موجود ہیں لیکن وہی بڑی طاقتیں اور عالمی امن کے جھوٹے دعویدار کمزور ممالک کو طاقت دکھانے میں شیریں اور ان ممالک میں ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں۔ اسی آیت پر کچھ عمل کی برکت ہے کہ پاکستان پر کھلم کھلا حملہ کرنے کی جسارت کسی کو نہیں ہو رہی کیونکہ پاکستان ایٹمی طاقت ہے۔ اگر مسلمان مل کر اس آیت پر عمل کریں تو کیا مجال کہ دنیا کی کوئی بھی طاقت مسلمانوں کو تنگ کر سکے۔

﴿وَأَخْرَيْنَ مِنْ دُونِهِمْ﴾ اور جو اُن کے علاوہ ہیں۔ ﴿یہاں دوسرے لوگوں سے کون مراد ہیں ان کے بارے میں مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ ان سے مراد بنو قریظہ کے یہودی ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد فارس کے مجوسی ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد منافقین ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”لَا تَعْلَبُوهُمْ“ تم انہیں نہیں جانتے کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتے ہیں اور اپنی زبانوں سے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہتے ہیں جبکہ ”اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ“ اللہ انہیں جانتا ہے کہ وہ منافق ہیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”اس سے مراد کافر جنات ہیں۔“ (۱)

وَأِنْ جَحَّوُا لِّلسَّلَامِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ
السَّيِّعُ الْعَلِيمُ ۝۶۱

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھکو اور اللہ پر بھروسہ رکھو بیشک وہی ہے سنتا جانتا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی مائل ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو بیشک وہی سننے والا جاننے والا ہے۔

﴿وَإِنْ جَاحِدُوا السَّلَامَ فَاْجْتَحِمْ لَهُمَا﴾: اور اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی مائل ہو جاؤ۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو دشمنوں کے مقابلے میں قوت کی تیاری اور انہیں خوفزدہ کرنے کا سامان کرنے کا حکم دیا اور اس آیت میں یہ حکم دیا کہ اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں اور صلح کی درخواست کریں تو ان کی صلح قبول کرلو۔^(۱)

کفار سے صلح سے متعلق ۳ مسائل

اس آیت میں کفار سے صلح کا ذکر ہوا اس مناسبت سے یہاں ہم صلح سے متعلق تین مسائل ذکر کرتے ہیں:

- (۱)..... اگر صلح مسلمانوں کے حق میں بہتر ہو تو صلح کرنا جائز ہے اگرچہ کچھ مال لے کر یادے کر صلح کی جائے اور صلح کے بعد اگر مصلحت صلح توڑنے میں ہو تو توڑ دیں مگر یہ ضروری ہے کہ پہلے انھیں اس کی اطلاع کر دیں اور اطلاع کے بعد فوراً جنگ شروع نہ کریں بلکہ اتنی مہلت دیں کہ کافر بادشاہ اپنے تمام ممالک میں اس خبر کو پہنچا سکے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ صلح میں کوئی مدت مُعَيَّن نہ کی گئی ہو اور اگر مدت مُعَيَّن کی گئی ہو تو مدت پوری ہونے پر اطلاع دینے کی کچھ حاجت نہیں۔^(۲)
- (۲)..... جس مشرک سے معاہدہ کیا جائے وہ مشرکین عرب میں سے نہ ہو کیونکہ عرب کے مشرکین سے صرف اسلام قبول کیا جائے گا یا جنگ۔^(۳)
- (۳)..... مرتد ہونے والوں سے صرف اسلام قبول کیا جائے یا ان سے جنگ کی جائے گی، ان سے نہ صلح جائز ہے اور نہ جز یہ لینا جائز ہے۔

وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ ۖ هُوَ الَّذِي آيَدَكَ بِزُورِهِ ۖ وَبِالْمُؤْمِنِينَ ۖ

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر وہ تمہیں فریب دیا چاہیں تو بیشک اللہ تمہیں کافی ہے وہی ہے جس نے تمہیں زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا۔

①.....حازن، الانفال، تحت الآية: ۶۱، ۲/۲۰۷.

②.....درمختار وردالمختار، کتاب الجہاد، مطلب فی بیان نسخ المثلثة، ۶/۲۱۲.

③.....بدائع الصنائع، کتاب السیر، رکن العقد فی الامان المؤبد وشرائطه، ۶/۷۸.

توجہ کنزالعرفان: اور (اے حبیب!) اگر وہ تمہیں دھوکہ دینا چاہیں گے تو بیشک اللہ تمہیں کافی ہے۔ وہی ہے جس نے اپنی مدد اور مسلمانوں کے ذریعے تمہاری تائید فرمائی۔

﴿وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ: اور اگر وہ تمہیں دھوکہ دینا چاہیں گے﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اگر کفار دھوکہ دینے کے لئے صلح کی پیش کش کریں تو اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے فریب سے بچائے گا کہ تمہیں کسی طریقہ سے خرد دے دے گا۔

﴿هُوَ الَّذِي آتَاكَ بِصَبْرٍ وَإِلَهٍ مِّنْهُمْ: وہی ہے جس نے اپنی مدد اور مسلمانوں کے ذریعے تمہاری تائید فرمائی﴾ بدر میں اللہ تعالیٰ کی مدد تو وہ تھی جو فرشتوں کے ذریعے آئی اور مسلمانوں کے ذریعے مدد وہ تھی جو مہاجرین و انصار کے ذریعے پہنچی۔

ردالمی کی سرگزشت

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد فرشتوں کے ذریعے بھی ہوتی ہے اور نیک بندوں کے ذریعے بھی، نیز ظاہری اسباب کے ساتھ بھی ہوتی ہے اور ظاہری اسباب سے ہٹ کر بھی۔

وَأَلْفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۖ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَفْتَ
بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۖ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۶۳﴾

تجہ کنزالایمان: اور ان کے دلوں میں میل کر دیا اگر تم زمین میں جو کچھ ہے سب خرچ کر دیتے ان کے دل نہ ملا سکتے لیکن اللہ نے ان کے دل ملا دیے بیشک وہی ہے غالب حکمت والا۔

توجہ کنزالعرفان: اور اس نے مسلمانوں کے دلوں میں الفت پیدا کر دی۔ اگر تم زمین میں جو کچھ ہے سب خرچ کر دیتے تب بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتے تھے لیکن اللہ نے ان کے دلوں کو ملا دیا، بیشک وہ غالب حکمت والا ہے۔

﴿وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ: اور اس نے ان کے دلوں میں الفت پیدا کر دی﴾ انصار کے دو قبیلے اوس و خزرج کے درمیان شروع ہونے والی عداوت برسوں سے چلی آرہی تھی اور ان کی باہمی عداوت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ انہیں ملا دینے کے لئے تمام سامان بے کار ہو چکے تھے اور کوئی صورت باقی نہ رہی تھی، ذرا ذرا سی بات میں بگڑ جاتے اور برسہا برس تک جنگ

باقی رہتی، الغرض کسی طرح دو دل نہل سکتے تھے۔ جب رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ مبعوث ہوئے اور عرب کے لوگ آپ پر ایمان لائے اور انہوں نے آپ کی اتباع کی تو یہ حالت بدل گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں الفت پیدا فرمادی، دلوں سے دیرینہ عداوتیں اور کینے دور ہوئے اور ایمانی محبتیں پیدا ہوئیں۔ یہ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ کا روشن معجزہ ہے۔^(۱)

مسلمانوں کی اجتماعیت کا سب سے بڑا ذریعہ

یاد رہے کہ سرور کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ کی محبت مسلمانوں کی اجتماعیت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ دیکھ لیں کہ مشرق و مغرب کے دو لوگ جن کے رنگ، زبان، نسل، معیار زندگی سب کچھ ایک دوسرے سے جدا ہو لیکن جب ایک کو یہ پتہ چلتا ہے کہ دوسرا شخص بھی سرورِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ کا غلام ہے تو فوراً دل میں نرمی و محبت کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: اے نبی کی خبریں بتانے والے اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے نبی! اللہ تمہیں کافی ہے اور جو مسلمان تمہارے پیرو کار ہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ: اے نبی! اللہ تمہیں کافی ہے﴾۔ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے کفار کے دھوکہ دینے کی صورت میں نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ سے اپنی مدد و نصرت کا وعدہ فرمایا تھا اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مطلقاً ہر حال میں اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ کی مدد و نصرت اور کامیابی کا وعدہ فرمایا ہے۔ شانِ نزول: ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت غزوہ بدر میں جنگ سے پہلے نازل ہوئی اور مومنین سے انصار صحابہ کرام یا انصار و مہاجرین دونوں مراد ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اسلام قبول کرنے سے متعلق نازل ہوئی۔ اس قول کے مطابق یہ آیت مکی ہے اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ کے حکم سے مدنی سورت میں لکھی گئی ہے۔ اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ،

۱.....تفسیر کبیر، الانفال، تحت الآیۃ: ۶۳، ۵۰۱/۵-۵۰۲۔

اللہ عزوجل آپ کو کافی ہے اور ان مسلمانوں کو بھی کافی ہے جنہوں نے آپ کی پیروی کی۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اللہ آپ کو کافی ہے اور آپ کی پیروی کرنے والے مسلمان آپ کو کافی ہیں۔^(۱)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ ۖ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عَشْرُونَ
صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِّنَ
الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَابْتَأَ بَآئِهِمْ تَوْفَرًا لَا يَفْقَهُونَ ۖ ۝۶۵ ۚ أَلَمْ خَفَّ اللَّهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ
أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا ۖ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِنْ
يَكُنْ مِنْكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝۶۶

ترجمہ کنزالایمان: اے نبی کی خبریں بتانے والے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو اگر تم میں سے بیس صبر والے ہوں گے دوسو پر غالب ہوں گے اور اگر تم میں سے سو ہوں تو کافروں کے ہزار پر غالب آئیں گے اس لیے کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے۔ اب اللہ نے تم پر سے تخفیف فرمادی اور اسے معلوم ہے کہ تم کمزور ہو تو اگر تم میں سو صبر والے ہوں دوسو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں سے ہزار ہوں تو دو ہزار پر غالب ہوں گے اللہ کے حکم سے اور اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے نبی! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو، اگر تم میں سے بیس صبر کرنے والے ہوں گے تو دوسو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں سے سو ہوں گے تو ہزار کافروں پر غالب آئیں گے کیونکہ کافر سمجھ نہیں رکھتے۔ اب اللہ نے تم پر سے تخفیف فرمادی اور اسے علم ہے کہ تم کمزور ہو تو اگر تم میں سو صبر کرنے والے ہوں تو دوسو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں سے ہزار ہوں تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب ہوں گے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ: اے نبی!﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ اور بشارت ہے کہ مسلمانوں کی جماعت صابر ہے

①.....تفسیر کبیر، الانفال، تحت الآیۃ: ۶۴، ۵۰۳/۵، حازن، الانفال، تحت الآیۃ: ۶۴، ۲۰۷/۲-۲۰۸، ملقطاً.

تو مدد الہی سے دس گنا کافروں پر غالب رہے گی کیونکہ کفار جاہل ہیں اور ان کی جنگ سے غرض نہ حصولِ ثواب ہے نہ خوفِ عذاب، جانوروں کی طرح لڑتے بھڑتے ہیں تو وہ للہیت کے ساتھ لڑنے والوں کے مقابل کیا ٹھہر سکیں گے۔^(۱) بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں پر فرض کر دیا گیا کہ مسلمانوں کا ایک فرد دس افراد کے مقابلہ سے نہ بھاگے، پھر آیت ”أَلَنْ خَفَّفَ اللَّهُ“ نازل ہوئی تو یہ لازم کیا گیا کہ ایک سو مجاہدین دو سو ۲۰۰ لوگوں کے مقابلے میں قائم رہیں۔^(۲) یعنی دس گنا سے مقابلہ کی فرضیت منسوخ ہوئی اور دو گنا کے مقابلہ سے بھاگنا ممنوع رکھا گیا۔



اس آیت میں مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دینے کے حکم سے معلوم ہوا کہ جہاد بہت اعلیٰ عبادت ہے جس کی رغبت دلانے کا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد کی ہر جائز طریقہ سے رغبت دینا جائز ہے۔ عازمی کی تنخواہ مقرر کرنا، اس کے بیوی بچوں کی پرورش کرنا، بہادروں کی قدردانی کرنا سب اس میں داخل ہیں۔

اس آیت کے علاوہ قرآن پاک کی اور کئی آیات میں کفار سے جہاد کرنے کی ترغیب بیان کی گئی ہے، چنانچہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے

ترجہ: كُنْزُ الْعِرْفَانِ: اے ایمان والو! کیا میں تمہیں وہ تجارت بتا دوں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے۔ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم (اپنا حقیقی نفع) جانتے ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُجَازِي ۖ تُجِيزُكُمْ مِّنْ عَذَابِ الْيَمِّ ۚ تَوَمُّونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ^(۳)

ایک مقام پر ارشاد فرمایا

ترجہ: كُنْزُ الْعِرْفَانِ: بیشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جائیں اور ان کے مال اس بدلے میں خرید لئے کہ ان کے لیے جنت ہے، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں تو (کافروں کو) قتل کرتے ہیں اور شہید ہوتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ^(۴)

①.....مدارک، الانفال، تحت الآية: ۶۵، ص ۴۲۰.

②.....بخاری، کتاب التفسیر، باب الآن خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ... الخ، ۲۳۱/۳، الحدیث: ۴۶۵۳.

③.....الصف ۱۱، ۱۰.

④.....التوبہ ۱۱۱.

ایک جگہ ارشاد فرمایا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ أَنْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَفَلَنْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ طَرَضِيئَكُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ۖ إِلَّا تَتَفَرُّوا يَعِدُّ بَكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۖ وَيَسْتَبْدِلُ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا ۗ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوا؟ جب تم سے کہا جائے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو زمین کے ساتھ لگ جاتے ہو۔ کیا تم آخرت کی بجائے دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے؟ تو آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کا ساز و سامان بہت ہی تھوڑا ہے۔ اگر تم (اللہ کی راہ میں) کوچ نہیں کرو گے تو وہ تمہیں دردناک سزا دے گا اور تمہاری جگہ دوسرے لوگوں کو لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

اسی طرح کثیر احادیث میں بھی جہاد کی ترغیب دی گئی ہے، ان میں سے 5 احادیث درج ذیل ہیں:

(۱)..... صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”سب سے بہتر اس کی زندگی ہے جو اللہ عزوجل کی راہ میں اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے ہے، جب کوئی خوفناک آواز سنتا ہے یا خوف میں اسے کوئی بلاتا ہے تو اڑ کر (یعنی بہت جلد) پہنچ جاتا ہے۔ قتل و موت کو اس کی جگہوں میں تلاش کرتا ہے (یعنی مرنے کی جگہ سے ڈرتا نہیں ہے) یا اس کی زندگی بہتر ہے جو چند مکریاں لے کر پہاڑ کی چوٹی پر یا کسی وادی میں رہتا ہے، وہاں نماز پڑھتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے اور مرتے دم تک اپنے رب عزوجل کی عبادت کرتا ہے۔“ (۲)

(۲)..... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”مشرکین سے اپنے مال، جان اور زبان سے جہاد کرو۔“ (۳)

یعنی دین حق کی اشاعت میں ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار ہو جاؤ۔

(۳)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو مر جائے اور نہ تو جہاد کرے اور نہ اپنے دل میں اس کا خیال کرے تو وہ نفاق کے ایک حصے پر مرے گا۔“

①..... التوبہ ۳۸، ۳۹۔

②..... مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الجہاد والرباط، ص ۴۸، ۱۰، الحدیث: ۱۲۵ (۱۸۸۹)۔

③..... ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب کراہۃ ترک الغزو، ۱۶/۳، الحدیث: ۲۵۰۴۔

④..... مسلم، کتاب الامارۃ، باب ذم من مات ولم یغزو... الخ، ص ۵۷، ۱۰، الحدیث: ۱۵۸ (۱۹۱۰)۔

(4)..... حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ غازی (جہاد) کے لیے اس کا ثواب ہے اور غازی کے مددگار کے لیے اپنا ثواب ہے اور غازی کا ثواب۔⁽¹⁾

(5)..... حضرت زید بن خالد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو سامان دیا تو اس نے جہاد کیا اور جو کسی غازی کے گھریار میں بھلائی کے ساتھ اس کا نائب بن کر رہا اس نے جہاد کیا۔⁽²⁾

﴿عَلِمَ أَنَّ فِیْکُمْ ضَعْفًا﴾: اسے علم ہے کہ تم کمزور ہو۔ ﴿اس سے ایمان کی کمزوری نہیں بلکہ ابدان کی کمزوری مراد ہے۔﴾⁽³⁾
یعنی پہلے تو سو کے مقابلہ میں دس مسلمانوں کو ڈٹ جانا فرض تھا اب سو کافروں کے مقابلے میں پچاس کو ڈٹ جانا فرض رہ گیا۔

مَا كَانَ لِنَبِیٍّ أَنْ یَّکُونَ لَهُ أَسْرٰی حَتّٰی یُثَخِّنَ فِی الْأَرْضِ طُرُیْدُونَ
عَرَضَ الدُّنْیَا وَاللَّهُ یُرِیْدُ الْآخِرَةَ ۖ وَاللَّهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۶۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: کسی نبی کو لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں ان کا خون خوب نہ بہائے تم لوگ دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: کسی نبی کے لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کر لے جب تک زمین میں ان کا خون خوب نہ بہالے۔ تم لوگ دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

﴿حَتّٰی یُثَخِّنَ فِی الْأَرْضِ﴾: جب تک زمین میں ان کا خون خوب نہ بہالے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ کسی نبی کے لائق نہیں کہ اپنے ہاں کافروں کو قید رکھے جب تک زمین میں ان کا خون خوب نہ بہالے اور قتل کفار میں مبالغہ کر کے کفر کی ذلت

①..... ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب الرخصة فی اخذ الجعائل، ۴/۳، الحدیث: ۲۵۲۶.

②..... بخاری، کتاب الجہاد والسير، باب فضل من جہز غازیاً... الخ، ۲/۲۶۷، الحدیث: ۲۸۴۳.

③..... روح البیان، الانفال، تحت الآیة: ۶۶، ۳/۳۷۱ ملخصاً.

اور اسلام کی شوکت کا اظہار نہ کرے۔^(۱)

شانِ نزول: مسلم شریف وغیرہ کی احادیث میں ہے کہ جنگِ بدر میں ستر کا فرقید کر کے سید عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں لائے گئے، حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے متعلق صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے مشورہ طلب فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا کہ یہ آپ کی قوم و قبیلہ کے لوگ ہیں، میری رائے میں انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے، اس سے مسلمانوں کو قوت بھی پہنچے گی اور کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اسلام نصیب کرے۔ حضرت عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تکذیب کی، آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مکہ مکرمہ میں نہ رہنے دیا نیز یہ کفر کے سردار اور سرپرست ہیں ان کی گردنیں اڑا دی جائیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو فدیہ سے غنی کیا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ حُکْمَ اللہ تَعَالٰی وَنُحْمَہُ الْکَرِیْم کو قتل پر اور مجھے میرے رشتے دار پر مقرر کیجئے کہ ان کی گردنیں مار دیں۔ لیکن بالآخر فدیہ ہی لینے کی رائے قرار پائی اور جب فدیہ لیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔^(۲)

﴿تُرِیدُونَ عَرَضَ الدُّنْیَا﴾ تم لوگ دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہو۔ ﴿اس آیت میں خطاب مومنین سے ہے اور مال سے فدیہ مراد ہے۔ یعنی تم لوگ دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہو اور اللہ تمہارے لئے آخرت کا ثواب چاہتا ہے جو کفار کے قتل اور اسلام کے غلبے کی صورت میں تمہیں ملے گا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کہ یہ حکم بدر میں تھا جبکہ مسلمان تھوڑے تھے پھر جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوئی اور وہ فضلِ الہی سے قوی ہوئے تو قیدیوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ”فَاَمَّا مَّا بَعْدُ وَاَمَّا فِدَاٌ“^(۳) (پھر اس کے بعد احسان کر کے چھوڑ دیا فدیہ لے لو) اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور مومنین کو اختیار دیا کہ چاہے کافروں کو قتل کریں، چاہے انہیں غلام بنائیں، چاہے فدیہ لیں، چاہے آزاد کریں۔ بدر کے قیدیوں کا فدیہ چالیس اوقیہ سونانی کس تھا جس کے سولہ سو درہم ہوئے۔^(۴)

لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِیْہَا اَخَذْتُمُ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۶۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اگر اللہ پہلے ایک بات لکھ نہ چکا ہوتا تو اے مسلمانو تم نے جو کافروں سے بدلے کا مال لے لیا اس

①.....مدارک، الانفال، تحت الآیۃ: ۶۷، ص ۴۲۰.

②.....مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر... الخ، ص ۹۶۹، الحدیث: ۵۸ (۱۷۶۳).

③.....محمد: ۴

④.....خازن، الانفال، تحت الآیۃ: ۶۷، ۲/۲۰۹-۲۱۰.

میں تم پر بڑا عذاب آتا۔

ترجمہ کنز العرفان: اگر اللہ کی طرف سے پہلے سے ایک حکم لکھا ہوا نہ ہوتا، تو اے مسلمانو! تم نے کافروں سے جو مال لیا ہے اس کے بدلے تمہیں بڑا عذاب پکڑ لیتا۔

﴿لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ﴾: اگر اللہ کی طرف سے پہلے سے ایک لکھی ہوئی بات نہ ہوتی۔ ﴿اس آیت میں ”كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ“ کے بارے میں مفسرین نے مختلف اقوال ذکر کئے ہیں، ان میں سے 3 درج ذیل ہیں۔

(1)..... اس لکھے ہوئے سے مراد یہ ہے کہ اجتہاد پر عمل کرنے والے سے مؤاخذہ نہ فرمائے گا اور یہاں صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہم نے اجتہاد ہی کیا تھا اور ان کی فکر میں یہی بات آئی تھی کہ کافروں کو زندہ چھوڑ دینے میں ان کے اسلام لانے کی امید ہے اور فدیہ لینے میں دین کو تقویٰ ہوتی ہے اور اس پر نظر نہیں کی گئی کہ قتل میں اسلام کا غلبہ اور کفار کی تہدید ہے۔ یہاں ایک مسئلہ یاد رکھیں کہ سید عالم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اس دینی معاملہ میں صحابہ رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہم کی رائے دریافت فرمانا مشروعیت اجتہاد کی دلیل ہے۔

(2)..... یا ”كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ“ سے وہ مراد ہے جو اس نے لوح محفوظ میں لکھا کہ اہل بدر پر عذاب نہ کیا جائے گا۔

(3)..... یا اس سے وہ مراد ہے جو اس نے لوح محفوظ میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے غنیمتیں حلال فرمائے گا۔

یاد رہے کہ آیت کے اگلے حصے ”لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ“ میں ان صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہم سے خطاب ہے جو فدیہ لینے پر راضی تھے، حضور اقدس صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس خطاب میں داخل نہیں۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر آسمان سے عذاب نازل ہوتا تو حضرت عمر بن خطاب اور حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہما بچ جاتے کیونکہ ان کی رائے عالی فدیہ لینے کے خلاف تھی۔ (1)

عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ

اس شان نزول سے حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و شان ظاہر ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ایسا بلند ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے مطابق قرآن مجید کی آیات نازل

1..... مدارك، الانفال، تحت الآية: ۶۸، ص ۴۲۱، روح المعاني، الانفال، تحت الآية: ۶۸، ۳۲۲/۵، ملنقطاً.

فرماتا ہے، ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زبان اور دل پر حق جاری فرمادیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: جب کبھی لوگوں میں کوئی معاملہ درپیش ہوا اور اس کے بارے میں لوگوں نے کچھ کہا اور حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بھی کچھ کہا تو حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی رائے کے مطابق قرآن نازل ہوا۔ (۱)

مذکورہ بالا آیات کے علاوہ 20 سے زائد آیات ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی رائے کے مطابق نازل فرمایا، ان میں سے پانچ آیات درج ذیل ہیں

(۱)..... مقامِ ابراہیم کو نماز کی جگہ بنانے کی آیت، چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، کاش ہم مقامِ ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالیں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا
وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰہِیْمَ مُصَلًّی (۲) تَرْجَمَہُ کُنْزُ الْعُرْفَانِ: اور (اے مسلمانو!) تم ابراہیم کے کھڑے

ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

(۲)..... پردے کی آیت، چنانچہ ایک مرتبہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، کاش آپ ازواجِ مطہرات کو پردے کا حکم فرمائیں کیونکہ ان سے نیک اور بد ہر قسم کے لوگ کلام کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ط
ذٰلِكَ اَدْنٰی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذِیْنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا رَحِیْمًا (۳) تَرْجَمَہُ کُنْزُ الْعُرْفَانِ: اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رکھیں یہ اس سے زیادہ نزدیک ہے کہ وہ پہچانی جائیں تو انہیں ستایا نہ جائے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۳)..... نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ازواجِ مطہرات باہمی کسی اختلاف کے سبب سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے

①..... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، ۳۸۳/۵، الحدیث: ۳۷۰۲۔

②..... بقرہ: ۱۲۵۔

③..... احزاب: ۵۹۔

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے پاس جمع ہوئیں (جو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مزاج کے برخلاف تھا) تو حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ازواجِ مطہرات سے فرمایا کہ یا تو تم اس سے باز آ جاؤ ورنہ اگر نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمہیں طلاق دے دیں تو قریب ہے کہ ان کا رب غزوہٗ جَلَّ اَنْہِمْ تَم سے اچھی بیویاں عطا فرما دے، تو آیت بھی اسی طرح اتری اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

عَلٰی رَبُّہٗ اِنْ طَلَّقْتُمْ اَنْ یُّبَدِّلَہٗ اَزْوَاجًا خَیْرًا
مِّنْکُمْ مُّسْلِمٰتٍ مَّوَدَّتٍ فَلَیْسَ بِکُمْ عَلَیْہِٗ
سَبْحٌ تَنْبِیْہٍ وَّ اَبْکٰرًا (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اگر وہ (حبیب) تمہیں طلاق دے دیں تو قریب ہے کہ ان کا رب انہیں تم سے بہتر بیویاں بدل دے جو اطاعت والیاں، ایمان والیاں، ادب والیاں، توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار، روزہ دار، بیاہیاں اور کنواریاں ہوں۔

(4)..... ایک موقع پر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کاش غلاموں کو اجازت لے کر مکانوں میں

داخل ہونے کا حکم ہوتا۔ اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَیْسَتْ ذِکْمُ الَّذِیْنَ مَلَکَتْ
اَیْمَانُکُمْ وَالَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْکُمْ ثَلَاثٌ
مَّرَّاتٍ ۚ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِیْنَ تَصْعُوْنَ
ثِیَابَکُمْ مِنَ الظَّہْرِ ۚ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ ۚ
ثَلَاثٌ عَوْرَاتٍ لَّکُمْ ۚ لَیْسَ عَلَیْکُمْ وَلَا عَلَیْہُمْ
جُنَاحٌۢ بَعْدَہُنَّ ۚ طَوُّفُوْنَ عَلَیْکُمْ بِعُصْبُکُمْ
عَلٰی بَعْضٍ ۚ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ
وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! تمہارے غلام اور تم میں سے جو بالغ عمر کو نہیں پہنچے انہیں چاہیے کہ تین اوقات میں فجر کی نماز سے پہلے اور دوپہر کے وقت جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو اور نماز عشاء کے بعد (گھر میں داخلے سے پہلے) اجازت لیں۔ یہ تین اوقات تمہاری شرم کے ہیں۔ ان تین اوقات کے بعد تم پر اور ان پر کچھ گناہ نہیں۔ وہ تمہارے ہاں ایک دوسرے کے پاس بار بار آنے والے ہیں۔ اللہ تمہارے لئے یونہی آیات بیان کرتا ہے اور اللہ علم والا حکمت والا ہے۔

(5)..... منافقوں کے سردار عبد اللہ بن ابی کے مرنے کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ چاہتے تھے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ

①..... تحریم: ۵۰.

②..... نور: ۵۸.

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں اور اس کے لئے آپ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کوشش بھی کی، جب حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کی نماز جنازہ پڑھا کرواپس ہوئے تو یہ آیت نازل ہوگئی

وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّا تَدَّأَوْا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ ۚ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز جنازہ نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔ بیشک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور نافرمانی کی حالت میں مر گئے۔

فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ع (۱۶)

ترجمہ کنز الایمان: تو کھاؤ جو غنیمت تمہیں ملی حلال پاکیزہ اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: تو اس سے کھاؤ جو حلال پاکیزہ غنیمت تمہیں ملی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا﴾: تو اس سے کھاؤ جو حلال پاکیزہ غنیمت تمہیں ملی ہے۔ ﴿جب اوپر کی آیت نازل ہوئی تو نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے جو فدیے لئے تھے ان سے ہاتھ روک لئے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بیان فرمایا گیا کہ تمہاری غنیمتیں حلال کی گئیں، انھیں کھاؤ۔ (۲)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”میرے لئے مال غنیمت کو حلال کر دیا گیا جبکہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے بھی حلال نہیں کیا گیا۔ (۳)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَن فِي أَيْدِيكُمْ مِّنَ الْأَسْرَىٰ ۖ إِنَّ يَعْلَمَ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرَ لَكُمْ ط

①..... توبہ: ۸۴.

②..... حازن، انفال، تحت الآية: ۶۹، ۲/۲۱۱.

③..... بخاری، کتاب التیمم، باب التیمم، ۱/۳۳، الحدیث: ۳۳۵، مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، ص ۲۶۵، الحدیث: ۳ (۵۲۱).

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۷۰

توجہ کنزالایمان: اے غیب کی خبریں بتانے والے جو قیدی تمہارے ہاتھ میں ہیں ان سے فرماؤ اگر اللہ نے تمہارے دلوں میں بھلائی جانی تو جو تم سے لیا گیا اس سے بہتر تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

توجہ کنزالعرفان: اے نبی! جو قیدی تمہارے ہاتھ میں ہیں ان سے فرماؤ، اگر اللہ تمہارے دل میں بھلائی دیکھے گا تو جو مال تم سے لیا گیا اس سے بہتر تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ: اے نبی۔﴾ شان نزول: یہ آیت حضرت عباس بن عبدالمطلب رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا ہیں۔ یہ کفارِ قریش کے ان دس سرداروں میں سے تھے جنہوں نے جنگ بدر میں لشکرِ کفار کے کھانے کی ذمہ داری لی تھی اور یہ اس خرچ کے لئے بیس اوقیہ سونا ساتھ لے کر چلے تھے لیکن ان کے ذمے جس دن کھانا تجویز ہوا تھا خاص اسی روز جنگ کا واقعہ پیش آیا اور قتال میں کھانے کھلانے کی فرصت و مہلت نہ ملی تو یہ بیس اوقیہ سونا ان کے پاس بچ رہا، جب وہ گرفتار ہوئے اور یہ سونا ان سے لے لیا گیا تو انہوں نے درخواست کی کہ یہ سونا ان کے فدیہ میں شمار کر لیا جائے مگر رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انکار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو چیز ہماری مخالفت میں صرف کرنے کے لئے لائے تھے وہ نہ چھوڑی جائے گی اور حضرت عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر ان کے دونوں بھتیجوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کے فدیے کا بار بھی ڈالا گیا تو حضرت عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تم مجھے اس حال میں چھوڑو گے کہ میں باقی عمر قریش سے مانگ مانگ کر بسر کیا کروں تو حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ پھر وہ سونا کہاں ہے جس کو تمہارے مکہ مکرمہ سے چلتے وقت تمہاری بیوی ام الفضل نے دفن کیا تھا اور تم ان سے کہہ کر آئے ہو کہ خبر نہیں ہے مجھے کیا حادثہ پیش آئے، اگر میں جنگ میں کام آ جاؤں تو یہ تیرا ہے اور عبد اللہ اور عبید اللہ کا اور فضل اور قثم کا (سب ان کے بیٹے تھے) حضرت عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا مجھے میرے رب عزوجل

نے خبردار کیا ہے۔ اس پر حضرت عباس رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میں گواہی دیتا ہوں بے شک آپ سچے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میرے اس راز پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی مُطَّلِع نہ تھا اور حضرت عباس رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بھتیجوں عقیل و فہل کو حکم دیا وہ بھی اسلام لائے۔^(۱)

﴿يُوتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ﴾: جو (مال) تم سے لیا گیا اس سے بہتر تمہیں عطا فرمائے گا۔ ﴿جب رسول کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بحرین کا مال آیا جس کی مقدار اسی ہزار تھی تو حضور اقدس صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ ظہر کے لئے وضو کیا اور نماز سے پہلے ہی کل مال تقسیم کر دیا اور حضرت عباس رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اس میں سے لے لو تو جتنا ان سے اٹھ سکا، اتنا انہوں نے لے لیا۔ وہ فرماتے تھے کہ یہ اس سے بہتر ہے کہ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے لیا اور میں اس کی مغفرت کی امید رکھتا ہوں۔ اپنے مال و دولت کا حال بیان کرتے ہوئے حضرت عباس رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیس اوقیہ سونے کے بدلے بیس غلام عطا کئے، وہ سب کے سب تاجر تھے اور بہت سارا مال کما کر دیتے تھے، ان میں سے جو غلام سب سے کم کما کر دیتا تھا اس کی مقدار بیس ہزار درہم تھی۔^(۲)

وَإِنْ يُرِيدُوا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللَّهَ مِنْ قَبْلُ فَأَمْكَنَ مِنْهُمْ ط
وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ ④

ترجمہ کنزالایمان: اور اے محبوب اگر وہ تم سے دغا چاہیں گے تو اس سے پہلے اللہ ہی کی خیانت کر چکے ہیں جس پر اس نے اتنے تمہارے قابو میں دے دیے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اے حبیب! اگر وہ تم سے خیانت کرنا چاہتے ہیں تو بیشک یہ اس سے پہلے اللہ سے خیانت کر چکے ہیں جس پر اس نے انہیں تمہارے قابو میں دے دیا اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

﴿وَإِنْ يُرِيدُوا خِيَانَتَكَ﴾: اور اے حبیب! اگر وہ تم سے خیانت کرنا چاہتے ہیں۔ ﴿اس آیت میں ذکر کی گئی اللہ تعالیٰ

①.....حازن، الانفال، تحت الآية: ۷۰، ۲/۲۱۱.

②.....مدارك، الانفال، تحت الآية: ۷۰، ص ۴۲۱، بغوی، الانفال، تحت الآية: ۷۰، ۲/۲۲۱، ملتقطاً.

اور اس کے رسول سے کفار کی خیانت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اگر وہ قیدی تمہاری بیعت سے پھر کر اور کفر اختیار کر کے تم سے خیانت کرنا چاہتے ہیں تو آپ اس پر غم نہ کریں کیونکہ یہ لوگ میثاق کے دن مجھ سے وعدہ کر کے دنیا میں پہنچ کر پھر گئے جس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے قابو میں دے دیا جیسا کہ وہ بدر میں دیکھ چکے ہیں کہ قتل ہوئے گرفتار ہوئے آئندہ بھی اگر ان کے اطور وہی رہے تو انہیں اسی کا امیدوار رہنا چاہئے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ جب رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کفار کو قید سے آزاد کیا تو آپ نے ان سے دوبارہ جنگ نہ کرنے اور مشرکین سے معاہدہ نہ کرنے کا عہد لیا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اگر انہوں نے عہد کی خلاف ورزی کر کے آپ سے خیانت کی ہے تو آپ افسردہ نہ ہوں یہ لوگ پہلے اللہ تعالیٰ سے بھی عہد کر کے اسے توڑ چکے ہیں۔ مصیبت سے نجات کے لئے شکر گزار بندہ بننے کا عہد کیا تو مصیبت دور ہونے کے بعد اپنے وعدے کے خلاف کر کے کفر و معصیت میں مبتلا ہو گئے۔ اولاد کی نعمت ملنے پر شکر گزاری کا عہد کیا اور اولاد ملنے کے بعد انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عطا میں اس کے شریک ٹھہرا دیئے۔^(۱)

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجِهَدُوْا بِاَمْوَالِہِمۡ وَاَنْفُسِہِمۡ فِی سَبِیْلِ
اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَانصَرُوْا اُولٰٓئِکَ بَعْضُہُمۡ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۚ وَالَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا لَمْ یُہَاجِرُوْا مَالِکُہُمۡ مِّنۡ شَیْءٍ ۚ حَتّٰی یُہَاجِرُوْا ۚ
وَ اِنْ اُسْتَنْصِرُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلِیْکُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰی قَوْمٍ بَیْنَکُمۡ
وَبَیْنَہُمۡ مِّیثَاقٌ ۚ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۷۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک جو ایمان لائے اور اللہ کے لیے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں

۱..... بیضاوی، الانفال، تحت الآية: ۷۱، ۳/۲۳، روح البیان، الانفال، تحت الآية: ۷۱، ۳/۳۷۶، تفسیر کبیر، الانفال،

تحت الآية: ۷۱، ۵/۵۱۴، ملتقطاً.

سے لڑے اور وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت نہ کی تمہیں ان کا ترکہ کچھ نہیں پہنچتا جب تک ہجرت نہ کریں اور اگر وہ دین میں تم سے مدد چاہیں تو تم پر مدد دینا واجب ہے مگر ایسی قوم پر کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا اور وہ جنہوں نے پناہ دی اور مدد کی وہ سب ایک دوسرے کے وارث ہیں اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت نہ کی تمہارا ان سے میراث کا کوئی تعلق نہیں جب تک وہ ہجرت نہ کریں اور اگر وہ دین میں تم سے مدد مانگیں تو تم پر مدد کرنا واجب ہے مگر یہ کہ ایسی قوم کے خلاف (مدد مانگیں) کہ تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ ہو اور اللہ تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اس میں پہلے دو گروہوں کا بیان فرمایا گیا: (۱) مہاجرین اَوَّلَیْن۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کیلئے اور اسی کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت میں انہوں نے اپنے گھریاں چھوڑے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا۔ (۲) اَنصَار۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی مدد کی اور انہیں اپنے مکانوں میں ٹھہرایا۔ پھر ان مہاجرین اور انصار دونوں کے لئے ارشاد فرمایا کہ مہاجر انصار کے اور انصار مہاجر کے وارث ہیں۔ یہ وراثت آیت ”وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ“ سے منسوخ ہو گئی۔ (۱)

﴿وَإِنْ اسْتَنْصَرُواكُمُ فِي الدِّينِ﴾ اور اگر وہ دین میں تم سے مدد مانگیں۔ ﴿یعنی جن مسلمانوں نے دار الحرب سے ہجرت نہیں کی وہ اگر دار الحرب سے رہائی حاصل کرنے کیلئے تم سے فوجی قوت یا مال سے مدد طلب کریں تو تم پر فرض ہے کہ انہیں نامراد نہ کرو، ہاں اگر وہ کسی ایسی کافر قوم کے خلاف تم سے مدد طلب کریں جن کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہو تو ان کے خلاف مسلمانوں کی مدد نہ کرو اور مدت پوری ہونے سے پہلے اس معاہدے کو نہ توڑو۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں تین مسئلے بیان ہوئے ہیں: ایک یہ کہ غیر مہاجر مومن اگر کسی کافر قوم سے دینی وجہ سے جنگ کریں اور وہ تم سے مدد مانگیں تو مدد دو۔ لہذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے مسلم بھائی کی دینی جنگ میں مدد کرے۔ دوسرا یہ کہ مدد دینا جہاد میں ضروری ہے نہ کہ محض دنیاوی جھگڑوں میں۔

تیسرا یہ کہ اگر دارالحرب کے مسلمانوں کی جنگ کسی ایسی کافر قوم سے ہے جن کا ہمارے ساتھ معاہدہ ہو چکا ہے تو ہم اب ان کے خلاف مدد نہیں دے سکتے کیونکہ اس میں بدعہدی ہے بلکہ اب یہ کوشش کی جائے کہ ان کفار اور ان مسلمانوں میں صلح ہو جائے، اگر صلح ناممکن ہے تو ہم غیر جانبدار ہیں۔^(۱)

سُبْحَانَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ، یہ کیسی نفیس تعلیم ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں سے بھی کئے ہوئے عہد کی پاسداری کی جائے اور کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے عہد شکنی کی صورت نکلتی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی تعلیمات اخلاقی اچھائیوں کی انتہا تک پہنچی ہوئی ہیں۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۖ اِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةً فِي الْاَرْضِ وَسَادٌّ كَبِيرٌ ۖ

ترجمہ کنزالایمان: اور کافر آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کافر آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾: اور کافر آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کافر نصرت اور وراثت میں ایک دوسرے کے وارث ہیں لہذا تمہارے اور ان کے درمیان کوئی وراثت نہیں۔ اگر مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کریں اور ایک دوسرے کے مددگار ہو کر ایک قوت نہ بن جائیں تو کفار مضبوط اور مسلمان کمزور ہو جائیں گے، اس صورت میں زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہوگا۔^(۲)

اس آیت کی حقانیت روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ مسلمانوں کو آپس کے عدم اتحاد پر فرمایا گیا تھا کہ اس سے فتنہ اور فسادِ کبیر ہوگا اور اب ہر کوئی دیکھ سکتا ہے کہ آج مسلمانوں کے خلاف فتنہ اور فسادِ کبیر ہے یا نہیں اور اس کی وجہ بھی مسلمانوں کا عدم اتحاد ہے یا نہیں؟

①.....تفسیر قرطبی، الانفال، تحت الآية: ۷۲، ۳۳۰/۴، الجزء السابع، روح البيان، الانفال، تحت الآية: ۷۲، ۳۷۸/۳، ملقطاً.

②.....جالین، الانفال، تحت الآية: ۷۳، ص ۱۵۴، مدارك، الانفال، تحت الآية: ۷۳، ص ۴۲۲، ملقطاً.

مسلمانوں میں باہمی تعاون اور مدد کی ضرورت

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کافروں کی دوستی اور ان کا وارث بننے سے منع کیا ہے، ان سے جدا رہنے، مسلمانوں کو آپس میں میل جول رکھنے اور ایک دوسرے کا معاون و مددگار بن کر مضبوط طاقت بننے کا حکم دیا ہے۔ لیکن افسوس! فی زمانہ ایک گھر سے لے کر عالمی سطح تک اس معاملے میں مسلمانوں کا حال اس کے الٹ ہی نظر آ رہا ہے کہ مسلمان اپنے گھر میں اپنے ہی بہن بھائیوں کے ساتھ میل جول رکھنے، مشکل حالات میں ایک دوسرے کی مدد کرنے اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونے سے بیزار ہو چکے ہیں اور یہی حال پڑوسیوں اور دیگر رشتہ داروں کے ساتھ ہے، اسی طرح ایک علاقے کے مسلمان دوسرے علاقے کے مسلمانوں سے، ایک شہر کے مسلمان دوسرے شہر کے مسلمانوں سے، ایک ملک کے مسلمان دوسرے ملک کے مسلمانوں سے باہمی الفت و محبت اور تعاون و مدد کو تیار نہیں بلکہ عمومی طور پر مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کی بجائے کفار سے بہر صورت دوستی کرنا چاہتے ہیں اور ہر طرح کی قربانی دے کر ان سے بنائی ہوئی دوستی کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں اور اگر کسی کافر ملک کی کسی مسلم ملک کے ساتھ جنگ شروع ہو جائے تو اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ تعاون کرنے اور کفار کے خلاف ان کی مدد کرنے کی بجائے کافروں کا ساتھ دیتے ہیں اور مسلمان بھائیوں کو تباہ و برباد کرنے میں کافروں کو ہر طرح کی مدد دیتے اور ان کی تھکیاں حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ ان کی اپنی حکمرانی قائم رہے اور ان کی عیش و مستی میں کوئی کمی نہ ہونے پائے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقل سلیم عطا فرمائے اور اپنے دین و مذہب کی تعلیمات کو سمجھنے، ان پر عمل کرنے اور ان کے تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجْهَهُدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوُوا
وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۖ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿۶۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں ان کے لیے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہ جو ایمان لائے اور مہاجر بنے اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جنہوں نے پناہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں، ان کے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

﴿أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا﴾: وہی سچے ایمان والے ہیں۔ ﴿﴾ اس سے پہلی آیت میں مہاجرین و انصار کے باہمی تعلقات اور ان میں سے ہر ایک کا دوسرے کے معین و مددگار ہونے کا بیان تھا اور اس آیت میں ان دونوں کے ایمان کی تصدیق اور ان کے رحمت الہی کے مستحق ہونے کا ذکر ہے۔ اس آیت سے مہاجرین اور انصار کی عظمت و شان بیان کرنا مقصود ہے کہ مہاجرین نے اسلام کی خاطر اپنے آبائی وطن کو چھوڑ دیا، اپنے عزیز، رشتہ داروں سے جدائی گوارا کی، مال و دولت، مکانات اور باغات کو خاطر میں نہ لائے۔ اسی طرح انصار نے بھی مہاجرین کو مدینہ منورہ میں اس طرح ٹھہرایا کہ اپنے گھر اور مال و متاع میں برابر کا شریک کر لیا، یہ سچے اور کامل مومن ہیں، ان کے لئے گناہوں سے بخشش اور جنت میں عزت کی روزی ہے۔^(۱)

انصار کے فضائل

اس آیت میں مہاجرین کے ساتھ ساتھ انصار کی بھی عظمت و شان بیان کی گئی، اسی طرح ایک اور مقام پر انصار کی عظمت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ
يُجْزَوْنَ مِمَّنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي
صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى
أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقِ شُحَّ
نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ^(۲)

ترجمہ کنزالعرفان: اور جنہوں نے پہلے اس شہر کو اور ایمان کو
ٹھکانا بنالیا وہ اپنی طرف ہجرت کرنے والوں سے محبت کرتے
ہیں اور وہ اپنے دلوں میں اس کے متعلق کوئی حسد نہیں پاتے جو
ان (مہاجرین) کو دیا گیا اور وہ (دوسروں کو) اپنی جانوں پر ترجیح
دیتے ہیں اگرچہ انہیں خود (مال کی) حاجت ہو اور جو اپنے نفس
کے لالچ سے بچا لیا گیا تو وہی کامیاب ہیں۔

اور حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”انصار

①..... مدارك، الانفال، تحت الآية: ۷۴، ص ۴۲۳، تفسیر کبیر، الانفال، تحت الآية: ۷۴، ۵/۹۱، ملقطاً.

②..... حشر: ۹.

سے محبت نہ کرے گا مگر مومن اور ان سے عداوت نہ کرے گا مگر منافق، تو جس نے ان سے محبت کی اللہ عزوجل اس سے محبت کرے اور جس نے ان سے بغض رکھا اللہ عزوجل اس سے ناراض ہو۔^(۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”ایمان کی نشانی انصار سے محبت کرنا ہے اور منافقت کی نشانی انصار سے بغض رکھنا ہے۔“^(۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ بچوں اور عورتوں کو ایک شادی سے آتے ہوئے دیکھا تو حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور فرمایا ”اے اللہ! عزوجل، تو جانتا ہے، اے انصار! تم لوگ (مجموعی طور پر) مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارے ہو۔ اے اللہ! عزوجل، تو جانتا ہے، اے انصار! تم لوگ (مجموعی طور پر) مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارے ہو۔“^(۳)

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَآمَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنْكُمْ
وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور جو بعد کو ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا وہ بھی تمہیں میں سے ہیں اور رشتہ والے ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جو اس کے بعد ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ مل کر جہاد کیا وہ بھی تمہیں میں سے ہیں اور رشتہ دار اللہ کی کتاب میں (وراثت میں) ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔ بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

۱.....بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب حب الانصار، ۵۵۵/۲، الحدیث: ۳۷۸۳.

۲.....بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب حب الانصار، ۵۵۵/۲، الحدیث: ۳۷۸۴.

۳.....مسلم، کتاب فضائل الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم، باب من فضائل الانصار، ص ۱۳۶۰، الحدیث: ۱۷۴ (۲۵۰۸).

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ بَعْدُ﴾ اور جو اس کے بعد ایمان لائے۔ یعنی اے مہاجرین و انصار! جو لوگ پہلی ہجرت کے بعد ایمان لائے اور انہوں نے تمہاری ہجرت کے بعد ہجرت کی اور کئی جنگوں میں انہوں نے تمہارے ساتھ مل کر جہاد کیا یہ بھی تمہیں میں سے ہیں اور تمہارے ہی حکم میں ہیں۔^(۱)

مہاجرین کے فضائل

مہاجرین کے کئی طبقے ہیں ایک وہ ہیں جنہوں نے پہلی مرتبہ مدینہ طیبہ کو ہجرت کی انہیں مہاجرین اولین کہتے ہیں۔ کچھ وہ حضرات ہیں جنہوں نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مدینہ طیبہ کی طرف انہیں اصحاب الہجرتین کہتے ہیں۔ بعض حضرات وہ ہیں جنہوں نے صلح حدیبیہ کے بعد فتح مکہ سے قبل ہجرت کی یہ اصحاب ہجرت ثانیہ کہلاتے ہیں، پہلی آیت میں مہاجرین اولین کا ذکر ہے اور اس آیت میں اصحاب ہجرت ثانیہ کا ذکر ہے۔^(۲)

﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ﴾ اور رشتے دار ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں۔ ﴿حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ”صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہجرت اور اخوت کی بنا پر ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی اور اس میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں ہجرت اور اخوت کے مقابلے میں (نسبی) رشتے دار وراثت میں ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں اور اس آیت کے ذریعے ہجرت اور اخوت کی وجہ سے وراثت میں حق داری منسوخ فرما دی گئی۔“^(۳)

آیت ”وَأُولُوا الْأَرْحَامِ“ سے معلوم ہونے والے مسائل

اس آیت سے ۳ مسئلے معلوم ہوئے:

- (۱)..... ہجرت اور اخوت کی وجہ سے وراثت منسوخ ہو چکی ہے۔
- (۲)..... اب وراثت کا دار و مدار نسبی قرابت داری پر ہے جیسا کہ آیت ”وَأُولُوا الْأَرْحَامِ“ سے واضح ہے۔ رضاعی رشتے کی وجہ سے کوئی ایک دوسرے کا وارث نہیں اور سرالی رشتے میں بھی صرف شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے وارث ہیں۔
- (۳)..... ذوی الارحام جیسے ماموں خالہ وغیرہ بھی وارث ہیں جیسا کہ احناف کا مذہب ہے۔

①..... روح البیان، الانفال، تحت الآية: ۷۵، ۳/۳۸۰۔

②..... خازن، الانفال، تحت الآية: ۷۴، ۲/۲۱۲۔

③..... خازن، الانفال، تحت الآية: ۷۵، ۳/۲۱۳۔

سُورَةُ التَّوْبَةِ

سورۃ توبہ کا تعارف

مستقام جدول

سورۃ توبہ مدنیہ ہے مگر اس کی آخری آیات ”لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ“ سے آخر تک، ان کو بعض علماء کی کہتے ہیں۔^(۱)

آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں 16 رکوع، 129 آیتیں، 4078 کلمے، اور 10488 حروف ہیں۔^(۲)

توبہ نام رکھنے کی وجہ

اس سورت کے دس سے زیادہ نام ہیں، ان میں سے یہ دو نام مشہور ہیں (1) توبہ۔ اس سورت میں کثرت سے توبہ کا ذکر کیا گیا اس لئے اسے ”سورۃ توبہ“ کہتے ہیں۔ (2) براءت۔ یہاں اس کا معنی بری الذمہ ہونا ہے، اور اس کی پہلی آیت میں کفار سے براءت کا اعلان کیا گیا ہے، اس مناسبت سے اسے ”سورۃ براءت“ کہتے ہیں۔

سورۃ توبہ کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ نہ لکھنے کی وجہ

اس سورت کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ نہیں لکھی گئی، اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام اس سورت کے ساتھ بِسْمِ اللّٰهِ لے کر نازل ہی نہیں ہوئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بِسْمِ اللّٰهِ لکھنے کا حکم نہیں فرمایا۔^(۳)

حضرت علی المرتضیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ امان ہے اور سورۃ توبہ تلوار کے ساتھ امن اٹھادینے کے لئے نازل ہوئی ہے۔^(۴)

صحیح بخاری میں حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن کریم کی سورتوں میں سب سے آخری

①.....حازن، تفسیر سورة التوبة، ۲/۲۱۳.

②.....حازن، تفسیر سورة التوبة، ۲/۲۱۳.

③.....جلالین مع صاوی، سورة التوبة، ۳/۷۸۳.

④.....مستدرک، کتاب التفسیر، تفسیر سورة التوبة، لم لم تکتب فی براءة بسم الله الرحمن الرحيم؟، ۲/۶۳، الحدیث: ۳۳۲۶.

سورت ”سورۃ توبہ“ نازل ہوئی۔^(۱)

سورۃ توبہ کے مسائل

(۱)..... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”منافق سورۃ ہود، سورۃ براءت، سورۃ یس، سورۃ دُخان اور سورۃ نبأ کو یاد نہیں کر سکتا۔“^(۲)

(۲)..... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سورۃ براءت نازل ہوئی تو حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”میں لوگوں کی خاطر داری کے لئے بھیجا گیا ہوں۔“^(۳)

(۳)..... حضرت عطیہ ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ”تم خود سورۃ براءت سیکھو اور اپنی عورتوں کو سورۃ نور سکھاؤ۔“^(۴)

سورۃ توبہ کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں مشرکین اور اہل کتاب کے خلاف جہاد کرنے کے احکام بیان کئے گئے اور غزوہ تبوک سے منافقوں کو روک کر مسلمانوں اور منافقوں میں امتیاز کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ اس سورت میں یہ مضامین بیان کئے گئے ہیں

(۱)..... ان مشرکین سے براءت کا اعلان کیا گیا جن سے مسلمانوں کا معاہدہ ہوا اور وہ اپنے معاہدے پر قائم نہ رہے۔

(۲)..... کفار مکہ کے مسلمانوں سے افضل ہونے کے دعوے کا رد کیا گیا۔

(۳)..... غزوہ حنین کا واقعہ بیان کیا گیا۔

(۴)..... یہودیوں کا حضرت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور عیسائیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دینے کا رد کیا گیا۔

(۵)..... ہجرت کے وقت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عاریث میں ہونے والی

①..... بخاری، کتاب التفسیر، باب یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ... الخ، ۲۱۲/۳، الحدیث: ۴۶۰۵.

②..... معجم الاوسط، باب المیم، من اسمہ محمد، ۳۵۰/۵، الحدیث: ۷۵۷۰.

③..... شعب الایمان، السابع والخمسون من شعب الایمان... الخ، فصل فی الحلم والتوۃ، ۳۵۱/۶، الحدیث: ۸۴۷۵.

④..... سنن سعید بن منصور، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ التوبۃ، ۲۳۱/۵، الحدیث: ۱۰۰۳.

گفتگو بیان کی گئی۔

(6)..... زکوٰۃ کے مصارف بیان کئے گئے۔

(7)..... مسجدِ ضرار کا واقعہ بیان کیا گیا اور مسجدِ قبا کی فضیلت بیان کی گئی۔

(8)..... حضرت کعب بن مالک، حضرت ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو کہ غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہوئے تھے ان کی توبہ کا واقعہ بیان کیا گیا۔

سورۃ انفال کے ساتھ مناسبت

سورۃ توبہ کی اپنے سے ماقبل سورت ”انفال“ کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ ان دونوں سورتوں میں اسلامی ملک کے خارجی اور داخلی اصول بیان کئے گئے، صلح اور جنگ کے احکام، سچے مومنین، کفار اور منافقین کے حالات بیان کئے گئے، دیگر ممالک کے ساتھ ہونے والے معاہدوں اور عہد و پیمان کے احکام بیان کئے گئے البتہ سورۃ انفال میں مسلمانوں کو معاہدے پورے کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور سورۃ توبہ میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر کفار کی طرف سے عہد شکنی کی ابتداء ہو تو وہ بھی ان کے ساتھ کئے ہوئے معاہدے توڑ دیں۔ نیز دونوں سورتوں میں مشرکین کو مسجدِ حرام سے روکنے کا حکم دیا گیا، راہِ خدا میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی، مشرکین اور اہل کتاب سے جہاد کرنے پر تفصیلی کلام کیا گیا اور منافقوں کی خصلتیں بیان کی گئی ہیں۔

بَرَاءَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عٰهَدْتُمْ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ۝۱

توجہ کنزالایمان: بیزاری کا حکم سنانا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکوں کو جن سے تمہارا معاہدہ تھا اور وہ قائم نہ رہے۔

توجہ کنزالعرفان: یہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکوں کی طرف اعلانِ براءت ہے جن سے تمہارا معاہدہ تھا۔

﴿بَرَاءَةٌ﴾: براءت کا اعلان ہے۔ ﴿مشرکین عرب اور مسلمانوں کے درمیان عہد تھا، ان میں سے چند کے سوا سب نے

عہد شکنی کی تو ان عہد شکنوں کا عہد ساقط کر دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ چار مہینے وہ امن کے ساتھ جہاں چاہیں گزاریں ان سے کوئی تعرض نہ کیا جائے گا، اس عرصہ میں انہیں موقع ہے کہ خوب سوچ سمجھ لیں کہ ان کے لئے کیا بہتر ہے اور اپنی احتیاطیں کر لیں اور جان لیں کہ اس مدت کے بعد اسلام منظور کرنا ہوگا یا قتل۔ یہ سورت 9ھ میں فتح مکہ سے ایک سال بعد نازل ہوئی، رسول کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سال حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کو امیر حج مقرر فرمایا تھا اور ان کے بعد حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم کو حاجیوں کے مجمع میں یہ سورت سنانے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم نے دس ذی الحجہ کو حجرہ عقبہ کے پاس کھڑے ہو کر ندا کی ”يَا أَيُّهَا النَّاسُ (۱) لَوْ كُنَّا“ میں تمہاری طرف رسول کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ لوگوں نے کہا: آپ کیا پیام لائے ہیں؟ تو آپ کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم نے میں یا چالیس آیتیں اس سورت مبارکہ کی تلاوت فرمائیں، پھر فرمایا: میں چار حکم لایا ہوں:

(1)..... اس سال کے بعد کوئی مشرک کعبہ معظمہ کے پاس نہ آئے۔

(2)..... کوئی شخص بَرہنہ ہو کر کعبہ معظمہ کا طواف نہ کرے۔

(3)..... جنت میں مومن کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا۔

(4)..... جس کا رسول کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ عہد ہے وہ عہد اپنی مدت تک رہے گا اور جس کی مدت مُعَيَّن نہیں ہے اس کی میعاد چار ماہ پر تمام ہو جائے گی۔ مشرکین نے یہ سن کر کہا: اے علی! کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم، اپنے چچا کے فرزند (یعنی سید عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو خبر دے دیجئے کہ ہم نے عہد پس پشت پھینک دیا، ہمارے ان کے درمیان نیزہ بازی اور تیغ زنی کے سوا کوئی عہد نہیں ہے۔ (1)

حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلافت کی طرف اشارہ

اس واقعہ میں حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلافت کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ حضور پر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کو تو امیر حج بنایا اور حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم کو ان کے پیچھے سورہ براءت پڑھنے کے لئے بھیجا تو حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ امام ہوئے اور حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم مقتدی، اس سے حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی تقدیم حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم پر



1..... مدارک، التوبة، تحت الآية: ۲، ص ۴۲۴-۴۲۵، ملقطاً.

ثابت ہوئی۔ اور خود حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت و خلافت کے متعلق فرمایا ”رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا اور میں وہاں حاضر تھا غائب نہیں تھا اور نہ ہی مجھے کوئی مرض تھا تو ہم نے انہیں اپنی دنیا کے لئے پسند کر لیا جنہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے دین (یعنی نماز) کے لئے پسند فرمایا تھا۔“ (۱)

فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ
وَأَنَّ اللَّهَ مُخْزِي الْكَافِرِينَ ②

ترجمہ کنزالایمان: تو چار مہینے زمین پر چلو پھرو اور جان رکھو کہ تم اللہ کو تھکا نہیں سکتے اور یہ کہ اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو (اے مشرک!) تم چار مہینے تک زمین میں چلو پھرو اور جان لو کہ تم اللہ کو تھکا نہیں سکتے اور یہ کہ اللہ کافروں کو ذلیل و رسوا کرنے والا ہے۔

﴿فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ﴾: تو تم چار مہینے تک زمین میں چلو پھرو۔ ﴿آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے مشرک! تم چار مہینے تک زمین میں امن و امان سے چلو پھرو اس کے بعد تمہارے لئے کوئی امان نہیں اور ساتھ ہی اس حقیقت کو ذہن نشین رکھنا کہ تم اللہ تعالیٰ کو تھکا نہیں سکتے اور اس مہلت کے باوجود اس کی گرفت سے نہیں بچ سکتے اور یہ بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو دنیا میں قتل کے ساتھ اور آخرت میں عذاب کے ساتھ رسوا کرنے والا ہے۔“ (۲)

وَأَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ
مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ۖ وَرَسُولُهُ ۚ فَإِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ

①..... ابن عساکر، عبد اللہ ویقال عتیق بن عثمان بن قحافة... الخ، ۲۶۵/۳۰.

②..... جلالین، التوبة، تحت الآية: ۲، ص ۱۵۵، خازن، التوبة، تحت الآية: ۲، ۲۱۶/۲، ملئقطاً.

فَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ ۖ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابِ أَلِيمٍ ۝۳

توجہ کنزالایمان: اور منادی پکار دینا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں میں بڑے حج کے دن کہ اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول تو اگر تم توبہ کرو تو تمہارا بھلا ہے اور اگر منہ پھیرو تو جان لو کہ تم اللہ کو نہ تھکا سکو گے اور کافروں کو خوشخبری سناؤ درناک عذاب کی۔

توجہ کنزالعرفان: اور (یہ) اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمام لوگوں کی طرف بڑے حج کے دن اعلان ہے کہ اللہ مشرکوں سے بری ہے اور اس کا رسول بھی تو اگر تم توبہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم منہ پھیرو تو جان لو کہ تم اللہ کو تھکا نہیں سکتے اور کافروں کو درناک عذاب کی خوشخبری سناؤ۔

﴿يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ﴾: بڑے حج کے دن۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جس سال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کیا تھا تو اس میں مسلمان اور مشرکین سب جمع تھے، اس لئے اس حج کو حج اکبر فرمایا گیا۔ (۱)

امام عبد اللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ”یوم“ سے مراد عرفہ کا دن ہے کیونکہ وقوف عرفہ حج کے ارکان میں سے رکن اعظم ہے یا اس سے مراد یوم نحر ہے کیونکہ حج کے زیادہ تر افعال جیسے طواف، قربانی، سرمنڈانا اور رمی وغیرہ اسی دن ہوتے ہیں اور اس حج کو حج اکبر اس لئے فرمایا گیا کہ اس زمانہ میں عمرہ کو حج اصغر کہا جاتا تھا۔ (۲)

حج اکبر کسے کہتے ہیں؟

احادیث اور آثار صحابہ میں مختلف دنوں کو حج اکبر کہا گیا ہے جبکہ عوام میں یہ مشہور ہے کہ جب یوم عرفہ جمعہ کے دن تو ہو وہ حج اکبر ہوتا ہے، اس کے ثبوت میں اگرچہ کوئی صریح حدیث موجود نہیں تاہم یہ کہنا غلط بھی نہیں کیونکہ بکثرت

①.....تفسیر طبری، التوبة، تحت الآية: ۳، ۳۱۷/۶.

②.....مدارك، التوبة، تحت الآية: ۳، ص ۴۲۵.

روایات سے اس دن کا حج اکبر ہونا ثابت ہے بلکہ ملا علی قاری رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس دن کے حج اکبر ہونے کے ثبوت میں ”الْحَطُّ الْأَوْفَرُ فِي الْحَجِّ الْأَكْبَرِ“ کے نام سے ایک مستقل رسالہ بھی لکھا ہے۔ تفسیر کی کتابوں میں حج اکبر سے متعلق امام ابن سیرین رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے ایک قول یہ بھی منقول ہے کہ ”حج اکبر وہ حج ہے کہ جو اس دن کے موافق ہو جس دن رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور تمام اعراب نے حج کیا تھا۔“ (۱)

اس کے علاوہ امام ابن سیرین رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا یہ قول تفسیر بغوی، جلد ۲، صفحہ ۲۲۶، تفسیر قرطبی، جلد ۴، صفحہ ۹، جزء ۸، البحر المحیط، جلد ۵، صفحہ ۱۰ اور درمنثور، جلد ۴، صفحہ ۱۲۸ پر بھی مذکور ہے۔ تفسیر خازن میں ہے ”جو حج تاجدار رسالت صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حج کے موافق ہو اسے حج اکبر کہا گیا ہے اور یہ دن جمعہ کا دن تھا۔“ (۲)

إِلَّا الَّذِينَ عٰهَدْتُمْ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتُوا إِلَيْهِمْ عٰهَدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: مگر وہ مشرک جن سے تمہارا معاہدہ تھا پھر انہوں نے تمہارے عہد میں کچھ کمی نہ کی اور تمہارے مقابل کسی کو مدد نہ دی تو ان کا عہد ٹھہری ہوئی مدت تک پورا کرو بیشک اللہ پر ہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: مگر وہ مشرکین جن سے تمہارا معاہدہ تھا پھر انہوں نے تمہارے معاہدے میں کوئی کمی نہیں کی اور تمہارے مقابلے میں کسی کی مدد نہیں کی تو ان کا معاہدہ ان کی مقررہ مدت تک پورا کرو، بیشک اللہ پر ہیز گاروں سے محبت فرماتا ہے۔

﴿ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْئًا﴾ پھر انہوں نے تمہارے معاہدے میں کوئی کمی نہیں کی۔ ﴿اس سورت کے شروع میں چونکہ یہ

①.....تفسیر طبری، التوبة، تحت الآية: ۳، ۶/۳۱۳.

②.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۳، ۲/۲۱۷.

بیان کیا گیا تھا کہ آئندہ چار ماہ تک کافروں سے معاہدے برقرار رہیں گے اور اس کے بعد ختم، اب یہاں فرمایا گیا کہ جن لوگوں کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہے اور وہ معاہدے کے پابند ہیں اور انہوں نے معاہدے کو اس کی شرطوں کے ساتھ پورا کیا ہے تو تم بھی ان سے معاہدہ پورا کرو اور چار مہینے پر معاہدہ ختم ہو جانے کا حکم ان کیلئے نہیں ہے۔ یہ لوگ بنی ضمرہ تھے جو کنانہ کا ایک قبیلہ ہے اور ان کی مدت کے نو مہینے باقی رہے تھے۔^(۱)

فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الشُّرَكِيَّينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ
وَخُذُواهُمْ وَاحْصِرُواهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصِدٍ ۚ إِن تَابُوا وَأَقَامُوا
الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب حرمت والے مہینے نکل جائیں تو مشرکوں کو مارو جہاں پاؤ اور انہیں پکڑو اور قید کر دو اور ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو مارو جہاں تم انہیں پاؤ اور انہیں پکڑ لو اور قید کر لو اور ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ﴾: پھر جب حرمت والے مہینے گزر جائیں۔ ﴿یہاں حرمت والے مہینوں سے مراد ان کفار کی امان کے مہینے ہیں جو مسلسل چار تھے لہذا یہ آیت منسوخ نہیں اور جن مہینوں میں جنگ ابتدائے اسلام میں حرام تھی وہ رجب، ذیقعد، ذی الحجہ اور محرم ہیں اب ان میں جہاد جائز ہے چونکہ یہاں مذکور معاہدے کی تکمیل والے چار مہینوں میں ان کفار سے جنگ حرام تھی اس لئے انہیں اٹھ مہینے حرام فرمایا گیا۔^(۲)

①..... صاوی، التوبة، تحت الآية: ۴، ۷۸/۳.

②..... روح البیان، التوبة، تحت الآية: ۵، ۳۸۷/۳.

﴿فَإِنْ تَابُوا: پھر اگر وہ توبہ کریں۔﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے اور اللہ عزوجل کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا انکار کرنے سے منع کیا گیا تھا، اگر کفار ان کاموں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کر لیں، بتوں کی پوجا چھوڑ کر اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اقرار کر لیں، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی فرضیت کو مان لیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو اور ان کی جان و مال کے درپے نہ ہو۔ جو بندہ توبہ کرتا ہے، گزشتہ گناہوں کو چھوڑ کر اللہ عزوجل کی اطاعت میں لگ جاتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی توبہ قبول فرماتا اور اس کے گناہ چھپا دیتا ہے۔ توبہ سے پہلے کئے ہوئے گناہوں پر توبہ کے بعد سزا نہ دے کر اس پر رحم فرماتا ہے۔^(۱)

وَأِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلِمَ اللَّهِ ثُمَّ ابْلُغْهُ مَأْمَنَهُ ۖ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ ۝٤

ترجمہ کنزالایمان: اور اے محبوب اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دو کہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دو یہ اس لیے کہ وہ نادان لوگ ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دو حتیٰ کہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دو یہ اس لیے کہ وہ نادان لوگ ہیں۔

﴿وَأِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ: اور اگر کوئی مشرک۔﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگر کوئی مشرک مہلت کے مہینے گزرنے کے بعد آپ سے پناہ مانگے تاکہ آپ سے توحید کے مسائل اور قرآن پاک سنے جس کی آپ دعوت دیتے ہیں تو اسے پناہ دے دیں حتیٰ کہ وہ اللہ عزوجل کا کلام سنے اور اسے معلوم ہو جائے کہ ایمان قبول کرنے کی صورت میں اسے کیا ثواب ملے گا اور کفر پر قائم رہنے کی وجہ سے اس پر کیا عذاب ہوگا اور اگر ایمان نہ لائے

۱.....تفسیر طبری، التوبة، تحت الآية: ۱۱، ۳۸/۶، احکام القرآن للجصاص، سورة التوبة، ۳/۱۰۶، صاوی، التوبة، تحت الآية: ۱۱، ۷۸۸/۳، ملقطاً.

تو پھر اُسے اُس کی امن کی جگہ پہنچا دیں، یہ اس لیے کہ وہ ابھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دین اسلام اور اس کی حقیقت کو جانتے نہیں تو انہیں امن دینا عین حکمت ہے تاکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کلام سنیں اور سمجھیں۔^(۱)

آیت ”وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ“ سے معلوم ہونے والے مسائل

اس آیت سے 5 مسئلے معلوم ہوئے

(۱)..... جس کافر کو مان دی گئی وہ ذمی کافر کی طرح دارُ الاسلام میں محفوظ ہے کہ نہ اسے قتل کیا جائے گا اور نہ اس کا مال چھینا جائے گا۔

(۲)..... جس کافر کو مان دی گئی اسے ہمیشہ دارُ الاسلام میں رہنے کی اجازت نہیں۔

(۳)..... اگر وہ مومن یا ذمی نہ بنے تو امن کی مدت گزر جانے کے بعد اسے سلامتی کے ساتھ دارُ الاسلام سے نکال دیا جائے۔

(۴)..... جس کافر کو مان دی گئی اسے اسلام کی تبلیغ کی جائے شاید وہ ایمان لے آئے۔

(۵)..... اسی آیت سے ایک بات یہ بھی سمجھ آتی ہے کہ کفار کیلئے تبلیغ دین کے زیادہ سے زیادہ مواقع مہیا کرنا چاہئیں کہ وہ اسلام کو سنیں، دیکھیں اور سمجھیں۔ بہت سے کفار اس لئے مسلمان نہیں ہوتے کہ انہوں نے اسلام کی حقیقی تعلیمات کو سنا ہی نہیں ہوتا اور جب کبھی ان کو کہیں کچھ سننے کا موقع ملتا ہے تو وہ فوراً اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ لہذا کتابوں، کیسٹوں، سی ڈیز، نیٹ اور میڈیا کے ذریعے اسلامی تعلیمات سیکھنے کے مواقع زیادہ سے زیادہ فراہم کرنے چاہئیں۔

كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ
عٰهَدْتُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ ط
إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: مشرکوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول کے پاس کوئی عہد کیونکر ہوگا مگر وہ جن سے تمہارا معاہدہ مسجد

①..... حازن، التوبة، تحت الآية ۶، ۲۱۸/۲، مدارك، التوبة، تحت الآية: ۶، ۴۸۶/۱، ملقطاً.

حرام کے پاس ہوا تو جب تک وہ تمہارے لیے عہد پر قائم رہیں تم ان کے لیے قائم رہو بیشک پرہیزگار اللہ کو خوش آتے ہیں۔

ترجہ: كُنَّا لَعَرَفَان: اللہ اور اس کے رسول کے پاس مشرکوں کے لئے کوئی عہد کیسے ہوگا؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجد حرام کے نزدیک معاہدہ کیا تو جب تک وہ تمہارے لیے عہد پر قائم رہیں تو تم ان کے لیے قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں سے محبت فرماتا ہے۔

﴿كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ﴾: اللہ اور اس کے رسول کے پاس مشرکوں کے لئے کوئی عہد کیسے ہوگا؟ ﴿﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ مشرکوں کے لئے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کوئی عہد نہیں ہے کیونکہ وہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفر اور عہد شکنی کیا کرتے ہیں البتہ بنی کنانہ اور بنی ضمرہ وغیرہ جن لوگوں سے تم نے صلح حدیبیہ کے موقع پر مسجد حرام کے نزدیک معاہدہ کیا تھا اور ان سے کوئی عہد شکنی ظہور میں نہ آئی تو ان کے معاہدہ کی مدت پوری کرو اور معاہدے کی مدت کے اندر جب تک وہ اپنے عہد پر قائم رہیں، تم بھی قائم رہو اگر وہ اس دوران میں عہد توڑ دیں تو تم بھی ان سے جنگ کرو۔^(۱)

عہد شکنی حرام ہے

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کفار سے کئے ہوئے معاہدے بھی پورے کرنے کا حکم دیا ہے تو اس پر افسوس ہے جو مومن کے ساتھ دھوکہ بازی اور بدعہدی سے باز نہ آئے۔ عہد شکنی حرام ہے چنانچہ حدیث مبارک ہے ”جس شخص میں یہ چار باتیں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۲) جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے۔ (۳) جب معاہدہ کرے تو اسے توڑ دے۔ (۴) جب جھگڑا کرے تو گالیاں دے۔ اگر کسی کے اندر ان میں سے ایک عادت پائی جائے تو اس میں نفاق کا ایک حصہ موجود ہے یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔“^(۲)

كَيْفَ وَإِنْ يَظْهَرُ عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلَّا وَلَا ذِمَّةً يُرْضُونَكُمْ

①.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۷، ۲/۲۱۸، جلالین، التوبة، تحت الآية: ۷، ص ۱۵۵-۱۵۶، مدارك، التوبة، تحت الآية: ۷، ص ۴۲۷، ملتقطاً.

②.....بخاری، کتاب الجزية والموادعة، باب اثم من عاهد ثم غدر، ۳۷۰/۲، الحديث: ۳۱۷۸.

بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَابَىٰ قُلُوبُهُمْ ۚ وَكَثَرَهُمُ فٰسِقُونَ ۝۸

ترجمہ کنزالایمان: بھلا کیونکر ان کا حال تو یہ ہے کہ تم پر قابو پائیں تو نہ قرابت کا لحاظ کریں نہ عہد کا اپنے منہ سے تمہیں راضی کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں انکار ہے اور ان میں اکثر بے حکم ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: بھلا کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ اگر وہ تم پر غالب آجائیں تو تمہارے بارے میں نہ کسی رشتے داری کا لحاظ کریں گے اور نہ ہی کسی معاہدے کا۔ وہ تمہیں اپنے منہ سے راضی کرتے ہیں اور ان کے دل انکار کرتے ہیں اور ان میں اکثر نافرمان ہیں۔

گنیف: کیسے ہو سکتا ہے۔ یعنی مشرکین کیسے عہد پورا کریں گے اور کیسے قول پر قائم رہیں گے حالانکہ ان کا حال تو یہ ہے کہ اگر وہ تم پر غالب آجائیں تو تمہارے بارے میں نہ کسی رشتے داری کا لحاظ کریں گے اور نہ ہی کسی معاہدے کا۔ وہ تمہیں ایمان لانے اور وفائے عہد کے وعدے کر کے اپنے منہ سے راضی کر دیتے ہیں اور ان کے دل ایمان اور وفائے عہد کا انکار کرتے ہیں اور ان میں اکثر نافرمان یعنی عہد شکن، کفر میں سرکش، بے مروت اور جھوٹ سے نہ شرمانے والے ہیں۔^(۱)

کفار کا مسلمانوں کے ساتھ عمومی رویہ

کفار کا یہ حال عام طور پر رہا ہے کہ وہ مسلمان کے مقابلے میں نہ قرابت داری کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ معاہدے کا بلکہ جب کبھی موقع ملتا ہے تو کوئی بہانہ بنا کر عہد شکنی کر دیتے ہیں جیسا کہ آج کے زمانے میں بھی کفار کی حکومتوں کا مسلمانوں کے ساتھ رویہ دیکھا جاسکتا ہے اور ان کا حال تو اپنی جگہ لیکن افسوس تو اس بات کا بھی ہے کہ یہ سب کچھ جاننے، دیکھنے اور سمجھنے کے باوجود مسلمان عبرت حاصل نہیں کرتے اور دفاعی، تجارتی اور دیگر امور میں مسلمانوں کے ساتھ معاہدے کرنے کے مقابلے میں کفار کے ساتھ معاہدے کرنے کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ اس میں انہیں کتنا ہی نقصان کیوں نہ اٹھانا پڑے۔

اِشْتَرَوْا بِآيَاتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوا عَنْ سَبِيْلِهِ ۖ اِنَّهُمْ سَاءَ

۱..... مدارك، التوبة، تحت الآية: ۸، ص ۴۲۷.

مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۹

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کی آیتوں کے بدلے تھوڑے دام مول لیے تو اس کی راہ سے روکا بیشک وہ بہت ہی برے کام کرتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: انہوں نے اللہ کی آیتوں کے بدلے تھوڑی سی قیمت لے لی اور اس کے راستے سے روکا۔ بے شک یہ بہت برے عمل کرتے ہیں۔

﴿اِشْتَرَوْا بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾: انہوں نے اللہ کی آیتوں کے بدلے تھوڑی سی قیمت لے لی۔ یعنی انہوں نے قرآن پاک کی آیات اور ان پر ایمان لانے کے بدلے دنیا کا تھوڑا سا مال لے لیا اور ان کے اور رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مابین جو عہد تھا اسے ابوسفیان کے تھوڑے سے لالچ دینے سے توڑ دیا اور انہوں نے لوگوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دین میں داخل ہونے سے روکا۔ بے شک یہ شرک، عہد شکنی اور لوگوں کو دین اسلام میں داخل ہونے سے روک کر بہت برے عمل کرتے ہیں۔^(۱)

لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلَّا وِلَا ذِمَّةً ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ ۱۰

ترجمہ کنزالایمان: کسی مسلمان میں نہ قرابت کا لحاظ کریں نہ عہد کا اور وہی سرکش ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: کسی مسلمان کے بارے میں نہ رشتے داری کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ کسی معاہدے کا اور یہی لوگ سرکش ہیں۔

﴿لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ﴾: کسی مسلمان کے بارے میں رشتے داری کا لحاظ نہیں کرتے ہیں۔ یعنی جن مشرکین نے معاہدے کی خلاف ورزی کی یہ کسی مسلمان کے بارے میں نہ رشتے داری کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ کسی معاہدے کا بلکہ جب موقع پائیں قتل کر ڈالتے ہیں تو مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ جب ان مشرکین پر دسترس پائیں تو ان سے درگزر نہ کریں اور یہی مشرک

①.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۹، ۲۱۹/۲.

لوگ عہد شکنی میں حد سے بڑھنے والے ہیں۔^(۱)

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخِوَانُكُمْ فِي الدِّينِ ط
وَنُقْصِلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝۱۱

ترجمہ کنزالایمان: پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں جاننے والوں کے لیے۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی اسلامی بھائی ہیں اور ہم جاننے والوں کے لیے تفصیل سے آیتیں بیان کرتے ہیں۔

﴿فَإِنْ تَابُوا﴾: پھر اگر وہ توبہ کر لیں۔ ﴿يَعْنِي﴾ اگر وہ مشرکین شرک سے ایمان کی طرف اور عہد شکنی سے وفائے عہد کی طرف لوٹ آئیں اور جو نمازیں ان پر فرض ہوں انہیں تمام شرائط و اركان کے ساتھ ادا کریں اور جو زکوٰۃ ان پر فرض ہو اسے خوش ہو کر دیں تو وہ تمہارے اسلامی بھائی ہیں ان کے لئے بھی وہی احکام ہیں جو تمہارے لئے ہیں، انہیں بھی وہی چیزیں منع ہیں جو تمہیں منع ہیں۔^(۲)

﴿وَنُقْصِلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴾: اور ہم جاننے والوں کے لیے تفصیل سے آیتیں بیان کرتے ہیں۔ ﴿يَعْنِي﴾ ہم عہد شکنی کرنے والے اور دیگر مشرکین کے احوال اور کفر و ایمان کی حالت میں ان کے احکام سے متعلق آیات ان لوگوں کے لئے تفصیل سے بیان کرتے ہیں جو انہیں جانتے اور سمجھتے ہیں۔^(۳)

وَأِنْ تَكْثُرُوا أَيَّانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعْنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا

①.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۱۰، ۲/۲۱۹.

②.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۱۱، ۲/۲۱۹.

③.....روح البیان، التوبة، تحت الآية: ۱۱، ۳/۳۹۲.

اِبْمَةِ الْكُفْرِ لَا اِيْنَهُمْ لَا اِيْبَان لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝۱۲

ترجہ کنزالایمان: اور اگر عہد کر کے اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر منہ آئیں تو کفر کے سرغوں سے لڑو بیشک ان کی قسمیں کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ باز آئیں۔

ترجہ کنزالعرفان: اور اگر معاہدہ کرنے کے بعد اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو کفر کے پیشواؤں سے لڑو، بیشک ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں (ان سے لڑو) تاکہ یہ باز آئیں۔

﴿وَاِنْ تَكْتُمُوْا اٰیٰتَهُمْ مِنْۢ بَعْدِ عٰہِدِهِمْۙ : اور اگر معاہدہ کرنے کے بعد اپنی قسمیں توڑیں۔﴾ یہاں حکم دیا گیا کہ اگر کفار معاہدہ توڑ دیں اور مسلمانوں کے دین میں طعن و تشنیع کریں تو پھر کوئی عہد باقی نہیں بلکہ اب ان کا فیصلہ میدان جنگ میں ہی ہوگا۔ (۱)

دین میں طعنہ زنی سے کیا مراد ہے؟

دین میں طعنہ زنی سے مراد یہ ہے کہ دین اسلام کی طرف کوئی ایسی بات منسوب کرنا جو دین اسلام کے شایان شان نہیں یا ضروریات دین میں سے کسی چیز کو ہلکا جان کر اس پر اعتراض کرنا۔ اسی طرح نماز اور حج پر طعنہ زنی کرنا، قرآن اور ذکر رسول پر طعنہ زنی کرنا یا رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان پاک میں گستاخی کرنا سب اس میں داخل ہے۔ (۲)

آیت ”وَ اِنْ تَكْتُمُوْا اٰیٰتَهُمْ“ سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوتیں:

(۱)..... جن مشرکین سے معاہدہ کیا گیا ہو تو اس معاہدے کے قائم رہنے کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ ہمارے دین پر اعلانیہ طعنہ زنی نہ کریں اور اگر وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں یا قرآن سے متعلق کسی

①..... حازن، التوبة، تحت الآية: ۱۲، ۲۲۰/۲.

②..... تفسیر قرطبی، براءة، تحت الآية: ۱۲، ۱۷/۴، الجزء الثامن، روح المعانی، التوبة، تحت الآية: ۱۲، ۳۵۳/۵، ملقطاً.

گستاخی کے مرتکب ہوں تو ان کا معاہدہ ختم اور ان کے خلاف جنگ کی جائے گی۔^(۱)

(۲)..... کفار کے ساتھ جنگ کرنے سے مسلمانوں کی غرض ان کے ذاتی مفادات نہیں بلکہ انہیں کفر و بد اعمالی سے روکنا ہے اور یہی اسلامی جہاد کا سب سے اہم مقصد ہے۔

أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَبُوا بَآخِرَ الرَّسُولِ وَهُمْ
بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ أَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَإِنَّ اللَّهَ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ إِنْ كُنْتُمْ
مُؤْمِنِينَ ﴿۱۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: کیا اس قوم سے نہ لڑو گے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑیں اور رسول کے نکالنے کا ارادہ کیا حالانکہ انہیں کی طرف سے پہل ہوئی ہے کیا ان سے ڈرتے ہو تو اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا تم اس قوم سے نہیں لڑو گے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑیں اور رسول کو نکالنے کا ارادہ کیا حالانکہ پہلی مرتبہ انہوں نے ہی تم سے ابتداء کی تھی تو کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ پس اللہ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔

﴿أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا﴾: کیا تم اس قوم سے نہیں لڑو گے۔ ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس قوم سے نہیں لڑو گے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑیں اور صلح حدیبیہ کا عہد توڑا اور مسلمانوں کے حلیف خزاعہ کے مقابل بنی بکر کی مدد کی اور دارُ النَّدْوہ میں مشورہ کر کے رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مکہ مکرمہ سے نکالنے کا ارادہ کیا حالانکہ پہلی مرتبہ انہوں نے ہی تم سے لڑائی کی ابتداء کی تھی تو کیا تم ان سے ڈرتے ہو اور اس بنا پر ان سے جنگ ترک کرتے ہو؟ پس اگر تم اللہ تعالیٰ کے وعدے اور وعید پر ایمان رکھتے ہو تو اللہ عزَّوَجَلَّ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ تم کافروں سے جنگ ترک کرنے کے معاملے میں اس سے ڈرو۔^(۲)



①..... احکام القرآن للخصاص، سورة التوبة، ۱۱۰/۳، ملخصاً.

②..... حازن، التوبة، تحت الآية: ۱۳، ۲۲۰/۲.

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین و ایذاء، مسلمانوں سے عہد شکنی اور شر و فساد کی ابتداء کرنا کفار کی وہ غلطی ہے جس کی سزا انہیں ملنی چاہیے۔

ایمانِ کامل کا تقاضا!

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمانِ کامل کا تقاضا یہ ہے کہ مومن اپنے رب غزو و جل کے سوا کسی سے ڈرے اور نہ اس کے علاوہ کسی کی پرواہ کرے۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ منصب رسالت پر فائز ہستیوں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۚ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا^(۱)
ترجمہ کنز العرفان: وہ جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں کرتے اور اللہ کافی حساب لینے والا ہے۔

اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّمَا لَكُمْ الشَّيْطَانُ يَخْوَفُ أَوْلِيَاءَهُ ۖ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ^(۲)
ترجمہ کنز العرفان: بیشک وہ تو شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے تو تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو۔

قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبُهُمُ اللَّهُ بِأَيِّ يَكُمُ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ^(۳)

ترجمہ کنز الایمان: تو ان سے لڑو واللہ انہیں عذاب دے گا تمہارے ہاتھوں اور انہیں رسوا کرے گا اور تمہیں ان پر مدد دے گا اور ایمان والوں کا جی ٹھنڈا کرے گا۔

①..... احزاب: ۳۹۔

②..... ال عمران: ۱۷۵۔

ترجہ کنز العرفان: تم ان سے لڑو، اللہ تمہارے ہاتھوں سے انہیں عذاب دے گا اور انہیں ذلیل و رسوا کرے گا اور ان کے خلاف تمہاری مدد فرمائے گا اور ایمان والوں کے دلوں کو ٹھنڈا کر دے گا۔

﴿قَاتِلُوهُمْ﴾: تم ان سے لڑو۔ ﴿ارْشَادُ﴾ فرمایا کہ تم ان سے لڑو، اللہ عَزَّوَجَلَّ کا وعدہ ہے کہ وہ تمہارے ہاتھوں سے قتل کے ذریعے انہیں عذاب دے گا اور انہیں قید میں مبتلا کر کے ذلیل و رسوا کرے گا اور ان کے خلاف تمہاری مدد فرمائے گا اور ان پر غلبہ عطا فرمائے گا اور ایمان والوں کے دلوں کو ٹھنڈا کر دے گا۔^(۱)

تاریخ شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سارے وعدے پورے فرمائے اور تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دی ہوئی ساری خبریں سچ ثابت ہوئیں اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت کا ثبوت واضح تر ہو گیا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کفار سے اپنا بدلہ لینا جس سے مسلمانوں کے دلوں کا رنج نکلے جائز ہے بلکہ بعض اوقات بدلہ لینا ضروری ہے مگر ظلم و زیادتی نہ ہو۔

وَيَذْهَبُ غِيْظُ قُلُوْبِهِمْ ط وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾

ترجہ کنز الایمان: اور ان کے دلوں کی گھٹن دور فرمائے گا اور اللہ جس کی چاہے توبہ قبول فرمائے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

ترجہ کنز العرفان: اور ان کے دلوں کی گھٹن دور فرمائے گا اور اللہ جس پر چاہتا ہے اپنی رحمت سے رجوع فرماتا ہے اور اللہ علم والا، حکمت والا ہے۔

﴿وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ يَّشَاءُ﴾: اور اللہ جس پر چاہتا ہے اپنی رحمت سے رجوع فرماتا ہے۔ ﴿اس آیت میں یہ خبر دی گئی ہے کہ بعض اہل مکہ کفر سے باز آ کر تائب ہوں گے۔ یہ خبر بھی ایسی ہی واقع ہو گئی چنانچہ حضرت ابوسفیان، عکرمہ بن ابوجہل اور سہیل بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ ایمان سے مشرف ہوئے۔^(۲)

①.....مدارک، التوبة، تحت الآية: ۱۴، ص ۴۲۸.

②.....مدارک، التوبة، تحت الآية: ۱۵، ص ۴۲۸.

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَلَمْ
يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً ۖ وَاللَّهُ خَبِيرٌ
بِمَاتَعْمَلُونَ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: کیا اس گمان میں ہو کہ یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے پہچان نہ کرائی ان کی جو تم میں سے
جہاد کریں گے اور اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا حرم راز نہ بنائیں گے اور اللہ تمہارے کاموں
سے خبردار ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا تم نے یہ گمان کر لیا کہ تمہیں ایسے ہی چھوڑ دیا جائے گا حالانکہ ابھی اللہ نے ان لوگوں کی پہچان
نہیں کروائی جو تم میں سے جہاد کرنے والے ہیں اور وہ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کے علاوہ کسی
کو اپنا راز دار نہیں بنایا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

﴿أَمْ حَسِبْتُمْ﴾: کیا تم نے یہ گمان کر لیا۔ ﴿لَمَّا يَعْلَمِ﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے ایمان والو! کیا تم نے یہ گمان کر لیا کہ تمہیں ایسے
ہی چھوڑ دیا جائے گا حالانکہ ابھی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو متاثر نہیں کیا اور لوگوں کو ان کی پہچان نہیں کروائی جو تم میں سے اخلاص
کے ساتھ اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں اور وہ جنہوں نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ
والہ وسلم اور ایمان والوں کے علاوہ کسی کو اپنا راز دار نہیں بنایا اور اللہ عزوجل تمہارے تمام کاموں سے خبردار ہے اور وہ یہ
بھی جانتا ہے کہ تم جہاد کرنے میں مخلص ہو یا نہیں۔^(۱)

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دعویٰ ایمان کی صداقت کا امتحان بھی لیا جاتا ہے کہ بندہ مشکل حالات میں
ثابت قدم رہتا ہے یا نہیں؟ اور صبر کرتا ہے یا نہیں؟

مشرکوں سے دلی دوستی کرنے اور ان تک مسلمانوں کے راز پہنچانے کی ممانعت

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مخلص اور غیر مخلص میں امتیاز کر دیا جائے گا نیز اس آیت میں مسلمانوں کو مشرکوں سے

①..... مدارك، التوبة، تحت الآية: ۱۶، ص ۴۲۸-۴۲۹، روح البیان، التوبة، تحت الآية: ۱۶، ۳/۳۹۶، ملقطاً.

دلی دوستی کرنے سے منع کیا گیا ہے اور ان کے پاس مسلمانوں کے راز پہنچانے سے ممانعت کی گئی ہے۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ
الْمُؤْمِنِينَ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ
فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً وَيُحَذِّرُكُمْ
اللَّهُ نَفْسَهُ ۖ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ (۱)

اور ارشاد فرماتا ہے:

بَشِّرِ السُّفْهَانَ بِأَنَّهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝
الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ
الْمُؤْمِنِينَ ۖ أَيْتَعُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ
الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا (۲)

نیز ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِنْ
دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا ۖ وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ ۚ
قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۚ وَمَا تُخْفِي
صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۚ قَدْ بَيَّأْتُكُمْ آلِيَتَ إِنْ كُنْتُمْ
تَعْقِلُونَ (۳)

ترجمہ کنز العرفان: مسلمان مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا
دوست نہ بنائیں اور جو کوئی ایسا کرے گا تو اس کا اللہ سے کوئی تعلق
نہیں مگر یہ کہ تمہیں ان سے کوئی ڈر ہو اور اللہ تمہیں اپنے غضب
سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: منافقوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے دردناک
عذاب ہے۔ وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو
دوست بناتے ہیں کیا یہ ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں؟ تو
تمام عزتوں کا مالک اللہ ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! غیروں کو راز دار نہ بناؤ،
وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کریں گے۔ وہ تو چاہتے ہیں کہ
تم مشقت میں پڑ جاؤ۔ بیشک (ان کا) بغض تو ان کے منہ سے
ظاہر ہو چکا ہے اور جوان کے دلوں میں چھپا ہوا ہے وہ اس سے
بھی بڑھ کر ہے۔ بیشک ہم نے تمہارے لئے کھول کر آیتیں
بیان کر دیں اگر تم عقل رکھتے ہو۔

نیت درست رکھنا ضروری ہے

اس آیت کے آخر میں بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کی نیتوں اور ان کے مقاصد سے خبردار ہے اور ان میں سے

۱.....ال عمران: ۲۸۔

۲.....النساء: ۱۳۸، ۱۳۹۔

۳.....ال عمران: ۱۱۸۔

کوئی چیز بھی اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں، لہذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنی نیت درست رکھنے پر خوب توجہ دے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں ”اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں فرماتا کہ باطن ظاہر کے خلاف ہو۔“ (۱)

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْبُرُوا مَسْجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ
بِالْكَفْرِ ۚ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۖ وَفِي النَّارِهِمْ خُلْدٌ وَّنَ ۝۱۰

ترجمہ کنزالایمان: مشرکوں کو نہیں پہنچتا کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں خود اپنے کفر کی گواہی دے کر ان کا تو سب کیا دھرا
اکارت ہے اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: مشرکوں کو کوئی حق نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں جبکہ یہ خود اپنے کفر کے گواہ ہیں، ان کے
تمام اعمال برباد ہیں اور یہ ہمیشہ آگ ہی میں رہیں گے۔

﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْبُرُوا مَسْجِدَ اللَّهِ﴾: مشرکوں کو کوئی حق نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں۔ ﴿اس آیت میں مسجدوں سے بطور خاص مسجد حرام، کعبہ معظمہ مراد ہے اور اس کو جمع کے صیغے سے اس لئے ذکر فرمایا کہ وہ تمام مسجدوں کا قبلہ اور امام ہے تو اسے آباد کرنے والا ایسا ہے جیسے تمام مسجدوں کو آباد کرنے والا، نیز مسجد حرام شریف کا ہر بقعہ مسجد ہے اس لئے یہاں جمع کا صیغہ ذکر کیا گیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مسجد سے مراد جنس مسجد ہے یعنی جو بھی مسجد ہو کافروں کو اسے آباد کرنے کی اجازت نہیں اور اس صورت میں کعبہ معظمہ بھی اسی میں داخل ہے کیونکہ وہ تو تمام مسجدوں کا سردار ہے۔ (۲)

شان نزول: کفار قریش کے سرداروں کی ایک جماعت جو بدر میں گرفتار ہوئی اور ان میں حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا حضرت عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی تھے ان کو صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے شرک پر عار

①.....تفسیر کبیر، التوبة، تحت الآية: ۱۶، ۸/۶.

②.....مدارك، التوبة، تحت الآية: ۱۷، ص ۴۲۹.

دلانی اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے تو خاص حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں آنے پر بہت سخت سست کہا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ تم ہماری برائیاں تو بیان کرتے ہو اور ہماری خوبیاں چھپاتے ہو۔ ان سے کہا گیا: کیا آپ کی کچھ خوبیاں بھی ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں، ہم تم سے افضل ہیں، ہم مسجد حرام کو آباد کرتے ہیں، کعبہ کی خدمت کرتے ہیں، حاجیوں کو سیراب کرتے ہیں، اسیروں کو رہا کرتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مسجدوں کو آباد کرنے کا کافروں کو کوئی حق نہیں کیونکہ مسجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے آباد کی جاتی ہے تو جو خدا عزوجل ہی کا منکر ہو اور اس کے ساتھ کفر کرے وہ کیا مسجد آباد کرے گا؟ ایمان کے بغیر کوئی عمل معتبر نہیں۔^(۱)

مسجدیں آباد کرنے کے معنی

اس میں بھی کئی قول ہیں: ایک تو یہ کہ آباد کرنے سے مسجد کا تعمیر کرنا، بلند کرنا، مرمت کرنا مراد ہے۔ اس سے کافر کو منع کیا جائے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مسجد آباد کرنے سے اس میں داخل ہونا اور بیٹھنا مراد ہے۔^(۲)

تنبیہ: کفار سے مسجدوں کی تعمیر کے معاملے میں مدد نہیں لینی چاہیے اگرچہ بعض صورتوں میں اس کی اجازت ہوتی ہے۔

﴿شَهِدِينَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ بِالْكَفْرِ﴾: جبکہ یہ خود اپنے کفر کے گواہ ہیں۔ یعنی یہ دونوں باتیں کس طرح جمع ہو سکتی ہیں کہ آدمی کافر بھی ہو اور خاص اسلامی اور توحید کے عبادت خانہ کو آباد بھی کرے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ ”ان کے تمام اعمال برباد ہیں“ کیونکہ حالت کفر کے اعمال مقبول نہیں، نہ مہمانداری، نہ حاجیوں کی خدمت، نہ قیدیوں کا رہا کرنا، اس لئے کہ کافر کا کوئی فعل اللہ عزوجل کے لئے تو ہوتا نہیں، لہذا اس کا عمل سب اکارت ہے اور اگر وہ اسی کفر پر مرجائے تو جہنم میں اس کے لئے بیشکی کا عذاب ہے۔^(۳)

اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی نیکیاں جیسے مساجد کی خدمت، مسافر خانہ، کنوئیں وغیرہ بنانا سب برباد ہیں کسی پر کوئی ثواب نہیں۔

①.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۱۷، ۲۲۱/۲-۲۲۲.

②.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۱۷، ۲۲۲/۲.

③.....مدارك، التوبة، تحت الآية: ۱۷، ص ۴۲۹، خازن، التوبة، تحت الآية: ۱۷، ۲۲۲/۲، ملقطاً.

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ أَمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ
الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا
مِنَ الْمُهْتَدِينَ ﴿١٨﴾

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم رکھتے اور
زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم
کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو غفر یہ لوگ ہدایت والوں میں سے ہوں گے۔

﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ: اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتے ہیں﴾ اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسجدیں آباد
کرنے کے مستحق مومنین ہیں، مسجدوں کو آباد کرنے میں یہ امور بھی داخل ہیں: جھاڑ دینا، صفائی کرنا، روشنی کرنا اور
مسجدوں کو دنیا کی باتوں سے اور ایسی چیزوں سے محفوظ رکھنا جن کے لئے وہ نہیں بنائی گئیں، مسجدیں عبادت کرنے اور
ذکر کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں اور علم کا درس بھی ذکر میں داخل ہے۔^(۱)

مسجد نبوی کی تعمیر و ترمیم و ترمیم

مسجد نبوی میں سب سے پہلے اعلیٰ فرش حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ڈالے، اس سے پہلے صرف بجری تھی۔
اس کی عالیشان عمارت سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنائی۔ اس میں سب سے پہلے قدیلین حضرت
تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روشن کیں۔ عہد فاروقی میں رمضان کی تراویح کے موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے چراغاں کیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نور قبر کی دعا دی۔
حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیٹ المقدس میں کبیریت احمر کی روشنی کی جس کی روشنی بارہ مربع میل میں

۱.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۱۸، ۲۲۲/۲، مدارك، التوبة، تحت الآية: ۱۸، ص ۴۲۹، ملقطاً.

ہوتی تھی اور اسے چاندی سونے سے آراستہ فرمایا۔^(۱)

مسجد تعمیر کرنے کے فضائل

مسجدیں بنانے کا حکم اور ان کی تعمیر کے فضائل بکثرت احادیث میں مذکور ہیں، ترغیب کے لئے 6 احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

(1)..... حضرت انس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”مسجدیں تعمیر کرو اور انہیں محفوظ بناؤ۔“⁽²⁾

(2)..... حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد بنائے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔“⁽³⁾

(3)..... حضرت انس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول انور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے چھوٹی یا بڑی مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔“⁽⁴⁾

(4)..... حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں، میں نے حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے مسجد اس لئے بنائی تاکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں گھر بنائے گا۔“⁽⁵⁾

(5)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے حلال مال سے وہ گھر بنایا جس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں موتی اور یاقوت کا گھر بنائے گا۔“⁽⁶⁾

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی مسجد تعمیر کرنے اور اس کی تعمیر میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

①..... روح البیان، التوبة، تحت الآية: ۱۸، ۳۹۹/۳-۴۰۰، ملخصاً.

②..... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصلاة، فی زینۃ المساجد وما جاء فیہا، ۳۴۴/۱، الحدیث: ۹.

③..... مسلم، کتاب الزہد والرفاق، باب فضل بناء المساجد، ص ۱۵۹۳، الحدیث: ۴۴ (۲۹۸۳).

④..... ترمذی، ابواب الصلاة، باب ما جاء فی فضل بنیان المساجد، ۳۴۳/۱، الحدیث: ۳۱۹.

⑤..... ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعات، باب من بنی للہ مسجداً، ۴۰۷/۱، الحدیث: ۷۳۵.

⑥..... معجم الاوسط، باب المیم، من اسمہ محمد، ۱۷/۴، الحدیث: ۵۰۵۹.

(6)..... حضرت انس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی حدیث میں ہے ”سات چیزیں ایسی ہیں جن کا ثواب بندے کو مرنے کے بعد بھی ملتا ہے، ان میں سے ایک مسجد تعمیر کرنا ہے۔“ (1)

﴿وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ﴾ اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ ﴿﴾ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ دینی معاملات میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور کسی کی رضا کو رضائے الہی پر کسی اندیشہ سے بھی مقدم نہیں کرتے۔ (2) اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے اور غیر سے نہ ڈرنے کے یہی معنی ہیں، نیز یاد رہے کہ جن چیزوں سے انسان فطری طور پر ڈرتا ہے جیسے اندھیرا، درندے اور زہریلے جانور وغیرہ ان سے ڈرنا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے نہ ڈرنے کے خلاف نہیں کیونکہ یہ فطری خوف ہے اور اس سے بچنا انسان کے بس کی بات نہیں۔

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ أَمَنَ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوِنَ عِنْدَ اللَّهِ ط وَاللَّهُ لَا
يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۱۹

توجہ کنز الایمان: تو کیا تم نے حاجیوں کی سبیل اور مسجد حرام کی خدمت اس کے برابر ٹھہرائی جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا۔

توجہ کنز العرفان: تو کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے (والے) کو اور مسجد حرام کی خدمت کرنے (والے) کو اس شخص کے برابر ٹھہرایا جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

﴿سِقَايَةَ الْحَاجِّ﴾ : حاجیوں کو پانی پلانے (والے) کو ﴿﴾ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ کفار کو مؤمنین سے

①..... شعب الایمان، باب الثانی والعشرون من شعب الایمان... الخ، فصل فی الاختیار فی صدقة التطوع، ۲/۴۸، الحدیث: ۳۴۴۹.

②..... مدارك، التوبة، تحت الآية: ۱۸، ص ۴۲۹.

کچھ نسبت نہیں اور نہ اُن کے اعمال کو ان کے اعمال سے کوئی نسبت ہے کیونکہ کافر کے اعمال رائیگاں ہیں خواہ وہ حاجیوں کے لئے سبیل لگائیں یا مسجدِ حرام کی خدمت کریں، ان کے اعمال کو مومن کے اعمال کے برابر قرار دینا ظلم ہے۔^(۱) شانِ نزول: روزِ بدر جب حضرت عباس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ گرفتار ہو کر آئے تو انہوں نے صحابہ کرام رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے کہا کہ تم کو اسلام اور ہجرت و جہاد میں سبقت حاصل ہے تو ہم کو بھی مسجدِ حرام کی خدمت اور حاجیوں کے لئے سبیل لگانے کا شرف حاصل ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور آگاہ کیا گیا کہ جو عمل ایمان کے ساتھ نہ ہوں وہ بے کار ہیں۔^(۲)

الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجْهَهُمْ وَإِذْ سَبِيلَ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ
أَعْظَمَ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝۲۰

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال جان سے اللہ کی راہ میں لڑے اللہ کے یہاں ان کا درجہ بڑا ہے اور وہی مراد کو پہنچے۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہ جنہوں نے ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا اللہ کے نزدیک ان کا بہت بڑا درجہ ہے اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

﴿وَجْهَهُمْ وَإِذْ سَبِيلَ اللَّهِ﴾: اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ ﴿تین صورتیں ہیں: (۱) فقط جان سے جہاد کرنا۔ جیسے مساکین کرتے تھے۔ (۲) فقط مال سے جہاد کرنا۔ جیسا کہ معذور مالدار مومن کا عمل کہ غازی کو گھوڑا وغیرہ دے دیتے تھے۔ (۳) جان و مال دونوں سے جہاد کرنا۔ جیسا کہ غنی قادر مسلمان جو کہ دوسرے مسکین غازیوں کو سامان بھی دیتے اور خود بھی میدان میں جاتے تھے اور ان کے اپنے جانے پر بھی خرچہ ہوتا۔ یہ آیت کریمہ ان تینوں مجاہدوں کو شامل ہے۔ اس سے اشارہ معلوم ہو رہا ہے کہ مہاجرین انصار سے افضل ہیں اگرچہ دونوں اللہ تعالیٰ کے پیارے اور دونوں کامیاب ہیں۔

①.....مدارک، التوبة، تحت الآية: ۱۹، ص ۴۳۰، ملخصاً.

②.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۱۹، ۲۲۳/۲.

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّتْ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ۝۲۱
خُلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝۲۲

ترجمہ کنزالایمان: ان کا رب انہیں خوشی سناتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا اور ان باغوں کی جن میں انہیں دائمی نعمت ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے بیشک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: ان کا رب انہیں اپنی رحمت اور خوشنودی اور جنتوں کی بشارت دیتا ہے، ان کے لئے ان باغوں میں دائمی نعمتیں ہیں۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ ان جنتوں میں رہیں گے بیشک اللہ کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔

﴿يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّتْ﴾: ان کا رب انہیں اپنی رحمت اور خوشنودی اور جنتوں کی بشارت دیتا ہے۔ علامہ علی بن محمد خازن رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: یہ اعلیٰ ترین بشارت ہے کیونکہ مالک کی رحمت و رضا بندے کا سب سے بڑا مقصد اور پیاری مراد ہے۔ (۱)

راہِ خدا میں جہاد کرنے والے مسلمانوں کے لئے بڑی پیاری بشارتیں

اس آیت میں ایمان قبول کرنے کے بعد ہجرت کرنے اور اپنی جان و مال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تین بڑی پیاری بشارتیں جمع کی گئی ہیں۔

(2، 1)..... انہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رضا نصیب ہوگی۔ حضرت ثوبان رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کرتا رہتا ہے، وہ اسی جستجو میں رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام سے فرماتا ہے ”میرا فلاں بندہ مجھے راضی کرنا چاہتا ہے، آگاہ رہو کہ اس پر میری رحمت ہے۔ تب حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کہتے ہیں: فلاں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، یہی بات عرش اٹھانے والے فرشتے کہتے ہیں، یہی ان کے ارد گرد کے فرشتے کہتے ہیں حتیٰ کہ ساتویں آسمان والے یہ کہنے لگتے ہیں، پھر یہ رحمت اس کے لیے زمین پر نازل ہوتی ہے۔ (2)

①..... خازن، التوبة، تحت الآية: ۲۱، ۲/۲۲۴.

②..... مسند امام احمد، مسند الانصار، ومن حديث ثوبان رضي الله تعالى عنه، ۳۲۸/۸، الحديث: ۲۲۴۶۴.

حضرت ابو سعید خدری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ”بے شک اللہ تعالیٰ اہل جنت سے ارشاد فرمائے گا ”اے اہل جنت! وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! عَزَّوَجَلَّ، ہم حاضر اور مُسْتَعِد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ”کیا تم راضی ہو؟ جنتی عرض کریں گے: ہم کیوں نہ راضی ہوتے جبکہ تو نے ہمیں وہ عطا فرمایا ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ”میں تمہیں اس سے بھی افضل چیز عطا فرمانے والا ہوں۔ جنتی عرض کریں گے: اے ہمارے رب! عَزَّوَجَلَّ، کون سی چیز اس سے افضل ہے؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ میں نے اپنی رضامندی کو تمہارے لئے حلال کر دیا لہذا اس کے بعد تم پر کبھی ناراضگی نہیں ہوگی۔^(۱)

(۳)..... وہ جنت میں ہمیشہ کے لئے قیام کریں گے۔ جہنم سے بچائے جانے اور جنت میں داخل کئے جانے والے کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۖ وَإِنَّمَا تُوَفَّقُونَ أُجُورَكُمْ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۖ فَمَنْ رُحِزَ عَنِ النَّارِ ۖ وَأُدْخِلَ
الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۖ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا
مَتَاعٌ الْعُزْرُورِ^(۲)

ترجمہ کنز العرفان: ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور قیامت کے دن تمہیں تمہارے اجر پورے پورے دیئے جائیں گے تو جسے آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے۔

﴿خُلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا﴾: وہ ہمیشہ ہمیشہ ان جنتوں میں رہیں گے۔ ﴿یہ آیت کریمہ بظاہر مہاجرین صحابہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے لئے ہے، ان بزرگوں کا جنتی ہونا یقینی ہے۔ ان میں سے بعض کا تو نام لے کر جنتی ہونے کا اعلان فرما دیا گیا جیسے حضرات عشرہ مبشرہ وغیرہم۔ معلوم ہوا کہ صحابہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی وہ عظمت ہے کہ ان کیلئے رحمت، جنت و رضائے الہی کی بشارتیں بطور خاص قرآن پاک میں دی گئی ہیں، لہذا جو صحابہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے ایمان یا تقویٰ کا انکار کرے وہ اس آیت کا منکر ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ
عَلَى الْإِيمَانِ ۖ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ٢٣

۱..... بخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ۴/۲۶۰، الحدیث: ۶۵۴۹.

۲..... آل عمران: ۱۸۵.

ترجہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔

ترجہ کنز العرفان: اے ایمان والو! اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔

﴿لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾: اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو۔ ﴿﴾ جب مسلمانوں کو مشرکین سے ترکِ موالات کا حکم دیا گیا تو بعض لوگوں نے کہا: یہ کیسے ممکن ہے کہ آدمی اپنے باپ بھائی وغیرہ قربت داروں سے ترکِ تعلق کرے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ کفار سے موالات یعنی قلبی محبت کا تعلق جائز نہیں چاہے ان سے کوئی بھی رشتہ ہو۔^(۱)

کافروں اور بدعتیوں سے دور رہنا چاہئے

اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں یعنی کافروں، بے دینوں اور گمراہوں کے ساتھ میل جول، رسم و راہ، مؤدّت و محبت اُن کی ہاں میں ہاں ملانا اُن کی خوشامد میں رہنا سب ممنوع ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَزْكُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ^(۲) ترجہ کنز العرفان: اور ظالموں کی طرف نہ جھکو ورنہ تمہیں آگ چھوئے گی۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے

وَأَمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ^(۳) ترجہ کنز العرفان: اور اگر شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”إِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْكُمْ وَلَا يَقْتُلُوْكُمْ“ ان سے الگ رہو، انہیں اپنے سے دور رکھو، کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں، وہ تمہیں

①.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۲۳، ۲۲۴/۲.

②.....ہود: ۱۱۳.

③.....انعام: ۶۸.

فتنے میں نہ ڈال دیں۔^(۱)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اِنْ مَرَضُوا فَلَا تُعَوِّذُوهُمْ وَاِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ“ اگر یہ بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرنا اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازے میں شامل نہ ہونا۔^(۲)

یہی حدیث حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے، اس میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں ”وَاِنْ لَقِيتُمُوهُمْ فَلَا تَسْلِمُوا عَلَيْهِمْ“ اور اگر تم ان سے ملو تو انہیں سلام نہ کرو!^(۳)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لئے میرے صحابہ کو منتخب فرمایا ہے، انہیں میرا ساتھی اور قریبی عزیز بنایا ہے۔ عنقریب کچھ لوگ ایسے آئیں گے جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں گستاخی کریں گے اور انہیں برا بھلا کہیں گے، اگر تم انہیں پاؤ تو ان کے ساتھ نکاح کرنا، نہ ان کے ساتھ کھانا پینا، ان کے ساتھ نماز پڑھنا اور نہ ان پر نماز پڑھنا۔^(۴)

ان آیات و احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں چاہئے کہ بد مذہبوں کے سائے سے بھی کوسوں دور بھاگیں چہ جائیکہ ان کے ساتھ اٹھیں بیٹھیں، ان کی دعوتوں میں اور ان کی شادی غمی میں شریک ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاؤُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ
وَاَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَا
اَحَبُّ اِلَيْكُمْ مِّنْ اِلٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهِ فَتَرْبِّصُوا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ
بِاَمْرِهٖ ۖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ٢٣

①.....مسلم، باب النهی عن الروایة عن الضعفاء والاحتیاط فی تحمّلها، ص ۹، الحدیث: ۷ (۷).

②.....ابو داؤد، کتاب السنّة، ۴/۲۹۴، الحدیث: ۴۶۹۱.

③.....ابن ماجہ، کتاب السنّة، باب فی القدر، ۷۰/۱، الحدیث: ۹۲.

④.....کنز العمال، کتاب الفضائل، ذکر الصحابة وفضلهم رضی اللہ عنہم اجمعین، ۲۴۶/۶، الحدیث: ۳۲۵۲۵، الجزء الحادی عشر.

توجہ کنز الایمان: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

توجہ کنز العرفان: تم فرماؤ: اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا خاندان اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور تمہارے پسندیدہ مکانات تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

﴿قُلْ﴾ تم فرماؤ۔ یعنی اے محبوب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، جنہوں نے رشتہ داروں سے ترک تعلق کے بارے میں کلام کیا آپ ان سے فرمادیں کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارا خاندان، تمہاری کمائی کے مال اور وہ تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور تمہارے پسندیدہ مکانات تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے اور اللہ تعالیٰ مشرکین سے مولات کے معاملے میں نافرمانی کرنے والے لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔^(۱)

اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے زیادہ کسی کو عزیز نہ کہلا جائے

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خان دَحْمَةُ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس آیت سے معلوم ہوا کہ جسے دنیا جہان میں کوئی معزز، کوئی عزیز، کوئی مال، کوئی چیز اللہ و رسول سے زیادہ محبوب ہو، وہ بارگاہ الہی سے مردود ہے، اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی طرف راہ نہ دے گا، اسے عذاب الہی کے انتظار میں رہنا چاہیے، وَالْعِبَادُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔ تمہارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ”تم میں کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ، اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔“^(۲) اس نے تو بات صاف فرمادی کہ جو حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے زیادہ کسی کو عزیز رکھے ہر گز مسلمان نہیں۔^(۳)

①.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۲۴، ۲۲۴/۲، روح البیان، التوبة، تحت الآية: ۲۴، ۴۰۳/۳، ملقطاً.

②.....بخاری، کتاب الایمان، باب حبّ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان، ۱۷/۱، الحدیث: ۱۵، مسلم، باب وجوب

محبة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر من الاہل... الخ، ص ۴۲، الحدیث: ۷۰ (۴۴)).

③.....فتاویٰ رضویہ، ۳۰۹/۳۰-۳۱۰.

علامہ قاضی عیاض رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں ”یہ آیت کریمہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت کے لازم ہونے، فرض اور اہم چیز ہونے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس محبت کے اصل مستحق ہونے کے بارے میں ترغیب، تنبیہ اور دلیل و حجت ہونے کیلئے کافی ہے کیونکہ جس نے اپنی آل اولاد اور مال کی محبت کو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت سے زیادہ سمجھا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسے سخت تنبیہ کی ہے اور ایسوں کو ڈراتے ہوئے ارشاد فرمایا ”فَتَرَبَّصُوا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِأَمْرٍ“، تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔ نیز آیت کے آخر میں ایسوں کو فاسق فرمایا اور بتایا کہ یہ لوگ ان گراہوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی توفیق نہ دی۔^(۱)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جس شخص میں تین باتیں ہوں گی اس نے ایمان کی حلاوت پائی (۱) اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کے ماسوا سب سے زیادہ محبوب ہو۔ (۲) اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کسی سے محبت کرے۔ (۳) کفر کی طرف لوٹنے کو ایسا برا جانے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے۔“^(۲)

حضرت سہل رَحْمَةُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں ”جو شخص رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولایت و حکومت تمام حالات میں نہیں دیکھتا اور اپنی جان کو ان کی ملک نہیں جانتا تو وہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت کی شیرینی نہ چکھے گا کیونکہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ عَنْدَہٗ أَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ نَفْسِہِ“ تم میں سے وہ شخص مومن نہیں ہو سکتا جس کے نزدیک میں اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔“^(۳)

احادیث و روایات میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت رکھنے کا ثواب

حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت رکھنے کا ثواب کس قدر ہے اس کا اندازہ درج ذیل ۳ احادیث سے لگایا جاسکتا ہے۔

(۱)..... حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَرَمَاتے ہیں ”ایک شخص نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی ”یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قیامت کب آئے گی؟“ ارشاد فرمایا: ”تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟“ اس نے عرض

①..... الشفاء، القسم الثانی، الباب الثانی فی لزوم محبّته صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۸، الجزء الثانی.

②..... بخاری، کتاب الایمان، باب حلاوة الایمان، ۱۷/۱، الحدیث: ۱۶.

③..... مسند امام احمد، مسند الشامیین، حدیث عبد اللہ بن ہشام... الخ، ۳۰۳/۶، الحدیث: ۱۸۰۶۹، الشفاء، القسم الثانی،

الباب الثانی فی لزوم محبّته صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۹، الجزء الثانی.

کی: میرے پاس اس کے لئے نہ نمازوں کی کثرت ہے نہ روزہ اور صدقہ ہے لیکن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں۔ تب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”تو اس کے ساتھ ہے جس کو تو محبوب رکھتا ہے۔“ (1)

(2)..... حضرت صفوان بن قدامہ رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہجرت کی۔ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی ”یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اپنا دست مبارک دیجئے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک بڑھایا۔ میں نے عرض کی ”یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، میں آپ کو محبوب رکھتا ہوں۔ ارشاد فرمایا ”الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ“ مرد جس سے محبت رکھے اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ (2)

(3)..... حضرت ثوبان رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ تاجدارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کمال درجے کی محبت رکھتے تھے اور انہیں جدائی کی تاب نہ تھی۔ ایک روز اس قدر غمگین اور رنجیدہ حاضر ہوئے کہ چہرے کا رنگ بدل گیا تھا تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا، آج رنگ کیوں بدلا ہوا ہے؟ عرض کیا: نہ مجھے کوئی بیماری ہے اور نہ درو سوائے اس کے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سامنے نہیں ہوتے تو انتہا درجہ کی وحشت و پریشانی ہو جاتی ہے، جب آخرت کو یاد کرتا ہوں تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہاں میں کس طرح دیدار پاسکوں گا؟ آپ اعلیٰ ترین مقام میں ہوں گے اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے جنت بھی دی تو اس مقامِ عالی تک رسائی کہاں؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَافِقًا (3)

ترجمہ کنز العرفان: اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ کتنے اچھے ساتھی ہیں۔ (4)

①..... بخاری، کتاب الادب، باب علامة حب اللہ عزوجل... الخ، ۴/۱۴۷، الحدیث: ۶۱۷۱.

②..... الشفاء، القسم الثانی، الباب الثانی فی لزوم محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم، فصل فی ثواب محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۲۰، الجزء الثانی.

③..... النساء: ۶۹.

④..... خازن، النساء، تحت الآية: ۶۹، ۱/۴۰۰.

محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی علامات

علماء کرام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی کثیر علامات بیان فرمائی ہیں، ان میں سے 8 علامات درج ذیل ہیں

- (1)..... اقوال اور افعال میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنا یعنی سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو کام کرنے کا حکم دیا انہیں کرنا اور جن سے منع کیا ان سے رک جانا نیز نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنا۔
- (2)..... آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جس عمل کی ترغیب دی اسے اپنی نفسانی اور شہوانی خواہشات پر ترجیح دینا۔
- (3)..... بکثرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر جمیل کرنا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنا۔
- (4)..... ذکر حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وقت تعظیم و توقیر بجالانا اور اسم گرامی سن کر انکساری کا اظہار کرنا۔
- (5)..... جس سے سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم محبت رکھتے ہوں اس سے بھی محبت کرنا۔
- (6)..... جس چیز سے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دشمنی رکھی اس سے دشمنی رکھنا اور جس سے عداوت رکھی اس سے کنارہ کشی کرنا۔
- (7)..... قرآن مجید سے محبت رکھنا۔
- (8)..... رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے ساتھ شفقت و مہربانی سے پیش آنا۔^(۱)

دین کو دنیا پر ترجیح دینا

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب ایسی صورت حال درپیش ہو کہ دین یا دنیا میں سے کسی ایک چیز کو اختیار کرنا پڑے تو مسلمان کو چاہئے کہ وہ دین کو ترجیح دے اور دنیا کو چھوڑ کر دین کو اختیار کرے۔ اس معاملے میں فی زمانہ مسلمانوں کا حال انتہائی افسوس ناک ہے کہ وہ اپنے دین کا نقصان برداشت کرنے میں کوئی دقت اور پریشانی محسوس نہیں کرتے بلکہ بعض اوقات اس سے انتہائی لاپرواہی برتتے ہیں جبکہ اپنی دنیا کا نقصان لمحہ بھر کے لئے بھی برداشت کرنا انہیں گوارا نہیں، افسوس!

①..... الشفاء، القسم الثاني، الباب الثاني في لزوم محبته صلى الله عليه وسلم، فصل في علامة محبته صلى الله عليه وسلم، ص ۲۴-۲۸، الجزء الثاني، ملخصاً.

مسلمانوں کو نماز روزے کا کہا جائے تو یہ اپنی دنیوی مصروفیات اور کام کی زیادتی کا بہانہ بنا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر چند گھنٹوں کے لئے بھوک برداشت کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔ مسلمانوں کو کاروباری اور تجارتی معاملات شرعی طریقے کے مطابق سرانجام دینے کی ترغیب دی جائے تو وہ ضروریات زندگی کی زیادتی اور اپنے منافع میں کمی ہو جانے کا رونا روکراس سے روگردانی کرتے ہیں۔ مسلمان عورتوں کو شرعی پردے کی تلقین کی جائے تو وہ اسے پرانی سوچ اور عورتوں پر بلا وجہ کی پابندی قرار دے کر اور آزادی نسواں کے خلاف سمجھ کر اس پر عمل کرنے کو تیار نہیں۔ طلاق کے معاملات میں جب اسلامی قانون کی رو سے شوہر اور بیوی میں جدائی کا فیصلہ ہو جائے تو اسلامی حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی بجائے یہ طرح طرح کے حیلے بہانے تراش کر ناجائز تعلقات کی زندگی گزارنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ سر دست یہ چند مثالیں عرض کی ہیں ورنہ زندگی کا شائد ہی کوئی گوشہ ایسا ہو جس میں دین پر دنیا کو ترجیح نہ دی جا رہی ہو۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقل سلیم عطا فرمائے اور دنیا کے مقابلے میں دین کی اہمیت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ ۖ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ۖ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِسَرَاتٍ ثُمَّ وَلَّيْتُم مَّدْيَنَ ۚ (ج ۱۵)

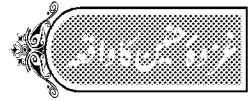
توجہ کنزالایمان: بیشک اللہ نے بہت جگہ تمہاری مدد کی اور حنین کے دن جب تم اپنی کثرت پر اترا گئے تھے تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اتنی وسیع ہو کر تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ دے کر پھر گئے۔

توجہ کنزالعرفان: بیشک اللہ نے بہت سے مقامات میں تمہاری مدد فرمائی اور حنین کے دن کو ماہد کرو جب تمہاری کثرت نے تمہیں خود پسندی میں مبتلا کر دیا تو یہ کثرت تمہارے کسی کام نہ آئی اور تم پر زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ ۖ بیشک اللہ نے بہت سے مقامات میں تمہاری مدد فرمائی۔ یعنی رسول کریم

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے غزوات میں مسلمانوں کو کافروں پر غلبہ عطا فرمایا جیسا کہ واقعہ بدر، قریظہ، ٔفیر، حدیبیہ، خیبر اور فتح مکہ میں ہوا۔^(۱)

﴿وَيَوْمَ حُنَيْنٍ﴾ اور حنین کے دن کو یاد کرو۔ ﴿حُنَيْنٌ﴾ مکہ اور طائف کے درمیان ایک مقام کا نام ہے۔ تاریخ اسلام میں اس جنگ کا دوسرا نام ”غزوہ ہوازن“ بھی ہے۔ اس لئے کہ اس لڑائی میں ”بنی ہوازن“ سے مقابلہ تھا۔



فتح مکہ کے بعد عام طور سے تمام عرب کے لوگ اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے کیونکہ ان میں اکثر وہ لوگ تھے جو اسلام کی حقانیت کا پورا پورا یقین رکھنے کے باوجود قریش کے ڈر سے مسلمان ہونے میں تَوَقُّف کر رہے تھے اور فتح مکہ کا انتظار کر رہے تھے۔ پھر چونکہ عرب کے دلوں میں کعبہ کا بے حد احترام تھا اور ان کا اعتقاد تھا کہ کعبہ پر کسی باطل پرست کا قبضہ نہیں ہو سکتا، اس لئے حضور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے جب مکہ کو فتح کر لیا تو عرب کے بچے بچے کو اسلام کی حقانیت کا پورا پورا یقین ہو گیا اور وہ سب کے سب جوق در جوق بلکہ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے۔ باقی ماندہ عرب کی بھی ہمت نہ رہی کہ اب اسلام کے مقابلہ میں ہتھیار اٹھاسکیں۔ لیکن مقام حُنَین میں ”ہوازن“ اور ”ثقیف“ نام کے دو قبیلے آباد تھے جو بہت ہی جنگجو اور فُتُونِ جنگ سے واقف تھے۔ ان لوگوں پر فتح مکہ کا اُلٹا اثر پڑا اور ان لوگوں پر خواہ مخواہ کی جاہلیت کی غیرت سوار ہو گئی اور ان لوگوں نے یہ خیال قائم کر لیا کہ فتح مکہ کے بعد ہماری باری ہے اس لئے ان لوگوں نے یہ طے کر لیا کہ مسلمانوں پر جو اس وقت مکہ میں جمع ہیں ایک زبردست حملہ کر دیا جائے۔ چنانچہ حضور پُر نور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے حضرت عبداللہ بن ابی حذرّہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ کو تحقیقات کے لئے بھیجا۔ جب انہوں نے وہاں سے واپس آ کر ان قبائل کی جنگی تیاریوں کا حال بیان کیا اور بتایا کہ قبیلہ ہوازن اور ثقیف نے اپنے تمام قبائل کو جمع کر لیا ہے اور قبیلہ ہوازن کا رئیس اعظم مالک بن عوف ان تمام افواج کا سپہ سالار ہے اور وہ سو برس سے زائد عمر کا بوڑھا ہے۔ ”درید بن الصمہ“ جو عرب کا مشہور شاعر اور مانا ہوا بہادر تھا بطور مشیر کے میدان جنگ میں لایا گیا ہے اور یہ لوگ اپنی عورتوں بچوں بلکہ جانوروں تک کو میدان جنگ میں لائے ہیں تاکہ کوئی سپاہی میدان سے بھاگنے کا خیال بھی نہ کر سکے۔ حضور اقدس صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے بھی شوال 8ھ میں بارہ ہزار کا لشکر جمع فرمایا۔ دس ہزار تو مہاجرین و انصار وغیرہ کا وہ لشکر تھا جو مدینہ سے

۱.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۲۵، مدارك، التوبة، تحت الآية: ۲۵، ص ۴۳۱، ملقطاً.

آپ کے ساتھ آیا تھا اور دو ہزار نو مسلم تھے جو فتح مکہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس لشکر کو ساتھ لے کر اس شان و شوکت کے ساتھ حنین کا رخ کیا کہ اسلامی افواج کی کثرت اور اس کے جاہ و جلال کو دیکھ کر بے اختیار بعض صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی زبان سے یہ لفظ نکل گیا کہ ”آج بھلا ہم پر کون غالب آ سکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو ان حضرات کا اپنی فوجوں کی کثرت پر ناز کرنا پسند نہیں آیا۔ چنانچہ اس فخر و نازِ ش کا یہ انجام ہوا کہ پہلے ہی حملہ میں قبیلہ ہوازن و ثقیف کے تیر اندازوں نے جو تیروں کی بارش کی اور ہزاروں کی تعداد میں تلواریں لے کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے تو وہ دو ہزار نو مسلم اور کفار مکہ جو لشکرِ اسلام میں شامل ہو کر مکہ سے آئے تھے ایک دم سر پر پیر رکھ کر بھاگ نکلے۔ ان لوگوں کی بھگدڑ دیکھ کر انصار و مہاجرین کے بھی پاؤں اکھڑ گئے۔ حضور تاجدارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو نظر اٹھا کر دیکھا تو گنتی کے چند جاں نثاروں کے سوا سب فرار ہو چکے تھے۔ تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ بارہ ہزار کا لشکر فرار ہو چکا تھا مگر خدا عَزَّ وَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پائے استقامت میں بال برابر بھی لغزش نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اکیلے ایک لشکر بلکہ ایک عالم کائنات کا مجموعہ بنے ہوئے نہ صرف پہاڑ کی طرح ڈٹے رہے بلکہ اپنے سفید خچر پر سوار برابر آگے ہی بڑھتے رہے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبانِ مبارک پر یہ الفاظ جاری تھے کہ

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبُ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

حضرت عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ چونکہ بہت ہی بلند آواز تھے اس لئے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں حکم دیا کہ انصار و مہاجرین کو پکارو۔ انہوں نے جو ”يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ“ اور ”يَا لَلْمُهَاجِرِينَ“ کا نعرہ مارا تو ایک دم تمام فوجیں پلٹ پڑیں اور لوگ اس قدر تیزی کے ساتھ دوڑ پڑے کہ جن لوگوں کے گھوڑے اڑ دھام کی وجہ سے نہ مڑ سکے انہوں نے ہلکا ہونے کے لئے اپنی زریں پھینک دیں اور گھوڑوں سے کود کر دوڑے اور کفار کے لشکر پر جھپٹ پڑے اور اس طرح جانبازی کے ساتھ لڑنے لگے کہ دمِ دَرنِ میں جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ کفار بھاگ نکلے، کچھ قتل ہو گئے اور جو رہ گئے گرفتار ہو گئے۔ قبیلہ ثقیف کی فوجیں بڑی بہادری کے ساتھ جم کر مسلمانوں سے لڑتی رہیں یہاں تک کہ ان کے ستر بہادر کٹ گئے، لیکن جب ان کا علمبردار عثمان بن عبد اللہ قتل ہو گیا تو ان کے پاؤں بھی اکھڑ گئے۔ اور فتحِ مُبین نے حضور

رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے قدموں کا بوسہ لیا اور کثیر تعداد و مقدار میں مال غنیمت ہاتھ آیا۔ (۱)

آیت لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے 4 چیزیں معلوم ہوئیں:

- (۱)..... مسلمان کا حقیقی بھروسہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مدد پر ہونا چاہیے۔
- (۲)..... اسباب اختیار کرنے کا حکم ہے لیکن صرف اسی پر بھروسہ کرنا مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔
- (۳)..... بعض اوقات چند لوگوں کی غلطی کا نتیجہ سب کو دکھنا پڑتا ہے۔
- (۴)..... خود پسندی اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ناپسند ہے، لہذا اپنے ہر کمال کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فضل سمجھنا چاہیے نہ کہ اپنے زور بازو کا نتیجہ، جیسا کہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَا لَكُمْ مِنْكُمْ
مَنْ أَحَدٌ أَبَدًا وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ
وَاللَّهُ سَبِيحٌ عَلَيْهِمُ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی شخص بھی کبھی پاکیزہ نہ ہوتا البتہ اللہ پاکیزہ فرما دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

خود پسندی کے 6 اسباب اور ان کا علاج

خود پسندی ایک انتہائی مذموم صفت ہے اور اس صفت کے پیدا ہونے کے مختلف اسباب ہیں جن کی معرفت ہونے کی صورت میں ہی خود پسندی سے بچا جاسکتا ہے لہذا ہم ذیل میں خود پسندی کے 6 اسباب اور ان کا علاج ذکر کرتے ہیں تاکہ اس مذموم وصف کو پہچان کر اس سے چھٹکارہ حاصل کیا جاسکے۔

- (۱)..... حسن و جمال، شکل و صورت، صحت، قوت، اعضاء میں تشائب اور اچھی آواز۔ اس کا علاج یہ ہے کہ انسان جب شکل و صورت کی وجہ سے خود پسندی میں مبتلا ہو تو وہ اپنی باطنی گندگیوں پر غور کرے، اپنے آغاز و انجام کے بارے میں سوچ بچار کرے اور یہ سوچے کہ کس طرح خوبصورت اور عمدہ بدن مٹی میں مل گئے اور قبروں میں یوں بدبودار ہو گئے کہ طبعیت ان سے متنفر ہو گئیں اور جب طاقت و قوت کی وجہ سے خود پسندی پیدا ہو تو وہ اس بات پر غور کرے کہ ایک دن

①..... سیرت حلبیہ، باب ذکر مغازیہ صلی اللہ علیہ وسلم، غزوہ حنین، ۱۵۵-۱۵۱/۳، مدارج النبوة، قسم سوم، باب ہشتم: ذکر وقائع سال ہشتم و غزوہ حنین، ۳۰۸-۳۱۴، شرح الزرقانی، غزوہ حنین، ۵۳۱/۳-۵۳۲، ملقطاً۔

②..... نور: ۲۱۔

کے بخار سے اس کا کیا حال ہو جاتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ طاقت پر اترانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس پر کوئی ادنیٰ سی آفت نازل کر کے اس کی طاقت ہی سلب کر لے۔

(2)..... عقل اور سمجھداری۔ اس کا علاج یہ ہے کہ جب عقل اور سمجھداری کی وجہ سے خود پسندی پیدا ہو تو انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اس نے اسے عقل عطا کی اور عقل زائل ہو جانے سے خوفزدہ ہو نیز بے وقوف لوگوں کی طرف دیکھے کہ وہ کس طرح اپنی عقلوں پر اتراتے ہیں لیکن لوگ ان پر ہنستے ہیں اور اس بات سے ڈرے کہ کہیں وہ ان میں سے نہ ہو اور اسے یہ بات معلوم بھی نہ ہو۔

(3)..... اچھا نسب۔ اس کا علاج یہ ہے کہ جب انسان اپنے اعلیٰ نسب اور اونچی نسبت کی وجہ سے اترائے تو وہ جان لے کہ اس کی یہ سوچ انتہائی جہالت پر مبنی ہے کہ اخلاق اور اعمال میں اپنے آباء و اجداد کی مخالفت کرنے کے باوجود وہ ان کے درجے تک پہنچ گیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اور اگر وہ ان کی پیروی کا دعویٰ کرتا ہے تو ان میں خود پسندی کہاں تھی بلکہ ان میں تو خوف تھا اور وہ اپنے آپ کو حقیر جانتے، دوسروں کو بڑا سمجھتے اور اپنے نفس کی مذمت کرتے تھے، انہوں نے نسب کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت، علم اور اچھی خصلتوں کی وجہ سے مقام و مرتبہ حاصل کیا تھا لہذا اسے اس عمل کے ذریعے شرف حاصل کرنا چاہئے جس کی وجہ سے وہ معزز و محترم ہوئے، صرف نسب پر بھروسہ نہیں کر لینا چاہئے کیونکہ قبائل میں شرکت اور نسب میں مساوات تو ان لوگوں کو بھی حاصل ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتوں اور خنزیروں سے بھی زیادہ برے ہیں۔

(4)..... ظالم بادشاہوں اور ان کے مددگاروں سے تعلق۔ اس کا علاج یہ ہے کہ وہ اس بات پر غور کرے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے غضب کے حقدار ہیں اور اگر وہ قیامت کے دن ان کی ذلت و رسوائی، جہنم میں ان کی بگڑی صورتوں، بدبو اور گندگی کو دیکھ لے تو اس کا کیا حال ہوگا، کیا اب بھی وہ ان سے تعلق پر اترائے گا یا ان سے کوئی تعلق نہ ہونے کا اظہار کرے گا اور جو کوئی اسے ان کی طرف منسوب کرے اس پر اعتراض کرے گا۔

(5)..... بیٹوں، خادموں، رشتہ داروں، مددگاروں اور پیروکاروں کی کثرت۔ اس کا علاج یہ ہے کہ وہ ان لوگوں کی کمزوری کے بارے میں سوچے اور اس بات پر غور کرے کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے ہیں اور وہ ذاتی طور پر کسی طرح کے نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں، پھر وہ ان پر کس طرح اتراتا ہے حالانکہ جب وہ مر جائے گا تو وہ سب اسے چھوڑ دیں گے

اور اسے قبر میں یوں دفن کیا جائے گا کہ وہ اکیلا بھی ہوگا اور رسوا بھی، اس کے اہل خانہ، اولاد، قریبی رشتہ داروں اور جگری دوستوں میں سے کوئی بھی اس کے ساتھ نہیں ہوگا، وہ اسے گلے سڑنے کے لئے، سانپوں، بچھوؤں اور کیڑے مکوڑوں کے خوراک بننے کے لئے قبر کے حوالے کر دیں گے اور وہ اس پر آنے والے عذاب کو دور نہیں کر سکیں گے حالانکہ اس وقت اسے ان کی زیادہ حاجت ہوگی، اسی طرح قیامت کے دن بھی یہ بھاگ جائیں گے اور جو لوگ تجھے سخت ترین حالت میں چھوڑ کر بھاگ جائیں تو ان میں کیا بھلائی ہے اور ان پر تو کس طرح اتراتا ہے؟

(6)..... مال۔ اس کا علاج یہ ہے کہ مال کی آفات، اس کے حقوق، اور اس کی عظیم فتنہ سامانی کے بارے میں سوچے، فقراء کی فضیلت اور قیامت کے دن جنت میں ان کے سبقت لے جانے پر غور کرے اور یہ بھی سوچے کہ مال تو آنے جانے والی اور ناپائیدار چیز ہے اور یہ بھی دیکھے کہ کئی یہودیوں کے پاس اس سے زیادہ مال ہے تو وہ کس طرح اپنے مال پر اتراتا ہے؟^(۱)

ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۝۲۶

ترجمہ کنزالایمان: پھر اللہ نے اپنی تسکین اتاری اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر اور وہ لشکر اتارے جو تم نے نہ دیکھے اور کافروں کو عذاب دیا اور منکروں کی یہی سزا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر اللہ نے اپنے رسول پر اور اہل ایمان پر اپنی تسکین نازل فرمائی اور اس نے ایسے لشکر اتارے جو تمہیں دکھائی نہیں دیتے تھے اور اس نے کافروں کو عذاب دیا اور کافروں کی یہی سزا ہے۔

﴿ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ﴾: پھر اللہ نے اپنی تسکین نازل فرمائی۔ ﴿وَأَنْزَلَ جُنُودًا﴾: پھر اللہ عزوجل نے اپنے رسول صلی

۱..... احیاء العلوم، کتاب ذم الکبر والعجب، الشطر الثانی، بیان اقسام ما به العجب وتفصیل علاجه، ۴۵۸/۳-۴۶۲، ملخصاً.

اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَالِہِ وَسَلَّمَ پر تسکین نازل فرمائی کہ اطمینان کے ساتھ اپنی جگہ قائم رہے اور اہل ایمان پر تسکین نازل فرمائی کہ حضرت عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پکارنے سے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں واپس آئے۔^(۱) اس سے معلوم ہوا کہ جنگِ حنین میں بھاگ جانے والے مسلمان مومن ہی رہے، ان کی معافی ہوگئی، ان پر رب عَزَّوَجَلَّ نے سیکڑہ اتار۔ اب جو ان پر اعتراض کرے وہ ان آیات کا مخالف ہے۔ نیز یہ بھاگ جانے والے ہی واپس ہوئے اور انہوں نے معرکہ فتح کیا لہذا یہ فتح گزشتہ خطا کا کفارہ ہوگئی۔ آیت مبارکہ میں تسکین اترنے کا تذکرہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیلئے پہلے اور بقیہ کیلئے بعد میں، اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ تسکین رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی برکت سے نازل ہوئی اور پھر آپ کے فیضان سے بقیہ صحابہ پر اتری اس لئے سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا تذکرہ پہلے ہوا، ورنہ گھبرانے والے حضرات تو دوسرے تھے اور سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تو میدانِ جنگ میں ڈٹے ہوئے تھے۔^(۲)

﴿وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَّهُمْ تَرَوْهَا﴾: اور اس نے ایسے لشکر اتارے جو تمہیں دکھائی نہیں دیتے تھے۔ یعنی فرشتے جنہیں کفار نے اہلِ گھوڑوں پر سفید لباس پہنے غامدہ باندھے دیکھا یہ فرشتے مسلمانوں کی شوکت بڑھانے کے لئے آئے تھے۔^(۳)

ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَلَى مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۲۷﴾

توبہ کنزالایمان: پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہے گا توبہ دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

توبہ کنزالعرفان: پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہے گا توبہ کی توفیق دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَلَى مَنْ يَشَاءُ﴾: پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہے گا توبہ کی توفیق دے گا۔ یعنی انہیں اسلام کی توفیق عطا فرمائے گا۔ چنانچہ ہوازن کے باقی لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دی اور وہ مسلمان ہو کر رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے اسیروں

①.....جالین، التوبہ، تحت الآية: ۲۶، ص ۱۵۷.

②.....خازن، التوبہ، تحت الآية: ۲۶، ۲۲۸/۲، ملقطاً.

③.....ابو سعود، براءۃ، تحت الآية: ۲۶، ۳۹۷/۲، ملخصاً.

کور ہا فرمادیا۔^(۱)

ہمدان قبیلے کے لوگوں کا قبول اسلام

صحیح بخاری میں حضرت مسور بن مخرمہ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دس دن تک ہوازن کے وفد کا انتظار فرماتے رہے۔ جب وہ لوگ نہ آئے تو آپ نے مالِ غنیمت اور قیدیوں کو مجاہدین کے درمیان تقسیم فرمادیا۔ اس کے بعد جب ہوازن کا وفد آیا اور انہوں نے اپنے اسلام کا اعلان کر کے یہ درخواست پیش کی کہ ہمارے مال اور قیدیوں کو واپس کر دیا جائے تو حضور انور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ مجھے سچی بات ہی پسند ہے۔ لہذا سن لو! کہ مال اور قیدیوں کو تو میں واپس نہیں کر سکتا۔ ہاں ان دونوں میں سے ایک کو تم اختیار کر لو، مال لے لو یا قیدی۔ یہ سن کر وفد نے قیدیوں کو واپس لینا منظور کیا۔ اس کے بعد آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فوج کے سامنے ایک خطبہ پڑھا اور حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا کہ ”اے مسلمانو! یہ تمہارے بھائی تائب ہو کر آ گئے ہیں اور میری یہ رائے ہے کہ میں ان کے قیدیوں کو واپس کر دوں تو تم میں سے جو خوشی خوشی اس کو منظور کرے وہ اپنے حصہ کے قیدیوں کو واپس کر دے اور جو یہ چاہے کہ ان قیدیوں کے بدلے میں دوسرے قیدیوں کو لے کر ان کو واپس کرے تو میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ مجھے جو غنیمت عطا فرمائے گا میں اس میں سے اس کا حصہ دوں گا۔ یہ سن کر ساری فوج نے کہہ دیا کہ یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ہم سب نے خوشی خوشی سب قیدیوں کو واپس کر دیا۔ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح پتا نہیں چلتا کہ کس نے اجازت دی اور کس نے نہیں دی؟ لہذا تم لوگ اپنے اپنے سرداروں کے ذریعے مجھے خبر دو۔ چنانچہ ہر قبیلہ کے سردار نے دربار رسالت میں آ کر عرض کر دیا کہ ہمارے قبیلہ والوں نے خوش دلی کے ساتھ اپنے حصہ کے قیدیوں کو واپس کر دیا ہے۔^(۲)

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب اموالِ غنیمت کی تقسیم سے فارغ ہو چکے تو قبیلہ بنی سعد کے رئیس زہیر البصرہ چند معززین کے ساتھ بارگاہ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں حاضر ہوئے اور اسیرانِ جنگ کی رہائی کے بارے میں درخواست پیش کی۔ اس موقع پر زہیر البصرہ نے ایک بہت مؤثر تقریر

①.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۲۷، ۲۲۸/۲.

②.....بخاری، کتاب الہیۃ وفضلہا والتحریض علیہا، باب اذا وھب جماعة لقوم، ۱۷۸/۲، الحدیث: ۲۶۰۷-۲۶۰۸، ملخصاً.

کی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اے محمد! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ نے ہمارے خاندان کی ایک عورت حضرت حلیمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا دودھ پیا ہے۔ آپ نے جن عورتوں کو ان چھپروں میں قید کر رکھا ہے ان میں سے بہت سی آپ کی (رضائی) پھوپھیاں اور بہت سی آپ کی خالائیں ہیں۔ خدا کی قسم! اگر عرب کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ نے ہمارے خاندان کی کسی عورت کا دودھ پیا ہوتا تو ہم کو اس سے بہت زیادہ امیدیں ہوتیں اور آپ سے تو اور بھی زیادہ ہماری توقُّعات وابستہ ہیں۔ لہذا آپ ان سب قیدیوں کو رہا کر دیجئے۔ زہیر کی تقریر سن کر حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہت زیادہ متاثر ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ میں نے آپ لوگوں کا بہت انتظار کیا مگر آپ لوگوں نے آنے میں بڑی دیر لگا دی۔ بہر کیف میرے خاندان والوں کے حصہ میں جس قدر لونڈی غلام آئے ہیں میں نے ان سب کو آزاد کر دیا۔ لیکن اب عام رہائی کی صورت یہ ہے کہ نماز کے وقت جب مجمع ہو تو آپ لوگ اپنی درخواست سب کے سامنے پیش کریں۔ چنانچہ نمازِ ظہر کے وقت ان لوگوں نے یہ درخواست مجمع کے سامنے پیش کی اور حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجمع کے سامنے یہ ارشاد فرمایا کہ مجھ کو صرف اپنے خاندان والوں پر اختیار ہے لیکن میں تمام مسلمانوں سے سفارش کرتا ہوں کہ قیدیوں کو رہا کر دیا جائے۔ یہ سن کر تمام انصار و مہاجرین اور دوسرے تمام مجاہدین نے بھی عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ہمارا حصہ بھی حاضر ہے۔ آپ ان لوگوں کو بھی آزاد فرمادیں۔ اس طرح دفعۃً چھ ہزار اسیرانِ جنگ کی رہائی ہو گئی۔^(۱)

نسائی شریف کی روایت میں ہے کہ جب ہوازن قبیلے کے لوگوں نے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اپنے قیدیوں کی رہائی کے بارے میں عرض کی تو آپ نے اپنے خاندان کے حصے میں آنے والے لونڈی غلاموں کو آزاد فرمادیا، اس کے بعد ان سے ارشاد فرمایا ”فَإِذَا صَلَّيْتُ الظُّهْرَ فَاقْضُوا فِقْوُكُمَا فَقُولُوا إِنَّا نَسْتَعِينُ بِرَسُولِ اللَّهِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَوْ الْمُسْلِمِينَ فِي نِسَائِنَا وَأَبْنَائِنَا“ جب میں ظہر کی نماز پڑھوں تو تم سب کھڑے ہو کر یوں کہو: ہم اللہ کے رسول کے وسیلے سے مسلمانوں سے اپنی عورتوں اور بچوں میں مدد چاہتے ہیں۔^(۲)

اس سے معلوم ہوا کہ استعانت کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے ہی خاص نہیں بلکہ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے لئے بھی استعمال ہو سکتا ہے۔

①.....سیرت ابن ہشام، امر اموال ہوازن و سبا یاہا و عطایا المؤلفة قلوبہم منها... الخ، ص ۵۰۴-۵۰۵، ملخصاً.

②.....نسائی، کتاب الہیۃ، ہبة المشاع، ص ۶۰۵، الحدیث: ۳۶۸۷.

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ
الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ
فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٢٨﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! مشرک نرے ناپاک ہیں تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں
اور اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے تو غفریب اللہ تمہیں دولت مند کر دے گا اپنے فضل سے اگر چاہے بیشک اللہ علم و حکمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے ایمان والو! مشرک بالکل ناپاک ہیں تو اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ آنے پائیں اور
اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے تو غفریب اللہ اپنے فضل سے اگر چاہے گا تو تمہیں دولت مند کر دے گا بیشک اللہ علم والا حکمت والا ہے۔

﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾: مشرک بالکل ناپاک ہیں۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے فرمایا ہے کہ
مشرک بالکل ناپاک ہیں یعنی ان کو باطن کے اعتبار سے ناپاک قرار دیا ہے کہ وہ کفر و شرک کی نجاست سے آلودہ ہیں۔
حکم دیا گیا کہ اس سال یعنی سن 9 ہجری کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ آنے پائیں نہ حج کے لئے نہ عمرہ کے لئے۔

دینا ہماری مساجد میں مشرکوں کا داخلہ منع ہے

یہاں مشرکین کو منع کرنے کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان مسجد حرام شریف میں آنے سے روکیں۔ یہاں اصل حکم
مسجد حرام شریف میں آنے سے روکنے کا ہے اور بقیہ دنیا بھر کی مساجد میں آنے کے متعلق بھی حکم یہ ہے کہ کفار مسجدوں
میں نہیں آ سکتے۔ خصوصاً کفار کو عزت و احترام اور استقبال کے ساتھ مسجد میں لانا شدید حرام ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ”یہ کہنا کہ مسجد الحرام شریف سے کفار کا منع ایک خاص وقت کے واسطے تھا، اگر یہ مراد کہ اب نہ رہا
تو اللہ عز و جل پر صریح افتراء ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ
الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا﴾ (ترجمہ کنزالعرفان: مشرک بالکل ناپاک ہیں تو اس سال
کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ آنے پائیں۔)

یونہی یہ کہنا کہ کفار کے وفود مسجد نبوی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں اپنے طریقے پر عبادت کرتے تھے محض جھوٹ ہے۔ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے مسجدِ کریمہ کے سوا کوئی نشست گاہ نہ تھی جو حاضر ہوتا یہیں حاضر ہوتا کسی کافر کی حاضری مَعَآذِ اللہ بطورِ استیلا و استِعلاء (یعنی غلبے کے طور پر) نہ تھی بلکہ ذلیل و خوار ہو کر یا اسلام لانے کے لئے یا تبلیغِ اسلام سننے کے واسطے تھی۔^(۱)

﴿وَرَأَوْا خِفَتُمْ عَيْلَةً﴾ اور اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ اور اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے کہ مشرکین کو حج سے روک دینے سے تجارتوں کو نقصان پہنچے گا اور اہل مکہ کو تنگی پیش آئے گی تو عنقریب اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل سے اگر چاہے گا تو تمہیں دولت مند کر دے گا۔ حضرت عکرمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا اللہ تعالیٰ نے انہیں غنی کر دیا، بارشیں خوب ہوئیں اور پیداوار کثرت سے ہوئی۔ مقاتل نے کہا کہ یمن کے لوگ مسلمان ہوئے اور انہوں نے اہل مکہ پر اپنی کثیر دولتیں خرچ کیں۔ ”اگر چاہے“ فرمانے میں تعلیم ہے کہ بندے کو چاہئے کہ طلبِ خیر اور دفعِ آفات کے لئے ہمیشہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ رہے اور تمام امور کو اسی کی مَشِیَّت سے متعلق جانے۔^(۲) اسی آیت پر مفتی احمد یار خاں نعیمی رَحْمَةُ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: یعنی یہ نہ سمجھو کہ اگر حج میں کفار شریک نہ ہوئے تو تمہاری تجارتیں نہ چلیں گی (بلکہ) اللہ (عَزَّوَجَلَّ) مسلمانوں کی جماعت میں اتنی برکت دے گا کہ مسلمان حاجیوں سے اہل مکہ کے تمام کاروبار چلیں گے۔ رب (عَزَّوَجَلَّ) نے اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا جو آج تک دیکھا جا رہا ہے۔ ”اگر چاہے“ اس لئے فرمایا کہ مسلمانوں کا توکل اللہ (عَزَّوَجَلَّ) پر رہے نہ کہ آنے والے حاجیوں پر۔^(۳)

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ٢٩

①..... فتاویٰ رضویہ، کتاب السیر، ۱۴/۳۹۰-۳۹۱۔

②..... حازن، التوبة، تحت الآية: ۲۸، ۲۲۹/۲۔

③..... نور العرفان، التوبة، تحت الآية: ۲۸، ص ۳۰۴۔

تُجِبَةُ كُنْزِ الْإِيمَانِ: لڑوان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے یعنی وہ جو کتاب دیے گئے جب تک اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں ذلیل ہو کر۔

تُجِبَةُ كُنْزِ الْعُرْفَانِ: وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی ان میں سے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ ہی آخرت کے دن پر اور نہ وہ ان چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے اور نہ وہ سچے دین پر چلتے ہیں ان سے جہاد کرتے رہو حتیٰ کہ وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں۔

﴿قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾: ان سے جہاد کرتے رہو جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے۔ ﴿اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ﴾ پر ایمان لانا یہ ہے کہ اس کی ذات اور جملہ صفات و تزیہات کو ماننے اور جو اس کی شان کے لائق نہ ہو اس کی طرف نسبت نہ کرے اور بعض مفسرین نے رسولوں پر ایمان لانا بھی اللہ عَزَّ وَجَلَّ پر ایمان لانے میں داخل قرار دیا ہے تو یہودی اور عیسائی اگرچہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ پر ایمان لانے کے دعویدار ہیں لیکن ان کا یہ دعویٰ باطل ہے کیونکہ یہودی تجسیم و تشبیہ (اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا جسم ماننا اور اسے مخلوق کے مشابہ ماننا) کے اور عیسائی حلول کے معتقد ہیں تو وہ کس طرح اللہ عَزَّ وَجَلَّ پر ایمان لانے والے ہو سکتے ہیں۔ ایسے ہی یہودیوں میں سے جو حضرت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور عیسائی حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں تو ان میں سے کوئی بھی اللہ عَزَّ وَجَلَّ پر ایمان لانے والا نہ ہوا۔ اسی طرح جو ایک رسول کی تکذیب کرے وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ پر ایمان لانے والا نہیں، یہودی اور عیسائی بہت سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کرتے ہیں لہذا وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ پر ایمان لانے والوں میں نہیں۔ شانِ نزول: مجاہد کا قول ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو روم سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا اور اسی کے نازل ہونے کے بعد غزوہ تبوک ہوا۔ کلبی کا قول ہے کہ یہ آیت یہود کے قبیلہ قریظہ اور نضیر کے حق میں نازل ہوئی، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے صلح منظور فرمائی اور یہی پہلا جزیہ ہے جو اہل اسلام کو ملا اور یہی پہلی ذلت ہے جو ان کفار کو مسلمانوں کے ہاتھ سے پہنچی۔^(۱)

﴿وَلَا يَحْرَمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ﴾ اور نہ وہ ان چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث میں جن چیزوں کو حرام کیا ہے یہ انہیں حرام قرار نہیں دیتے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ توریت و انجیل کے مطابق عمل نہیں کرتے ان کی تحریف کرتے ہیں اور احکام اپنے دل سے گڑھتے ہیں۔^(۱)

سنن ابوداؤد اور ابن ماجہ میں حضرت مقدم بن معدیکرب رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سن لو! مجھے قرآن کے ساتھ اس کا مثل ملا یعنی حدیث، دیکھو! کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر بیٹھے یہ نہ کہے کہ یہی قرآن لئے رہو جو اس میں حلال ہے اسے حلال جانو، جو اس میں حرام ہے اسے حرام مانو۔ (حالانکہ) ”وَأَنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ“ جو کچھ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حرام کیا وہ بھی اس کی مثل ہے جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حرام کیا۔^(۲)

احکام شریعت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پروردگار

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خان دَحْمَةُ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ائمہ محققین تصریح فرماتے ہیں کہ احکام شریعت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کر دیں جو چاہیں ناجائز فرمادیں، جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مُسْتَثْنٰی فرمادیں۔^(۳)

اس مضمون پر چند احادیث کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں۔

- (۱)..... حضرت عباس رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ کے عرض کرنے پر حرم میں اِذْخَرْ گھاس کاٹ لینا جائز فرمایا۔^(۴)
- (۲)..... حضرت ابو بردہ رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے چھ مہینے کی بکری کی قربانی جائز فرمادی۔^(۵)
- (۳)..... اکیلے حضرت خزیمہ رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی کو دو گواہوں کے برابر قرار دے دیا۔^(۶)

①..... حازن، التوبة، تحت الآية: ۲۹، ۲۲۹/۲.

②..... ابو داؤد، کتاب السنّة، باب فی لزوم السنّة، ۲۶۵/۴، الحدیث: ۴۶۰۴، وابن ماجہ، کتاب السنّة، باب تعظیم حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم... الخ، ۱۵/۱، الحدیث: ۱۲، مثله.

③..... فتاویٰ رضویہ، ۵۱۸/۳۰.

④..... بخاری، کتاب الحائز، باب الاذخر والحشیش فی القبر، ۴۵۳/۱، الحدیث: ۱۳۴۹.

⑤..... بخاری، کتاب الاضاحی، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی بردة... الخ، ۵۷۵/۳، الحدیث: ۵۵۵۷.

⑥..... ابو داؤد، کتاب الاقضية، باب اذا علم الحاكم صدق الشاهد الواحد... الخ، ۴۳۱/۳، الحدیث: ۳۶۰۷.

(4)..... ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے روزے کا کفارہ اپنے پاس سے عطا فرما کر اسے اپنی ہی ذات اور اہل خانہ پر خرچ کرنے کی اجازت عطا فرمادی۔⁽¹⁾

(5)..... حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے لئے حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہونا حلال فرمادیا۔⁽²⁾
مزید تفصیلی معلومات کے لئے اعلیٰ حضرت دُحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کَافَاوِی رَضْوِیہ کی 30 ویں جلد میں رسالہ ”الْأَمْنُ وَالْعُلَىٰ لِنَاعَتِی الْمُصْطَفٰی بِدَافِعِ الْبَلَاءِ“ (مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دافع البلاء یعنی بلائیں دور کرنے والا کہنے والوں کیلئے انعامات) کا مطالعہ فرمائیں

﴿حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ﴾: جی کہ وہ جزیہ دیں۔ ﴿اس آیت میں اہل کتاب سے جزیہ لینے کا ذکر ہوا۔ اسلامی سلطنت کی جانب سے ذمی کافروں پر جو (مال) مقرر کیا جاتا ہے اسے جزیہ کہتے ہیں۔ عرب کے مشرکین سے جزیہ قبول نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کیلئے دو ہی صورتیں ہیں قبول اسلام یا جنگ۔ بقیہ دنیا بھر کے کافروں سے جزیہ پر صلح ہو سکتی ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصْرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ
ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ
قَتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ﴿٣٠﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور یہودی بولے عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصرانی بولے مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ باتیں وہ اپنے منہ سے کہتے ہیں اگلے کافروں کی سی بات بناتے ہیں اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور یہودیوں نے کہا: عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائیوں نے کہا: مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کی اپنے منہ سے کہی ہوئی بات ہے، یہ پہلے کے کافروں جیسی بات کرتے ہیں۔ اللہ انہیں مارے، کہاں اوندھے جاتے ہیں؟

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ﴾: اور یہودیوں نے کہا۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی بے دینی کا ذکر فرمایا

①..... بخاری، کتاب الصوم، باب اذا جامع فی رمضان... الخ، ۶۳۸/۱، الحدیث: ۱۹۳۶.

②..... ترمذی، کتاب المناقب، ۲۰-باب، ۴۰۸/۵، الحدیث: ۳۷۴۸.

اور اس آیت میں اس کی تفصیل بیان فرمائی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کیلئے بیٹا ہونا ثابت کیا اور جو اللہ عزوجل کے بارے میں اس طرح کا عقیدہ رکھے تو وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا منکر ہے۔ یہ بھی بیان فرمایا کہ اہل کتاب شرک میں مشرکین کی طرح ہیں اگرچہ ان کے شرک کا طریقہ مختلف ہے، مشرکین کے بتوں کو پوجنے میں اور عیسائیوں کے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرستش میں کوئی فرق نہیں، دونوں شرک میں شریک ہیں بلکہ اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ بتوں کو پوجنے والے کے کفر سے عیسائیوں کا کفر بڑا ہے کیونکہ کافر بتوں کے بارے میں یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ بت عالم کے خالق اور معبود ہیں بلکہ وہ بتوں کو اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ سمجھتا ہے جبکہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حلول کر آیا ہے اور ان کے ساتھ متحد ہو گیا ہے اور یہ زیادہ قبیح کفر ہے۔^(۱)

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ﴾: اور یہودیوں نے کہا: عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔ امام ابو بکر رازی رَحِمَهُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: یہ عقیدہ یہودیوں کے تمام فرقوں کا نہیں بلکہ ان میں سے ایک خاص فرقے کا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں ”یہودیوں کی ایک جماعت جو کہ سلام بن مشکم، نعمان بن اونی، شاس بن قیس اور مالک بن صیف پر مشتمل تھی نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئی، انہوں نے تاجدار رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حضرت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں یہ بات کہی تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ہمارے علم میں اب اس فرقے کا کوئی وجود نہیں۔^(۲)

﴿ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ﴾: یہ ان کی اپنے منہ سے کہی ہوئی بات ہے۔ یعنی یہودیوں کا حضرت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور عیسائیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہنا یہ ان کی اپنے منہ سے کہی ہوئی بات ہے، اس پر ان کے پاس نہ کوئی دلیل ہے نہ بُرہان اور پھر اپنی جہالت کی وجہ سے اس صریح باطل چیز کے معتقد بھی ہیں۔^(۳)

﴿يُضَاهَوْنَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ﴾: یہ پہلے کے کافروں جیسی بات کرتے ہیں۔ اس آیت کا ایک معنی تو اوپر بیان ہوا کہ ”اہل کتاب شرک میں مشرکین کی طرح ہیں“ دوسرا معنی یہ ہے کہ عیسائیوں کی بات اپنے سے پہلے یہودیوں کے قول کے مشابہ ہے کہ جس طرح یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہا اسی طرح عیسائیوں

①.....تفسیر کبیر، التوبة، تحت الآية: ۳۰، ۲۸/۶.

②.....احکام القرآن للخصاص، سورة التوبة، ۱۳۴/۳.

③.....روح المعانی، التوبة، تحت الآية: ۳۰، ۳۸۵/۵، ملخصاً.

نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ عزوجل کا بیٹا کہہ دیا۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ’’اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہودیوں اور عیسائیوں کے کفر کو گزشتہ کافرا متوں کے کفر سے تشبیہ دی ہے۔‘‘^(۱)

اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمُورُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۖ سُبْحَنَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۳۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: انہوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا خدا بنالیا اور مسیح ابن مریم کو اور انہیں حکم نہ تھا مگر یہ کہ ایک اللہ کو پوجیں اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسے پاکی ہے ان کے شرک سے۔

ترجمہ کنزالعرفان: انہوں نے اپنے پادریوں اور درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا اور مسیح بن مریم (کو بھی) حالانکہ انہیں صرف یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ ایک معبود کی عبادت کریں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ﴾: انہوں نے اپنے پادریوں اور درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا۔ ﴿آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ یہودیوں نے اپنے پادریوں اور درویشوں کو اللہ عزوجل کے سوا رب بنالیا کہ حکم الہی کو چھوڑ کر ان کے حکم کے پابند ہوئے اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا بنالیا اور ان کی نسبت یہ باطل عقیدہ رکھا کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے ہیں یا خدا نے ان میں حلول کیا ہے حالانکہ انہیں ان کی کتابوں میں اور ان کے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے صرف یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ ایک معبود کی عبادت کریں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔^(۲)

یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنے پادریوں اور علماء کو معبود بنا کر ان کی کوئی باقاعدہ عبادت نہیں کی تھی بلکہ خدا کے حکم کو چھوڑ کر ان کے حکم کو اپنے لئے شریعت بنالیا تھا اور اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے خدا بنالئے چنانچہ پادریوں

①.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۳۰، ۲/۲۳۲.

②.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۳۱، ۲/۲۳۳، ملخصاً.

اور درویشوں سے متعلق ان کی اس روش کے بارے میں حضرت عدی بن حاتم رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں: میں حضور پر نور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت میرے گلے میں سونے کی صلیب تھی۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”عدی! اس بت کو دور کر دو۔ نیز صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وَسَلَّمَ سورہ براءت سے پڑھ رہے تھے ”إِثْحَلْ ذَا أَحْبَارِهِمْ وَرُحْبَانَهُمْ أَمْرًا بَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ“ (یعنی عیسائیوں، یہودیوں نے اپنے درویشوں اور علماء کو اللہ کے سوارب بنالیا) پھر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وَسَلَّمَ نے (اس کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد) فرمایا کہ ”وہ ان کو پوجتے نہیں تھے بلکہ جب وہ ان کے لئے کسی چیز کو حلال قرار دیتے تو یہ حلال سمجھتے اور جب وہ حرام قرار دیتے تو یہ حرام سمجھتے تھے۔“ (۱)

اسلام اور اولیاء کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ و رسول کے مقابلے میں جس کی دینی اطاعت کی جائے گی گویا اسے رب بنالیا گیا جیسا کہ عیسائی اور یہودی خدا کے مقابلے میں اپنے پادریوں اور درویشوں کی بات مانتے تھے اس لئے ان کے بارے میں کہا گیا کہ انہوں نے اپنے پادریوں اور درویشوں کو اللہ کے سوارب بنالیا۔ جبکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمان کے ماتحت علماء، اولیاء اور صالحین کی اطاعت عین اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وَسَلَّمَ کی اطاعت ہے۔ رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ان کی جو تم میں سے حکومت والے ہیں۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”اس آیت میں رسول کی اطاعت سے مراد قرآن اور سنت کی پیروی ہے اور ”أُولِيَ الْأَمْرِ“ کی اطاعت سے علماء اور فقہاء کی اطاعت مراد ہے۔“ (۳)

ایک جگہ ارشاد فرمایا

فَسَلُّوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (۴)

ترجمہ کنز العرفان: اے لوگو! اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں

سے پوچھو۔

①.....ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة التوبة، ۶۵/۵، الحديث: ۳۱۰۶.

②.....النساء: ۵۹.

③.....سنن دارمی، باب الاقتداء بالعلماء، ۸۳/۱، الحديث: ۲۱۹.

④.....النحل: ۴۳.

ایک مقام پر ارشاد فرمایا

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اور میری طرف رجوع کرنے والے آدمی کے راستے پر چل۔

اور ارشاد فرمایا

وَالسَّيْقُونِ الْأُولُونَ مِنَ الْمُهْجَرِينَ وَالْأَنْصَارِ
وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَ
رَاضُوا عَنْهُ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک مہاجرین اور انصار میں سے سابقین اولین اور دوسرے وہ جو بھلائی کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والے ہیں ان سب سے اللہ راضی ہوا اور یہ اللہ سے راضی ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ ہے کہ پیروی کرنے والوں سے قیامت تک کے وہ ایماندار مراد ہیں جو ایمان، طاعت اور نیکی میں انصار و مہاجرین رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کے راستے پر چلیں۔ ان سب سے اللہ عَزَّ وَجَلَّ راضی ہوا۔ (۳)

بکثرت احادیث میں بھی علماء کی اطاعت کی ترغیب دی گئی ہے، ان میں سے 3 احادیث درج ذیل ہیں:

(۱)..... صحیح مسلم میں حضرت تمیم داری رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے، رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”دین خیر خواہی (کا نام) ہے۔ صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کس کی خیر خواہی کریں؟ ارشاد فرمایا ”اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی، مسلمانوں کے امام کی اور عام مومنین کی۔ (۴)

اس حدیث کی شرح میں ہے کہ یہ حدیث ان اماموں کو بھی شامل ہے جو علمائے دین ہیں، ان کی روایت کی ہوئی احادیث کو قبول کرنا، احکام میں ان کی تقلید کرنا اور ان کے ساتھ نیک گمان رکھنا ان کی خیر خواہی سے ہے۔ (۵)

(۲)..... حضرت جبیر بن مطعم رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا

①..... لقمان: ۱۵.

②..... التوبہ: ۱۰۰.

③..... خازن، التوبہ، تحت الآية: ۱۰۰، مدارك، التوبہ، تحت الآية: ۱۰۰، ص ۴۵۲، ملقطاً.

④..... مسلم، کتاب الایمان، باب بیان انّ الدین النصیحة، ص ۴۷، الحدیث: ۹۵ (۵۵).

⑤..... شرح نووی علی المسلم، کتاب الایمان، باب بیان انّ الدین النصیحة، ۳۹/۱، الجزء الثاني.

”تین چیزیں ایسی ہیں کہ مومن کا دل ان پر خیانت نہیں کرتا (۱) اللہ تعالیٰ کے لیے عمل خالص کرنا۔ (۲) علماء کی اطاعت کرنا اور (۳) (مسلمانوں کی) جماعت کو لازم پکڑنا۔“ (۱)

(۳)..... حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرورِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ میں وفات پانے والا ہوں علم عنقریب اٹھ جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے حتیٰ کہ دو شخص ایک فریضہ میں جھگڑیں گے اور ایسا کوئی شخص نہ پائیں گے جو ان میں فیصلہ کر دے۔“ (۲)

يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ
وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۚ ۞ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ
لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۚ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۚ ۞

النصف

توحید کنزالایمان: چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا پڑے برا مانیں کافر۔ وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے پڑے برا مانیں مشرک۔

توحید کنزالعرفان: یہ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ سے اللہ کا نور بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنے نور کو مکمل کئے بغیر نہ مانے گا اگرچہ کافر ناپسند کریں۔ وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرک ناپسند کریں۔

﴿يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ: یہ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ سے اللہ کا نور بجھا دیں۔﴾ اس آیت میں نور سے مراد دین اسلام یا سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت کے دلائل ہیں اور نور بجھانے سے مراد حضور پر نور

①..... مسند امام احمد، مسند المدنیین، حدیث جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ۵/۶۱، الحدیث: ۱۶۷۳۸۔

②..... دارمی، باب الاقتداء بالعلماء، ۸۳/۱، الحدیث: ۲۲۱۔

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا دین مٹانا ہے یا قرآن کو شائع نہ ہونے دینا یا حضور اقدس صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا ذکر روکنا اور حضور اکرم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے فضائل سے چڑ جانا۔ تو فرما دیا کہ کفار کی حرکتوں سے نہ دین ختم ہوگا، نہ اسلام کی شوکت میں کمی آئے اور نہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی شان میں فرق آئے گا۔^(۱)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کَیَا خُوب فرماتے ہیں:

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے جب بڑھائے تجھے اللّٰہ تعالیٰ تیرا

آیت ”هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ“ سے حاصل ہونے والی معلومات

اس سے دو باتیں معلوم ہوں:

(۱)..... سچا دین اور ہدایت حضور پر نور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے ساتھ ایسے وابستہ ہیں جیسے آفتاب کے ساتھ روشنی کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو چھوڑ کر نہ ہدایت ملتی ہے نہ سچا دین، اگر صرف قرآن سے ہدایت مل جاتی تو تاجدار رسالت صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو دنیا میں کیوں بھیجا جاتا۔

(۲)..... حضور اکرم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کبھی ہدایت اور سچے دین سے الگ نہ ہوئے کیونکہ یہ دونوں حضور سید المرسلین صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے ساتھ بھیجے گئے ہیں جو انہیں ایک آن کے لئے بھی ہدایت سے الگ مانے وہ بے دین ہے۔ ﴿لِيُظْهِرَ عَلَىٰ الدِّينِ ظُهُورَهُ﴾ تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے۔ ﴿قرآن پاک میں یہ مضمون اس آیت کے علاوہ سورہ فتح کی آیت نمبر ۲۸ اور سورہ صف کی آیت نمبر ۹ میں بھی بیان ہوا ہے۔ آیت میں غلبے سے دلائل اور قوت دونوں اعتبار سے غلبہ مراد ہے۔ دلائل کے اعتبار سے تو یوں کہ دین اسلام نے اپنی حقانیت پر جو دلائل پیش کئے ہیں اس سے مضبوط ترین دلائل کوئی بھی پیش نہ کر سکا اور جہاں تک قوت کے اعتبار سے غلبہ کا تعلق ہے تو اس مراد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک بہت بڑا عرصہ ایسا گزرا ہے کہ دنیا میں صرف دین اسلام ہی غالب تھا اور اب آئندہ اس کا کامل ظہور اس وقت ہوگا جب حضرت امام مہدی رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ دنیا میں تشریف لائیں گے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُونَ أَمْوَالَ

۱..... بیضاوی، براءۃ، تحت الآیۃ: ۳۲، ۴۱/۳-۱۴۲-۱، روح البیان، التوبۃ، تحت الآیۃ: ۳۲، ۴۱/۳، ملنقطاً.

النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيُصَدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ
وَالْفِضَّةَ وَلَا يُفْقِدُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۳۳﴾

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! بیشک بہت پادری اور جوگی لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی۔

ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! بیشک بہت سے پادری اور روحانی درویش باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھا جاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سناؤ۔

﴿كَيْفَ كُنُوزَ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ﴾: باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھا جاتے ہیں۔ پادری اور روحانی درویش اس طرح باطل طریقے سے مال کھاتے ہیں کہ دین کے احکام بدل کر لوگوں سے رشوتیں لیتے ہیں اور اپنی کتابوں میں مال و دولت کے لالچ میں تحریف و تبدیل کرتے ہیں اور سابقہ کتابوں کی جن آیات میں سردارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نعت و صفت مذکور ہے مال حاصل کرنے کے لئے ان میں فاسد تاویلیں اور تحریفیں کرتے ہیں۔^(۱)

دین کو دنیا کا مال کا ذریعہ بنانے کی مذمت

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دین کا علم اس لئے حاصل کرنا تا کہ اس کے ذریعے دنیا کا مال، دولت، عزت، منصب اور وجاہت حاصل ہو یہ انتہائی مذموم اور اپنی آخرت تباہ کر دینے والا عمل ہے۔ احادیث میں بھی اس کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے، چنانچہ

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جس نے وہ علم حاصل کیا جس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کی جاتی ہے لیکن اس نے وہ علم (اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی بجائے) دنیا حاصل کرنے کے لئے سیکھا تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔“^(۲)

①.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۳۴، ۲/۲۳۴.

②.....ابو داؤد، کتاب العلم، باب فی طلب العلم لغير الله، ۴۵۱/۳، الحدیث: ۳۶۶۴.

حضرت کعب بن مالک رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جو اس لیے علم طلب کرے تاکہ علماء کا مقابلہ کرے یا جہلاء سے جھگڑے یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف کرے تو اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ آگ میں داخل کرے گا۔“ (1)

حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”علماء کے سامنے فخر کرنے، بیوقوفوں سے جھگڑنے اور مجلس آراستہ کرنے کے لئے علم نہ سیکھو کیونکہ جو ایسا کرے گا تو (اس کے لئے) آگ ہی آگ ہے۔“ (2)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جس نے لوگوں کے دلوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لئے عمدہ گفتگو سیکھی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی فرض عبادات قبول فرمائے گا نہ نفل۔“ (3)

﴿وَلَا يَبْقَىٰ تَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾: اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ ﴿﴾ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ بخل کرتے ہیں، مال کے حقوق ادا نہیں کرتے اور زکوٰۃ نہیں دیتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہودی و عیسائی علماء و پادریوں کی حرصِ مال کا ذکر فرمایا تو مسلمانوں کو مال جمع کرنے اور اس کے حقوق ادا نہ کرنے سے خوف دلاتے ہوئے فرمایا کہ وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سناؤ۔ (4)

کنز کی دحمہ میں کن سال داخل ہے؟

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ دی گئی وہ کنز نہیں (یعنی وہ اس آیت کی وعید میں داخل نہیں) خواہ دھینہ (زمین میں دفن شدہ خزانہ) ہی ہو اور جس کی زکوٰۃ نہ دی گئی وہ کنز ہے جس کا ذکر قرآن میں ہوا کہ اس کے مالک کو اس سے داغ دیا جائے گا۔ (5)

1.....ترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فيمن يطلب بعلمه الدنيا، ۲۹۷/۵، الحديث: ۲۶۶۳.

2.....ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب الانتفاع بالعلم والعمل به، ۱۶۵/۱، الحديث: ۲۵۴.

3.....ابو داؤد، کتاب الادب، باب ما جاء في المتشدد في الكلام، ۳۹۱/۴، الحديث: ۵۰۰۶.

4.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۳۴، ۲۳۵/۲.

5.....تفسير طبري، التوبة، تحت الآية: ۳۴، ۳۵۷/۶-۳۵۸.

سوال کو حل کرنا بہتر ہے؟

حضرت ثوبان رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی کہ سونے چاندی کا تو یہ حال معلوم ہوا، پھر کون سا مال بہتر ہے جس کو جمع کیا جائے۔ ارشاد فرمایا: ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل اور نیک بیوی جو ایماندار کی اس کے ایمان پر مدد کرے^(۱) یعنی پرہیزگار ہو کہ اس کی صحبت سے طاعت و عبادت کا شوق بڑھے۔

مال جمع کرنے کا حکم اور مالدار صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے واقعات

یاد رہے کہ مال کا جمع کرنا مباح ہے مذموم نہیں جبکہ اس کے حقوق ادا کئے جائیں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت طلحہ وغیرہ اصحاب رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ مالدار تھے۔ اسی مناسبت سے صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی مالداری کے چند واقعات ملاحظہ ہوں۔ حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی مالداری تو ویسے ہی بہت مشہور ہے، ان کے علاوہ چند مالدار صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ یہ ہیں

(۱)..... حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ: تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کثیر مال عطا فرمایا اور اپنی مالداری کے باوجود بکثرت صدقہ و خیرات بھی کیا کرتے تھے۔ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مقدس زمانے میں آپ نے اپنے مال میں سے پہلے چار ہزار درہم صدقہ کئے، پھر چالیس ہزار درہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کئے، اس کے بعد چالیس ہزار دینار صدقہ کئے، پھر پانچ سو گھوڑے اور اس کے بعد پانچ سو اونٹ راہِ خدا میں صدقہ کئے۔^(۲)

ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا تجارتی قافلہ آیا، اس قافلے میں گندم، آٹے اور کھانے سے لدے ہوئے سات سو اونٹ تھے، حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے شور سنا تو اس بارے دریافت فرمایا تو انہیں بتایا گیا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا تجارتی قافلہ واپس آیا ہے جس میں گندم، آٹے اور طعام سے لدے ہوئے سات سو اونٹ ہیں۔ حضرت عائشہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ جنت میں گھسٹتے ہوئے داخل

①..... ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ التوبۃ، ۶۵/۵، الحدیث: ۳۱۰۵۔

②..... اسد الغابہ، باب العین والباء، عبد الرحمن بن عوف، ۴/۹۸۔

ہوں گے۔ جب یہ بات حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو معلوم ہوئی آپ نے کہا: اے میری ماں! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے یہ تمام اونٹ اپنے ساز و سامان کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں صدقہ کر دیئے۔^(۱)

جب حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا انتقال ہوا تو آپ کے ترکہ میں حاصل ہونے والے سونے کو کلبھاڑوں سے کاٹا گیا یہاں تک کہ لوگوں کے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے، اس کے علاوہ آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ترکہ میں ایک ہزار اونٹ، تین ہزار بکریاں اور ایک سو گھوڑے شامل تھے جو بیع کی چراگاہ میں چرتے تھے۔^(۲)

(۲)..... حضرت طلحہ بن عبید اللہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی عراقی زمینوں سے ہونے والی آمدنی چار سے پانچ لاکھ درہم تک تھی اور سُرَّاقہ کی زمینوں سے ہونے والی آمدنی دس ہزار دینار کے لگ بھگ تھی یونہی اعراض سے بھی آمدنی ہوتی تھی۔ آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بنو تمیم کے ہر ضرورت مند کی ضرورت کو پورا کرتے، ان کی مدد کرتے، ان کی بیواؤں اور غیر شادی شدہ افراد کی شادیاں کراتے اور ان کے قرض اتارا کرتے تھے نیز ہر سال زمین کی پیداوار کی آمدنی سے دس ہزار درہم حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو بھجوا کرتے تھے۔^(۳)

(۳)..... حضرت زبیر بن العوام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ: حضرت ہشام بن عروہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زبیر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ترکہ کی قیمت پانچ کروڑ دس لاکھ یا پانچ کروڑ بیس لاکھ درہم تھی، مصر، اسکندریہ اور کوفہ میں آپ کی رہائشگاہیں تھیں، بصرہ میں آپ کی حویلیاں تھیں، مدینہ منورہ کی زمینوں سے آپ کے پاس غلے کی پیداوار سے آمدنی آتی تھی۔ حضرت زبیر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے چار بیویاں چھوڑیں جن میں سے ہر ایک کو گیارہ لاکھ ملے۔^(۴)

ان کے علاوہ حضرت عمرو بن العاص، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ بھی مالدار صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔ خیال رہے کہ مالدار صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ درحقیقت مالدار کی تربیت کیلئے مشعلِ راہ تھے، وہ اپنا مال شرعی مصارف میں خرچ کرتے تھے اور اسی لئے مال جمع رکھتے تھے، ان کے اموال اظہارِ فخر کے لئے نہ تھے اور نہ ہی دنیائے فانی کے مال کی محبت میں اسے جمع کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ مالدار مسلمانوں کو صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی سیرت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

①..... اسد الغابہ، باب العین والباء، عبد الرحمن بن عوف، ۴/۹۸۔

②..... اسد الغابہ، باب العین والباء، عبد الرحمن بن عوف، ۳/۵۰۰۔

③..... الطبقات الکبری، طبقات البدرین من المهاجرین، الطبقة الاولى، طلحة بن عبید اللہ، ۳/۱۶۶۔

④..... الطبقات الکبری، طبقات البدرین من المهاجرین، الطبقة الاولى، ومن بنی اسد بن عبد العزی بن قصی، الزبیر بن العوام، ۳/۸۱۔

يَوْمَ يُحْصَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فُتُكُوٰى بِهَا جَبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ
وَوُظُّهُرُهُمْ ۖ هَذَا مَا كُنْتُمْ لَا تُفْسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْذِبُونَ ﴿٣٥﴾

توجہ کنزالایمان: جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے دائیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پٹھیں یہ ہے وہ جہنم نے اپنے لیے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزہ اس جوڑنے کا۔

توجہ کنزالعرفان: جس دن وہ مال جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس کے ساتھ ان کی پیشانیوں اور ان کے پہلوؤں اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا (اور کہا جائے گا) یہ وہ مال ہے جہنم نے اپنے لئے جمع کر رکھا تھا تو اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔

﴿يَوْمَ يُحْصَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ﴾: جس دن وہ مال جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا۔ یعنی وہ مال جس کی زکوٰۃ نہ دی تھی قیامت کے دن اسے جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا یہاں تک کہ شدت حرارت سے سفید ہو جائے گا پھر اس کے ساتھ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کی پیشانیوں اور ان کے پہلوؤں اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا یہ وہ مال ہے جہنم نے اپنے لئے جمع کر رکھا تھا تو دنیا میں اپنا مال جمع کر کے رکھنے اور حق داروں کو ان کا حق ادا نہ کرنے کے عذاب کا مزہ چکھو۔^(۱)

زکوٰۃ نہ دینے کی وعید پر

احادیث میں زکوٰۃ نہ دینے پر سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں، ان میں 4 احادیث درج ذیل ہیں:

(۱)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جو شخص سونے چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق ادا نہ کرے تو جب قیامت کا دن ہوگا اس کے لیے آگ کے پتلے ٹکڑے بنائے جائیں گے ان پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی اور اُن سے اُس کی کروٹ اور پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی، جب ٹھنڈے ہونے پر آئیں گے پھر ویسے ہی کر دیئے جائیں گے۔ یہ معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے، اب وہ اپنی راہ دیکھے گا خواہ جنت کی طرف جائے یا جہنم کی طرف۔ اور اونٹ کے بارے میں فرمایا: جو اس کا حق نہیں ادا کرتا، قیامت کے دن ہموار میدان میں لٹا دیا جائے گا اور وہ اونٹ سب کے

سب نہایت فربہ ہو کر آئیں گے، پاؤں سے اُسے روندیں گے اور منہ سے کاٹیں گے، جب ان کی پچھلی جماعت گزر جائے گی، پہلی لوٹے گی۔ اور گائے اور بکریوں کے بارے میں فرمایا: کہ اس شخص کو ہموار میدان میں لٹائیں گے اور وہ سب کی سب آئیں گی، نہ ان میں مڑے ہوئے سینگ کی کوئی ہوگی، نہ بے سینگ کی، نہ ٹوٹے سینگ کی اور سینگوں سے ماریں گی اور کھروں سے روندیں گی۔^(۱)

(۲)..... حضرت بريدہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو قوم زکوٰۃ نہ دے گی اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔“^(۲)

(۳)..... امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”خشکی وتری میں جو مال تلف ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے تلف ہوتا ہے۔“^(۳)

(۴)..... امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”فقیر ہرگز ننگے بھوکے ہونے کی تکلیف نہ اٹھائیں گے مگر مال داروں کے ہاتھوں، سن لو! ایسے مالداروں سے اللہ تعالیٰ سخت حساب لے گا اور انھیں دردناک عذاب دے گا۔“^(۴) -^(۵)

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرْمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا
تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً
وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝۳۱

①.....مسلم، کتاب الزکاة، باب اثم مانع الزکاة، ص ۴۹۱، الحدیث: ۲۴ (۹۸۷)۔

②.....معجم الاوسط، باب العين، من اسمه عبدان، ۲۷۵/۳، الحدیث: ۴۵۷۷۔

③.....الترغیب والترہیب، کتاب الصدقات، الترہیب من منع الزکاة... الخ، ۳۰۸/۱، الحدیث: ۱۶۔

④.....معجم الاوسط، باب الدال، من اسمه دلیل، ۳۷۴/۲، الحدیث: ۳۵۷۹۔

⑤.....حاشیہ: زکوٰۃ سے متعلق احکام و مسائل کی معلومات حاصل کرنے کیلئے کتاب ”فیضان زکوٰۃ“ اور ”فتاویٰ الہست، زکوٰۃ کے احکام“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ فرمائیں۔

تَوْبَةُ كُنْزِ الْإِيمَانِ: بیشک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان وزمین بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں یہ سید ہادین ہے تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ پر ہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

تَوْبَةُ كُنْزِ الْعُرْفَانِ: بیشک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک اللہ کی کتاب میں بارہ مہینے ہیں جب سے اس نے آسمان اور زمین بنائے، ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ یہ سید ہادین ہے تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو اور مشرکوں سے ہر حال میں لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ پر ہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ: بیشک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک اللہ کی کتاب میں بارہ مہینے ہیں۔﴾ یہاں یہ بیان فرمایا گیا کہ بکثرت احکام شرع کی بنا قمری مہینوں پر ہے جن کا حساب چاند سے ہے۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کتاب سے یا لوح محفوظ مراد ہے یا قرآن یا وہ حکم جو اس نے اپنے بندوں پر لازم کیا۔^(۱)

﴿مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ: ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔﴾ ان حرمت والے مہینوں میں سے تین متصل ہیں، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور ایک جدا ہے رجب۔ عرب لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی ان مہینوں کی تعظیم کرتے تھے اور ان میں قتال حرام جانتے تھے۔^(۲)

ان مہینوں میں سے رجب کی تعظیم اس لئے کہ لوگ اس میں عمرہ کرتے تھے اور بقیہ مہینوں کی اس لئے کہ یہ مہینے حج کیلئے جانے، حج کرنے اور حج سے واپسی کے مہینے تھے۔

﴿ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ: یہ سید ہادین ہے۔﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ سال میں بارہ مہینوں کا ہونا یہ سید ہادیا اور صحیح حساب ہے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ چار مہینوں کا حرمت والا ہونا یہ وہی سید ہادین ہے جو کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام کا دین تھا اور اہل عرب ان دونوں سے اس حکم کے وارث ہوئے ہیں۔^(۳)

﴿وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَآفَّةً: اور مشرکوں سے ہر حال میں لڑو۔﴾ یعنی مشرکین سے متحد ہو کر جنگ کرو جس طرح وہ متحد ہو کر تم سے جنگ کرتے ہیں۔ معنی یہ ہے کہ مشرکین کے خلاف جنگ کرنے میں ایک دوسرے سے تعاون اور مدد کرو

①.....مدارک، التوبة، تحت الآية: ۳۶، ص ۴۳۴، حازن، التوبة، تحت الآية: ۳۶، ۲/۲۳۶، ملقطاً.

②.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۳۶، ۲/۲۳۶.

③.....تفسير كبير، التوبة، تحت الآية: ۳۶، ۶/۴۲، بیضاوی، براءة، تحت الآية: ۳۶، ۳/۴۴، ملقطاً.

اور ان کے خلاف جنگ میں بزدلی اور کم ہمتی کا مظاہرہ نہ کرو اور نہ ہی پسپائی اختیار کرو اور اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندو! اپنے دشمن مشرکین کے خلاف جنگ کرنے میں متحد اور متفق ہو جاؤ۔ بیشتر مفسرین کے نزدیک اس آیت سے حرمت والے مہینوں میں کفار سے جنگ کی ممانعت منسوخ ہو گئی ہے اب چاہے حرمت والے مہینے ہوں یا ان کے علاوہ ہر مہینے میں مشرکین سے جنگ کی جائے گی۔^(۱)

مسلمانوں کے عروج و زوال کا ایک سبب

اس آیت میں مسلمانوں کو کافروں کے خلاف متحد ہو کر جنگ کرنے اور اس میں ایک دوسرے سے مدد و تعاون کرنے کا حکم دیا گیا اور تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں کا اتحاد اور اتفاق ان کے عروج کا سبب اور ان کی بہت بڑی قوت تھی اور اسی اتحاد کی برکت سے ان کی قلیل تعداد کافروں کی کثیر تعداد پر ہر میدان میں غالب رہی اور مسلمان ہر طرف اپنی فتح کے جھنڈے لہراتے رہے، روم اور ایران جیسی اپنے وقت کی سپر پاورز کو اپنے قدموں تلے روند کر رکھ دیا، مصر، عراق، اسپین اور افریقی ممالک میں اسلام کا پرچم بلند کر دیا، الغرض کفار اپنے اتحاد، عددی برتری اور جنگی ساز و سامان کی فراوانی کے باوجود مسلمانوں پر کسی طرح غالب نہ آ سکے اور یہ سب مسلمانوں کے ایک مرکز پر جمع ہونے اور باہمی اتحاد و اتفاق کا نتیجہ تھا۔ جب کفار کسی طرح مسلمانوں کو شکست نہ دے سکے تو انہوں نے مسلمانوں کے اتحاد کو ختم کرنے اور ان میں افتراق و انتشار پیدا کرنے کی کوششیں شروع کر دیں اور اس کے لئے انہوں نے بے تحاشا مال و زر، سونا چاندی اور ہیرے جواہرات خرچ کر کے مسلمانوں میں دین فروش گمراہ علماء اور غدار پیدا کئے، مسلم وزراء، مسلم حکمرانوں اور فوج کے سالاروں کو خرید، یہاں تک کہ انہوں نے اس کام کے لئے اپنی عورتوں کے حسن و جمال اور ان کی عزت و آبرو کا استعمال کرنے سے بھی دریغ نہ کیا، جب وہ مسلمانوں میں مال و زر کی خواہش، سلطنت و حکومت کی ہوس، شراب، رباب اور شباب کی طلب اور ایک دوسرے سے حسد، بغض اور عداوت پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اس کا نتیجہ مسلمانوں کے زوال کی صورت میں ظاہر ہوا، مسلمانوں کا باہمی اتحاد ختم ہو گیا اور وہ لامرکزیت کا شکار ہو کر ٹکڑوں میں بٹ گئے اور مسلمانوں کی اسی کمزوری کا فائدہ اٹھا کر کفار رفتہ رفتہ ان پر غالب آتے گئے اور پھر مسلمانوں نے اندلس، قرطبہ، غرناطہ، ترکستان، ایران، بغداد، فلسطین اور دیگر ملکوں میں عیسائیوں اور تاتاریوں سے ایسی عبرتناک تباہی کا سامنا کیا کہ اسے سن کر ہی کلیجہ کانپ جاتا ہے۔ مسلمانوں کے گھر اور مال و اسباب جلا دیئے گئے، ان کی مساجد میں کفار نے اپنے اپنے گھوڑے باندھے اور اذان و نماز پر پابندیاں

۱.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۳۶، ۲/۲۳۷.

لگادیں، ان کے اہل حق علماء اور اسلام کے وفاداروں کو چن چن کر قتل کر دیا گیا، ان کے علمی و روحانی مراکز تباہ و برباد کر دیئے گئے، بغداد میں مسلمانوں کے علمی ورثے کو جب دریائے نیل میں غرق کیا گیا تو اس کی سیاہی سے دریا کا پانی سیاہ ہو گیا، باپوں کے سامنے بیٹیوں، شوہروں کے سامنے بیویوں، بھائیوں کے سامنے بہنوں اور بیٹوں کے سامنے ان کی ماؤں کی عزتوں کو تار تار کیا گیا اور مسلمان حسرت کے آنسو بہانے کے سوا کچھ نہ کر سکے۔ آج کے مسلمانوں کا حال دیکھا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ یہ اپنی تاریخی اور عبرتناک غلطیوں سے سبق حاصل کرنے کی بجائے انہی غلطیوں کو از سر نو دہرا رہے ہیں اور ایک مرکز پر جمع ہو کر متحد ہونے کی بجائے مختلف ٹکڑوں میں بٹ کر اور کفار کا دست نگر ہو کر زندگی گزارنے کو اپنی عظیم سعادت سمجھے بیٹھے ہیں، اپنی حکومت اور سلطنت بچانے کی خاطر کفار کے آگے ایڑیاں رگڑتے اور ان کی ناراضی کو اپنی محتاجی کا پروانہ سمجھتے ہیں، مسلمانوں کی اخلاقی اور ملی تباہی کے لئے کفار کی طرف سے بنے گئے جالوں میں بری طرح پھنسنے کو اپنی کامیابی تصور کرتے ہیں، دین فروش علماء اور غداروں نے مسلمانوں کی ملی وحدت کو پارہ پارہ کر کے کفار کے عزائم کا میاب بنادئے ہیں، کسی مسلم ملک پر کفار حملہ کریں تو یہ اپنے مسلمان بھائیوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرنے کی بجائے کفار سے ان کے سودے کرتے ہیں، مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے لئے ہر طرح سے کفار کا ساتھ دیتے ہیں اور کفار سے پٹنے والے مسلمانوں کا حال و انجام دیکھ کر یہ تھوڑے تک کرنا گوارا نہیں کرتے کہ کفار نے اپنے منظورِ نظر مسلمانوں کا جو حال کیا کل کو وہ یہی حال ان کا بھی کر سکتے ہیں۔ اے کاش!

درس قرآن ہم نے نہ بھلایا ہوتا یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا

إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضِلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا
وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِّيُؤْاطُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ
زَيْنَ لَهُمْ سُوءُ أَعْمَالِهِمْ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ٢٤

ترجمہ کنزالایمان: ان کا مہینہ پیچھے ہٹانا نہیں مگر اور کفر میں بڑھنا اس سے کافر بہکائے جاتے ہیں ایک برس اسے حلال ٹھہراتے ہیں اور دوسرے برس اسے حرام مانتے ہیں کہ اس گنتی کے برابر ہو جائیں جو اللہ نے حرام فرمائی اور اللہ کے حرام

کیے ہوئے حلال کر لیں ان کے برے کام ان کی آنکھوں میں بھلے لگتے ہیں اور اللہ کا فروں کو راہ نہیں دیتا۔

تَوْبَةُ كُنْزِ الْعُوفَانِ: مہینوں کو آگے پیچھے کرنا کفر میں ترقی کرنا ہے، اس کے ذریعے اُن کافروں کو گمراہ کیا جاتا ہے جو ایک سال کسی حرمت والے مہینے کو حلال قرار دے دیتے ہیں اور ایک سال اسے حرام قرار دیتے ہیں تاکہ اللہ کے حرام کئے ہوئے مہینوں کی گنتی پوری کر دیں اور اللہ کے حرام کئے ہوئے کو حلال کر لیں۔ ان کے برے کام ان کے لئے خوشناباد دینے لگے اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔

﴿إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ﴾: (ان مشرکوں کا) مہینوں کو آگے پیچھے کرنا کفر میں ترقی کرنا ہے۔ ﴿نَسِيءٌ﴾ لغت میں وقت کے مؤخر کرنے کو کہتے ہیں اور یہاں شہر حرام کی حرمت کا دوسرے مہینے کی طرف ہٹا دینا مراد ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عرب حرمت والے مہینوں (یعنی ذوالقعدہ، ذی الحجہ، محرم، رجب) کی حرمت و عظمت کے معتقد تھے تو جب کبھی لڑائی کے زمانے میں یہ حرمت والے مہینے آ جاتے تو ان کو بہت شاق گزرتے، اس لئے انہوں نے یہ کیا کہ ایک مہینے کی حرمت دوسرے کی طرف ہٹانے لگے، محرم کی حرمت صفر کی طرف ہٹا کر محرم میں جنگ جاری رکھتے اور بجائے اس کے صفر کو ماہ حرام بنا لیتے اور جب اس سے بھی تحریم ہٹانے کی حاجت سمجھتے تو اس میں بھی جنگ حلال کر لیتے اور ربیع الاول کو ماہ حرام قرار دیتے اس طرح تحریم سال کے تمام مہینوں میں گھومتی اور ان کے اس طرز عمل سے حرمت والے مہینوں کی تخصیص ہی باقی نہ رہی۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اعلان فرمایا کہ نَسِيءٌ کے مہینے گئے گزرے ہو گئے، اب مہینوں کے اوقات کی حکم خداوندی کے مطابق حفاظت کی جائے اور کوئی مہینہ اپنی جگہ سے نہ ہٹایا جائے اور اس آیت میں نَسِيءٌ کو ممنوع قرار دیا گیا اور کفر پر کفر کی زیادتی قرار دیا کہ اولاً تو ویسے ہی کافر تھے اور پھر مہینے آگے پیچھے کر کے حرام کو حلال سمجھنے کے کفر میں پڑتے تھے تو یہ مزید کفر میں اضافہ ہوا۔^(۱)

﴿لِيُؤْطِقُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ﴾: تاکہ اللہ کے حرام کئے ہوئے مہینوں کی گنتی کے مطابق ہو جائیں۔ ﴿لِيُؤْطِقُوا﴾ یعنی ماہ حرام تو چار ہی رہیں اس کی تو پابندی کرتے ہیں اور ان کی تخصیص توڑ کر حکم الہی کی مخالفت کرتے ہیں کہ جو مہینہ حرام تھا اسے حلال کر لیا اس کی جگہ دوسرے کو حرام قرار دیا۔^(۲)

①.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۳۷، ۲/۲۳۸.

②.....مدارك، التوبة، تحت الآية: ۳۷، ص ۴۳۵.

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَالَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ أَنْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَثَقَلْتُمْ
إِلَى الْأَرْضِ أَمْ رَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿۳۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوا جب تم سے کہا جائے کہ راہِ خدا میں کوچ کرو تو بوجھ کے مارے زمین پر بیٹھ جاتے ہو کیا تم نے دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے پسند کر لی اور جیتی دنیا کا اسباب آخرت کے سامنے نہیں مگر تھوڑا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوا؟ جب تم سے کہا جائے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو زمین کے ساتھ لگ جاتے ہو۔ کیا تم آخرت کی بجائے دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے؟ تو آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کا ساز و سامان بہت ہی تھوڑا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَالَكُمْ﴾: اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوا؟ ﴿ثَانِ نَزُولٍ﴾: یہ آیت غزوہ تبوک کی ترغیب میں نازل ہوئی۔ (۱)

غزوہ تبوک کا واقعہ

تبوک، ملک شام کے اطراف میں مدینہ طیبہ سے کافی فاصلے پر ایک مقام ہے، اس دور میں تبوک کی طرف جانے والا جو راستہ تعمیر کیا گیا ہے، جدید حساب کی رُو سے اس کا فاصلہ نو سو کلومیٹر کے قریب ہے۔ رجب ۹ ہجری میں طائف سے واپسی کے بعد جب سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خبر پہنچی کہ عرب کے عیسائیوں کی سازش اور براہِ بیعت کرنے سے ہرقل شاہِ روم نے رومیوں اور شامیوں کا ایک بھاری لشکر جمع کر لیا ہے اور وہ مسلمانوں پر حملے کا ارادہ رکھتا ہے تو حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مسلمانوں کو ان کے خلاف جہاد کا حکم دیا۔ یہ زمانہ نہایت تنگی، قحط سالی اور گرمی کی شدت کا تھا یہاں تک کہ دو دو آدمی ایک کھجور پر گزارہ کرتے تھے۔ سفر دور کا تھا جبکہ دشمن تعداد میں زیادہ اور مضبوط تھے ان وجوہات کی بنا پر لوگوں کو گھر سے نکلنا مشکل محسوس ہو رہا تھا۔ مدینہ منورہ کے بہت سے منافقین جن کے نفاق کا راز فاش ہو

چکا تھا وہ خود بھی فوج میں شامل ہونے سے جی چراتے تھے اور دوسروں کو بھی منع کرتے تھے لیکن اس کے باوجود تیس ہزار کا لشکر جمع ہو گیا۔ اب ان تمام مجاہدین کے لیے سوار یوں اور سامان جنگ کا انتظام کرنا ایک بڑا ہی کٹھن مرحلہ تھا کیونکہ لوگ قحط کی وجہ سے انتہائی مفکوک الحال اور پریشان تھے اس لیے حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عرب کے تمام قبائل سے فوجیں اور مالی امداد طلب فرمائی۔

صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے اس غزوے میں دل کھول کر مال خرچ کیا ”حضرت عبدالرحمن بن خباب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا اور آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غزوہ تبوک کے بارے میں صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو ترغیب دے رہے تھے۔ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا ”یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے راستے میں پالان کے ساتھ سواونٹ میرے ذمے ہیں۔ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر ترغیب دلائی تو حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ دوبارہ کھڑے ہوئے اور عرض کی ”یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے راستے میں پالان سمیت دو سواونٹ میرے ذمے ہیں۔ تاجدار رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تیسری مرتبہ ترغیب دلائی تو حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ پھر کھڑے ہو گئے اور عرض گزار ہوئے ”یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے راستے میں تین سواونٹ پالانوں کے ساتھ میرے ذمے ہیں۔ حضرت عبدالرحمن رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”میں نے دیکھا کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم منبر سے نیچے تشریف لائے اور فرما رہے تھے کہ اس کے بعد عثمان رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ جو بھی عمل کریں ان پر کوئی حرج نہیں۔“^(۱)

یہ تو اعلان تھا لیکن حاضر کرتے وقت حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے اعلان سے کہیں زیادہ مال دیا تھا، حضرت علامہ برہان الدین حلبی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”غزوہ تبوک کے موقع پر جتنا مال حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے خرچ کیا اتنا کسی اور نے نہیں کیا، آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے دس ہزار مجاہدین کو جہاد کا سامان دیا اور دس ہزار دینار اس غزوے پر خرچ کئے، ساز و سامان کے ساتھ نو سواونٹ اور سو گھوڑے اس کے علاوہ ہیں۔“^(۲)

حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”رسول اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا، اتفاق سے اس وقت میرے پاس مال تھا، میں نے کہا اگر میں صدیق اکبر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے کسی

①.....ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، ۳۹۱/۵، الحدیث: ۳۷۲۰.

②.....سیرت حلبیہ، باب ذکر مغازیہ صلی اللہ علیہ وسلم، غزوہ تبوک، ۱۸۴/۳.

دن سبقت لے سکتا ہوں تو آج لے جاؤں گا۔ فرماتے ہیں ”پھر میں نصف مال لے کر حاضر ہوا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کی: اس کے برابر اتنے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا سارا مال (جس کی مقدار چار ہزار درہم تھی) لے کر حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا ”گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ انہوں نے عرض کی ”أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللَّهُ وَرَسُولَهُ“ گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”میں نے (دل میں) کہا: میں ان سے کسی بات میں آگے نہیں بڑھ سکوں گا۔“ (۱)

ان کے علاوہ حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عباس اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی کثیر مال خرچ کیا، اسی طرح صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے پاس بھی جو زیور تھا انہوں نے بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بھیج دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اب تک یہ طریقہ تھا کہ غزوات کے معاملے میں بہت زیادہ رازداری کے ساتھ تیاری فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ عساکر اسلامیہ کو عین وقت تک یہ بھی نہ معلوم ہوتا تھا کہ کہاں اور کس طرف جانا ہے؟ مگر جنگ تبوک کے موقع پر سب کچھ انتظام علانیہ طور پر کیا اور یہ بھی بتا دیا کہ تبوک چلنا ہے اور قیصر روم کی فوجوں سے جہاد کرنا ہے تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ تیاری کر لیں۔ (۲)

بہر حال حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تیس ہزار کا لشکر ساتھ لے کر تبوک کے لئے روانہ ہوئے اور مدینہ کا نظم و نسق چلانے کے لئے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو اپنا خلیفہ بنایا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو مدینہ منورہ میں چھوڑ دیا تو آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے عرض کی ”یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ ارشاد فرمایا ”کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے! البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“ (۳)

①.....ابو داؤد، کتاب الزکاة، باب فی الرخصة فی ذلك، ۱۷۹/۲، الحدیث: ۱۶۷۸.

②.....سیرت حلبیہ، باب ذکر مغازیہ صلی اللہ علیہ وسلم، غزوہ تبوک، ۱۸۳/۳-۱۸۴.

③.....مسلم، کتاب فضائل الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ص ۱۳۱۰.

الحدیث: ۳۱ (۲۴۰۴).

جب نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تبوک کے قریب میں پہنچے تو ارشاد فرمایا کہ اِنْ شَاءَ اللہُ تَعَالٰی کل تم لوگ تبوک کے چشمہ پر پہنچو گے اور سورج بلند ہونے کے بعد پہنچو گے لیکن کوئی شخص وہاں پہنچنے تو پانی کو ہاتھ نہ لگائے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب وہاں پہنچے تو جوتے کے تسمے کے برابر اس میں پانی کی ایک دھار بہہ رہی تھی۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس میں سے تھوڑا سا پانی منگا کر ہاتھ منہ دھویا اور اس پانی میں کلی فرمائی۔ پھر حکم دیا کہ اس پانی کو چشمہ میں انڈیل دو۔ لوگوں نے جب اس پانی کو چشمہ میں ڈالا تو چشمہ سے زوردار پانی کی موٹی دھار بہنے لگی اور تیس ہزار کا لشکر اور تمام جانور اس چشمہ کے پانی سے سیراب ہو گئے۔ سرکارِ دو جہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کافی عرصہ یہاں قیام فرمایا، ہر قل اپنے دل میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سچا نبی جانتا تھا اس لئے اسے خوف ہوا اور اس نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مقابلہ نہ کیا۔ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اطراف میں لشکر بھیجے، چنانچہ حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو چار سو سے زائد سواروں کے ساتھ دو متہ الجندل کے حاکم اکیدر سے مقابلہ کیلئے بھیجا اور فرمایا کہ تم اس کو نیل گائے کے شکار میں پکڑ لو! چنانچہ ایسا ہی ہوا جب وہ نیل گائے کے شکار کے لئے اپنے قلعے سے اترے تو حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں لے آئے، حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جزیہ مقرر فرما کر اس کو چھوڑ دیا، اسی طرح حاکم ایلمہ پر اسلام پیش کیا اور جزیہ پر صلح فرمائی۔^(۱) واپسی کے وقت جب حضور سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ کے قریب تشریف لائے تو جو لوگ جہاد میں ساتھ ہونے سے رہ گئے تھے وہ حاضر ہوئے۔ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے فرمایا کہ ان میں سے کسی سے کلام نہ کریں اور اپنے پاس نہ بٹھائیں جب تک ہم اجازت نہ دیں تو مسلمانوں نے ان سے اعراض کیا یہاں تک کہ باپ اور بھائی کی طرف بھی التفات نہ کیا اسی باب میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

اَلَا تَنْفِرُوْا يٰۤعٰدِیُّنَ عٰدَاۤیَ الْیَمٰٓنِ ۚ وَیَسْتَبَدِّلُ قَوْمًا غَیْرَکُمْ وَلَا تَصْرُوْهُ شَیْءًا ۚ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝۳۹

تَجِبَةُ كُنْزِ الْإِيمَانِ: اگر نہ کوچ کرو گے تو تمہیں سخت سزا دے گا اور تمہاری جگہ اور لوگ لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

تَجِبَةُ كُنْزِ الْعُرْفَانِ: اگر تم کوچ نہیں کرو گے تو وہ تمہیں دردناک سزا دے گا اور تمہاری جگہ دوسرے لوگوں کو لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

﴿إِلَّا تَتُوبُوا﴾: اگر تم کوچ نہیں کرو گے۔ ﴿إِشْرَادُ﴾ فرمایا کہ اے مسلمانو! اگر تم رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم کے مطابق اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں کوچ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دردناک سزا دے گا اور تمہاری جگہ دوسرے لوگوں کو لے آئے گا جو تم سے بہتر اور فرمانبردار ہوں گے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نصرت اور ان کے دین کو عزت دینے میں خود کفالت فرمائے گا تو اگر تم فرمان رسول کی اطاعت میں جلدی کرو گے تو یہ سعادت تمہیں نصیب ہوگی اور اگر تم نے سستی کی تو اللہ تعالیٰ دوسروں کو اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے شرف خدمت سے سرفراز فرمائے گا۔^(۱)

اللہ تعالیٰ کا دین ہمارا محتاج نہیں

اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ دین کی تبلیغ مسلمانوں کا منصب اور ذمہ داری ہے۔ اگر کوئی یہ سعادت حاصل کرتا ہے تو یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کرم نوازی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کا دین ہمارا محتاج نہیں بلکہ ہم اس کے محتاج ہیں، نیز اسلام کی اشاعت ہم پر موقوف نہیں کیونکہ ہم سے پہلے بھی دنیا میں اسلام تھا اور ہمارے بعد بھی رہے گا۔

إِلَّا تَتُوبُوا فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذَا خَرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِي أَثْنَيْنِ
إِذْ هَبَا فِي الْغَايَةِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ
سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ
كَفَرُوا السُّفْلَىٰ وَكَلِمَةَ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۳۰﴾

1.....تفسیر کبیر، التوبة، تحت الآية: ۳۹، ۴۸/۶.

توجہ کنزالایمان: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکہ اتارا اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں اور کافروں کی بات نیچے ڈالی اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

توجہ کنزالعرفان: اگر تم اس (نبی) کی مدد نہیں کرو گے تو اللہ ان کی مدد فرما چکا ہے جب کافروں نے انہیں (ان کے وطن سے) نکال دیا تھا جبکہ یہ دو میں سے دوسرے تھے، جب دونوں غار میں تھے، جب یہ اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے غم نہ کرو، بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اُس پر اپنی تسکین نازل فرمائی اور اُن لشکروں کے ساتھ اُس کی مدد فرمائی جو تم نے نہ دیکھے اور اُس نے کافروں کی بات کو نیچے کر دیا اور اللہ کی بات ہی بلند و بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

﴿إِلَّا تَتَضَرَّوْا﴾: اگر تم اس (نبی) کی مدد نہیں کرو گے۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک اور انداز سے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی ہے کہ اگر تم میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا کیونکہ اللہ عزوجل نے ان کی اس وقت بھی مدد فرمائی جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کے وقت ان کے ساتھ صرف ایک شخص تھا تو یہاں بدرجہ اولیٰ مدد فرمائے گا۔^(۱)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت

اس آیت مبارکہ میں تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم توکل اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے بلکہ یہ آیت مبارکہ کئی اعتبار سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و شان پر دلالت کرتی ہے۔

(۱)..... تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غارِ ثور میں اس لئے تشریف لے گئے کہ انہیں کفار کی طرف سے قتل کا اندیشہ تھا لہذا اگر رسولِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے، پکے اور صدیق مومن ہونے کا یقین نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کسی طور پر بھی انہیں اپنے ساتھ ہم رکابی کا شرف عطا نہ فرماتے کیونکہ اس طرح جو اندیشہ کفار سے تھا وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ہو سکتا تھا۔ یہ کلام اُن جاہلوں

①..... تفسیر کبیر، التوبة، تحت الآية: ۴۰، ۴۹/۶۔

کا جواب ہے جو اس سفر کے حوالے سے بھی سیدنا صدیق اکبر رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ پر اعتراض کرتے ہیں۔

(2)..... یہ ہجرت اللہ تعالیٰ کی اجازت سے تھی، رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں مخلص صحابہ کرام رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کی ایک پوری جماعت موجود تھی اور وہ حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے مقابلے میں نسبی طور پر نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زیادہ قریب بھی تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے وقت رسول اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبت میں رہنے کا شرف حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے علاوہ اور کسی کو بھی عطا نہیں فرمایا، یہ تخصیص حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے عظیم مرتبے اور بقیہ صحابہ کرام رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم پر آپ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

(3)..... دیگر صحابہ کرام رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم حالات کی ناسازی کی وجہ سے ہجرت کر گئے جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے شدید خوف اور انتہائی خطرناک صورتِ حال کے باوجود بھی تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا قرب نہ چھوڑا بلکہ صبر و استقامت کے ساتھ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر رہے اور رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں مصروف رہے۔

(4)..... حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سفر و حضر میں رسول انور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر رہتے بلکہ اس کا التزام فرماتے تھے، یہ آپ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے سچے عشقِ رسول کی دلیل ہے۔

(5)..... آپ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے عارِ ثور میں رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُنسیت کا شرف پایا اور اپنی جان قربان کرنے کی سعادت پائی۔

(6)..... اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ثانی فرمایا یعنی حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد جس کا سب سے پہلا نمبر ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی مقامات پر حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ثانی (یعنی دوسرے نمبر پر) ہونے کا شرف پایا جن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پہلو میں تدفین کی وجہ سے قیامت تک ثابیت سے مشرف ہیں۔

(7)..... حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کا صحابی ہونا خود اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا، یہ شرف آپ کے علاوہ اور کسی

صحابی کو عطا نہ ہوا۔

(9).....اللہ تعالیٰ کا خصوصیت کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللہ تعالیٰ عَنْہُ پر سیکنہ نازل فرمانا بھی ان کی فضیلت کی دلیل ہے۔⁽¹⁾

ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے خلیفہ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا ”میری تمنا ہے کہ کاش! میرے سارے اعمال حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ کے دنوں میں سے ایک دن اور راتوں میں سے ایک رات کے عمل کے برابر ہوتے۔ ان کی رات تو وہ کہ جس میں آپ رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار کی طرف سفر کیا اور جب وہ دونوں غار تک پہنچے تو حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ”یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اللہ عزوجل کی قسم! آپ سے پہلے میں غار میں جاؤں گا تا کہ اس میں کوئی تکلیف وہ چیز ہو تو اس کی اذیت آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بجائے مجھے پہنچے۔ جب حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ غار میں داخل ہوئے تو آپ نے اس میں سوراخ دیکھے، آپ رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی چادر کے ٹکڑے کر کے ان سوراخوں کو بند کیا، دوسوراخ باقی رہ گئے تو وہاں اپنے پاؤں رکھ دیئے، اس کے بعد تاجدار رسالت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی ”یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اب تشریف لے آئیے۔ نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غار میں تشریف لائے اور آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سر انور رکھ دیا اور آرام فرمانے لگے۔ اتنے میں سوراخ سے کسی چیز نے حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں پر ڈس لیا۔ آپ رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خوف سے حرکت نہ کی کہ کہیں رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نیند سے بیدار نہ ہو جائیں لیکن تکلیف کی شدت سے نکلنے والے چند آنسو نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رُوئے اقدس پر گر گئے تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اے ابوبکر! کیا ہوا؟ عرض کی! میرے ماں باپ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پہنچا دیے، مجھے کسی چیز نے ڈس لیا ہے۔ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن اس جگہ پر لگا دیا تو اسی وقت ساری تکلیف ختم ہو گئی، بعد میں یہی ڈنگ آپ رَضِیَ

١.....تفسير كبير، التوبة، تحت الآية: ٤٠، ٥٠/٦، خازن، التوبة، تحت الآية: ٤٠، ٢٤٤/٢، ملتقطاً.

اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا سبب بنا۔ اور ان کا دن وہ کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال ظاہری کے بعد عرب کے چند قبیلے مرتد ہو گئے اور زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ”اگر انہوں نے زکوٰۃ کے مال کی ایک رسی بھی روکی تو میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔ میں نے عرض کی ”اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ! لوگوں کے ساتھ اُلفت اور نرمی کا برتاؤ کیجئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ”وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا اور اب دین مکمل ہو گیا ہے کیا وہ دین میں کمی کریں گے؟ حالانکہ میں ابھی زندہ ہوں۔“ (۱)

اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کَیَا خُوب فرماتے ہیں:

صدیق بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے اور حفظِ جاں تو جانِ فروضِ غرر کی ہے ﴿وَأَيُّدُكُمْ جُنُودٌ لَّمْ تَكُوهَا: اور اُن لشکروں کے ساتھ اُس کی مدد فرمائی جو تم نے نہ دیکھے۔﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے نازل فرما کر اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدد فرمائی کہ فرشتوں نے کفار کے چہروں اور نگاہوں کو تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھنے سے پھیر دیا۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے دلوں میں رعب ڈال دیا یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ گئے۔ تیسری تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خبر دی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غار میں تھے اور شدید خوف کا عالم تھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان سے دشمنوں کا کر پھیر کر ان کی مدد فرمائی اور پھر میدانِ بدر میں فرشتوں کے ذریعے مدد فرمائی۔ (۲)

﴿وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَى: اور اُس نے کافروں کی بات کو نیچے کر دیا۔﴾ کافروں کی بات سے مراد شرک یا دعوتِ کفر ہے اور اللہ عزّوجلّ کی بات سے مراد توحید یا دعوتِ اسلام ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ کافروں کی بات سے مراد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کی وہ سازش ہے جس میں کفار کا میاب نہ ہو سکے اور اللہ عزّوجلّ کی بات سے مراد اللہ عزّوجلّ کا وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدد فرمائے گا۔ (۳)

انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ط

①.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۴۰، ۲/۲۴۰.

②.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۴۰، ۲/۲۴۴.

③.....بيضاوي، براءة، تحت الآية: ۴۰، ۱۴۶/۳، بغوي، التوبة، تحت الآية: ۴۰، ۲/۲۵۰، ملقطاً.

ذِكْمٌ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۳۱﴾

توجہ کنزالایمان: کوچ کرو ہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے اور اللہ کی راہ میں لڑو اپنے مال اور جان سے یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر جانو۔

توجہ کنزالعرفان: تم مشقت اور آسانی ہر حال میں کوچ کرو اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کرو۔ اگر تم جانو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

﴿إِنْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا﴾: تم مشقت اور آسانی ہر حال میں کوچ کرو۔ یعنی چاہے تم اس حالت میں ہو کہ جہاد کرنا تم پر آسان ہے یا اس حالت میں ہو کہ جہاد کرنا تم پر بھاری ہے بہر حال کوچ کرو۔ مفسرین نے ”خِفَافًا“ اور ”ثِقَالًا“ کے بہت سے معنی بیان فرمائے ہیں۔ (1) تمہارے لئے نکلنے میں آسانی ہو یا مشقت۔ (2) اہل و عیال کم ہوں یا زیادہ۔ (3) اسلحہ کم ہو یا زیادہ۔ (4) سوار ہو کر نکلو یا پیدل۔ (5) جوان ہو یا بوڑھے۔ (6) طاقتور ہو یا کمزور۔ (7) بہادر ہو یا بزدل۔ (8) صحت مند ہو یا مریض۔ (9) خوشی سے نکلو یا ناخوشی سے۔ (10) مالدار ہو یا فقیر۔ (11) فارغ ہو یا کسی کام میں مصروف، خلاصہ یہ ہے کہ تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب اور جن مسلمانوں کو جہاد کے لئے بلائیں تو انہیں جہاد میں جانا ضروری ہے چاہے وہ کسی بھی حال میں ہوں۔ (1)

حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توفیق جہاد

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ سورہ توبہ کی تلاوت فرمائی، جب اس آیت ”إِنْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا“ پر پہنچے تو اپنے بیٹوں سے فرمایا ”میرے لئے جہاد کا سامان تیار کرو، میرے لئے جہاد کا سامان تیار کرو۔ ان کے بیٹوں نے عرض کی ”اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، آپ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوات میں حاضر ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ظاہری ہو گیا، پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنگوں میں شریک ہوئے یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی،

1.....تفسیر کبیر، التوبہ، تحت الآیۃ: ۴۱، ۵۵/۶، حازن، التوبہ، تحت الآیۃ: ۴۱، ۲/۴۴، ملقطاً.

پھر حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شریک جہاد رہے حتیٰ کہ ان کا بھی انتقال ہو گیا، اب ہم آپ کی طرف سے جہاد میں شریک ہو جائیں گے۔ حضرت ابوطحہ رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ”نہیں، بس اب تم میرے سامانِ جہاد کی تیاری کرو۔ اس کے بعد آپ رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ نے سمندری جہاد میں شرکت کی اور سمندر ہی میں آپ رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہو گئی۔ سات دن بعد ان کے ساتھیوں کو تدفین کیلئے ایک جزیرہ ملا تو انہوں نے حضرت ابوطحہ رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین کی۔ ان سات دنوں میں آپ رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ کا بدن مبارک سلامت ہی رہا اس میں ذرا سی بھی تبدیلی نہ ہوئی۔^(۱)

﴿وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کرو۔ ﴿جہاد کی تین صورتیں ہیں

(۱)..... جان اور مال دونوں کے ساتھ۔ یہ حکم اس کیلئے ہے کہ جو مال بھی رکھتا اور جہاد کے قابل تندرست و توانا جسم بھی رکھتا ہو۔

(۲)..... صرف جان کے ساتھ۔ یہ حکم اس کے لئے ہے جس کے پاس مال نہ ہو لیکن جسمانی طور پر جہاد کے قابل ہو۔

(۳)..... صرف مال کے ساتھ۔ یہ حکم اس کیلئے ہے کہ جو جسمانی کمزوری، معذوری یا بیماری وغیرہ کے باعث جہاد میں شریک نہ ہو سکتا ہو لیکن مجاہدین کی مالی مدد کرنے پر قدرت رکھتا ہو۔^(۲)

مجاہدین کی مالی مدد کرنے کے فضائل

(۱)..... حضرت زید بن خالد رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے والے کو سامان فراہم کرے تو گویا اس نے خود جہاد کیا اور جس نے اللہ عزَّ وَّجَلَّ کی راہ میں لڑنے والے کے گھربار کی نیک نیتی سے خبر گیری کی تو وہ بھی خود جہاد کرنے والوں کی طرح ہے۔“^(۳)

(۲)..... حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”غازی (مجاہد) کے لیے اس کا ثواب ہے اور غازی کے مددگار کے لیے اپنا ثواب ہے اور غازی کا ثواب۔“^(۴)

①..... تفسیر قرطبی، براءۃ، تحت الآیۃ: ۴۱، ۶۶/۴، الجزء الثامن.

②..... روح البیان، التوبۃ، تحت الآیۃ: ۴۱، ۴۳۸/۳، ملخصاً.

③..... بخاری، کتاب الجہاد والسير، باب فضل من جہَّز غازیاً... الخ، ۲۶۷/۲، الحدیث: ۲۸۴۳.

④..... ابو داؤد، کتاب الجہاد، باب الرخصة فی اخذ الجماعل، ۲۴/۳، الحدیث: ۲۵۲۶.

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَاتَّبَعُوكَ وَلَكِنْ بَعَدَتْ عَلَيْهِمُ
الشُّقَّةُ وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُونَ
أَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝۴

توجہ کنز الایمان: اگر کوئی قریب مال یا متوسط سفر ہوتا تو ضرور تمہارے ساتھ جاتے مگر ان پر تو مشقت کا راستہ دور پڑ گیا اور اب اللہ کی قسم کھائیں گے کہ ہم سے بن پڑتا تو ضرور تمہارے ساتھ چلتے اپنی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ وہ بیشک ضرور جھوٹے ہیں۔

توجہ کنز العرفان: اگر آسانی سے ملنے والا مال ہوتا اور درمیانہ سا سفر ہوتا تو وہ ضرور تمہارے پیچھے چلتے لیکن مشقت والا سفر ان پر بہت دور پڑ گیا اور اب اللہ کی قسم کھائیں گے کہ ہمیں طاقت ہوتی تو ہم آپ کے ساتھ ضرور نکلتے۔ یہ اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یہ بیشک جھوٹے ہیں۔

﴿لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا﴾: اگر آسانی سے ملنے والا مال ہوتا۔ یعنی تبوک کا میدان اگر قریب ہوتا اور غنیمت آرام سے مل جانے کی امید ہوتی تو یہ بہانے بنانے والے منافق ضرور ان منافع کے حصول کے لالچ میں جہاد میں شریک ہو جاتے لیکن دور کے سفر اور رویوں سے جنگ کو عظیم جاننے کی وجہ سے یہ پیچھے رہ گئے۔ (۱)

اگر آپ کو معلوم ہو کہ اس سے حاصل ہونے والی معلومات

اس سے معلوم ہوا کہ دین میں ضروری مشقت سے گھبرانا اور اگرچہ فرض و واجب ترک ہو جائے لیکن صرف آسان کام ہی اختیار کرنا منافقوں کی علامت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد میں منافقین بھی جاتے تھے مگر اللہ عز و جل کیلئے نہیں بلکہ مال غنیمت کے لالچ میں جاتے تھے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع وہ چاہیے جو قلبی محبت کے ساتھ ہو، دنیاوی لالچ یا سزا کے خوف سے تو منافق بھی اتباع کر لیتے تھے۔ اس لئے اللہ عز و جل نے فرمایا کہ

ترجمہ کنز العرفان: تم فرما دو اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

قُلْ إِنْ أَنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (۱)

اللہ عز و جل یہ اتباع نصیب کرے۔ آمین۔

﴿وَسَيُحِبُّونَ بِاللّٰهِ﴾ اور اب اللہ کی قسم کھائیں گے۔ ﴿یعنی یہ منافقین اب اللہ تعالیٰ کی قسم کھائیں گے اور اس طرح معذرت کریں گے کہ ہمیں طاقت ہوتی تو ہم آپ کے ساتھ ضرور نکلتے۔﴾ (۲) منافقین کی اس معذرت سے پہلے خبر دے دینا غیبی خبر ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی دلیل ہے چنانچہ جیسا فرمایا تھا ویسا ہی پیش آیا اور انہوں نے یہی معذرت کی اور جھوٹی قسمیں کھائیں۔

جھوٹی قسم کھانا کب سے

اس آیت کے اگلے حصے سے ثابت ہوا کہ جھوٹی قسمیں کھانا سببِ ہلاکت ہے۔ کثیر احادیث میں جھوٹی قسم کھانے کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے، ان میں سے دو احادیث درج ذیل ہیں:

(۱)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”تین شخص ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے نہ کلام کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر فرمائے گا۔ ایک شخص وہ جس نے کسی بیچنے کی چیز کے متعلق یہ قسم کھائی کہ جو کچھ اس کے دام مل رہے ہیں اس سے زیادہ ملتے تھے۔ (لیکن نہیں بیچا) حالانکہ یہ اپنی قسم میں جھوٹا ہے۔ دوسرا وہ شخص کہ عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائی تاکہ کسی مسلمان مرد کا مال لے لے اور تیسرا وہ شخص جس نے بچے ہوئے پانی کو روکا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج میں اپنا فضل تجھ سے روکتا ہوں جس طرح تو نے بچے ہوئے پانی کو روکا جس کو تیرے ہاتھوں نے نہیں بنایا تھا۔“ (۳)

(۲)..... حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ان کی طرف نظر کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے

①..... ال عمران: ۳۱۔

②..... خازن، التوبة، تحت الآية: ۴۲، ۲/۴۵۵۔

③..... بخاری، کتاب المساقاة، باب من رأى ان صاحب الحوض والقرية احق بمائه، ۱۰۰/۲، الحديث: ۲۳۶۹۔

تکلیف وہ عذاب ہوگا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، وہ نقصان اور خسارہ اٹھانے والے ہیں، یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا ”کپڑا لٹکانے والا، دے کر احسان جتانے والا اور جھوٹی قسم کے ساتھ اپنا سودا چلا دینے والا۔“ (۱)

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اِذْنْتَ لَهُمْ حَتّٰی يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا
وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۳۳

ترجمہ کنزالایمان: اللہ تمہیں معاف کرے تم نے انہیں کیوں اذن دے دیا جب تک نہ کھلے تھے تم پر سچے اور ظاہر نہ ہوئے تھے جھوٹے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ تمہیں معاف کرے، آپ نے انہیں اجازت کیوں دیدی؟ جب تک آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہو جاتے اور آپ جھوٹوں کو نہ جان لیتے۔

﴿عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ: اللہ تمہیں معاف کرے۔﴾ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ سے کلام کی ابتداء کرنا اور خطاب شروع فرمانا مخاطب کی تعظیم و توقیر میں مبالغہ کے لئے ہے اور زبان عرب میں یہ عرف شائع ہے کہ مخاطب کی تعظیم کے موقع پر ایسے کلمے استعمال کئے جاتے ہیں۔ (۲)

حضرت فقیہ ابولیف سمرقندی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ بعض علماء سے نقل کرتے ہیں کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو عافیت سے رکھے آپ نے انہیں اجازت کیوں دی اور اگر نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کلام اس طرح شروع ہوتا کہ آپ نے ان کو اجازت کیوں دی تو اس کا اندیشہ تھا کہ اس کلام کی ہیبت سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دل شق ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پہلے ہی عَفُو کی خبر دے دی تاکہ آپ کا دل مطمئن اور پرسکون رہے۔ اس کے بعد فرمایا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

①.....مسلم، کتاب الایمان، باب بیان تحریم اسباب الازار والمنّ بالعطیة... الخ، ص ۶۷، الحدیث: (۱۰۶)۔

②.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۴۳، ۲/۴۶۔

وَاللّٰهُ وَسَلَّمَ نے انہیں جہاد میں شامل نہ ہونے کی اجازت کیوں دی تھی کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پتا چل جاتا کہ اپنے عذر میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔^(۱)

لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا
بِمَاوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۖ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ۝۲۳

تجہۃ کثر الایمان: اور وہ جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم سے چھٹی نہ مانگیں گے اس سے کہ اپنے مال اور جان سے جہاد کریں اور اللہ خوب جانتا ہے پرہیزگاروں کو۔

تجہۃ کثر العرفان: اور جو لوگ اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں وہ آپ سے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے سے بچنے کی چھٹی نہیں مانگیں گے اور اللہ پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے۔

﴿يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾: اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: اللہ (عَزَّوَجَلَّ) پر ایمان رکھنے میں رسول اللہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر ایمان رکھنا بھی داخل ہے کیونکہ ایمان سے مراد ایمان صحیح ہے، وہ وہی ہے جو رسول کے ساتھ ہو ورنہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کو منافق بھی مانتے تھے۔^(۲)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ہے شہادت

اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کے موقع پر معذرتیں کرنا منافقت کی علامت تھی جبکہ کامل ایمان والے ہر کڑی آزمائش میں پورے اترتے ہیں اور جہاد جیسے سخت موقع پر بھی دل و جان اور مال کے ساتھ حاضر ہونے کو تیار رہتے ہیں۔ اس بارے میں ایک واقعہ تو چند آیات کے بعد آ رہا ہے اور ایک واقعہ غزوہ اُحد کے موقع پر جہاد کی رغبت کا بیان کیا جاتا ہے۔ حضرت عمرو بن انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ لنگڑے تھے، یہ گھر سے نکلتے وقت یہ دعا مانگ کر چلے تھے کہ یا اللہ! عَزَّوَجَلَّ، مجھے میدانِ جنگ سے اپنے اہل و عیال میں آنا نصیب نہ کرنا، ان کے چار بیٹے بھی جہاد میں مصروف تھے۔ لوگوں نے ان کو

①.....تفسیر سمرقندی، التوبة، تحت الآية: ۴۳، ۵۳/۲.

②.....نور العرفان، التوبة، تحت الآية: ۴۴، ص ۳۰۹.

لنگڑا ہونے کی بنا پر جنگ کرنے سے روک دیا تو یہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں گر گڑا کر عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، مجھے جنگ میں لڑنے کی اجازت عطا فرمائیے، میری تمنا ہے کہ میں بھی لنگڑا ہوا باغ بہشت میں خراماں خراماں چلا جاؤں۔ ان کی بے قراری اور گریہ و زاری سے رحمت عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا قلب مبارک متاثر ہو گیا اور آپ نے ان کو جنگ کی اجازت دے دی۔ یہ خوشی سے اچھل پڑے اور اپنے ایک فرزند کو ساتھ لے کر کافروں کے ہجوم میں گھس گئے۔ حضرت ابوطحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمرو بن جموح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیکھا کہ وہ میدان جنگ میں یہ کہتے ہوئے چل رہے تھے کہ ”خدا کی قسم! میں جنت کا مشتاق ہوں۔ ان کے ساتھ ساتھ ان کو سہارا دیتے ہوئے ان کا بیٹا بھی انتہائی شجاعت کے ساتھ لڑ رہا تھا یہاں تک کہ یہ دونوں شہادت سے سرفراز ہو کر باغ بہشت میں پہنچ گئے۔ لڑائی ختم ہو جانے کے بعد حضرت عمرو بن جموح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زوجہ محترمہ میدان جنگ میں پہنچیں اور ایک اونٹ پر ان کی اور اپنے بھائی اور بیٹے کی لاش رکھ کر دفن کے لئے مدینہ منورہ لانی چاہی تو ہزاروں کوششوں کے باوجود کسی طرح بھی وہ اونٹ ایک قدم بھی مدینہ کی طرف نہیں چلا بلکہ وہ میدان جنگ ہی کی طرف بھاگ بھاگ کر جاتا رہا۔ ہند نے جب حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے یہ ماجرا عرض کیا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ”یہ بتاؤ! کیا عمرو بن جموح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے گھر سے نکلنے وقت کچھ کہا تھا؟ ہند نے کہا کہ جی ہاں! وہ یہ دعا کر کے گھر سے نکلے تھے کہ ”یَا اللہ! عَزَّوَجَلَّ، مجھے میدان جنگ سے اہل و عیال میں آنا نصیب نہ کرنا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ اونٹ مدینہ کی طرف نہیں چل رہا ہے۔“ (۱)

إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَامْرَأَاتُ
قُلُوبِهِمْ فَهُمْ فِي سَائِبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ ﴿۲۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم سے یہ چھٹی وہی مانگتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں پڑے ہیں تو وہ اپنے شک میں ڈانواں ڈول ہیں۔

ترجہ کنز العرفان: آپ سے چھٹی وہی لوگ مانگتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں تو وہ اپنے شک میں حیران، پریشان ہیں۔

﴿إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ﴾: آپ سے چھٹی وہی لوگ مانگتے ہیں۔ یعنی جہاد کے موقع پر بہانہ بنا کر رہ جانے کی اجازت مانگنا منافقین کی علامت ہے۔^(۱)

نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان نہ لانا اللہ تعالیٰ کا انکار ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان نہ لانا درحقیقت رب تعالیٰ کا انکار ہے کیونکہ منافق اللہ عزَّ وَّجَل کو تو مانتے تھے، حضورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے منکر تھے مگر ارشاد ہوا کہ وہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے۔ ﴿وَأَمَّا تَابَتْ قُلُوبُهُمْ﴾: اور ان کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس طرح کہ اسلام کی حقانیت اور کفر کے بطلان پر انہیں یقین نہیں اور نہ اس کے عکس کا یقین ہے۔ اگر مسلمانوں کو فتح ہوئی تو بولے کہ شاید اسلام برحق ہے اور اگر کفار کو فتح ہوگئی تو بولے کہ شاید یہ لوگ برحق ہیں ورنہ انہیں فتح کیوں ہوئی۔ یا یہ مطلب ہے کہ انہیں اللہ رسول کے وعدوں پر یقین نہیں اور رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خبروں پر اطمینان نہیں۔ ایمان تو نام ہی اس چیز کا ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خبر میں ان کی تصدیق کی جائے۔ تردد تصدیق کے ساتھ کیسے جمع ہو سکتا ہے۔

وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَاَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً وَلَكِنْ كَرِهَ اللَّهُ انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ
وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقُعْدِيْنَ ۝۳۶

ترجہ کنز الایمان: انہیں نکلنا منظور ہوتا تو اس کا سامان کرتے مگر خدا ہی کو ان کا اٹھنا ناپسند ہوا تو ان میں کاہلی بھری اور فرمایا گیا کہ بیٹھ رہو بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ۔

ترجہ کنز العرفان: اور اگر ان کا نکلنے کا ارادہ ہوتا تو اس کے لئے کچھ تو سامان تیار کرتے لیکن اللہ کو ان کا اٹھنا ہی ناپسند

۱.....روح البیان، التوبة، تحت الآية: ۴۵، ۴۴۲/۳.

ہے تو اس نے ان میں سستی پیدا کر دی اور کہہ دیا گیا: تم بیٹھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔

﴿وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ﴾ اور اگر ان کا نکلنے کا ارادہ ہوتا۔ ﴿یعنی منافق ظاہر تو یہ کرتے ہیں کہ ہم غزوہ تبوک میں جانے کو تیار تھے لیکن اچانک بیماری، لا چاری یا کسی مجبوری کی وجہ سے رک گئے۔ یہ جھوٹے ہیں کیونکہ انہوں نے سفر جہاد کی پہلے سے کوئی تیاری ہی نہیں کی، اگر ان کا جہاد میں جانے کا ارادہ ہوتا تو کچھ تیاری تو کرتے۔

بہت سی چیزوں کا اعتبار قرآن سے بھی ہوتا ہے

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا علم تو یقیناً قطعی ہے لیکن ہمارے لئے اس میں ایک نکتہ ہے کہ بہت سی چیزوں کا اعتبار قرآن سے بھی کیا جاتا ہے جیسے یہاں منافقین کا جہاد کیلئے کوئی تیاری نہ کرنا اس بات کا قرینہ ہے کہ انہوں نے جہاد کا ارادہ ہی نہیں کیا تھا۔ ﴿وَقِيلَ أَقْعُدُوا مَعَ الْقُعْدِيَّيْنَ﴾ اور کہہ دیا گیا: تم بیٹھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔ ﴿اس کا معنی یہ ہے کہ جب منافقین نے تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جہاد میں شریک نہ ہونے کی اجازت طلب کی تو ان سے کہہ دیا گیا کہ تم بیٹھے رہنے والوں یعنی عورتوں، بچوں، مریضوں اور معذوروں کے ساتھ بیٹھے رہو۔^(۱)

لَوْ خَرَجُوا فِيكُمْ مَا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا وَلَا أُضْعُوْا خِلَالَكُمْ يَبْغُوْكُمْ
الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَعُوْنَ لَہُمْ ط وَاللّٰہُ عَلِيْمٌ بِالظَّالِمِيْنَ ﴿۲۷﴾

توجہ کنزالایمان: اگر وہ تم میں نکلتے تو ان سے سوا نقصان کے تمہیں کچھ نہ بڑھتا اور تم میں فتنہ ڈالنے کو تمہارے بیچ میں غرابیں دوڑاتے اور تم میں ان کے جاسوس موجود ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو۔

توجہ کنزالعرفان: اگر وہ تمہارے ساتھ نکلتے تو یہ تمہارے نقصان میں اضافہ ہی کرتے اور تمہارے درمیان فتنہ انگیزی کرنے کے لئے دوڑتے پھرتے اور تمہارے اندر ان کے جاسوس موجود ہیں اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

﴿لَوْ خَرَجُوا فِيكُمْ مَا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا﴾: اگر وہ تمہارے ساتھ نکلتے تو یہ تمہارے نقصان میں اضافہ ہی کرتے۔ ﴿

۱..... حازن، التوبة، تحت الآية: ۴۶، ۲/۲۴۷.

یعنی یہ منافقین اگر تمہارے ساتھ جنگ کے لئے نکلتے تو شر اور فساد ہی پھیلاتے اس طرح کہ تمہیں کافروں سے ڈراتے، آپس میں لڑاتے، تمہارے سامنے کافروں کی تعریفیں اور مسلمانوں کی برائیاں کرتے۔^(۱)

مسلمانوں کو کافروں سے ڈرانا منافقوں کا کام ہے

اس سے معلوم ہوا کہ منافق ظاہری نیکی بھی کئی مرتبہ بری نیت سے کرتا ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو کافروں سے ڈرانا اور آپس میں لڑانا منافقوں کا کام ہے۔ ہمارے دور میں بھی ایسے قلم کار حضرات کی کمی نہیں جو ہر وقت غیر مسلم حکومتوں کی طاقت، اسلحہ، فوج اور وسائل کا تذکرہ کر کے مسلمانوں کو ڈرانے میں لگے رہتے ہیں۔

﴿وَفِيكُمْ سَمْعُونَ لَهُمْ﴾: اور تمہارے اندر ان کے جاسوس موجود ہیں۔ ﴿اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ تمہارے اندر ان کے جاسوس موجود ہیں جو تمہاری باتیں اور تمہارے راز کفار تک پہنچاتے ہیں اور ایک معنی یہ ہے کہ تم میں سے بعض ایسے ضعیف الاعتقاد ہیں کہ جب منافقین مختلف قسم کے شبہات ظاہر کرتے ہیں تو وہ انہیں قبول کر لیتے ہیں۔^(۲)

کفار مسلمانوں پر کس طرح غالب ہوئے

مسلمانوں کی تاریخ سے واقف شخص پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ابتداء اسلام سے لے کر آج تک کفار کسی میدان میں بھی اپنی عددی برتری اور اپنے وقت کے جدید ترین ہتھیاروں کی فراوانی کے بل بوتے پر مسلمانوں پر غالب نہیں آئے بلکہ وہ ظاہری طور پر مسلمان اور باطنی طور پر منافق حضرات کی کوششوں اور کوششوں کی بدولت مسلمانوں پر غالب ہوئے، ان حضرات نے مال و دولت اور سلطنت و حکومت کے لالچ میں اپنے اسلامی لہادے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کفار کے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے راہیں ہموار کیں، اپنے منافقانہ طرز عمل سے مسلمانوں میں سرکشی و بغاوت کا بیج بویا، مسلمانوں کے اہم ترین راز کفار تک پہنچائے اور انہیں مسلمانوں کی کمزوریوں سے آگاہ کیا اور ان کی محنتوں کا نتیجہ آج سب کھلی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔

لَقَدْ ابْتَغُوا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَبُوا لَكَ الْأُمُورَ حَتَّى جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ

①.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۴۷، ۲/۴۷.

②.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۴۷، ۲/۴۷.

أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ كَرِهُونَ ﴿٣٨﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک انہوں نے پہلے ہی فتنہ چاہا تھا اور اے محبوب تمہارے لیے تدبیریں الٹی پٹیں یہاں تک کہ حق آیا اور اللہ کا حکم ظاہر ہوا اور انہیں ناگوار تھا۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک انہوں نے پہلے ہی فتنہ و فساد چاہا تھا اور اے حبیب! انہوں نے پہلے بھی تمہارے لئے الٹی تدبیریں کی ہیں حتیٰ کہ حق آگیا اور اللہ کا دین غالب ہو گیا اگرچہ یہ ناپسند کرنے والے تھے۔

﴿لَقَدْ ابْتِغَوْا لِلْفِتْنَةِ مِنْ قَبْلُ﴾: بیشک انہوں نے پہلے ہی فتنہ و فساد چاہا تھا۔ منافقین کے جنگ میں شریک نہ ہونے پر اہل ایمان اور اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تسلی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، یہ منافقین غزوہ تبوک سے پہلے ہی آپ کے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو دین سے روکنے، کفر کی طرف لوٹا دینے اور لوگوں کو آپ کا مخالف بنانے کی کوشش کرتے رہے ہیں جیسا کہ عبد اللہ بن ابی سلول منافق نے جنگِ احد کے دن کیا کہ مسلمانوں میں انتشار پھیلانے کیلئے اپنے گروہ کو لے کر واپس ہو گیا۔ اور اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، انہوں نے پہلے بھی آپ کے لئے الٹی تدبیریں کی ہیں اور انہوں نے آپ کا کام بگاڑنے اور دین میں فساد ڈالنے کے لئے بہت حیلے سازیاں کی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی طرف سے تائید و نصرت آگئی اور اللہ تعالیٰ کا دین غالب ہو گیا اگرچہ یہ لوگ اسے ناپسند کرنے والے تھے۔^(۱)

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَقُولُ اٰذْنُنِي وَلَا تَقْتَبِنِي ۖ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۚ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَبُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿٣٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ان میں کوئی تم سے یوں عرض کرتا ہے کہ مجھے رخصت دیجیے اور فتنہ میں نہ ڈالئے سن لو وہ فتنہ

ہی میں پڑے اور بیشک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو۔

ترجمہ کنز العرفان: اور ان میں کوئی آپ سے یوں کہتا ہے کہ مجھے رخصت دیدیں اور مجھے فتنے میں نہ ڈالیں۔ سن لو! یہ فتنے ہی میں پڑے ہوئے ہیں اور بیشک جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَقُولُ: اور ان میں کوئی یوں کہتا ہے۔﴾ شان نزول: یہ آیت جد بن قیس منافق کے بارے میں نازل ہوئی، جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک کے لئے تیاری فرمائی تو جد بن قیس نے کہا: ”یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، میری قوم جانتی ہے کہ میں عورتوں کا بڑا شیدائی ہوں، مجھے اندیشہ ہے کہ میں رومی عورتوں کو دیکھوں گا تو مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا اس لئے آپ مجھے یہیں ٹھہر جانے کی اجازت دیجئے اور ان عورتوں کے فتنے میں نہ ڈالئے، میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے مال سے مدد کروں گا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ اس کا حیلہ تھا اور اس میں سوائے نفاق کے اور کوئی سبب نہ تھا۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اسے اجازت دے دی اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔^(۱)

﴿أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا: سن لو! یہ فتنے ہی میں پڑے ہوئے ہیں۔﴾ اس کا معنی یہ ہے کہ منافقین فتنے میں پڑ جانے کے اندیشے کی وجہ سے جہاد سے اعراض کر رہے ہیں جیسا کہ اوپر ایک منافق کا قول گزرا ہے تو فرمایا گیا کہ یہ تو اس موجودہ وقت میں بھی فتنے میں ہی مبتلا ہیں کیونکہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفر کرنا اور تکلیف قبول کرنے سے اعراض کرنا تو سب سے بڑا فتنہ ہے۔ اور اس کے ساتھ اس فتنے میں بھی مبتلا ہیں کہ منافقین مسلمانوں کی مخالفت پر قائم ہیں۔^(۲)

إِنْ تُصِيبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَإِنْ تُصِيبْكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُوا قَدْ أَخَذْنَا
أَمْرًا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْاهُمْ فَرِحُونَ ۝

①.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۴۹، ۲/۴۸۸۔

②.....تفسیر کبیر، التوبة، تحت الآية: ۴۹، ۶/۶۵۔

توجہ کنزالایمان: اگر تمہیں بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگے اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو کہیں ہم نے اپنا کام پہلے ہی ٹھیک کر لیا تھا اور خوشیاں مناتے پھر جائیں۔

توجہ کنزالعرفان: اگر تمہیں بھلائی پہنچتی ہے تو انہیں برا لگتا ہے اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں: ہم نے پہلے ہی اپنا احتیاطی معاملہ اختیار کر لیا تھا اور خوشیاں مناتے ہوئے لوٹ جاتے ہیں۔

﴿إِنْ تُصِيبْكَ حَسَنَةٌ﴾: اگر تمہیں بھلائی پہنچتی ہے۔ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اگر تمہیں بھلائی پہنچے اور تم دشمن پر فتح یاب ہو جاؤ اور غنیمت تمہارے ہاتھ آئے تو منافقین غمزدہ ہو جاتے ہیں اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے اور کسی طرح کی شدت کا سامنا ہو تو منافقین یہ کہتے ہیں کہ ہم نے چالاکی کے ذریعے جہاد میں نہ جا کر اس مصیبت سے خود کو بچا لیا تو گویا ہم نے پہلے ہی اپنا احتیاطی معاملہ اختیار کر لیا تھا پھر مزید اس بات پر وہ خوشیاں مناتے ہیں کہ ہم جہاد کی مشقت و مصیبت سے محفوظ رہے۔^(۱)

آیت: ﴿إِنْ تُصِيبْكَ حَسَنَةٌ﴾ سے منسلک بعض اہل معلومات

اس آیت سے اشارۃً معلوم ہوا کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مصیبت پر خوش ہونا کافروں کا کام ہے، اسی طرح مسلمانوں کی خوشی پر غم کرنا منافقوں کی نشانی ہے۔

قُلْ لَّنْ يُصِيبُنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

الْمُؤْمِنُونَ ﴿۵۱﴾

توجہ کنزالایمان: تم فرماؤ ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا وہ ہمارا مولیٰ ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔

توجہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: ہمیں وہی پہنچے گا جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا، وہ ہمارا مددگار ہے اور مسلمانوں کو اللہ

ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

﴿قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا: تم فرماؤ: ہمیں وہی پہنچے گا جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان لوگوں سے فرمادیں جو آپ کو مصیبت و تکلیف پہنچنے پر خوش ہوتے ہیں کہ ہمیں وہی پہنچے گا جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اور ہم پر مقدر فرمادیا اور اس نے اسے لوح محفوظ میں لکھ دیا کیونکہ قیامت تک ہونے والا ہر اچھا برا کام لکھ کر قلم خشک ہو چکا تو اب کوئی شخص اس بات پر قادر نہیں کہ وہ اپنی جان سے اس مصیبت کو دور کر دے جو اس پر نازل ہونی ہے اور نہ ہی کوئی اس بات پر قادر ہے کہ وہ خود کو ایسا فائدہ پہنچا سکے جو اس کے مقدر میں نہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ ہی ہمارا حافظ و ناصر ہے اور وہ ہماری زندگی اور موت ہر حال میں ہماری جانوں سے زیادہ ہمارے قریب ہے اور مسلمانوں کو اپنے تمام اُمور میں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔^(۱)

اللہ سے متعلق احادیث و آثار

یہاں تقدیر کا مسئلہ بیان ہوا اس مناسبت سے ہم یہاں تقدیر سے متعلق دو احادیث اور دو آثار ذکر کرتے ہیں، چنانچہ حضرت زید بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اگر اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کے تمام باشندوں کو عذاب دینا چاہے تو وہ انہیں عذاب دے سکتا ہے اور یہ اس کا کوئی ظلم نہ ہوگا (کیونکہ وہ سب کا مالک ہے اور مالک کو اپنی ملکیت میں تصرف کا حق حاصل ہے) اگر وہ ان پر رحم کرے تو اس کی رحمت ان کے اعمال سے بہتر ہوگی، اگر تم اُحد پہاڑ کے برابر سونا یا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو تو وہ اس وقت تک ہرگز قبول نہ ہوگا جب تک تقدیر پر ایمان نہ لے آؤ، دیکھو! جو بات تم پر آنے والی ہے وہ جانہیں سکتی اور جو نہیں آنے والی وہ آنہیں سکتی، اگر اس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہوئے تمہیں موت آگئی تو سمجھ لو کہ جہنم میں جاؤ گے۔“^(۲)

حضرت ابودرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرورِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”ہر چیز کی ایک حقیقت ہے اور بندہ اپنے ایمان کی حقیقت تک اس وقت پہنچے گا جب وہ اس بات پر یقین کر لے کہ جو مصیبت اسے پہنچی وہ اس سے ٹلنے والی نہ تھی اور جو مصیبت اس سے ٹل گئی وہ اسے پہنچنے والی نہ تھی۔“^(۳)

①.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۵۱، ۲/۲۴۸.

②.....ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فی القدر، ۵۹/۱، الحدیث: ۷۷.

③.....مسند امام احمد، مسند القبائل، ومن حدیث ابی الدرداء عویمر رضی اللہ عنہ، ۴۱۷/۱۰، الحدیث: ۲۷۵۶۰.

حضرت مسلم بن یسار رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْهِ فرماتے ہیں ”تقدیر اور اس کے بارے میں کلام کرنا یہ دوائیسی وسیع وادیاں ہیں کہ لوگ ان میں ہلاک تو ہو سکتے ہیں لیکن ان کی انتہا تک نہیں پہنچ سکتے لہذا تم اس شخص کی طرح عمل کرو جسے یہ معلوم ہو کہ اس کا عمل ہی اسے نجات دے گا اور اس شخص کی طرح توکل کرو جسے یہ علم ہو کہ اسے وہی پہنچے گا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے لئے لکھ دیا ہے۔“ (۱)

حضرت مطرف رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْهِ فرماتے ہیں ”کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ چھت پہ چڑھ کے خود کو گرا دے اور کہنے لگے کہ میری تقدیر میں ہی یوں لکھا تھا بلکہ ہمیں ڈر اور خوف ہونا چاہئے اور جب کوئی مصیبت پہنچ جائے تو یہ ذہن بنانا چاہئے کہ ہمیں وہی پہنچے گا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمارے لیے لکھ دیا۔“ (۲)

تقدیر کے بارے میں بحث کرنے سے بچیں

یاد رہے کہ تقدیر کا مسئلہ انتہائی نازک ہے اور اس مسئلے میں الجھا کر شیطان لوگوں کا ایمان برباد کرنے کی کوشش کرتا ہے لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ تقدیر کے بارے میں بحث اور غور و فکر کرنے سے بچے۔ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْهِ فرماتے ہیں ”قضا و قدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے اور ان میں زیادہ غور و فکر کرنا ہلاکت کا سبب ہے، صدیق و فاروق رَضِیَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے تو ہم اور آپ کس گنتی میں...! اتنا سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو پتھر اور دیگر جمادات کی طرح بے حس و حرکت پیدا نہیں کیا بلکہ اسے ایک طرح کا اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ عقل بھی دی ہے کہ بھلے، برے، نفع، نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کر دیئے ہیں کہ بندہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اسے اسی قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور اسی بنا پر اس پر مؤاخذہ ہے۔ اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہے۔“ (۳)

﴿وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾: اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ ﴿اس آیت میں یہ اشارہ ہے کہ منافقین دنیوی اسباب، جلد ملنے والی اور فانی لذتوں پر بھروسہ کرتے ہیں اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ

①.....تفسیر ابن ابی حاتم، التوبة، تحت الآية: ۵۱، ۶/۱۸۱۱-۱۸۱۲.

②.....در منشور، التوبة، تحت الآية: ۵۱، ۴/۲۱۶.

③.....بہار شریعت، حصہ اول، عقائد و حلقہ ذات و صفات، ۱۸/۱۹، ملخصاً۔

پر ہی بھروسہ کریں اور اس کی رضا پر راضی رہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کی فضیلت

انسان کی زندگی نشیب و فراز کا نام ہے، کبھی دکھ کبھی سکھ، کبھی رنج و غم اور کبھی راحت و آرام، کبھی عیش و عشرت سے بھرپور لحظات اور کبھی مصائب و آلام سے معمور گھڑیاں الغرض طرح طرح کے حالات کا سامنا ہر فرد بشر کو اپنی زندگی میں کرنا پڑتا ہے، دین اسلام کا پیروکار ہونے کے ناطے ہر مسلمان کو چاہئے کہ غمی خوشی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی اور صابر و شاکر رہے، ترغیب کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کی عظمت و فضیلت پر مشتمل چند آیات اور روایات یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِعَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا
الصَّلَاةَ وَآتَوُا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً
وَوَدَّعُوا بِالنَّحْسَةِ السَّيِّئَةِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى
الدَّارِ ۚ جَنَّتٌ عَدْنٌ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ
مِنْ آبَائِهِمْ وَازْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ
يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ۖ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ
بِمَا صَبَرْتُمْ فَبِعَمِّ عُقْبَى الدَّارِ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضا کی
طلب میں صبر کیا اور نماز قائم رکھی اور ہمارے دیئے ہوئے رزق
میں سے ہماری راہ میں پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کیا اور برائی کو بھلائی
کے ساتھ ٹالتے ہیں انہیں کے لئے آخرت کا اچھا انجام ہے۔ وہ
ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں ان میں وہ لوگ داخل ہوں گے اور
ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے جو صالحین ہوں
گے (وہ بھی جنت میں داخل ہوں گے) اور ہر دروازے سے فرشتے
ان کے پاس (یہ کہتے ہوئے) آئیں گے۔ تم پر سلامتی ہو کیونکہ تم
نے صبر کیا تو آخرت کا اچھا انجام کیا ہی خوب ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”بے شک
زیادہ اجر سخت آزمائش پر ہی ہے اور اللہ عز و جل جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو انہیں آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے تو جو
اس کی قضا پر راضی ہو اس کے لئے رضا ہے اور جو ناراض ہو اس کے لئے ناراضی ہے۔“ (۲)

①.....الرعد: ۲۲-۲۴.

②.....ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب الصبر علی البلاء، ۳۷۴/۴، الحدیث: ۴۰۳۱.

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ”جس کے مال یا جان میں مصیبت آئی پھر اس نے اسے پوشیدہ رکھا اور لوگوں پر ظاہر نہ کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اس کی مغفرت فرمادے۔“ (۱)

حضرت جابر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”قیامت کے دن جب مصیبت زدہ لوگوں کو ثواب دیا جائے گا تو اس وقت دنیا میں عافیت کے ساتھ رہنے والے تمنا کریں گے کہ ”کاش! (دنیا میں) ان کے جسموں کو قینچیوں سے کاٹ دیا جاتا۔“ (۲)

روزے زحمت کا سب سے بڑا عبادت گزار

حضرت یونس عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام سے فرمایا، میں روئے زمین کے سب سے بڑے عابد (یعنی عبادت گزار) کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ایک ایسے شخص کے پاس لے گئے جس کے ہاتھ پاؤں جذام کی وجہ سے گل کٹ کر جدا ہو چکے تھے اور وہ زبان سے کہہ رہا تھا، ”یَا اللہ! عَزَّوَجَلَّ،“ تو نے جب تک چاہا ان اعضاء سے مجھے فائدہ بخشا اور جب چاہا لے لیا اور میری امید صرف اپنی ذات میں باقی رکھی، اے میرے پیدا کرنے والے! میرا تو مقصود بس تو ہی تو ہے۔ حضرت یونس عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا، اے جبرئیل! میں نے آپ کو نمازی روزہ دار (قسم کا کوئی) شخص دکھانے کا کہا تھا۔ حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نے جواب دیا، اس مصیبت میں مبتلا ہونے سے قبل یہ ایسا ہی تھا، اب مجھے یہ حکم ملا ہے کہ اس کی آنکھیں بھی لے لوں۔ چنانچہ حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نے اشارہ کیا اور اس کی آنکھیں نکل پڑیں! مگر عابد نے زبان سے وہی بات کہی ”یَا اللہ! عَزَّوَجَلَّ،“ جب تک تو نے چاہا ان آنکھوں سے مجھے فائدہ بخشا اور جب چاہا انھیں واپس لے لیا۔ اے خالق! عَزَّوَجَلَّ، میری امید گاہ صرف اپنی ذات کو رکھا، میرا تو مقصود بس تو ہی تو ہے۔ حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نے عابد سے فرمایا، آؤ ہم تم باہم ملکر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تم کو پھر آنکھیں اور ہاتھ پاؤں لوٹا دے اور تم پہلے ہی کی طرح عبادت کرنے لگو۔ عابد نے کہا، ہرگز نہیں۔ حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا، آخر کیوں نہیں؟ عابد نے جواب دیا ”جب میرے رب عَزَّوَجَلَّ کی رضا اسی میں ہے تو مجھے صحت نہیں چاہئے۔“ حضرت یونس عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا، واقعی میں نے کسی اور کو اس سے بڑھ کر عابد نہیں دیکھا۔

①.....معجم الاوسط، باب الالف، من اسمہ احمد، ۲۱۴/۱، الحدیث: ۷۳۷.

②.....ترمذی، کتاب الزہد، ۵۹-باب، ۱۸۰/۴، الحدیث: ۲۴۱۰.

حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا، یہ وہ راستہ ہے کہ رضائے الہی عَزَّوَجَلَّ تک رسائی کیلئے اس سے بہتر کوئی راہ نہیں۔^(۱)

قُلْ هَلْ تَرَبُّونَ بِنَا إِلَّا أَحَدَى الْحُسْنَيْنِ ۖ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ
أَنْ يُصِيبَكُمْ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهِ أَوْ بِأَيْدِينَا ۖ فَتَرَبَّصُوا إِنَّا
مَعَكُمْ مُتَرَبِّصُونَ ﴿۵۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ تم ہم پر کس چیز کا انتظار کرتے ہو مگر دو خوبیوں میں سے ایک کا اور ہم تم پر اس انتظار میں ہیں کہ اللہ تم پر عذاب ڈالے اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں تو اب راہ دیکھو ہم بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ تم ہمارے اوپر دو اچھی خوبیوں میں سے ایک کا انتظار کر رہے ہو اور ہم تم پر انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ تمہیں اپنی طرف سے یا ہمارے ہاتھوں سے عذاب دے تو تم انتظار کرو اور ہم (بھی) منتظر ہیں۔

﴿أَحَدَى الْحُسْنَيْنِ﴾: دو اچھی خوبیوں میں سے ایک کا۔ ﴿اس آیت میں مسلمانوں کو پہنچنے والی مصیبتوں پر منافقوں کو ہونے والی خوشی کا ایک اور جواب دیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان منافقوں سے فرمادیں کہ اے منافقو! تم ہمارے اوپر دو اچھی خوبیوں میں سے ایک کا انتظار کر رہے ہو کہ ہمیں یا توفیق و غنیمت ملے گی یا شہادت و مغفرت کیونکہ مسلمان جب جہاد میں جاتا ہے تو وہ اگر غالب ہو جب توفیق و غنیمت اور اجر عظیم پاتا ہے اور اگر راہ خدا میں مارا جائے تو اس کو شہادت حاصل ہوتی ہے جو اس کی اعلیٰ مراد ہے اور ہم تم پر دو برائیوں میں سے ایک کا انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سابقہ اُمتوں کی طرح تمہیں بھی اپنی طرف سے عذاب دے کر ہلاک کر دے یا ہمیں تم پر کامیابی و غلبہ عطا کر کے ہمارے ہاتھوں سے تمہیں عذاب دے اور جب یہ بات ہے تو تم ہمارے انجام کا انتظار کرو اور ہم بھی تمہارے انجام کے منتظر ہیں۔^(۲)

①.....روض الریاحین، الحکایة السادسة والثلاثون بعد الثلاث مائة، ص ۲۸۱.

②.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۵۲، ۲۴۸/۲، روح البیان، التوبة، تحت الآية: ۵۲، ۴۷/۳، ملقطاً.

راہِ خدا میں جہاد کرنے والے کے فضائل

احادیث میں راہِ خدا میں جہاد کرنے والے مسلمان کے بہت فضائل بیان کئے گئے ہیں، ان میں سے دو احادیث درج ذیل ہیں:

(۱)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ذمہ لیا ہے کہ جو میری راہ میں نکلے اور مجھ پر ایمان یا میرے رسولوں کی تصدیق ہی وہ سبب ہے جس نے اسے گھر سے نکالا ہو تو میں اسے غنیمت کے ساتھ واپس بھیجوں گا یا جنت میں داخل کر دوں گا۔^(۱)

(۲)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں نکلے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا ضامن ہو جاتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ) جو شخص میرے راستے میں جہاد کے لئے اور صرف مجھ پر ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق کی وجہ سے نکلتا ہو تو میں اس بات کا ضامن ہوں کہ (اگر وہ شہید ہو گیا تو) اس کو جنت میں داخل کروں گا یا اس کو اجرا و غنیمت کے ساتھ اس کے گھر لوٹاؤں گا۔^(۲)

قُلْ أَنْفِقُوا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَلَ مِنْكُمْ ۚ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فَسِقِينَ ﴿۵۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ کہ دل سے خرچ کرو یا ناگواری سے تم سے ہرگز قبول نہ ہوگا بیشک تم بے حکم لوگ ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ کہ تم خوشدلی سے خرچ کرو یا ناگواری سے (بہر صورت) تم سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ بیشک تم نافرمان قوم ہو۔

﴿قُلْ﴾: تم فرماؤ۔ ﴿شأن نزول﴾: یہ آیت جد بن قیس منافق کے جواب میں نازل ہوئی جس نے جہاد میں نہ جانے کی اجازت طلب کرنے کے ساتھ یہ کہا تھا کہ میں اپنے مال سے مدد کروں گا، اس پر اللہ تَبَّارَکَ وَتَعَالٰی نے اپنے حبیب سَیِّدِ عَالَم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے فرمایا کہ اس منافق اور اس جیسے دوسرے منافقین سے فرمادیں: تم خوشی سے دو یا ناخوشی سے تمہارا مال قبول نہ کیا جائے گا، یعنی رسول کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کو نہ لیں گے کیونکہ یہ دینا اللہ عَزَّوَجَلَّ

①..... بخاری، کتاب الایمان، باب الجہاد من الایمان، ۲۵/۱، الحدیث: ۳۶.

②..... مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الجہاد والخروج فی سبیل اللہ، ص ۱۰۴۲، الحدیث: ۱۰۳ (۱۸۷۶).

کے لئے نہیں ہے۔ یہ آیت اگرچہ خاص منافقوں کے بارے میں ہے لیکن اس کا حکم عام ہے چنانچہ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت سے خرچ نہ کرے بلکہ ریاکاری اور نام و نمود کی وجہ سے خرچ کرے تو وہ قبول نہ کیا جائے گا۔^(۱)

دیکھا، اسے کئے لئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مال خرچ کرنے والے کی مثال

لوگوں کو دکھانے کے لئے مال خرچ کرنے والے کی مثال بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

تَجِبَةُ كُنْزِ الْعِرْفَانِ: اے ایمان والو! احسان جتا کر اور تکلیف پہنچا کر اپنے صدقے برباد نہ کرو اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھلاوے کے لئے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں لاتا تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چکنا چقر ہو جس پر مٹی ہے تو اس پر زور دار بارش پڑی جس نے اسے صاف پتھر کر چھوڑا، ایسے لوگ اپنے کمائے ہوئے اعمال سے کسی چیز پر قدرت نہ پائیں گے اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْذُلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ ثَرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا ۖ لَا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ^(۲)

وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ
وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كِرْهُونَ ۝۵۳

تَجِبَةُ كُنْزِ الْإِيمَانِ: اور وہ جو خرچ کرتے ہیں اس کا قبول ہونا بند نہ ہوا مگر اسی لیے کہ وہ اللہ و رسول سے منکر ہوئے اور نماز کو نہیں آتے مگر جی ہارے اور خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری سے۔

تَجِبَةُ كُنْزِ الْعِرْفَانِ: اور ان کے صدقات قبول کئے جانے سے یہ بات مانع ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ نماز کی طرف سستی و کاہلی سے ہی آتے ہیں اور ناگواری سے ہی مال خرچ کرتے ہیں۔

①..... حازن، التوبة، تحت الآية: ۵۳، ۲/۲۴۹.

②..... بقرہ: ۲۶۴.

﴿وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كَسَالَى﴾: اور وہ نماز کی طرف سستی و کمالی سے آتے ہیں۔ منافقین کا راہِ خدا میں خرچ کرنا مردود ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور وہ سستی و کمالی کے ساتھ نماز پڑھتے آتے ہیں کیونکہ وہ نہ تو نماز پڑھنے پر ثواب کی امید رکھتے ہیں اور نہ ہی اسے چھوڑ دینے پر عذاب کا خوف رکھتے ہیں یونہی جو کچھ وہ خیرات کرتے ہیں وہ بھی ناگواری سے کرتے ہیں کیونکہ اس میں بھی وہ ثواب کے قائل نہیں، صرف اپنے نفاق کو چھپانے کے لئے خیرات کرتے ہیں۔^(۱)

نماز میں سستی کرنا منافقوں کا طریقہ ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ سستی سے نماز پڑھنا منافقوں کا طریقہ ہے جبکہ مومن کیلئے تو نماز معراج ہے اور امام الانبیاء صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے بلکہ بزرگانِ دین کی نماز کے ساتھ محبت کا یہ عالم تھا کہ وہ قبر میں بھی نماز پڑھنے کے متمنی تھے، جیسا کہ حضرت ثابت بنانی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کُلِّہِ میں اتارنے والے ایک شخص کا بیان ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں نے اور میرے ساتھ ایک شخص حمید یا ان کے علاوہ کسی اور شخص نے حضرت ثابت بنانی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کُلِّہِ میں اتارا، جب ہم نے مٹی برابر کر دی تو ایک جگہ سے تھوڑی مٹی ان کی قبر میں گر گئی تو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت ثابت بنانی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کُلِّہِ قبر میں نماز ادا فرما رہے ہیں، میں نے اپنے ساتھ والے شخص سے پوچھا کہ کیا آپ نے دیکھا؟ اس نے مجھے خاموش رہنے کا کہہ دیا، پھر جب ہم حضرت ثابت بنانی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کُلِّہِ کی تدفین سے فارغ ہوئے تو ان کی بیٹی کے پاس آکر ان کے عمل کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے پوچھا؟ آپ لوگوں نے کیا دیکھا؟ ہم نے جواب دیا: وہ قبر میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ ان کی بیٹی نے کہا ”پچاس سال سے حضرت ثابت بنانی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کُلِّہِ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ ساری ساری رات نماز ادا فرماتے، جب سحری کا وقت ہوتا تو یہ دعا فرماتے ”اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، اگر تو اپنی مخلوق میں سے کسی کو قبر میں نماز کی توفیق عطا کرے تو مجھے بھی عطا فرما“ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی ہے۔^(۲)

تنگہ لی سے راہِ خدا میں خرچ کرنا منافقوں کا طریقہ ہے

اس آیتِ مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ راہِ خدا میں خرچ کرنے سے دل تنگ ہونا منافقوں کا طریقہ ہے۔

①.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۵۴، ۲/۲۴۹.

②.....حلیۃ الاولیاء، طبقة التابعین، الطبقة الاولى، طبقة اهل المدينة، ثابت البنانی، ۲/۳۶۲، روایت نمبر: ۲۵۶۸.

لہذا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ کیا جائے تو خوش دلی سے خرچ کیا جائے۔

**فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ ۖ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا
فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَرْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿۵۵﴾**

توجہ کنوا ایمان: تو تمہیں ان کے مال اور ان کی اولاد کا تعجب نہ آئے اللہ یہی چاہتا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ان چیزوں سے ان پر وبال ڈالے اور کفر ہی پر ان کا دم نکل جائے۔

توجہ کنوا العرفان: تو تمہیں ان کے مال اور ان کی اولاد تعجب میں نہ ڈالیں، اللہ یہی چاہتا ہے کہ ان چیزوں کے ذریعے دنیا کی زندگی میں ان سے راحت و آرام دور کر دے اور کفر کی حالت میں ان کی روح نکلے۔

﴿فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ﴾: تو تمہیں ان کے مال اور ان کی اولاد تعجب میں نہ ڈالیں۔ ﴿اس آیت میں خطاب اگرچہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ہے لیکن اس سے مراد مسلمان ہیں اور آیت کا معنی یہ ہے کہ تم ان منافقوں کی مالداری اور اولاد پر یہ سوچ کر حیرت نہ کرو کہ جب یہ مردود ہیں تو انہیں اتنا مال کیوں ملا۔ اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ ان چیزوں کے ذریعے دنیا کی زندگی میں ان سے راحت و آرام دور کر دے کہ محنت سے جمع کریں، مشقت سے اس کی حفاظت کریں اور حسرت چھوڑ کر مریں۔^(۱)

﴿لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾: کہ ان چیزوں کے ذریعے دنیا کی زندگی میں ان سے راحت و آرام دور کر دے۔ ﴿منافقوں پر مال کے ذریعے دُنیوی زندگی میں ڈالے جانے والے وبال کا کچھ ذکر اوپر ہوا، اس کا مزید وبال یہ پڑے گا کہ مال خرچ کرنے کے معاملے میں ان کا دل تنگ ہوگا اور وہ (راہ خدا) میں مال خرچ کرنا پسند نہ کریں گے جبکہ اولاد کے ذریعے ان پر دنیا میں یہ وبال آئے گا کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت کرنے میں طرح طرح کی مشقتوں میں پڑیں گے، ان کے کھانے پینے اور لباس وغیرہ کا انتظام کرنے میں پریشانیوں کا سامنا کریں گے اور وہ مر جائیں تو یہ ان کی جدائی پر انتہائی رنج و غم میں مبتلا ہوں گے۔^(۲) اور جب یہ مریں گے تو ان کی روح کفر کی حالت میں

۱.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۵۵، ۲/۴۹۹۔

۲.....روح البیان، التوبة، تحت الآية: ۵۵، ۳/۴۹۹۔

نکلے گی اور آخرت میں اللہ تعالیٰ انہیں شدید عذاب دے گا۔

کافروں اور مسلمانوں کی محنت و مشقت میں فرق

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مال اور اولاد کی وجہ سے جس محنت و مشقت، تکلیف اور رنج و غم کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس میں کافر اور مسلمان دونوں شریک ہیں تو پھر دونوں کی محنت و مشقت میں فرق کیا ہے کہ ایک جیسی محنت و مشقت ایک کے حق میں عذاب ہو اور دوسرے کے حق میں نہ ہو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مال اور اولاد کے معاملے میں اگرچہ مسلمان اور کافر دونوں کو ایک طرح کی محنت و مشقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن مسلمان چونکہ ان مشقتوں پر صبر کرتا ہے اور اس پر آخرت میں اسے ثواب ملے گا اس لئے یہ اُس کے حق میں عذاب نہیں جبکہ کافر کو چونکہ آخرت میں کوئی ثواب نہیں ملے گا اس لئے اُس کے حق میں یہ مشقتیں عذاب ہیں۔

کافروں کے مال و دولت سے دھوکہ نہ کھانے کا حکم

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو کافروں کی مالی اور افرادی قوت پر تعجب نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کا دُنیوی عذاب ہے۔ نیز کافروں کے مال و دولت کی کثرت سے دھوکہ نہ کھانے کا حکم اور بھی کئی جگہوں پر دیا گیا ہے، جیسے ایک مقام پر ارشاد فرمایا

لَا يَغُرُّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ﴿١٦١﴾
مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَا لَهُمْ جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْبِهَادُ (۱)
ترجمہ کنز العرفان: اے مخاطب! کافروں کا شہروں میں چلنا
پھرنا ہرگز تجھے دھوکا نہ دے۔ (یہ تو زندگی گزارنے کا) تھوڑا سا
سامان ہے پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور وہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔

اور ایک مقام پر ارشاد فرمایا

مَا يُجَادِلُ فِي آيَاتِ اللَّهِ إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَا
يَعْمُرُكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ (۲)
ترجمہ کنز العرفان: اللہ کی آیتوں میں کافر ہی جھگڑا کرتے
ہیں تو اے سننے والے! ان کا شہروں میں (خوشحالی سے) چلنا
پھرنا تجھے دھوکا نہ دے۔

①.....ال عمران: ۱۹۶، ۱۹۷۔

②.....مؤمن: ۴۔

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ سے متاثر کر دے وہ اللہ مال اللہ عَزَّوَجَلَّ کا عذاب ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو مال اور اولاد اللہ عَزَّوَجَلَّ سے غافل کرے وہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے، اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو اپنے مال کی کثرت اور اولاد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی عبادت و اطاعت سے انتہائی غافل ہیں۔

غافل مالدار کا انجام

یہ بھی معلوم ہوا کہ مالدار کی جان بڑی مصیبت سے نکلتی ہے اور اسے دگنی تکلیف ہوتی ہے ایک تو دنیا سے جانے اور دوسری مال چھوڑنے کی جبکہ مومن کی جان آسانی سے نکلتی ہے کہ وہ اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ملنے کا ذریعہ سمجھتا ہے۔

وَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَنِسْكَمُ ط وَمَا هُمْ مِنْكُمْ وَلَكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرُقُونَ ﴿٥٦﴾
لَوْ يَجِدُونَ مَلَجًا اَوْ مَغْرًا اَوْ مَدًّا خَلَّالًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ ﴿٥٧﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں اور تم میں سے ہیں نہیں ہاں وہ لوگ ڈرتے ہیں۔ اگر پائیں کوئی پناہ یا غار یا سما جانے کی جگہ تو رسیاں تڑاتے ادھر پھر جائیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور (منافق) اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں لیکن وہ لوگ ڈرتے ہیں۔ اگر انہیں کوئی پناہ گاہ یا غار یا کہیں سما جانے کی جگہ مل جاتی تو جلدی کرتے ہوئے ادھر پھر جائیں گے۔

﴿وَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ﴾ اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں۔ ﴿منافقین﴾ اس پر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تمہارے دین و ملت پر ہیں اور مسلمان ہیں لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرما دیا کہ وہ تم میں سے نہیں ہیں بلکہ تمہیں دھوکا دیتے اور جھوٹ بولتے ہیں۔ وہ صرف اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اگر ان کا نفاق ظاہر ہو جائے تو مسلمان ان کے ساتھ وہی معاملہ کریں گے جو مشرکین کے ساتھ کرتے ہیں اس لئے وہ براہِ تقیہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔^(۱)

①.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۵۶، ۲/۲۵۰، مدارك، التوبة، تحت الآية: ۵۶، ص ۴۴۰، ملقطاً.

آیت ”وَيُخْطِئُونَ بِاللَّهِ“ سے منسوب ہونے والے مسائل

اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے:

- (۱)..... تقیہ کرنا منافقوں کا کام ہے، مومن کا کام نہیں۔
- (۲)..... جب عمل قول کے مطابق نہ ہو تو قول کا کوئی اعتبار نہیں۔ منافق قسمیں کھا کر اپنے ایمان کا ثبوت دیتے تھے مگر رب تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ تم مسلمانوں میں سے نہیں ہیں۔
- (۳)..... مسلمان دو طرح کے ہیں۔ حقیقی مسلمان اور ظاہری مسلمان یعنی دنیوی احکام کے اعتبار سے مسلمان۔ منافقین قومی مسلمان تھے دینی نہ تھے اس لئے انہیں مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت تھی، انہیں کفار کی طرح قتل نہ کیا گیا لیکن وہ اللہ عزَّوَجَلَّ کے نزدیک مومن نہ تھے۔ وَمَا هُمْ مِنْكُمْ كَیہی معنی ہیں۔ ﴿لَوْ يَجِدُونَ مَلَجًا﴾ اگر انہیں کوئی پناہ گاہ مل جاتی۔ ﴿یعنی منافقین کا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور مسلمانوں سے انتہا درجے کے بغض کی وجہ سے حال یہ ہے کہ اگر وہ تمہارے پاس سے کسی پناہ گاہ، غار یا کہیں سما جانے کی جگہ کی طرف بھاگ جانے پر قادر ہوتے تو بہت جلد ادھر پھر جاتے کیونکہ بزدل کا کام ہی بھاگ جانا ہوتا ہے۔^(۱)

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَلِيْزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ ۚ فَاِنْ اَعْطُوا مِنْهَا رَاضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۝۵۸

توجہ کنز الایمان: اور ان میں کوئی وہ ہے کہ صدقے بانٹنے میں تم پر طعن کرتا ہے تو اگر ان میں سے کچھ ملے تو راضی ہو جائیں اور نہ ملے تو جی وہ ناراض ہیں۔

توجہ کنز العرفان: اور ان میں سے کوئی وہ ہے جو صدقات تقسیم کرنے میں تم پر اعتراض کرتا ہے تو اگر انہیں اُن (صدقات) میں سے کچھ دیدیا جائے تو راضی ہو جاتے ہیں اور اگر انہیں اُن میں سے کچھ نہ دیا جائے تو اس وقت ناراض ہو جاتے ہیں۔

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَلِيْزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ﴾ اور ان (منافقوں) میں سے کوئی وہ ہے جو صدقات تقسیم کرنے میں تم پر اعتراض

①..... حازن، التوبة، تحت الآية: ۵۷، ۲/۲۵۰.

کرتا ہے۔ شان نزول: یہ آیت ذوالخویصرہ تہی کے بارے میں نازل ہوئی اس شخص کا نام حُرثُوص بن زُبَیر ہے اور یہی خوارج کی اصل و بنیاد ہے۔ (۱)

بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے تو ذوالخویصرہ نے کہا یا رسول اللہ! عدل کیجئے۔ حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تجھے خرابی ہو، میں عدل نہ کروں گا تو عدل کون کرے گا؟ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: مجھے اجازت دیجئے کہ اس (منافق) کی گردن مار دوں۔ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اس کے اور بھی ہمراہی ہیں کہ تم ان کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر دیکھو گے، وہ قرآن پڑھیں گے اور ان کے گلوں سے نہ اترے گا، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کسی فعل شریف پر اعتراض کرنا کفر ہے۔

فقہاء سے متعلق دو احادیث

(۱)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک مرتبہ دعا فرمائی ”اے اللہ! اعز و جل، ہم کو ہمارے شام میں برکت دے۔ اے اللہ! اعز و جل، ہمارے یمن میں برکت دے۔ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ہمارے نجد میں۔ ارشاد فرمایا: اے اللہ! اعز و جل، ہم کو ہمارے شام میں برکت دے۔ اے اللہ! اعز و جل، ہم کو ہمارے یمن میں برکت دے۔ لوگوں نے پھر عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اور ہمارے نجد میں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ تیسری بار میں ارشاد فرمایا ”کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں شیطانی گروہ نکلے گا۔“ (۳)

(۲)..... حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْمُ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آخری زمانے میں ایک قوم نکلے گی جو عمر اور کم عقل ہوں گے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی احادیث بیان کریں گے، قرآن مجید کو پڑھیں گے اور وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اور وہ دین سے اس

①..... حازن، التوبة، تحت الآية: ۵۸، ۲/۲۵۰.

②..... بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، ۵۰۳/۲، الحديث: ۳۶۱۰، مسلم، کتاب الزکاة، باب ذکر

الخوارج وصفاتهم، ص ۵۳۳، الحديث: ۱۴۸ (۱۰۶۴).

③..... بخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: الفتنة من قبل المشرق، ۴/۴۴۰، الحديث: ۷۰۹۴.

طرح نکل جائیں گے جیسے تیرکمان سے نکلتا ہے اور جب تم انہیں پاؤ تو ان کو قتل کرنا کیونکہ جو (ان سے جنگ کرے گا اور) انہیں قتل کرے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے اجر ملے گا۔^(۱)

﴿فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَأًوًا: تَوَاكَرَّوْا﴾ (صدقات) میں سے کچھ دیدیا جائے تو راضی ہو جاتے ہیں۔ ﴿مَعْلُومٌ﴾ ہوا کہ دُیوی نفع پر حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے راضی ہو جانا اور نفع نہ ہونے کی صورت میں ناراض ہو جانا منافق کی خاص علامت ہے، ایسا آدمی نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان نہیں لایا بلکہ اپنے نفس پر ایمان لایا ہے۔ اخلاص نہ ہونے کی علامت یہ ہوتی ہے کہ جب تک فائدہ ملتا رہے تب تک راضی، خوش ہیں اور جب فائدہ ملنا بند ہو جائے تو برائیاں بیان کرنا شروع کر دی جائیں۔ آج بھی کسی آدمی کے دوسرے کے ساتھ مخلص ہونے کا یہی پیمانہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہم سے فائدہ حاصل کرتے وقت تو خوش اور راضی ہو اور تعریفیں کرے اور فائدہ ختم ہو جانے پر سلام لینا گوارا نہ کرے تو یہ مخلص نہ ہونے کی علامت ہے اور افسوس کہ فی زمانہ اسی طرح کی صورت حال ہے۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ ﴿۵۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور (کیا اچھا ہوتا) اگر وہ اس پر راضی ہو جاتے جو اللہ اور اس کے رسول نے انہیں عطا فرمایا اور کہتے کہ ہمیں اللہ کافی ہے۔ غنقریب اللہ اور اس کا رسول ہمیں اپنے فضل سے اور زیادہ عطا فرمائیں گے۔ بیشک ہم اللہ ہی کی طرف رغبت رکھنے والے ہیں۔

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ:﴾ اور اگر وہ اس پر راضی ہو جاتے جو اللہ اور اس کے رسول نے انہیں عطا فرمایا۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا اگر تقسیم پر اعتراض کرنے والے منافق اس پر راضی ہو جاتے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

۱.....مسلم، کتاب الزکاة، باب التحریض علی قتل الخوارج، ص ۵۳، الحدیث: ۱۵۴ (۱۰۶۶)۔

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے انہیں عطا فرمایا اگرچہ وہ کم ہی کیوں نہ ہو اور وہ کہتے کہ ہمیں اللّٰہ تعالیٰ کا فضل اور جتنا اس نے عطا کیا وہ کافی ہے۔ عنقریب اللّٰہ تعالیٰ اور اس کا رسول صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم ہمیں اپنے فضل سے اور زیادہ عطا فرمائیں گے۔ بیشک ہم اللّٰہ تعالیٰ ہی کی طرف رغبت رکھنے والے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے فضل سے صدقہ اور اس کے علاوہ لوگوں کے اموال سے غنی اور بے نیاز کر دے۔^(۱)

آیت ”مَّا آتٰهُمْ اللّٰهُ مِنْ رِزْقٍ“ سے حاصل ہونے والی مطلوبات

اس سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا جائز ہے کہ اللّٰہ رسول عَزَّوَجَلَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ہمیں ایمان دیا، دوزخ سے بچایا وغیرہ وغیرہ۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللّٰہ رسول عَزَّوَجَلَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم دیتے ہیں اور آئندہ بھی دیں گے بلکہ اللّٰہ تعالیٰ جو دیتا ہے وہ حضور پر نور صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم ہی کے ذریعے سے دیتا ہے۔

نقص و نقصان پہنچانے کی نسبت نیک بندوں کی طرف کرنا جائز ہے

یاد رہے کہ کسی کو نقص پہنچانے یا کسی سے نقصان دور کر دینے کی نسبت اللّٰہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی طرف کرنا جائز ہے، اس طرح کی نسبتیں قرآن پاک میں بکثرت مقامات پر مذکور ہیں

(۱)..... اللّٰہ تعالیٰ نے نعمت عطا کرنے کی نسبت تاجدارِ رسالت صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی طرف فرمائی، ارشاد باری تعالیٰ ہے

أَنعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَیْهِ^(۲) ترجمہ کنز العرفان: اللّٰہ نے اسے نعمت بخشی اور اے نبی تو نے اسے نعمت بخشی۔

(۲)..... اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے حبیب صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی طرف غنی کرنے کی نسبت فرمائی، ارشاد فرمایا وَمَا نَقُصُّوْا اِلَّا اَنْ اَعْلٰهُمْ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ مِنْ فَضْلِهِ^(۳) ترجمہ کنز العرفان: اور انہیں یہی برا لگا کہ اللّٰہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

(۳، ۴)..... اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے فرشتوں کو ہمارا محافظ اور نگہبان فرمایا، ارشاد باری تعالیٰ ہے

①..... روح البیان، التوبة، تحت الآية: ۵۹، ۴۵۲/۳، حازن، التوبة، تحت الآية: ۵۹، ۲۵۰/۲.

②..... احزاب: ۳۷.

③..... توبہ: ۷۴.

لَهُ مُعَقِّبٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ
مِنْ أَمْرِ اللَّهِ (۱)

ترجمہ کنزالعرفان: آدمی کے لیے اس کے آگے اور اس کے پیچھے بدل بدل کر باری باری آنے والے فرشتے ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

اور ارشاد فرمایا

وَيُرْسِلْ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً (۲)

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہ تم پر نگہبان بھیجتا ہے۔

(۵)..... اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کو ملا کر کفایت کرنے والا فرمایا
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (۳)

ترجمہ کنزالعرفان: اے نبی! اللہ تمہیں کافی ہے اور جو مسلمان تمہارے پیروکار ہیں۔

مشورہ: اس بارے میں مزید تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ کی 30 ویں جلد میں موجود رسالہ ”الْأَمْسُ وَالْعُلَى لِنَاعَتِي الْمُصْطَفَى بَدَافِعِ الْبَلَاءِ“ (مصطفیٰ کریم صَلَّی اللہ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دافع البلاء یعنی بلائیں دور کرنے والا کہنے والوں کیلئے انعامات) کا مطالعہ کیجئے۔

إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَبْدِینَ عَلَیْہَا وَالْمَوْلَفَةُ
قُلُوبُهُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغَرَمِینَ وَفِی سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً
مِّنَ اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝۱۰

ترجمہ کنزالایمان: زکوٰۃ تو انہیں لوگوں کے لیے ہے محتاج اور زے نادار اور جو اسے تحصیل کر کے لائیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے اور گردنیں چھوڑانے میں اور قرضداروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

①.....الرعد: ۱۱.

②.....انعام: ۶۱.

③.....انفال: ۶۴.

ترجہ کنز العرفان: زکوٰۃ صرف فقیروں اور بالکل محتاجوں اور زکوٰۃ کی وصولی پر مقرر کئے ہوئے لوگوں اور ان کیلئے ہے جن کے دلوں میں اسلام کی الفت ڈالی جائے اور غلام آزاد کرانے میں اور قرضداروں کیلئے اور اللہ کے راستے میں (جانے والوں کیلئے) اور مسافر کے لئے ہے۔ یہ اللہ کا مقرر کیا ہوا حکم ہے اور اللہ علم والا، حکمت والا ہے۔

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَتُ: زَكَوٰةُ صَرَفِ اَنْ لُّوگوں كے لئے ہے۔﴾ جب منافقین نے صدقات کی تقسیم میں سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اعتراض کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس آیت میں بیان فرما دیا کہ صدقات کے مستحق صرف یہی آٹھ قسم کے لوگ ہیں ان ہی پر صدقات صرف کئے جائیں گے، ان کے سوا اور کوئی مستحق نہیں نیز رسول کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اموالِ صدقہ سے کوئی واسطہ ہی نہیں کیونکہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اور آپ کی اولاد پر صدقات حرام ہیں تو طعن کرنے والوں کو اعتراض کا کیا موقع ہے۔ اس آیت میں صدقہ سے زکوٰۃ مراد ہے۔

مصارف زکوٰۃ کی تفصیل اور ان سے متعلق شرعی مسائل

اس آیت میں زکوٰۃ کے مصارف بیان کئے ہیں، ان سے متعلق چند شرعی مسائل درج ذیل ہیں

(۱)..... زکوٰۃ کے مستحق آٹھ قسم کے لوگ قرار دیئے گئے ہیں ان میں سے مُؤَلَّفَةُ الْقُلُوبِ صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے اجماع کی وجہ سے ساقط ہو گئے کیونکہ جب اللہ تَبَّارَکَ وَتَعَالٰی نے اسلام کو غلبہ دیا تو اب اس کی حاجت نہ رہی اور یہ اجماع حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے زمانے میں منعقد ہوا تھا۔ یہاں ایک اہم بات یاد رہے کہ مُؤَلَّفَةُ الْقُلُوبِ کے حصے کو ساقط کرنے میں ایسا نہیں ہے کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے قرآن کریم کو ہی بدل دیا کیونکہ قرآن مجید ایسی کتاب ہے ہی نہیں کہ مخلوق میں سے کوئی اسے تبدیل کر سکے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کی حفاظت بھی اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے، بلکہ صحابہ کرام کا مُؤَلَّفَةُ الْقُلُوبِ کے حصے کو ساقط کرنے میں اجماع یقیناً کسی دلیل کی بنا پر تھا، جیسا کہ علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد رَحْمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”یقیناً ان کے پاس کوئی ایسی دلیل ہوگی جس سے انہیں علم ہوگا کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی وفات سے پہلے اس حکم کو منسوخ کر دیا تھا۔ یا، اس حکم کے آپ کی (ظاہری) حیاتِ مبارکہ تک ہونے کی قید تھی۔ یا، یہ حکم کسی علت کی وجہ سے تھا اور اب وہ علت باقی نہ رہی تھی۔“ (۱)

(۲)..... فقیر وہ ہے جس کے پاس شرعی نصاب سے کم ہو اور جب تک اس کے پاس ایک وقت کے لئے کچھ ہو اس کو

①.....فتح القدیر، کتاب الزکاة، باب من یجوز دفع الصدقة الیہ ومن لا یجوز، ۲۰۱/۲۔

سوال حلال نہیں۔ ہاں بن مانگے اگر کوئی اسے زکوٰۃ دے تو وہ لے سکتا ہے اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو اور ایسا شخص سوال بھی کر سکتا ہے۔

(3)..... عاملین وہ لوگ ہیں جن کو حاکم اسلام نے صدقے وصول کرنے پر مقرر کیا ہو۔

(4)..... اگر عامل غنی ہو تو بھی اس کو لینا جائز ہے۔

(5)..... عامل سید یا ہاشمی ہو تو وہ زکوٰۃ میں سے نہ لے۔

(6)..... گردنیں چھڑانے سے مراد یہ ہے کہ جن غلاموں کو ان کے مالکوں نے مُگتَاب کر دیا ہو اور ایک مقدار مال کی مقرر کردی ہو کہ اس قدر وہ ادا کر دیں تو آزاد ہیں، وہ بھی مستحق ہیں، ان کو آزاد کرانے کے لئے مال زکوٰۃ دیا جائے۔

(7)..... قرضدار جو بغیر کسی گناہ کے مبتلائے قرض ہوئے ہوں اور اتنا مال نہ رکھتے ہوں جس سے قرض ادا کریں انہیں ادائے قرض میں مال زکوٰۃ سے مدد دی جائے۔

(8)..... اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ کرنے سے بے سامان مجاہدین اور نادار حاجیوں پر صرف کرنا مراد ہے۔

(9)..... ابنِ سمیل سے وہ مسافر مراد ہے جس کے پاس اُس وقت مال نہ ہو۔

(10)..... زکوٰۃ دینے والے کو یہ بھی جائز ہے کہ وہ ان تمام اقسام کے لوگوں کو زکوٰۃ دے اور یہ بھی جائز ہے کہ ان میں سے کسی ایک ہی قسم کو دے۔

(11)..... زکوٰۃ انہیں لوگوں کے ساتھ خاص کی گئی لہذا ان کے علاوہ اور دوسرے مصرف میں خرچ نہ کی جائے گی، نہ مسجد کی تعمیر میں، نہ مردے کے کفن میں، نہ اس کے قرض کی ادائیگی میں۔

(12)..... زکوٰۃ بنی ہاشم اور غنی اور ان کے غلاموں کو نہ دی جائے اور نہ آدمی اپنی بیوی اور اولاد اور غلاموں کو دے (1)۔ (2)

وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ ۖ قُلْ أُذُنٌ خَيْرٌ لَّكُمْ
يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ ۚ

①..... تفسیرات احمدیہ، براءۃ، تحت الآیۃ: ۶۰، ص ۴۶۶-۴۶۸، مدارک، التوبۃ، تحت الآیۃ: ۶۰، ص ۴۴۱، ملقطاً۔

②..... زکوٰۃ کے مصارف اور زکوٰۃ سے متعلق مزید مسائل جاننے کے لئے کتاب ”فتاویٰ الہدیت (زکوٰۃ کے احکام)“ اور ”فیضان زکوٰۃ“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ فرمائیں۔

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦١﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی خبریں دینے والے کو ستاتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو کان ہیں تم فرماؤ تمہارے بھلے کے لیے کان ہیں اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں اور جو تم میں مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت ہیں اور وہ جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ان میں کچھ وہ ہیں جو نبی کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو کان ہیں۔ تم فرماؤ: تمہاری بہتری کے لئے کان ہیں، وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں اور تم میں جو مسلمان ہیں ان کیلئے رحمت ہیں اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

﴿وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ﴾: اور ان میں کچھ وہ ہیں جو نبی کو ایذا دیتے ہیں۔ ﴿شان نزول﴾: منافقین اپنی مجلسوں میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ناشائستہ باتیں کرتے تھے، ان میں سے بعضوں نے کہا کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوگئی تو ہمارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ جلاس بن سوید منافق نے کہا ہم جو چاہیں کہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے مکر جائیں گے اور تم کھالیں گے وہ تو کان ہیں ان سے جو کہہ دیا جائے سن کر مان لیتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور ارشاد فرمایا کہ منافقوں کی جماعت میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں اور ان کی شان میں نازیبا کلمات کہتے ہیں۔ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ ان سے فرمادیں کہ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اگرچہ سننے والے ہیں لیکن ان کا سننا تمہارے لئے بہتر ہے۔ معنی یہ ہے کہ اگر وہ سننے والے بھی ہیں تو نیکی اور بھلائی کی بات سننے اور ماننے والے ہیں۔ شر اور فساد کی بات سننے والے نہیں۔ اور ان کی شان یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں منافقوں کی بات پر یقین نہیں کرتے اور وہ تم میں سے جو مسلمان ہیں ان کیلئے رحمت ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے حبیب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ (۱)

آیت ”وَمَنْ لَّمْ يَكُنِ الْإِسْلَامُ مِنَ الْإِيمَانِ“ سے معلوم ہونے والے مسائل

اس آیت سے معلوم ہوا کہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایذا دینا کفر ہے کیونکہ دردناک عذاب کی وعید عموماً کفار کو ہی ہوتی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر کئے جانے والے اعتراضات کا جواب دینا اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان بیان کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٢٢﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ۖ ذَٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ﴿٢٣﴾

ترجمہ کنزالایمان: تمہارے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کر لیں اور اللہ و رسول کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔ کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول کا تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے گا یہی بڑی رسوائی ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: (اے مسلمانو!) تمہارے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہیں تاکہ تمہیں راضی کر لیں حالانکہ اللہ اور اس کا رسول اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ لوگ اسے راضی کریں، اگر ایمان والے ہیں۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ یہی بڑی رسوائی ہے۔

﴿لِيُرْضُوكُمْ﴾: تاکہ تمہیں راضی کر لیں۔ ﴿شانِ نزول﴾: منافقین اپنی مجلسوں میں سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اعتراضات کیا کرتے تھے اور مسلمانوں کے پاس آ کر اس سے مکر جاتے تھے اور قسمیں کھا کھا کر اپنی بریت ثابت کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ مسلمانوں کو راضی کرنے کے لئے قسمیں کھانے سے زیادہ اہم اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو راضی کرنا تھا اگر ایمان رکھتے تھے تو ایسی حرکتیں کیوں کیں جو خدا اور رسول عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضی کا سبب ہوں۔ آیت کے اس لفظ ”أَنْ يُرْضُوهُ“ میں واحد کی ضمیر اس لئے ذکر کی گئی

کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا میں کوئی فرق نہیں، دونوں کی رضا کا ایک ہی حکم ہے۔^(۱)

اللہ تعالیٰ کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی کرنے کی نیت شرک نہیں

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عبادت میں اللہ عزوجل کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو راضی کرنے کی نیت کرنی شرک نہیں بلکہ ایمان کا کمال ہے۔ نیز قرآن پاک میں بہت سی ایسی آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اکٹھا ذکر کیا ہے، سرِ دست ان میں سے 9 آیات درج ذیل ہیں

(۱)..... وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ^(۲) ترجمہ کنز العرفان: اور جو اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرے۔

(۲)..... وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ^(۳) ترجمہ کنز العرفان: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے۔

(۳)..... الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ^(۴) ترجمہ کنز العرفان: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں۔

(۴)..... إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا^(۵) ترجمہ کنز العرفان: تمہارے دوست صرف اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے ہیں۔

(۵)..... إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ^(۶) ترجمہ کنز العرفان: بیشک جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ نے لعنت فرمادی ہے۔

(۶)..... يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْبَلُوا بَرِّينَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ^(۷) ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔

(۷)..... ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ^(۸) ترجمہ کنز العرفان: یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی۔

(۸)..... وَيَضْرِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ^(۹) ترجمہ کنز العرفان: اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، وہی سچے ہیں۔

①..... مدارك، التوبة، تحت الآية: ۶۲، ص ۴۴۲۔

②..... احزاب: ۵۷۔

③..... النساء: ۱۳۔

④..... حجرات: ۱۔

⑤..... النساء: ۱۴۔

⑥..... حشر: ۴۔

⑦..... المائدة: ۳۳۔

⑧..... حشر: ۸۔

⑨..... المائدة: ۵۵۔

(۹)..... وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ (۱)

ترجمہ کنزالعرفان: عزت تو اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو بخدیو! واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ
 قُلِ اسْتَهِزْءُوا جَإِ إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُونَ ﴿٦٣﴾

ترجمہ کنزالایمان: منافق ڈرتے ہیں کہ ان پر کوئی سورۃ ایسی اترے جو ان کے دلوں کی چھپی جتادے تم فرماؤ ہنسے جاؤ
 اللہ کو ضرور ظاہر کرنا ہے جس کا تمہیں ڈر ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: منافقین اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ان کے خلاف کوئی ایسی سورت نازل کر دی جائے جو ان
 کے دلوں کی چھپی باتیں بتادے۔ تم فرماؤ: مذاق اڑاؤ، بیشک اللہ اس چیز کو ظاہر کرنے والا ہے جس سے تم ڈرتے ہو۔

﴿تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ﴾: جو ان کے دلوں کی چھپی باتیں بتادے۔ ﴿دلوں کی چھپی چیز ان کا نفاق ہے اور وہ بغض و
 عداوت جو وہ مسلمانوں کے ساتھ رکھتے تھے اور اس کو چھپایا کرتے تھے، سرورِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معجزات
 دیکھنے اور آپ کی غیبی خبریں سننے اور ان کو واقع کے مطابق پانے کے بعد منافقوں کو اندیشہ ہو گیا کہ کہیں اللہ تعالیٰ کوئی
 ایسی سورت نازل نہ فرمائے جس سے ان کے اسرار ظاہر کر دیئے جائیں اور ان کی رسوائی ہو۔ ان کے اس اندیشے کا ذکر
 کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان منافقوں سے فرمادیں
 کہ تم نے جو مذاق اڑانا ہے وہ اڑاؤ، بیشک اللہ تعالیٰ اس چیز کو ظاہر کرنے والا ہے جس کے ظاہر ہونے سے تم ڈرتے ہو۔“ (۲)

وَلَيْنُ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۖ قُلْ أَبِاللَّهِ وَالْأَيْتِہِ

①..... منافقون: ۸.

②..... روح البیان، التوبة، تحت الآية: ۶۴، ۴۵۸/۳-۴۵۹.

وَرَسُولُهُ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ﴿٦٥﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اے محبوب! اگر آپ ان سے پوچھیں تو کہیں گے کہ ہم تو صرف ہنسی کھیل کر رہے تھے۔ تم فرماؤ: کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی مذاق کرتے ہو۔

﴿إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ﴾: ہم تو صرف ہنسی کھیل کر رہے تھے۔ ﴿﴾ اس آیت کا ایک شانِ نزول یہ ہے کہ غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے منافقین کے تین گروپوں میں سے دو رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بارے میں مذاق اڑاتے ہوئے کہتے تھے کہ ان کا خیال ہے کہ یہ روم پر غالب آجائیں گے، کتنا بعید خیال ہے اور ایک گروپ بولتا تو نہ تھا مگر ان باتوں کو سن کر ہنستا تھا۔ حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ تم ایسا ایسا کہہ رہے تھے؟ انہوں نے کہا: ہم راستہ طے کرنے کے لئے ہنسی کھیل کے طور پر دل لگی کی باتیں کر رہے تھے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ دوسرا شانِ نزول یہ ہے کہ کسی کی اوٹنی گم ہوگئی، اس کی تلاش تھی، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا اوٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر ایک منافق بولا ”محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) بتاتے ہیں کہ اوٹنی فلاں جگہ ہے، محمد غیب کیا جانیں؟ اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ آیت کریمہ اتاری۔ (۱)

آیت ”مَنْ سَأَلَ لِسَانَهُ عَنْ مَعْلُومٍ سَأَلَ عَنْ ذَاتِ الْمَعْلُومِ“ سے معلوم ہونے والے مسائل

اس آیت سے 3 مسئلے معلوم ہوئے۔

- (۱)..... حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اللہ تعالیٰ نے غیب کا علم دیا کہ جو تنہائی میں باتیں کی جائیں نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ان کی خبر ہے۔
- (۲)..... کفر کی باتیں سن کر رضا کے طور پر خاموش رہنا یا ہنسنا بھی کفر ہے۔ کیونکہ رضا بِالْکُفْرِ کفر ہے۔

①..... مدارك، التوبة، تحت الآية: ۶۵، ص ۴۴۳، در منشور، التوبة، تحت الآية: ۶۵، ۴/۲۳۰ ملقطاً.

(3)..... حضور پر نور صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی توہین اللہ تعالیٰ کی توہین ہے کیونکہ ان منافقوں نے حضور اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی توہین کی تھی مگر فرمایا ”اِنَّ اللہَ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم“ یعنی حضور انور صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مذاق اڑانا اللہ تعالیٰ اور اس کی تمام آیتوں کا مذاق اڑانا ہے۔ لہذا تاجدار رسالت صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے۔

لَا تَعْتَدِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ط اِنْ تَعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ
نُعَذِّبُ طَآئِفَةً بِآثِمِهِمْ كَانُوا مُجْرِمِيْنَ ع

ترجمہ کنز الایمان: بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر اگر ہم تم میں سے کسی کو معاف کریں تو اوروں کو عذاب دیں گے اس لیے کہ وہ مجرم تھے۔

ترجمہ کنز العرفان: بہانے نہ بناؤ تم ایمان ظاہر کرنے کے بعد کافر ہو چکے۔ اگر ہم تم میں سے کسی کو معاف کر دیں تو دوسروں کو عذاب دیں گے کیونکہ وہ مجرم ہیں۔

﴿لَا تَعْتَدِرُوا: بہانے نہ بناؤ۔﴾ اللہ تعالیٰ نے منافقین کی جانب سے پیش کردہ عذر و حیلہ قبول نہ کیا اور ان کے لئے یہ فرمایا کہ بہانے نہ بناؤ تم ایمان ظاہر کرنے کے بعد کافر ہو چکے۔ (1)

آیت ”لَا تَعْتَدِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ“ سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان ایسی چیز نہیں کہ جو دنیا میں کبھی کسی سے ختم ہی نہیں ہو سکتی کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ نے پہلے ان کے ایمان کا ذکر فرمایا پھر ان کا ایمان ختم ہو جانے کا ذکر فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں مسلمان ہونے کے بعد کوئی کافر ہو سکتا ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ کہنا درست نہیں ہے کہ کسی کو کافر قرار دینے کا اختیار اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے لہذا کوئی

1..... حازن، التوبة، تحت الآية: ۶۶، ۲/۲۵۷، ملخصاً.

دوسرا کسی کو کافر نہیں کہہ سکتا، یہ اس لئے نہیں کہا جاسکتا کہ شرعی اصولوں کے مطابق جس کا کفر ثابت ہو جائے اسے کافر قرار دینے کا حکم خود شریعت کا حکم ہے اور حقیقی علماء اسی حکم شریعت پر عمل کرتے ہوئے ہی کسی کو کافر کہتے ہیں۔ اگر یہ پابندی عائد کر دی جائے کہ کوئی اللہ تعالیٰ کے بارے میں، اس کے حبیب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں، اس کی مقدس کتاب قرآن مجید کے بارے میں، اس کے پسندیدہ دین اسلام کے بارے میں کیسے ہی توہین آمیز کلمات کہے یا کتنے ہی برے افعال کے ذریعے ان کی توہین کرے یا دیگر ضروریات دین کا انکار کرے تو اسے کافر نہ کہا جائے کیونکہ اسے کافر قرار دینے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے تو پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے سے راضی نہ ہونے والے جس منافق کا سرا ڈا دیا تھا اور اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی مومن کو قتل نہیں کر سکتے اور ان کی تائید میں اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں آیت نازل فرمادی تو کیا یہاں اللہ تعالیٰ کا حق چھیننا پایا جا رہا ہے؟ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں کو مرتد قرار دے کر ان کے خلاف جو جہاد ہوا اور مسلمان ہونے کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کے خلاف صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جو جہاد کیا وہ کیا تھا؟ کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معلوم نہیں تھا کہ انہیں کافر قرار دینے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور وہ انہیں کافر قرار دے کر ان کے خلاف جہاد نہیں کر سکتے۔ افسوس! فی زمانہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود دین سے بیزار طبقے کی ایسی مت ماری جا چکی ہے کہ وہ ایسا نظریہ پیش کر رہے ہیں جسے اگر درست مان لیا جائے تو پھر قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں مرتد ہونے والوں کے بارے جو احکام بیان گئے اور ان کی جو تفصیلات فقہاء کرام زمانے سے اپنی کتابوں میں لکھتے چلے آ رہے ہیں یہ سب کا لُغدم ہو کر رہ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقل سلیم عطا فرمائے۔ ہاں یہاں اس بات کا خیال رکھنا بہت ہی ضروری ہے کہ کسی فرد معین کو کافر قرار دینا بہت ہی سنگین معاملہ ہے، جب تک کسی شخص سے صادر ہونے والے قول و فعل کی بنا پر اسے کافر قرار دینے کے تمام تر تقاضے پورے نہ ہو جائیں تب تک کافر قرار دینے کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں یہاں تک کہ علماء نے فرمایا ہے کہ کسی شخص کے کلام میں ایک سو پہلو ہوں اور ان میں سے ننانوے پہلو کفر کے ہوں اور صرف ایک پہلو اسلام کا ہو تب بھی اس ایک پہلو کی رعایت کرتے ہوئے اس شخص کو کافر قرار نہیں دیا جائے گا جب تک وہ اپنی مراد خود متعین نہ کر دے۔

سورہ توبہ کی آیت نمبر ۶۶ سے معلوم ہونے والا ایک اہم مسئلہ

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں اکراہ شرعی کے بغیر ایسے کلمات کہے جو عرف میں توہین اور گستاخی کے لئے متعین ہوں تو وہ نیت اور عدم نیت کے فرق کے بغیر قضاء اور دیانۃ دونوں طرح کا فر ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان دَحْمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں ”اس (مذکورہ بالا) آیت کے تین فائدے حاصل ہوئے: اول: یہ کہ جو رسول کی شان میں گستاخی کرے وہ کافر ہو جاتا ہے اگرچہ کیسا ہی کلمہ پڑھتا اور ایمان کا دعویٰ رکھتا ہو، کلمہ گوئی اسے ہرگز کفر سے نہ بچائے گی۔

دوم: یہ جو بعض جاہل کہنے لگتے ہیں کہ کفر کا تو دل سے تعلق ہے نہ کہ زبان سے، جب وہ کلمہ پڑھتا ہے اور اس کے دل میں کفر ہونا معلوم نہیں تو ہم کسی بات کے سبب اسے کیونکر کافر کہیں، محض خط اور نری جھوٹی بات ہے، جس طرح کفر دل سے متعلق ہے یونہی ایمان (کا) بھی (دل سے تعلق ہے تو) زبان سے کلمہ پڑھنے پر (اسے) مسلمان کیسے کہا؟ (تو) جس طرح زبان سے کلمہ پڑھنے پر اسے مسلمان کہا (یونہی زبان سے گستاخی کرنے پر کافر کہا جائے گا، اور جب (اس کا گستاخی کرنا) بغیر اکراہ شرعی کے ہے تو اللہ کے نزدیک بھی کافر ہو جائے گا اگرچہ دل میں اس گستاخی کا معتقد نہ ہو کہ بے اعتقاد (گستاخانہ کلمہ) کہنا ہزل و سُخْرِیۃ ہے، اور اسی پر ربُّ العزت فرما چکا کہ تم کافر ہو گئے اپنے ایمان کے بعد۔

سوم: کھلے ہوئے لفظوں میں عذرتاویل مسموع نہیں، آیت فرما چکی کہ حیلہ نہ گھرو تم کافر ہو گئے۔ (۱)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ”جو بلا اکراہ کلمہ کفر کے بلا فرق نیت مطلقاً قطعاً یقیناً اجماعاً کافر ہے۔ پھر اس پر فقہائے کرام کے جزئیات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: فتاویٰ امام قاضی خاں و فتاویٰ عالمگیری میں ہے ”رجل کفر بلسانہ طائعاً وقلبہ مطمئن بالایمان یکون کافراً و لایکون عند اللہ تعالیٰ مومنًا“ ایک شخص نے زبان سے حالت خوشی میں کفر کا اظہار کیا حالانکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن تھا تو وہ کافر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مومن نہیں ہے۔ (۲)

حاوی میں ہے ”من کفر باللسان وقلبہ مطمئن بالایمان فهو کافر و لیس بمومن عند

①..... فتاویٰ رضویہ، ۱۵/۱۷۷۔

②..... فتاویٰ عالمگیری، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ۲/۲۸۳۔

اللہ تعالیٰ، جس نے زبان سے کفر کیا حالانکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن تھا تو وہ کافر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مومن نہیں۔
جواہر الاخلاطی اور مجمع الانہر میں ہے ”من کفر بلسانہ طائعا وقلبه مطمئن بالایمان کان کافرا
عندنا و عند اللہ تعالیٰ“ جس نے زبان سے حالتِ خوشی میں کفر کا اظہار کیا حالانکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن تھا تو
وہ ہمارے نزدیک کافر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مومن نہیں۔^(۱)

شرح فقہ اکبر میں ہے ”اللسان ترجمان الجنان فيكون دليل التصديق وجودا وعدما فاذا
بدله بغيره في وقت يكون متمكنا من اظهاره كان كافرا واما اذا زال تمكنه من الاظهار
بالاكره لم يصير كافرا“ زبان دل کی ترجمان ہے تو یہ دل کی تصدیق یا عدم تصدیق پر دلیل ہوگی تو جب وہ اظہار
ایمان پر قدرت کے باوجود عدم تصدیق کا اظہار کرتا ہے تو وہ کافر ہو گیا البتہ جب کسی جبر کی وجہ سے اظہار پر قدرت نہ
ہو تو اب کافر نہ ہوگا۔^(۲)

طریقہ محمدیہ وحدیقہ ندیہ میں ہے ”(حکمہ) ای التکلم بکلمۃ الکفر (ان کان طوعا) ای لم
یکرہه احد (من غیر سبق لسان) الیہ (احباط العمل وانفساخ النکاح) اگر کلمہ کفر کا تکلم خوشی سے
ہے یعنی کسی چیز کا اکراہ و جبر نہیں جبکہ سبقت لسانی نہ ہو، تو اس کا حکم یہ ہے کہ عمل ضائع اور نکاح ختم ہو جائے گا۔^(۳)
صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”اس آیت سے ثابت ہوا کہ رسول
کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں گستاخی کفر ہے جس طرح بھی ہو اس میں عذر قبول نہیں۔^(۴)

یاد رہے کہ اس آیت میں واضح طور پر یہ بتا دیا گیا ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی گستاخی اگرچہ
مذاق میں ہو اور گستاخی کی نیت نہ ہو تب بھی کفر ہے اور یہی حکم دوسرے تمام کفریات کا ہے کہ ہنسی مذاق میں کفر کرنے سے
بھی آدمی کافر ہو جاتا ہے، مذاق کا عذر مردود ہے۔ اس سے فلموں، ڈراموں، خصوصاً کامیڈی ڈراموں میں بولے جانے
والے کفریات کا حکم سمجھا جاسکتا ہے۔



①..... مجمع الانہر، کتاب السیر والجهاد، باب المرتد، ۵۰۲/۲، جواہر الاخلاطی، کتاب السیر، ص ۶۸، مثله.

②..... منح الروض الاظهر شرح فقہ الاکبر، الايمان هو التصديق والاقرار، ص ۸۶.

③..... الحديقة النديه، القسم الثاني، المبحث الاول، النوع الاول من الستين كلمة الكفر العياذ بالله، ۱۹۷/۲-۱۹۸.

④..... فتاویٰ رضویہ، کتاب السیر، ۱۳/۲۰۰-۲۰۱.

⑤..... خزانة العرفان، التوبة، تحت الآية: ۶۶، ص ۳۷۰.

﴿إِنْ تَعَفَّ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ: اگر ہم تم میں سے کسی کو معاف کر (بھی) دیں۔﴾ یعنی اگر ہم تم میں سے کسی کو اس کے توبہ کرنے اور اخلاص کے ساتھ ایمان لانے کی وجہ سے معاف کر بھی دیں تو توبہ نہ کرنے والے گروہ کو ضرور عذاب دیں گے۔^(۱)

حضرت محمد بن الحنفیہ رَحِمَهُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا قول ہے کہ یہاں جس شخص کی معافی کی بات ہو رہی ہے اس سے وہی شخص مراد ہے جو ہنستا تھا مگر اس نے اپنی زبان سے کوئی گستاخی کا کلمہ نہ کہا تھا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس نے توبہ کی اور اخلاص کے ساتھ ایمان لایا۔ اس نے دعا کی کہ یا رب! عَزَّوَجَلَّ، مجھے اپنی راہ میں مقتول کر کے ایسی موت دے کہ کوئی یہ کہنے والا نہ ہو کہ میں نے غسل دیا، میں نے کفن دیا، میں نے دفن کیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے اور ان کا پتہ ہی نہ چلا۔ ان کا نام حضرت یحییٰ بن حمیرا شحجی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھا اور چونکہ انہوں نے حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بدگوئی سے زبان روکی تھی اس لئے انہیں توبہ و ایمان کی توفیق ملی۔^(۲)

الْمُسْفِقُونَ وَالْمُسْفِقَتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ ط
إِنَّ الْمُسْفِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٦٨﴾ وَعَدَ اللَّهُ الْمُسْفِقِينَ وَالْمُسْفِقَتِ وَالْكَافَّارَ
نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا هِيَ حَسْبُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ وَلَهُمْ
عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٦٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: منافق مرد اور منافق عورتیں ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں برائی کا حکم دیں اور بھلائی سے منع کریں اور اپنی مٹھی بند رکھیں وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا بیشک منافق وہی کپکپے حکم ہیں۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو جہنم کی آگ کا وعدہ دیا ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے وہ انہیں بس ہے اور اللہ کی ان پر لعنت

①.....مدارک، التوبة، تحت الآية: ۶۶، ص ۴۴۳.

②.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۶۶، ۲/۲۵۸.

ہے اور ان کے لیے قائم رہنے والا عذاب ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک ہی ہیں، برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ بند رکھتے ہیں۔ انہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اس نے انہیں چھوڑ دیا۔ بیشک وہی نافرمان ہیں۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے جہنم کی آگ کا وعدہ کیا ہے جس میں یہ ہمیشہ رہیں گے، وہ (جہنم) انہیں کافی ہے اور اللہ نے ان پر لعنت فرمائی اور ان کے لیے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے۔

﴿الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ﴾ منافق مرد اور منافق عورتیں۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ منافق مرد اور منافق عورتیں سب نفاق اور اعمال خبیثہ میں یکساں ہیں ان کا حال یہ ہے کہ کفر و معصیت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کا حکم دیتے ہیں اور ایمان و طاعت اور تصدیق رسول سے منع کرتے ہیں اور راہ خدا میں خرچ کرنے سے اپنے ہاتھ بند رکھتے ہیں، انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا اور انہوں نے اس کی اطاعت و رضا طلبی نہ کی تو اللہ عز و جل نے انہیں چھوڑ دیا اور ثواب و فضل سے محروم کر دیا، بیشک وہی نافرمان ہیں۔ (۱)

برائی کا حکم دینا اور بھلائی سے منع کرنا منافق کا کام ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ برائی کا حکم دینا اور بھلائی سے منع کرنا منافق کا کام ہے۔ افسوس کہ ہمارے زمانے میں یہ چیز گھر گھر دیکھنے میں آرہی ہے کہ گھر والوں کو گناہ کرنے کی ترغیب دی جاتی اور ان کے سامنے گناہوں کو معمولی قرار دے کر انہیں مزید گناہوں پر ابھارا جاتا ہے جیسے نماز اور روزے کی پابندی کرنے سے روکا جاتا اور ان کے بارے میں اس طرح کلام کیا جاتا ہے جیسے ان کی خاص اہمیت نہ ہو۔ ٹی وی پر کوئی من پسند ڈرامہ یا فلم آرہی ہو تو دوسروں کے سامنے ان کی خوبیاں بیان کر کے انہیں بھی وہ ڈرامہ یا فلم دیکھنے کے لئے بلایا جاتا ہے۔ فلموں، ڈراموں اور ٹی وی کے بے حیائی عام کرنے اور مسلمانوں کے دینی اور مذہبی عقائد و معمولات کو مجروح کرنے والے پروگراموں کو دیکھنے کے لئے نت نئے انداز سے ایک دوسرے کو مائل کیا جاتا ہے۔ بے حیائی اور عریانی پر مبنی لباسوں کو فیشن اور سوسائٹی کا تقاضا بتا کر انہیں پہننے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ والدین اپنی اولاد کو ماڈرن اور آزاد خیال دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور مذہبی حلیے میں دیکھ کر تکلیف

محسوس کرتے ہیں۔ کوئی داڑھی رکھ لے اور مذہبی شکل و صورت بنا لے تو والدین اس سے ناراض ہوتے ہیں اور اسے گناہوں کی طرف جانے پر مجبور کرتے ہیں جبکہ اگر کوئی رشوت اور سود کا مال لا کر گھر میں خوشحالی لاتا ہے تو اس سے خوش ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے درج ذیل حدیث پاک میں بڑی عبرت ہے،

حضرت ابو امامہ بابلی رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جب تمہاری عورتیں سرکشی کریں گی، تمہارے نو جوان فاسق ہو جائیں گے اور تم جہاد چھوڑ دو گے تو اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟ صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، کیا ایسا ہوگا؟ آپ نے ارشاد فرمایا ”اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اس سے بھی زیادہ سخت ہوگا۔ صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اس سے زیادہ سخت کیا ہوگا ارشاد فرمایا ”تمہارا کیا حال ہوگا جب تم نیکی کا حکم نہیں دو گے اور برائی سے نہیں روکو گے۔ صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، کیا ایسا ہوگا؟ ارشاد فرمایا ”ہاں! اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اس سے بھی زیادہ سخت ہوگا۔ صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اس سے زیادہ سخت کیا ہوگا؟ ارشاد فرمایا ”اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم نیکی کو برائی اور برائی کو نیکی سمجھو گے؟ صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، کیا ایسا ہوگا؟ ارشاد فرمایا ”اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اس سے بھی زیادہ سخت ہوگا۔ انہوں نے عرض کی: اس سے زیادہ سخت کیا ہوگا؟ ارشاد فرمایا ”اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم برائی کا حکم دو گے اور نیکی سے روکو گے۔ صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، کیا اس طرح ہوگا؟ ارشاد فرمایا ”ہاں! اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اس سے بھی زیادہ سخت ہوگا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”مجھے اپنی قسم ہے، میں ان پر ایسا فتنہ مقرر کروں گا کہ اس میں سمجھدار لوگ بھی حیران رہ جائیں گے۔“^(۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں منافقت کی اس علامت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

①..... احیاء العلوم، کتاب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، الباب الاول فی وجوب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر

﴿وَعَدَ اللَّهُ الْمُنْفِقِينَ وَالْمُنْفِقَاتِ: اللَّهُ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں سے وعدہ کیا ہے۔﴾ اس سے پہلی آیات میں منافقوں کے برے اعمال بیان کئے گئے اور اس آیت میں ان کی سزایان کی گئی ہے کہ وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے اور عذاب و سزا کے طور پر جہنم انہیں کافی ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ان کے لئے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے۔

كَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَآكَثَرَ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا
فَاسْتَمْتَعُوا بِخَلَائِقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَائِقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِينَ مِنْ
قَبْلِكُمْ بِخَلَائِقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِي خَاصُوا ۖ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي
الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿٢٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: جیسے وہ جو تم سے پہلے تھے تم سے زور میں بڑھ کر تھے اور ان کے مال اور اولاد تم سے زیادہ تو وہ اپنا حصہ برت گئے تو تم نے اپنا حصہ برتا جیسے اگلے اپنا حصہ برت گئے اور تم یہودگی میں پڑے جیسے وہ پڑے تھے ان کے عمل اکارت گئے دنیا اور آخرت میں اور وہی لوگ گھائلے میں ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: (اے منافقو!) جس طرح تم سے پہلے لوگ تم سے قوت میں زیادہ مضبوط اور مال اور اولاد کی کثرت میں تم سے بڑھ کر تھے پھر انہوں نے اپنے (دنیا کے) حصے سے لطف اٹھایا تو تم بھی ویسے ہی اپنے حصے سے لطف اٹھا لو جیسے تم سے پہلے والوں نے اپنے حصوں سے فائدہ حاصل کیا اور تم اسی طرح یہودگی میں پڑ گئے جیسے وہ یہودگی میں پڑے تھے۔ ان لوگوں کے تمام اعمال دنیا و آخرت میں برباد ہو گئے اور وہی لوگ گھائلے میں ہیں۔

﴿كَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ: جس طرح تم سے پہلے لوگ۔﴾ یعنی اے منافقو! تم گزشتہ زمانے کے ان لوگوں کی طرح ہو جو قوت میں تم سے زیادہ مضبوط اور مال و اولاد کی کثرت میں تم سے بڑھ کر تھے پھر انہوں نے اپنی دنیوی لذتوں اور شہوتوں

کے حصے سے لطف اٹھایا۔ اے منافقو! تم بھی ویسے ہی اپنے حصے سے لطف اٹھا لو اور جو مومن مستی کرتی ہے کرلو۔ یہ سارا کام انہیں ڈانٹ ڈپٹ اور دھمکی کے طور پر ہے۔ مزید فرمایا کہ جیسے پہلے لوگ بیہودگی میں پڑے ہوئے تھے تم بھی اسی طرح بیہودگی میں پڑ گئے اور تم نے باطل کی اتباع کی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تکذیب اور مومنین کے ساتھ استہزاء کرنے میں ان کی رُوِش اختیار کر لی، جس کے نتیجے میں ان لوگوں کے تمام اعمال دنیا و آخرت میں برباد ہو گئے اور وہ اس کی وجہ سے خسارے میں پڑ گئے، اور اب انہیں کفار کی طرح اے منافقین تم بھی گھائے میں ہو اور تمہارے عمل باطل ہیں۔^(۱)

مال و دولت اور افرادی قوت کی زیادتی کامیابی کی علامت نہیں

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیوی مال و دولت کی کثرت اور افرادی قوت کی زیادتی کوئی کامیابی کی علامت نہیں بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کامیابی ایمان اور تقویٰ و پرہیزگاری کے ساتھ ہے۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِآتِي تَقَرِّبُكُمْ
عِنْدَنَا ذُلْفَىٰ إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا
فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضَّعْفِ بِسَاعِمِلُوا وَهُمْ
فِي الْعُرْفَةِ آمِنُونَ^(۲)

ترجمہ کنز العرفان: اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد اس قابل نہیں کہ تمہیں ہمارے قریب کر دیں مگر وہ جو ایمان لایا اور اس نے نیک عمل کیا (وہ ہمارے قریب ہے) ان لوگوں کے لیے ان کے اعمال کے بدلے میں کئی گنا جزا ہے اور وہ (جنت کے) بالا خانوں میں امن و چین سے ہوں گے۔

أَلَمْ يَأْتِهِمُ نَبَأُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَقَوْمِ إِبْرَاهِيمَ
وَأَصْحَابِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكِ ۖ أَتَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللَّهُ
لِيَظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝

①.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۶۹، ۲۵۸/۲-۲۵۹، ملخصاً.

②.....سبأ: ۳۷.

ترجمہ کنزالایمان: کیا انہیں اپنے سے اگلوں کی خبر نہ آئی نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم اور مدین والے اور وہ بستیاں کہ الٹ دی گئیں ان کے رسول روشن دلیلیں ان کے پاس لائے تھے تو اللہ کی شان نہ تھی کہ ان پر ظلم کرتا بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظالم تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا ان کے پاس ان سے پہلے لوگوں (یعنی) قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم اور مدین اور الٹ جانے والی بستیوں کے مکینوں کی خبر نہ آئی؟ ان کے پاس بہت سے رسول روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے تو اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔

﴿أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾: کیا ان کے پاس ان سے پہلے لوگوں کی خبر نہ آئی۔ یعنی منافقوں کو گزری ہوئی امتوں کا حال معلوم نہ ہوا کہ ہم نے انہیں اپنے حکم کی مخالفت اور اپنے رسولوں کی نافرمانی کرنے پر کس طرح ہلاک کیا۔ قوم نوح جو طوفان سے ہلاک کی گئی اور قوم عاد جو ہوا سے ہلاک کئے گئے اور قوم ثمود جو زلزلہ سے ہلاک کئے گئے اور قوم ابراہیم جو سلبِ نعمت سے ہلاک کی گئی اور نمرود و مچھر سے ہلاک کیا گیا اور مدین والے یعنی حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم جو بادل والے دن کے عذاب سے ہلاک کی گئی اور وہ بستیاں کہ الٹ دی گئیں اور زیروز برکڑالی گئیں وہ قوم لوط کی بستیاں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان چھ کا ذکر فرمایا اس لئے کہ بلادِ شام و عراق و یمن جو سرزمینِ عرب کے بالکل قریب ہیں ان میں ان ہلاک شدہ قوموں کے نشان باقی ہیں اور عرب لوگ ان مقامات پر اکثر گزرتے رہتے ہیں۔ مزید ارشاد فرمایا کہ ان کے پاس بہت سے رسول روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے تھے اور ان لوگوں نے تصدیق کرنے کی بجائے اپنے رسولوں کی تکذیب کی جیسا کہ اے منافقو! تم کر رہے ہو، لہذا تم اس بات سے ڈرو کہ کہیں انہیں کی طرح بتلائے عذاب نہ کر دیئے جاؤ۔ سابقہ لوگ اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے برباد ہوئے اور اللہ عز و جل ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا کیونکہ وہ حکیم ہے، بغیر جرم کے سزا نہیں فرماتا بلکہ لوگ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے کہ کفر کر کے اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نہ مان کر عذاب کے مستحق بنے۔ (۱)

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْعُرْفِ

۱.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۷۰، ۲/۲۵۹، مدارك، التوبة، تحت الآية: ۷۰، ص ۴۴، ملقطاً.

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ
اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور اللہ و رسول کا حکم مانیں یہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم کرے گا بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم فرمائے گا۔ بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ﴾: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں۔ ﴿﴾ اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کے خبیث اعمال اور فاسد احوال بیان فرمائے، پھر اس عذاب کا بیان فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دنیا و آخرت میں تیار کیا اور اس آیت سے مومنوں کے اوصاف، ان کے اچھے اعمال اور ان کے اس اجر و ثواب کو بیان فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں ان کے لئے تیار فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق، آپس میں دینی محبت و الفت رکھتے اور ایک دوسرے کے معین و مددگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لانے اور شریعت کی اتباع کرنے کا حکم دیتے ہیں اور شرک و معصیت سے منع کرتے ہیں۔ فرض نمازیں ان کے حدود و ارکان پورے کرتے ہوئے ادا کرتے ہیں۔ اپنے اوپر واجب ہونے والی زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حکم مانتے ہیں۔ ان صفات سے مُتَّصِف مومن مرد اور عورتیں وہ ہیں جن پر عنقریب اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا اور انہیں دردناک عذاب سے نجات دے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔ (۱)

مسلمانوں اور منافقوں کے اوصاف

اس آیت سے تین آیات پہلے منافق مردوں اور منافقہ عورتوں کے 4 اوصاف بیان ہوئے

- (1)..... یہ سب نفاق اور اعمالِ خبیثہ میں یکساں ہیں۔
 - (2)..... یہ کفر و معصیت اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تکذیب کا حکم دیتے ہیں، یونہی برائی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے منع کرتے ہیں۔
 - (3)..... ایمان و طاعت اور تصدیقِ رسول سے منع کرتے ہیں۔
 - (4)..... راہِ خدا میں خرچ کرنے سے اپنے ہاتھ بند رکھتے ہیں۔
- اور مذکورہ بالا آیت میں مومنوں کے 5 اوصاف بیان کئے گئے

- (1)..... وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔
- (2)..... بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔
- (3)..... نماز قائم کرتے ہیں۔
- (4)..... زکوٰۃ دیتے ہیں۔
- (5)..... اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حکم مانتے ہیں۔

منافقوں اور مخلص ایمان والوں کے اوصاف کو سامنے رکھتے ہوئے عمومی طور پر تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ غور کریں کہ ان کے اعمال کن لوگوں کے ساتھ ملتے ہیں؟ اگر ان کے اعمال مخلص ایمان والوں کے ساتھ ملتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا شکر ادا کریں اور اگر اعمال منافقوں کے ساتھ ملتے ہوں تو انہیں چاہئے کہ اپنی عملی حالت درست کرنے کی بھرپور کوشش کریں اور مخلص ایمان والوں جیسے اوصاف اپنائیں تاکہ وہ منافقوں کے بارے میں بیان کی گئی وعید میں داخل ہونے سے بچ سکیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

مسلمانوں کا اعتماد اور انفاق

اس آیت میں بیان ہوا کہ مسلمان ایک دوسرے کے رفیق اور معین و مددگار ہیں اور حدیثِ پاک میں بیان ہوا

کہ مسلمان اتفاق اور اتحاد میں ایک عمارت کی طرح ہیں، چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”سارے مسلمان ایک عمارت کی طرح ہیں جس کا ایک حصہ دوسرے کو طاقت پہنچاتا ہے اور آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈالیں۔“^(۱)

اور حضرت نعمان بن بشیر رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”مسلمانوں کی آپس میں دوستی، رحمت اور شفقت کی مثال جسم کی طرح ہے، جب جسم کا کوئی عضو بیمار ہوتا ہے تو بخار اور بے خوابی میں سارا جسم اس کا شریک ہو جاتا ہے۔“^(۲)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اتفاق اور اتحاد کی اہمیت کو سمجھنے اور آپس میں متفق و متحد ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کی ضرورت

اس آیت میں ایمان والوں کا ایک وصف یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں۔ فی زمانہ اس کام کی ضرورت بڑھتی جا رہی ہے کیونکہ آج کے دور میں مسلمانوں کی بھاری اکثریت بے عملی کا شکار ہے، نیکیاں کرنا، نفس کے لئے بے حد دشوار جبکہ گناہ کا ارتکاب کرنا بہت آسان ہو چکا ہے، مسجدوں کی ویرانی، سینما گھروں اور ڈرامہ گاہوں کی رونق، دین کا در در کھنے والوں کو رُلا دیتی ہے، ڈش انٹینا اور کیبل کے ذریعے ٹی وی اور انٹرنیٹ کا غلط استعمال کرنے والوں نے گویا اپنی آنکھوں سے حیا دھو ڈالی ہے، ضروریات کی تکمیل اور سہولیات کے حصول کی حد سے زیادہ جدوجہد نے مسلمانوں کی بھاری تعداد کو آخرت کی فکر سے غافل کر دیا ہے، گالی دینا، تہمت لگانا، بدگمانی کرنا، غیبت کرنا، چغلی کھانا، لوگوں کے عیب جاننے کی جستجو میں رہنا، لوگوں کے عیب اچھا لٹنا، جھوٹ بولنا، جھوٹے وعدے کرنا، کسی کا مال ناحق کھانا، خون بہانا، کسی کو شرعی اجازت کے بغیر تکلیف دینا، کسی کا قرض دبا لینا، کسی کی چیز وقتی طور پر لے کر واپس نہ کرنا، مسلمانوں کو برے القاب سے پکارنا، کسی کی چیز اسے ناگوار گزرنے کے باوجود اجازت کے بغیر استعمال کرنا، شراب پینا، جو اٹھیلنا، چوری کرنا، زنا کرنا، فلمیں ڈرامے دیکھنا، گانے باجے سننا، سود اور رشوت کا لین دین کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور انہیں ستانا، امانت میں خیانت کرنا، بدگمانی کرنا، عورتوں کا مردوں اور مردوں کا عورتوں کی نقالی کرنا، بے پردگی، غرور، تکبر، حسد،

①.....بخاری، کتاب المظالم والغصب، باب نصر المظلوم، ۱۲۷/۲، الحدیث: ۲۴۴۶۔

②.....مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب تراحم المؤمنین وتعاطفہم... الخ، ص ۱۳۹۶، الحدیث: ۶۶ (۲۵۸۶)۔

ریا کاری، اپنے دل میں کسی مسلمان کا بغض و کینہ رکھنا، غصہ آجانے پر شریعت کی حد توڑ ڈالنا، گناہوں کی حرص، حُبِ جاہ، بخل اور خود پسندی وغیرہ معاملات ہمارے معاشرے میں بڑی بے باکی کے ساتھ کئے جاتے ہیں حتیٰ کہ بظاہر نیک نظر آنے والے کسی شخص کے قریب جائیں تو وہ بھی بسا اوقات عقیدے کی خرابی، زبان کی بے احتیاطی، بدنگاہی اور بد اخلاقی وغیرہ کی آفتوں میں مبتلا نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کا، جذبہ، ہمت اور توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسْكَنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ۖ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ
أَكْبَرُ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے جن کے نیچے نہریں رواں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ مکانوں کا بسنے کے باغوں میں اور اللہ کی رضا سب سے بڑی یہی ہے بڑی مراد پانی۔

ترجمہ کنز العرفان: اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں سے جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، ان میں ہمیشہ رہیں گے اور عدن کے باغات میں پاکیزہ رہائشوں کا (وعدہ فرمایا ہے) اور اللہ کی رضا سب سے بڑی چیز ہے۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

﴿وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ﴾: اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں سے جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے۔
اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں وعیدیں اور ان کے لئے تیار کردہ جہنم کے عذاب کا ذکر فرمایا اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنین سے جس ثواب اور جزاء کا وعدہ فرمایا، اسے ذکر فرمایا ہے۔ (۱)
﴿فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ﴾: عدن کے باغات میں۔ ایک قول یہ ہے کہ ”عدن“ جنت میں ایک خاص جگہ کا نام ہے اور ایک قول یہ ہے کہ عدن جنت کی صفت ہے۔ (۲)

①.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۷۲، ۲/۲۶۰.

②.....تفسیر کبیر، التوبة، تحت الآية: ۷۲، ۶/۱۰۲.

آخر نعمتوں کے بارے میں

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے ایک روایت یہ ہے کہ جنتیں آٹھ ہیں اور ان کے نام یہ ہیں (1) دَارُ الْجَلَال - (2) دَارُ الْقَرَار - (3) دَارُ السَّلَام - (4) جَنَّتِ عَدْن - (5) جَنَّتِ مَأْوٰی - (6) جَنَّتِ خُلْد - (7) جَنَّتِ فَرْدَوْس - (8) جَنَّتِ نَعِیم - (1)

جنتِ عدن اور اس کی نعمتیں

جنتِ عدن کے بارے میں حضرت انس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے جنتِ عدن کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا، اس کی ایک اینٹ سفید موتی کی ہے، ایک سرخ یا قوت کی اور ایک سبز زبرجد کی ہے، مشک کا گارا ہے، اس کی گھاس زعفران کی ہے، موتی کی کنکریاں اور عنبر کی مٹی ہے۔“ (2)

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جب اللہ تعالیٰ نے جنتِ عدن کو پیدا فرمایا تو اس میں وہ چیزیں پیدا فرمائیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال آیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جنتِ عدن سے فرمایا ”مجھ سے کلام کر۔ اس نے کہا“ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ“ بیشک ایمان والے کامیاب ہو گئے۔“ (3)

﴿وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ﴾ اور اللہ کی رضا سب سے بڑی ہے۔ یعنی جنت کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت یہ ہوگی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جنتیوں سے راضی ہوگا۔ کبھی ناراض نہ ہوگا۔“ (4)

یہ نعمت تمام نعمتوں سے اعلیٰ اور عاشقانِ الہی کی سب سے بڑی تمنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اللہ تعالیٰ کا دیدار کسی عمل کا بدلہ نہ ہوگا بلکہ یہ خاص رب عَزَّوَجَلَّ کا عطیہ ہوگا۔ ”رَزَقْنَا اللہ تَعَالٰی بِجَآءِ حَبِیْبِہٖ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم“

دنیا میں اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کی علامت

کسی بندے سے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے

①.....روح البیان، الصف، تحت الآیة: ۱۲، ۵۰۸/۹.

②.....ابن ابی دنیا، صفة الجنة، ۳۱۹/۶، الحديث: ۲۰.

③.....معجم الاوسط، باب الالف، من اسمه احمد، ۲۱۵/۱، الحديث: ۷۳۸.

④.....خازن، التوبة، تحت الآیة: ۷۲، ۲۶۱/۲.

راضی ہوں اور اسے نیک اعمال کی توفیق ملے۔ جب اللہ عزَّ وَّجَلَّ کسی سے راضی ہوتا ہے تو فرشتوں میں اعلان ہوتا ہے کہ ہم اس سے راضی ہیں تم بھی اس سے راضی ہو جاؤ پھر تمام زمین والوں کے دلوں میں اس کی محبت پڑ جاتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو ندا کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت رکھتا ہے لہذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ حضرت جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام آسمانی مخلوق میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے لہذا تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین والوں (کے دلوں) میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔“ (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ بزرگانِ دین کی طرف دلوں کا مکمل ہونا ان کے محبوبِ الہی ہونے کی علامت ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ
جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْبَصِيرُ ﴿۴۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے غیب کی خبریں دینے والے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور کتنی بری پلٹنے کی جگہ ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ: اے غیب کی خبریں دینے والے نبی!﴾ اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے کر نہ پکارا جائے بلکہ اچھے القاب سے پکارا جائے جب خداوند قدوس عزَّ وَّجَلَّ ان کو نام لے کر نہیں پکارتا تو ہم کس شمار میں ہیں۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ واضح طور پر فرماتا ہے۔

لَا تَجْعَلُوا أَدْعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ
بَعْضِكُمْ بَعْضًا (۱)

﴿جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ﴾: کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو۔ یعنی کافروں پر تو تلوار اور جنگ سے اور منافقوں پر حجت قائم کرنے سے جہاد کرو اور ان سب پر سختی کرو۔ حضرت عبداللہ بن احمد نسفی رَحِمَهُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں ”ہر وہ شخص جس کے عقیدے میں فساد ہو اس کے بارے میں بھی یہی حکم ہے کہ حجت و دلائل کے ساتھ اس سے جہاد کیا جائے اور جتنا ممکن ہو اس کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا جائے۔“ (۲)

دین کیلئے کی جانے والی ہر کوشش جہاد ہے

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد صرف لڑائی کی شکل میں نہیں ہوتا بلکہ دین کیلئے کی جانے والی ہر کوشش جہاد ہے خواہ وہ زبان یا قلم سے ہو۔ یہ بھی واضح ہوا کہ جو علماء، دین حق اور عقیدہ صحیح کے تحفظ و بقا کیلئے تقریر و تحریر کے ذریعے کوشش کرتے ہیں وہ سب مجاہدین ہیں اور اس آیت مبارکہ پر عمل کرنے والے ہیں۔ اس میں مصنفین اور صحیح مقررین کیلئے بڑی بشارت و فضیلت ہے۔

دین کے دشمنوں پر سختی کرنے کا حکم

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کافروں اور منافقوں پر سختی کرنے کا حکم دیا، اس سے معلوم ہوا کہ دین و ایمان کے دشمنوں پر سختی کرنا اخلاقیات اور اسلامی تعلیمات کے منافی نہیں اور نہ ہی یہ شدت پسندی ہے بلکہ یہ عین اسلام کی تعلیمات اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے البتہ بے جا سختی یا اسلامی تعلیمات کے منافی قتل و غارتگری ضرور حرام ہے جیسے آج کل مسلک کے نام پر ایک دوسرے کو قتل کرنے کی مہم جاری ہے۔

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا الْكُفْرَ وَكَفَرُوا بَعْدَ
إِسْلَامِهِمْ وَهُمْ أَبْسَالُمُ يَنَالُوا وَمَاتَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ

①..... النور: ۶۳.

②..... مدارك، التوبة، تحت الآية: ۷۳، ص ۴۵.

وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ فَإِنْ يَتُوبُ أَيْكَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَإِنْ يَتَوَلَّوْا
يُعَذِّبُهُمُ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا ۖ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَمَالَهُمْ فِي الْأَرْضِ
مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿۷۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بیشک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آ کر کافر ہو گئے اور وہ چاہتا جو انہیں نہ ملا اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا تو اگر وہ توبہ کریں تو ان کا بھلا ہے اور اگر منہ پھیریں تو اللہ انہیں سخت عذاب کرے گا دنیا و آخرت میں اور زمین میں کوئی نہ ان کا حمایتی ہو گا نہ مددگار۔

ترجمہ کنز العرفان: منافقین اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے کچھ نہ کہا حالانکہ انہوں نے یقیناً کفر یہ کلمہ کہا اور وہ اپنے اسلام کے بعد کافر ہو گئے اور انہوں نے اس چیز کا قصد و ارادہ کیا جو انہیں نہ ملی اور انہیں یہی برا لگا کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا تو اگر وہ توبہ کریں تو ان کے لئے بہتر ہو گا اور اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ انہیں دنیا و آخرت میں سخت عذاب دے گا اور ان کے لئے زمین میں نہ کوئی حمایتی ہو گا اور نہ مددگار۔

﴿يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ: اللہ کی قسم کھاتے ہیں۔﴾ شان نزول: امام بغوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کلبی سے نقل کیا کہ یہ آیت جُلّاس بن سُوید کے بارے میں نازل ہوئی۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک روز سرور عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تبوک میں خطبہ فرمایا اس میں منافقین کا ذکر کیا اور ان کی بد حالی و بد مآلی کا ذکر فرمایا: یہ سن کر جُلّاس نے کہا کہ اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سچے ہیں تو ہم لوگ گدھوں سے بدتر ہیں۔ جب حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ واپس تشریف لائے تو حضرت عامر بن قیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جُلّاس کا مقولہ بیان کیا۔ جُلّاس نے انکار کیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! عامر نے مجھ پر چھوٹ بولا ہے۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دونوں کو حکم فرمایا کہ منبر کے پاس قسم کھائیں۔ جُلّاس نے عصر کے بعد منبر کے پاس کھڑے ہو کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم کھائی کہ یہ

بات اس نے نہیں کہی اور عامر نے اس پر جھوٹ بولا پھر حضرت عامر رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے کھڑے ہو کر قسم کھائی کہ بے شک یہ مقولہ جُلَّاس نے کہا اور میں نے اس پر جھوٹ نہیں بولا۔ حضرت عامر رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی: یارب! عَزَّوَجَلَّ، اپنے نبی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر سچے آدمی کی تصدیق نازل فرما۔ ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ہی حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ آیت میں ”فَإِنْ يَتُوبْؤُا إِلَيْكَ خَيْرًا لَّهُمْ“ سن کر جُلَّاس کھڑے ہو گئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، سنئے، اللہ تعالیٰ نے مجھے توبہ کا موقع دیا، حضرت عامر بن قیس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے جو کچھ کہا سچ کہا اور میں نے وہ کلمہ کہا تھا اور اب میں توبہ واستغفار کرتا ہوں۔ رحمتِ عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور وہ توبہ پر ثابت رہے۔^(۱) اس آیت میں جمع کے صیغے ذکر کئے گئے حالانکہ توہین آمیز بات کہنے والا شخص ایک تھا، اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ باقی منافق اس بات پر راضی ہونے کی وجہ سے کہنے والے کی طرح ہیں۔^(۲)

﴿وَهُمْ أَيْسَارُكُمْ يَبْتَائُوا﴾ اور انہوں نے اس چیز کا قصد وارادہ کیا جو انہیں نہ ملی۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد منافقین کا نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سواری سے گرانے کا ارادہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ پندرہ کے قریب منافقین کے ایک گروہ نے یہ منصوبہ بنایا تھا کہ تبوک سے واپسی پر رات کے اندھیرے میں کسی گھائی پر نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ان کی سواری سے گرا کے شہید کر دیا جائے۔ حضرت حذیفہ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سواری پیچھے سے ہانک رہے تھے اور حضرت عمار بن یاسر رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سواری کی لگام تھامے آگے چل رہے تھے۔ اسی دوران جب حضرت حذیفہ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے اونٹوں اور اسلحے کی آواز سنی تو انہوں نے پکار کر کہا کہ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دشمنو! دور ہو جاؤ، دور ہو جاؤ۔ یہ سن کر منافقین بھاگ گئے۔^(۳)

ایک قول یہ ہے کہ منافقین نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا کے بغیر عبد اللہ بن ابی کی تاج پوشی کا ارادہ کیا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے جس چیز کا قصد وارادہ کیا تھا وہ انہیں نہ ملی۔^(۴)

①..... بغوی، التوبة، تحت الآية: ۷۴، ۲/۲۶۳.

②..... روح البیان، التوبة، تحت الآية: ۷۴، ۳/۴۶۷.

③..... بیضاوی، براءة، تحت الآية: ۷۴، ۳/۱۵۸-۱۵۹.

④..... ابو سعود، براءة، تحت الآية: ۷۴، ۲/۴۲۸.

امام مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جلاس نے افشائے راز کے اندیشہ سے حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا ارادہ کیا تھا اس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ پورا نہ ہوا۔^(۱)

﴿أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾: اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ ﴿﴾ اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف آوری سے پہلے یہ منافق تنگدستی کی حالت میں زندگی بسر کرتے تھے۔ جب مدینہ منورہ میں رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد ہوئی تو ان کے صدقے غنیمت میں مال و دولت پا کر یہ منافق خوشحال ہو گئے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ جلاس کا غلام قتل کر دیا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بارہ ہزار درہم اس کی دیت ادا کرنے کا حکم دیا تو دیت پا کر وہ غنی گیا۔^(۲)

یہاں آیت میں غنی کرنے کی نسبت اللہ عز و جل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کی گئی ہے۔ اس پر تفصیلی کلام اسی سورت کی آیت نمبر 62 کی تفسیر میں گزر چکا ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰمَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٤٥﴾ فَلَمَّا اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٤٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ان میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے۔ تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ان میں کچھ وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا ہوا ہے کہ اگر اللہ ہمیں اپنے فضل سے دے گا

①.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۷۴، ۲/۲۶۲.

②.....تفسیر کبیر، التوبة، تحت الآية: ۷۴، ۶/۱۰۴.

تو ہم ضرور صدقہ دیں گے اور ہم ضرور صالحین میں سے ہو جائیں گے۔ پھر جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا تو اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے۔

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ : اِذَا رَاوْا سُلٰطٰنًا فَسَبّوْهُ وَاَعَادُوْا اِلٰیہِ الْوَدَّاعَۃَ ۚ فَاِذَا خَرَجُوْا مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْہِ فَقَالُوْا لِمَ لَمْ يَخْرُجْ ۚ فَاِنْ رَآوْهُ فَقَالُوْا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَبَّوْاۤیَہُ ۚ فَاِنْ رَآوْهُ فَقَالُوْا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَبَّوْاۤیَہُ ۚ فَاِنْ رَآوْهُ فَقَالُوْا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَبَّوْاۤیَہُ ۚ﴾^(۱)

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ اس کے لئے مالدار ہونے کی دعا فرمائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ثعلبہ تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کرے اس بہت سے بہتر ہے جس کا شکر ادا نہ کر سکے۔ دوبارہ پھر ثعلبہ نے حاضر ہو کر یہی درخواست کی اور کہا اسی کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا کہ اگر وہ مجھے مال دے گا تو میں ہر حق والے کا حق ادا کروں گا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بکریوں میں برکت فرمائی اور اتنی بڑھیں کہ مدینہ میں ان کی گنجائش نہ ہوئی تو ثعلبہ ان کو لے کر جنگل میں چلا گیا اور جمعہ و جماعت کی حاضری سے بھی محروم ہو گیا۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا حال دریافت فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ اس کا مال بہت کثیر ہو گیا ہے اور اب جنگل میں بھی اس کے مال کی گنجائش نہ رہی۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ثعلبہ پر افسوس پھر جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے زکوٰۃ کے وصول کرنے والے بھیجے تو لوگوں نے انہیں اپنے اپنے صدقات دیئے، جب ثعلبہ سے جا کر انہوں نے صدقہ مانگا اس نے کہا یہ تو ٹیکس ہو گیا، جاؤ میں پہلے سوچ لوں۔ جب یہ لوگ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کچھ عرض کرنے سے قبل دو مرتبہ فرمایا، ثعلبہ پر افسوس۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی پھر ثعلبہ صدقہ لے کر حاضر ہوا تو سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے قبول فرمانے کی ممانعت فرمادی، وہ اپنے سر پر خاک ڈال کر واپس ہوا۔ پھر اس صدقہ کو خلافت صدیقی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لایا انہوں نے بھی اسے قبول نہ فرمایا۔ پھر خلافت فاروقی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لایا انہوں نے بھی قبول نہ فرمایا اور خلافت عثمانی میں یہ شخص ہلاک ہو گیا۔^(۱)

ثعلبہ کی توبہ کیوں قبول نہ ہوئی

ثعلبہ کی توبہ اس لئے قبول نہیں ہوئی کہ اس کا توبہ کرنا اور رونا دھونا دل سے نہ تھا بلکہ لوگوں کے درمیان اس کے

1.....مدارک، التوبہ، تحت الآية: ۷۵، ص ۴۶، ملقطاً.

مردود ہونے کی وجہ سے جو ذلت ہو رہی تھی وہ اس سے بچنے کیلئے واویلا کر رہا تھا تو چونکہ توبہ صدقِ دل سے نہ تھی اس لئے مقبول نہ ہوئی۔

ثعلبہ کے نام سے متعلق ایک اہم وضاحت

یہاں ایک وضاحت کر دینا مناسب ہے اور وہ یہ کہ تفسیر حدیث اور سیرت کی عام کتب میں اس شخص کا نام ”ثعلبہ بن حاطب“ لکھا ہوا ہے، علامہ ابن حجر عسقلانی اور علامہ ابن اثیر جزیری کی تحقیق یہ ہے کہ اس شخص کا نام ”ثعلبہ بن حاطب“ درست نہیں کیونکہ ثعلبہ بن حاطب بدری صحابی ہیں اور وہ جنگِ اُحد میں شہید ہو گئے تھے اور بدری صحابہ کے بارے میں قرآن و حدیث میں جو کچھ فرمایا گیا ہے اس کی روشنی میں دیکھا جائے تو ثعلبہ بن حاطب اس آیت کا مصداق نہیں ہو سکتے نیز جب وہ جنگِ اُحد میں شہید ہو گئے تو وہ اس کے مصداق ہو ہی نہیں سکتے کہ یہ شخص تو زمانہ عثمانی میں مرا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ آیت میں جس شخص کا واقعہ مذکور ہے وہ ثعلبہ بن حاطب کے علاوہ کوئی اور ہے اور تفسیر ابن مردودہ میں مذکور حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت کے مطابق وہ شخص ”ثعلبہ بن ابو حاطب“ تھا۔ علامہ محمد بن یوسف صالحي دَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے الاستیعاب میں اور علامہ زبیدی دَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اتحاف میں اس تحقیق سے اتفاق کیا ہے۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان دَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”یہ شخص جس کے باب میں یہ آیت اتری ثعلبہ ابن ابی حاطب ہے اگرچہ یہ بھی قوم اوس سے تھا اور بعض نے اس کا نام بھی ثعلبہ ابن حاطب کہا۔ مگر وہ بدری خود زمانہ اقدس حضور پُر نور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں جنگِ اُحد میں شہید ہوئے اور یہ منافق زمانہ خلافتِ امیر المومنین عثمان غنی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ میں مرا۔“ (1)

اور علامہ شریف الحق امجدی دَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”صحیح یہ ہے کہ (وہ شخص) ثعلبہ بن ابی حاطب ہے جیسا کہ خازن اور اصابعہ میں ہے۔ ثعلبہ بن حاطب بن عمر و صحابی مخلص تھے جو بدر اور اُحد میں شریک ہوئے اور اُحد میں شہید ہوئے، اور یہ ثعلبہ بن ابی حاطب خلافتِ عثمانی میں مرا۔“ (2)

فَاعْقِبْهُمْ نَفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ إِلَى يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللَّهَ مَا

①..... فتاویٰ رضویہ، نواد تفسیر یہ وعلوم قرآن، ۲۶/۳۵۳-۲۵۴۔

②..... فتاویٰ شارح بخاری، عقائد متعلقہ صحابہ کرام، ۱۲/۳۳۔

وَعَدُوهُ وَبِهَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن تک کہ اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو اللہ نے انجام کے طور پر اس دن تک کے لئے ان کے دلوں میں منافقت ڈال دی جس دن وہ اس سے ملیں گے کیونکہ انہوں نے اللہ سے وعدہ کر کے وعدہ خلافی کی اور جھوٹ بولتے رہے۔

﴿فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ﴾: تو اللہ نے انجام کے طور پر ان کے دلوں میں منافقت ڈال دی۔ امام فخر الدین رازی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ عہد شکنی اور وعدہ خلافی سے نفاق پیدا ہوتا ہے تو مسلمان پر لازم ہے کہ ان باتوں سے احتراز کرے اور عہد پورا کرنے اور وعدہ وفا کرنے میں پوری کوشش کرے۔^(۱)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”منافق کی تین نشانیاں ہیں (۱) جب بات کرے جھوٹ بولے۔ (۲) جب وعدہ کرے خلاف کرے۔ (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے خیانت کرے۔“^(۲)

آیت ”فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ“ سے ماخوذ ہونے والی معلومات

اس آیت سے مزید ۴ باتیں یہ معلوم ہوئیں،

(۱)..... بعض گناہ کبھی بدعتیہ کی تک پہنچا دیتے ہیں۔

(۲)..... غریبی میں خدا غرّو و جلّ کو یاد کرنا اور امیری میں بھول جانا منافقت کی علامت ہے۔

(۳)..... آدمی کا ایمان و تقویٰ سے محروم ہو جانا بھی عذاب الہی ہے۔

(۴)..... حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے وعدہ کرنا اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرنا ہے کیونکہ ثعلبہ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے وعدہ کیا تھا۔



①..... تفسیر کبیر، التوبة، تحت الآية: ۷۷، ۱۰۸/۶-۱۰۹.

②..... بخاری، کتاب الایمان، باب علامة المنافق، ۲۴/۱، الحدیث: ۳۳.

اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدوں سے متعلق مسلمانوں کا حال

غلبہ کے طرزِ عمل کو سامنے رکھ کر ہم اپنے حالات میں غور کریں تو یہ نظر آئے گا کہ ہم میں بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کے پاس مال نہیں یا کہیں سے مال ملنے کی امید ہے تو وہ یہ دعائیں کرتے ہیں کہ اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، تو ہمیں مال عطا فرما، ہم اس مال کے ذریعے فلاں نیک کام کریں گے، اس سے فلاں کی مدد کریں گے اور تیرا دیا ہوا مال غریبوں کی بھلائی اور ان کی بہتری میں خرچ کریں گے۔ اسی طرح بعض لوگ کسی بڑے مالی نقصان، شدید بیماری یا حادثے سے بچ جانے کے دوران یا بچ جانے کے بعد اللہ تعالیٰ سے بہت سے وعدے کرتے ہیں کہ اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، تو ہماری فلاں مشکل اور پریشانی دور فرما دے اور ہمیں فلاں بیماری یا حادثے کی وجہ سے ہونے والے زخموں سے شفا عطا کر دے، ہم اب کبھی تیری نافرمانی نہیں کریں گے اور تیری فرمانبرداری والے کاموں میں اپنی زندگی بسر کریں گے، نماز روزے کی پابندی کریں گے، اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیں گے، ہم نے جن لوگوں کے حقوق ضائع کئے ہیں وہ پورے کر دیں گے، خود بھی نیک بنیں گے اور دوسروں کو بھی نیک بنانے کی کوششوں میں مصروف ہو جائیں گے۔ اسی طرح کچھ لوگ اپنے کسی قریبی عزیز کے اچانک فوت ہو جانے پر دنیا کے عیش و عشرت اور اس کی رنگینیوں سے دور ہونے اور اپنی قبر و آخرت کی تیاری میں مصروف ہونے کے وعدے کرتے ہیں لیکن جب انہیں مال مل جاتا ہے اور ان پر آنے والی مصیبت ٹل جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں شدید بیماری اور زخمی حالت سے شفا عطا کر دیتا ہے اور قریبی عزیز کے انتقال کو کچھ وقت گزر جاتا ہے تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے سب وعدے بھول جاتے ہیں اور مال ملنے کے بعد اسے نیک کاموں میں خرچ کرنے کا سوچتے نہیں اور غریبوں کو اچھی نظر سے دیکھنا تک گوارا نہیں کرتے اور اپنی سابقہ گناہوں بھری زندگی میں مشغول ہو کر قبر و آخرت کی تیاری سے بالکل غافل ہو جاتے ہیں۔ قرآن اس طرزِ عمل کو منافقوں کا طرزِ عمل قرار دیتا ہے اور یقیناً یہ ایک سچے مسلمان کا کردار نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت نصیب کرے اور انہیں کامل مسلمان بننے کی توفیق عطا کرے، آمین۔

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَأَنَّ اللَّهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿٤٨﴾ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللَّهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ٤٩

ترجمہ کنزالایمان: کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ان کے دل کی چھپی اور ان کی سرگوشی کو جانتا ہے اور یہ کہ اللہ سب غیبوں کا بہت جاننے والا ہے۔ وہ جو عیب لگاتے ہیں ان مسلمانوں کو کہ دل سے خیرات کرتے ہیں اور ان کو جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت سے تو ان سے ہنستے ہیں اللہ ان کی ہنسی کی سزا دے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا انہیں معلوم نہیں تھا کہ اللہ ان کے دل کی ہر چھپی بات اور ان کی ہر سرگوشی کو جانتا ہے اور یہ کہ اللہ سب غیبوں کو خوب جاننے والا ہے۔ اور وہ جو دل کھول کر خیرات دینے والے مسلمانوں پر اور ان پر جو اپنی محنت مشقت کی بقدر ہی پاتے ہیں عیب لگاتے ہیں پھر ان کا مذاق اڑاتے ہیں تو اللہ انہیں ان کے مذاق اڑانے کی سزا دے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

﴿أَلَمْ يَعْلَمُوا﴾ کیا انہیں معلوم نہیں تھا۔ ﴿یعنی ان منافقین کو معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ پر کچھ مخفی نہیں، وہ ان کے دلوں کی بات بھی جانتا ہے اور جو آپس میں وہ ایک دوسرے سے کہیں وہ بھی جانتا ہے اور جب اللہ عزَّوَجَلَّ کی شان یہ ہے کہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے تو ان کا حال اللہ تعالیٰ سے کیسے مخفی رہ سکتا تھا۔﴾^(۱)

﴿الَّذِينَ يَكْمُرُونَ﴾ وہ جو عیب لگاتے ہیں۔ ﴿شان نزول: جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو لوگ صدقہ لائے، ان میں بعض بہت زیادہ مال لائے انہیں تو منافقین نے ریا کار کہا اور کوئی تھوڑا سا مال لے کر آیا تو منافقین نے ان کے متعلق کہا: اللہ تعالیٰ کو اس کی کیا پرواہ، (یعنی اتنا تھوڑا دینے کا کیا فائدہ۔) اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو صدقہ کی رغبت دلائی تو حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار ہزار درہم لائے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، میرا

کل مال آٹھ ہزار درہم تھا چار ہزار تو یہ راہِ خدا میں حاضر ہے اور چار ہزار میں نے گھر والوں کے لئے روک لئے ہیں۔ حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا جو تم نے دیا اللہ تعالیٰ اس میں برکت فرمائے اور جو روک لیا اس میں بھی برکت فرمائے۔ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ ان کا مال بہت بڑھا یہاں تک کہ جب ان کی وفات ہوئی تو انہوں نے دو بیویاں چھوڑیں، انہیں آٹھواں حصہ ملا جس کی مقدار ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم تھی۔ حضرت ابو عقیل انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ چار کلو کے قریب کھجوریں لے کر حاضر ہوئے اور انہوں نے بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں عرض کیا کہ ”میں نے آج رات پانی کھینچنے کی مزدوری کی، اس کی اجرت دو صاع کھجوریں ملیں، ایک صاع تو میں گھر والوں کے لئے چھوڑ آیا اور ایک صاع راہِ خدا میں حاضر ہے۔ حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ صدقہ قبول فرمایا اور اس کی قدر کی۔ (۱)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مال کی مقدار نہیں بلکہ دلوں کا خلوص دیکھا جاتا ہے

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں مال کی مقدار نہیں دیکھی جاتی بلکہ دلوں کا خلوص دیکھا جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”بے شک اللہ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔ (۲)

آیت ”الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الْمَظْهَرَاتِ“ سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے تین چیزیں معلوم ہوئیں۔

- (۱)..... جو لوگ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی ہر عبادت کو نفاق یا دکھلاوے پر محمول کرتے ہیں اور صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ پر طعن کرتے ہیں وہ منافقین ہیں۔
- (۲)..... نیک لوگوں کا نیکی پر مذاق اڑانا منافقین کا کام ہے۔ آج بھی بہت سے مسلمان کہلانے والوں کو فلموں، ڈراموں سے تو تکلیف نہیں ہوتی البتہ دینی شعائر پر عمل کرنے، دینی حلیہ اپنانے، دین کا نام لینے سے تکلیف ہوتی ہے اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔



①..... خازن، التوبة، تحت الآية: ۷۹، ۲/۲۶۵.

②..... مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم ظلم المسلم وحذله واحتقاره... الخ، ص ۱۳۸۷، الحديث: ۳۴ (۲۵۶۴).

(3)..... نیک بندوں کا مذاق اڑانا، انہیں تہمت لگانا، رب تعالیٰ سے مقابلہ کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا بدلہ لیتا ہے۔

اَسْتَغْفِرُ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ ۖ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۖ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ۖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۸۰

توجہ کنز الایمان: تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اگر تم ستر بار ان کی معافی چاہو گے تو اللہ ہرگز انہیں نہیں بخشے گا یہ اس لیے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے منکر ہوئے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

توجہ کنز العرفان: (اے حبیب!) تم ان کی مغفرت کی دعا مانگو یا نہ مانگو، اگر تم ستر بار بھی ان کی مغفرت طلب کرو گے تو اللہ ہرگز ان کی مغفرت نہیں فرمائے گا۔ یہ اس لیے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا کرتے تھے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

﴿اَسْتَغْفِرُ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ﴾: (اے حبیب!) تم ان کی مغفرت کی دعا مانگو یا نہ مانگو۔ ﴿شان نزول﴾: اوپر کی آیتیں جب نازل ہوئیں اور منافقین کا نفاق کھل گیا اور مسلمانوں پر ظاہر ہو گیا تو منافقین سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے معذرت کر کے کہنے لگے کہ آپ ہمارے لئے استغفار کیجئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز ان کی مغفرت نہ فرمائے گا چاہے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم استغفار میں مبالغہ کریں۔ (1)

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ﴾: یہ اس لیے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا کرتے تھے۔ ﴿اس آیت میں منافقوں کو نہ بخشے کی وجہ بیان فرمائی گئی کہ وہ اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے منکر ہیں اور جو ان کا منکر ہو اور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے لئے اپنی رحمت عامہ کی بنا پر دعا بھی کر دیں، تب بھی اللہ

عَزَّ وَجَلَّ اسے نہ بخشے گا۔ اس نہ بخشے میں حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی انتہائی عظمت کا اظہار ہے کہ آپ کا منکر جنت میں نہیں جاسکتا۔ معلوم ہوا کہ کافر کو کسی کی دعائے مغفرت فائدہ نہیں دیتی، اس کی بخشش ناممکن ہے۔

﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾ اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ ﴿﴾ اس سے مراد یہ ہے کہ جو ایمان سے خارج ہوں، جب تک کہ وہ کفر پر قائم رہیں اللہ عَزَّ وَجَلَّ انہیں ہدایت نہیں دیتا۔ ^(۱) اور جو ہدایت کا ارادہ کرے، ہدایت اسے ہی ملتی ہے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ جبراً کسی کو ہدایت نہیں دیتا۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِہُمْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوا اَنْ يُجَاهِدُوْا
بِاَمْوَالِہِمۡ وَاَنْفُسِہِمۡ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ قُلْ نَّارُ
جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۚ لَوْ كَانُوْا یَفْقَهُوْنَ ۝۱۱

توجہ کنزا لایمان: پیچھے رہ جانے والے اس پر خوش ہوئے کہ وہ رسول کے پیچھے بیٹھ رہے اور انہیں گوارا نہ ہوا کہ اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں لڑیں اور بولے اس گرمی میں نہ نکلوتے فرماؤ جہنم کی آگ سب سے سخت گرم ہے کسی طرح انہیں سمجھ ہوتی۔

توجہ کنزا لعرفان: پیچھے رہ جانے والے اس بات پر خوش ہوئے کہ وہ اللہ کے رسول کے پیچھے بیٹھ رہے اور انہیں یہ بات ناپسند تھی کہ اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کریں اور انہوں نے کہا: اس گرمی میں نہ نکلے۔ تم فرماؤ: جہنم کی آگ شدید ترین گرم ہے۔ کسی طرح یہ لوگ سمجھ لیتے۔

﴿فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ﴾ پیچھے رہ جانے والے خوش ہوئے۔ ﴿﴾ غزوہ تبوک میں گرمی کی شدت، سفر کی دوری، زادِ راہ کی کمی اور جان کے خوف کی وجہ سے منافقین کی ایک بڑی تعداد جہاد میں ساتھ نہ گئی تھی بلکہ حیلے بہانے کر کے پیچھے رہ گئی اور یہ لوگ پیچھے رہ جانے پر بڑے خوش تھے کہ شکر ہے کہ تکلیفوں سے جان چھوٹ گئی۔ یہاں انہی لوگوں کے بارے میں فرمایا

جار ہا ہے کہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے اس بات پر خوش ہوئے کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے بیٹھے رہے اور بہانے بنا کر غزوہ تبوک میں نہ گئے۔

﴿وَكُرْهُوْا:﴾ اور انہیں یہ بات ناپسند تھی۔ ﴿﴾ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کی برکت سے نیک اعمال پر دلیری پیدا ہوتی ہے اور کفر و نفاق کی وجہ سے کم ہمتی پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”منافقین پر سب نمازوں میں زیادہ بھاری نماز عشا و فجر ہے اور جو ان میں فضیلت ہے، اگر جانتے تو ضرور حاضر ہوتے اگرچہ سرین کے بل گھسٹتے ہوئے آتے۔“ (۱)

نفاق کی ایک علامت

اس آیت وحدیث سے سمجھ آتا ہے کہ جس کو گناہ آسان معلوم ہوں اور نیک کام بھاری محسوس ہوں اور اس وجہ سے وہ گناہ کرے اور نیکیاں نہ کرے تو اس کے دل میں نفاق کی ایک علامت موجود ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اس سے محفوظ رکھے، آمین۔

﴿وَقَالُوا لَا تَنْفِرْ فِي الْحَرِّ﴾ اور انہوں نے کہا: اس گرمی میں نہ نکلو۔ ﴿﴾ غزوہ تبوک کے موقع پر موسم بہت گرم تھا۔ اور وہ جگہ بھی بہت گرم تھی۔ وقت اور علاقے کی گرمی جمع ہو گئی تو ان لوگوں نے ایک دوسرے سے یہ کہا: اس گرمی میں نہ نکلو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، تم فرماؤ: جہنم کی آگ شدید ترین گرم ہے۔ اگر یہ جانتے تو تھوڑی دیر کی گرمی برداشت کر لیتے اور ہمیشہ کی آگ میں جلنے سے اپنے آپ کو بچا لیتے۔ (۲)

حضرت ابوخیثمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا واقعہ

یہ تو منافقین کا حال تھا، اب یہاں حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ایک سچے عاشق کا حال سنئے۔ چنانچہ واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ حضرت ابوخیثمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ غزوہ تبوک میں جانے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے مگر ایک دن وہ شدید گرمی میں کہیں باہر سے آئے تو ان کی بیوی نے چھپر میں چھڑکاؤ کر رکھا تھا۔ تھوڑی دیر اس سایہ دار اور ٹھنڈی جگہ

①..... معجم الکبیر، ومن مسند عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، ۹۹/۱۰، الحدیث: ۱۰۰۸۲۔

②..... قرطبی، براءۃ، تحت الآیۃ: ۸۱، ۱۱۵/۴، الجزء الثامن، ملخصاً۔

میں بیٹھے لیکن پھر اچانک ان کے دل میں حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خیال آ گیا۔ اپنی بیوی سے کہا کہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ میں تو اپنی چھپر میں ٹھنڈک اور سایہ میں آرام و چین سے بیٹھا رہوں اور خدا غَوَّ جَلَّ کے مقدس رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس دھوپ کی تمازت اور شدید لو کے تھپڑوں میں سفر کرتے ہوئے جہاد کے لئے تشریف لے جا رہے ہوں، ایک دم ان پر ایسا جوشِ ایمانی سوار ہوا کہ توشہ کیلئے کھجور لے کر ایک اونٹ پر سوار ہو گئے اور تیزی کے ساتھ سفر کرتے ہوئے روانہ ہو گئے۔ لشکر والوں نے دور سے ایک شتر سوار کو دیکھا تو حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ابوخیثمہ ہوں گے، اس طرح یہ لشکرِ اسلام میں پہنچ گئے۔ (۱)

فَلْيُصْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا ۚ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۸۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو انہیں چاہیے کہ تھوڑا ہنسیں اور بہت روئیں بدلہ اس کا جو کماتے تھے۔

ترجمہ کنز العرفان: تو انہیں چاہیے کہ تھوڑا ہنس لیں اور بہت زیادہ روئیں (یہ) ان کے اعمال کا بدلہ ہے۔

﴿فَلْيُصْحَكُوا قَلِيلًا﴾: تو انہیں چاہیے کہ تھوڑا ہنس لیں۔ ﴿اس آیت میں منافقین کو تھوڑا ہنسنے اور بہت رونے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ منافقین کی حالت کی خبر دینے کے طور پر کلام کیا گیا ہے۔ آیت کا معنی یہ ہے کہ منافقین اگرچہ اپنی ساری زندگی ہنسیں اور خوشیاں منائیں یہ کم ہے کیونکہ دنیا اپنی درازی کے باوجود قلیل ہے اور آخرت میں ان کا غم اور رونا بہت زیادہ ہوگا کیونکہ آخرت کی سزا ہمیشہ کے لئے ہوگی، کبھی ختم نہ ہوگی اور ختم ہو جانے والی چیز نہ ختم ہونے والی کے مقابلے میں تھوڑی ہی ہے۔ (۲)

تفسیر خازن میں ہے دنیا میں خوش ہونا اور ہنسنا چاہے کتنی ہی دراز مدت کے لئے ہو مگر وہ آخرت کے رونے کے مقابل تھوڑا ہے کیونکہ دنیا فانی ہے اور آخرت دائم اور باقی ہے۔ آخرت کا رونا دنیا میں ہنسنے اور خبیث عمل کرنے کا بدلہ ہے۔ (۳)

تھوڑا ہنسیں اور زیادہ رونا

اس آیت میں اگرچہ منافقین سے متعلق کلام ہے البتہ جداگانہ طور پر ہمیں بہر حال یہی حکم دیا گیا ہے کہ تھوڑا ہنسیں

①.....زرقانی، ثم غزوة تبوك، ۸۲/۴.

②.....تفسیر کبیر، التوبة، تحت الآية: ۸۲، ۱۱۴/۶، ملخصاً.

③.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۸۲، ۲۶۷/۲.

اور گریہ وزاری زیادہ کیا کریں۔ چنانچہ حضرت انس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرورِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ”اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تھوڑا ہنستے اور بہت روتے۔“ (۱)

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگو! روؤ، اگر تمہیں رونانا آئے تو رونے کی کوشش کرو کیونکہ جہنمی جہنم میں روئیں گے حتیٰ کہ ان کے آنسو ان کے چہروں پر اس طرح بہیں گے گویا کہ وہ نہریں ہیں یہاں تک کہ ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے، پھر ان کا خون بہنے لگے گا اور وہ خون اتنا زیادہ بہہ رہا ہوگا کہ اگر اس میں کشتی چلائی جائے تو چل پڑے۔“ (۲)

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیمار ہوئے تو نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور ساتھ حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ تھے۔ جب اندر داخل ہوئے تو انہیں گھر والوں کے جھرمٹ میں پایا، ارشاد فرمایا: کیا فوت ہو گئے؟ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نہیں۔ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رونے لگے، جب لوگوں نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو روتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے۔ ارشاد فرمایا ”سنو! بے شک اللہ تعالیٰ آنکھ کے بہنے اور دل کے مغموم ہونے پر عذاب نہیں دیتا بلکہ اس کی وجہ سے عذاب دیتا ہے یا رحم فرماتا ہے، اور زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔“ (۳)

نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک مرتبہ حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں تو آپ نے دریافت فرمایا: ”اے جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام! تم کیوں روتے ہو حالانکہ تم بلند ترین مقام پر فائز ہو؟ انہوں نے عرض کی ”میں کیوں نہ روؤں کہ میں رونے کا زیادہ حق دار ہوں کہ کہیں میں اللہ تعالیٰ کے علم میں اپنے موجودہ حال کے علاوہ کسی دوسرے حال میں نہ ہوں اور میں نہیں جانتا کہ کہیں ابلیس کی طرح مجھ پر ابتلا نہ آجائے کہ وہ بھی فرشتوں میں رہتا تھا اور میں نہیں جانتا کہ مجھ پر کہیں باروت و ماروت کی طرح آزمائش نہ آجائے۔ یہ سن کر رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی رونے لگے۔ یہ دونوں روتے رہے یہاں تک کہ نداء دی گئی، ”اے جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام! اور اے محمد! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

①.....بخاری، کتاب التفسیر، باب لا تسألوا عن اشیاء... الخ، ۳/۲۱۷، الحدیث: ۴۶۲۱.

②.....شرح السنہ، کتاب الفتن، باب صفة النار واهلها، ۵۶۵/۷، الحدیث: ۴۳۱۴.

③.....بخاری، کتاب الجنائز، باب البكاء عند المریض، ۱/۴۴۱، رقم ۱۳۰۴.

وَاللّٰهُ وَسَلَّمَ، اللّٰهُ تَعَالٰی نے تم دونوں کو نافرمانی سے محفوظ فرما دیا ہے۔“ پھر حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام چلے گئے اور رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم باہر تشریف لے آئے۔^(۱)

اللّٰہ تَعَالٰی ہمیں بھی کم ہنسنے، اپنی آخرت کے بارے میں فکر مند ہونے اور گریہ وزاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

فَإِنْ رَجَعَكَ اللَّهُ إِلَى طَائِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَأْذِنُوكَ لِلْخُرُوجِ فَقُلْ لَّنْ
تَخْرُجُوا مَعِيَ أَبَدًا وَلَن تُقَاتِلُوا مَعِيَ عَدُوًّا إِنَّكُمْ رَضِيتُمْ بِالْقُعُودِ
أَوَّلَ مَرَّةٍ فَاتَّعَدُوا مَعَ الْخُلَفَاءِ ۝۱۳

ترجمہ کنزالایمان: پھر اے محبوب اگر اللّٰہ تمہیں ان میں سے کسی گروہ کی طرف واپس لے جائے اور وہ تم سے جہاد کو نکلنے کی اجازت مانگیں تو تم فرمنا تم کبھی میرے ساتھ نہ چلو اور ہرگز میرے ساتھ کسی دشمن سے نہ لڑو تم نے پہلی دفعہ بیٹھ رہنا پسند کیا تو بیٹھ رہو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر اے حبیب! اگر اللّٰہ تمہیں ان میں سے کسی گروہ کی طرف واپس لے جائے اور وہ تم سے جہاد میں ساتھ نکلنے کی اجازت مانگیں تو تم فرمادینا کہ تم کبھی بھی میرے ساتھ نہ چلو اور ہرگز میرے ساتھ کسی دشمن سے نہ لڑو۔ تم نے پہلی دفعہ بیٹھ رہنے کو پسند کیا تو (اب) پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ بیٹھ رہو۔

﴿فَإِنْ رَجَعَكَ اللَّهُ إِلَى طَائِفَةٍ مِّنْهُمْ: پھر اے محبوب! اگر اللّٰہ تمہیں ان میں سے کسی گروہ کی طرف واپس لے جائے۔﴾
یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اب جو آپ غزوہ تبوک سے واپس مدینہ منورہ پہنچیں گے تو منافقین دھوکہ دہی کے لئے کہیں گے کہ حضور! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ہم کو اجازت دیں کہ آئندہ جہاد میں آپ کے ہمراہ چلیں۔^(۲)

①.....مکاشفة القلوب، الباب التاسع بعد المائة فی التَّوْبَةِ من عذاب جہنم، ص ۳۱۷.

②.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۸۳، ۲/۲۶۷.

اس میں غیبی خبر ہے کہ وہ ایسا کہیں گے۔

﴿فَاقْعُدُوا مَعَ الْخَافِينَ﴾: تو (اب) پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ بیٹھ رہو۔ یعنی اب اگر منافقین جہاد میں ساتھ چلنے کی اجازت مانگیں تو ان سے فرما دو کہ اب تم ہرگز کبھی بھی میرے ساتھ نہ چلو اور نہ ہی میرے ساتھ کسی دشمن سے لڑو۔ تم نے پہلی دفعہ جہاد سے پیچھے بیٹھ رہنے کو پسند کیا تو اب بھی پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ بیٹھ رہو یعنی عورتوں بچوں بیماروں اور اپاہجوں کے ساتھ بیٹھ رہو۔

صلح کیلئے قرآن کے خلاف ہے

اس سے ثابت ہوا کہ جس شخص سے دھوکہ اور فریب ظاہر ہو اس سے تعلق ختم کر دینا اور علیحدگی اختیار کر لینی چاہیے اور محض اسلام کے مدعی ہونے سے کسی کو ساتھ ملا لینے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ منافقین کے جہاد میں جانے کو منع فرمایا۔^(۱)

آج جو لوگ کہتے ہیں کہ ہر کلمہ کو کوملا لو اور اس کے ساتھ اتفاق و اتحاد کرو یہ اس حکم قرآنی کے بالکل خلاف ہے۔ اس حکم میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اگر مومنوں کے ساتھ منافقوں کو بھی کسی اہم مہم میں شامل کر لیا جائے تو وہ مسلمانوں کے دلوں میں نفاق پیدا کرنے کی کوشش کریں گے، جیسے بہادروں کے ساتھ اگر بزدلوں کو بھی کسی مہم میں بھیج دیا جائے تو وہ بزدل اپنی حرکتوں سے بہادروں کے بھی قدموں میں لغزش پیدا کر دیں گے۔

وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّا تَأْبَدُ وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ ۖ إِنَّهُمْ كَفَرُوا
بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَسِقُونَ ﴿۸۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا بیشک وہ اللہ و رسول سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے۔

۱.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۸۳، ۲/۲۶۷.

ترجہ کنز العرفان: اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز جنازہ نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔ بیشک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور نافرمانی کی حالت میں مر گئے۔

﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّتَّ أَبَدًا﴾: اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز جنازہ نہ پڑھنا۔ ﴿اس آیت میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو منافقین کے جنازے کی نماز اور ان کے دفن میں شرکت کرنے سے منع فرمایا گیا اور اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ عبد اللہ بن ابی بن سلول منافقوں کا سردار تھا، جب وہ مر گیا تو اس کے بیٹے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو مسلمان صالح مخلص صحابی اور کثیر العبادت تھے انہوں نے یہ خواہش کی کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے باپ عبد اللہ بن ابی بن سلول کو کفن کے لئے اپنا قمیص مبارک عنایت فرمادیں اور اس کی نماز جنازہ پڑھا دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے اس کے خلاف تھی لیکن چونکہ اس وقت تک ممانعت نہیں ہوئی تھی اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عمل بہت سے منافقین کے ایمان لانے کا باعث ہوگا اس لئے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قمیص بھی عنایت فرمائی اور جنازہ میں شرکت بھی کی۔ قمیص دینے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بدر میں اسیر ہو کر آئے تھے تو عبد اللہ بن ابی نے اپنا کرتہ انہیں پہنایا تھا۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا بدلہ دینا بھی منظور تھا لہذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قمیص بھی دیا اور جنازہ بھی پڑھایا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس کے بعد پھر کبھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کسی منافق کے جنازہ میں شرکت نہ فرمائی اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وہ مصلحت بھی پوری ہوئی۔ چنانچہ جب منافقین نے دیکھا کہ ایسا شدید عداوت والا شخص جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کرتے سے برکت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے عقیدے میں بھی آپ اللہ عزَّ وَّجَلَّ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے سچے رسول ہیں یہ دیکھ کر ایک بڑی تعداد مسلمان ہو گئی۔^(۱)

کافر، منافق اور مسلمان کے جنازے سے متعلق چند شرعی مسائل

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی کافر مر جائے تو مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اس کے مرنے پر نہ اس کے لئے دعا کرے اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑا ہو۔ افسوس! فی زمانہ حال یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کے ملک میں کوئی بڑا کافر مر جاتا ہے

تو مسلمانوں کی سربراہی کے دعوے دار اس کے مرنے پر اس طرح اظہارِ افسوس کرتے ہیں جیسے ان کا کوئی اپنا بڑا فوت ہو گیا ہو اور اگر اس کی قبر بنی ہو تو اس پر کھڑے ہو کر دعائیں مانگتے ہیں۔ یہ دعا بالکل حرام ہے۔

آیت کی مناسبت سے ہم یہاں کافر، فاسق اور مسلمان کے جنازے سے متعلق چند شرعی مسائل ذکر کرتے ہیں

(۱)..... اس آیت سے ثابت ہوا کہ کافر کے جنازے کی نماز کسی حال میں جائز نہیں اور کافر کی قبر پر دفن و زیارت کے لئے کھڑے ہونا بھی ممنوع ہے اور یہ جو فرمایا ”اور فسق ہی میں مر گئے“ یہاں فسق سے کفر مراد ہے قرآن کریم میں اور جگہ بھی فسق بمعنی کفر وارد ہوا ہے جیسے کہ آیت ”أَفَنُكِّنْكَانَ مُؤْمِنًا كُنْ كَانَفَاسِقًا“^(۱) (تو کیا جو ایمان والا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو نافرمان ہے) میں۔

(۲)..... فاسق کے جنازے کی نماز جائز بلکہ فرض کفایہ ہے، اس پر صحابہ اور تابعین رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کا اجماع ہے اور اس پر علماء و صالحین کا عمل اور یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔

(۳)..... جب کوئی کافر مر جائے اور اس کا ولی مسلمان ہو تو اس کو چاہیے کہ بطریق مسنون غسل نہ دے بلکہ اس پر پانی بہا دے اور نہ کفن مسنون دے بلکہ اتنے کپڑے میں لپیٹ دے جس سے اس کا ستر چھپ جائے اور نہ سنت طریقتہ پر دفن کرے اور نہ بطریق سنت قبر بنائے، صرف گڑھا کھود کر اندر رکھ دے۔

وَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ ۖ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُعَذِّبَ بِهِم بِهَاتِهِ
فِي الدُّنْيَا وَتَرْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿۸۵﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور ان کے مال یا اولاد پر تعجب نہ کرنا اللہ یہی چاہتا ہے کہ اسے دنیا میں ان پر وبال کرے اور کفر ہی پر ان کا دم نکل جائے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور ان کے مال اور اولاد تمہیں تعجب میں نہ ڈالیں۔ اللہ یہی چاہتا ہے کہ انہیں اس کے ذریعے دنیا میں سزا دے اور کفر کی حالت میں ان کی روح نکل جائے۔

﴿وَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ﴾ اور ان کے مال اور اولاد تمہیں تعجب میں نہ ڈالیں۔ ﴿﴾ اس آیت کی تفسیر آیت

نمبر 55 کے تحت گزر چکی ہے اور یہاں منافقوں کے مال و اولاد پر تعجب نہ کرنے کو دوبارہ ذکر کرنے کی ایک حکمت یہ ہے کہ لوگ اس بات کو بھول نہ جائیں اور اس سے غافل نہ ہوں اور یہ اعتقاد رکھیں کہ اس پر عمل کرنا انتہائی اہم ہے۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ مال اور اولاد ایسی چیزیں ہیں جن میں مشغولیت کی وجہ سے دل بہت جلد دنیا کی طرف راغب ہو جاتا ہے اور جو چیز دنیا کی طرف زیادہ راغب کرنے والی ہو اس سے بار بار بچنے کا حکم دیا جاتا ہے اس لئے یہاں دوبارہ منافقوں کے مال اور اولاد پر تعجب نہ کرنے کا فرمایا گیا ہے۔^(۱)

وَإِذَا أَنْزَلَتْ سُورَةً أَنْ آمِنُوا بِاللَّهِ وَجَاهِدُوا مَعَ رَسُولِهِ اسْتَأْذِنَكَ
أُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوا ذُرْنَا نَكُنْ مَعَ الْقَعْدِيْنَ ۝۸۲ رَاضُوا بِأَنْ
يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝۸۳

ترجمہ کنزالایمان: اور جب کوئی سورت اترے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ہمراہ جہاد کرو تو ان کے مقدور والے تم سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں چھوڑ دیجیے کہ بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ ہو لیں۔ انہیں پسند آیا کہ پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ ہو جائیں اور ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی تو وہ کچھ نہیں سمجھتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ہمراہ جہاد کرو تو ان کے قوت و طاقت رکھنے والے تم سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں چھوڑ دیجیے تاکہ بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ ہو جائیں۔ انہیں یہ پسند آیا کہ پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ ہو جائیں اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی تو وہ کچھ سمجھتے نہیں۔

﴿آمِنُوا بِاللَّهِ وَجَاهِدُوا مَعَ رَسُولِهِ﴾: اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ہمراہ جہاد کرو۔ بعض علماء نے اس آیت کی بنا پر فرمایا کہ ایمان کے بعد جہاد کا درجہ ہے اور جہاد اعلیٰ درجے کی عبادت ہے کہ رب تعالیٰ نے اسے ایمان کے بعد ذکر فرمایا۔ مگر

۱.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۸۵، ۲/۶۹، تفسیر کبیر، التوبة، تحت الآية: ۸۵، ۶/۱۸، ملقطاً.

حق یہ ہے کہ نماز سب سے اعلیٰ درجے والی عبادت ہے کہ جہاد اس کے قائم کرنے کے لئے ہے۔ یہ آیت اس خصوصی موقعہ کے لحاظ سے ہے جب جہاد کی سخت ضرورت تھی۔

قدرت کے باوجود دین اسلام کی مدد نہ کر سکتے کی مذمت

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قدرت کے باوجود دین اسلام کی مدد نہ کرنا منافقوں کا عمل ہے کہ فرمایا گیا: ان منافقوں میں سے جو قدرت والے ہیں وہ آپ سے جہاد میں نہ جانے کی رخصت مانگ رہے ہیں۔ اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو کفار کے ظلم و ستم کا شکار مسلمانوں کی مدد کرنے پر قدرت رکھنے کے باوجود ان کی مدد نہیں کرتے اور انہیں بے یار و مددگار چھوڑے ہوئے ہیں، اسی طرح ان لوگوں کو بھی نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو اہلسنت کے عقائد و معمولات کا دفاع کرنے کی قدرت رکھنے کے باوجود اس کا دفاع نہیں کرتے اور سنی عوام کو بد مذہبوں کے رحم و کرم پر چھوڑے ہوئے ہیں اور وہ لوگ بھی اس سے نصیحت حاصل کریں جو لوگوں کو گناہ سے روکنے کی قدرت رکھنے کے باوجود انہیں گناہ سے نہیں روکتے اور انہیں نفس و شیطان کے واروں کا شکار ہونے کے لئے چھوڑ رکھا ہے، اسی وجہ سے علماء نے جمعہ کے دن پڑھے جانے والے خطبات میں یہ لکھا ہے کہ اے اللہ! اس کی مدد کر جو ہمارے سردار اور ہمارے مولیٰ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے دین کی مدد کرے اور اسے بے یار و مددگار چھوڑ دے جو ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے دین کو فراموش کر دے۔

﴿وَطِبَّ عَلَى قُلُوبِهِمْ﴾: اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی۔ یعنی ان کے کفر و نفاق اختیار کرنے کے باعث ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی تو وہ کچھ سمجھتے نہیں کہ جہاد میں کیا کامیابی و سعادت اور بیٹھ رہنے میں کیسی ہلاکت و شقاوت ہے۔^(۱)

لَكِنَّ الرُّسُولَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ
وَأُولَئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٨٨﴾ أَعَدَّ اللَّهُ
لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ

الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۸۹

ترجہ کنز الایمان: لیکن رسول اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے انہوں نے اپنے مالوں جانوں سے جہاد کیا اور انہیں کے لیے بھلائیاں ہیں اور یہی مراد کو پہونچے۔ اللہ نے ان کے لیے تیار کر رکھی ہیں بہشتیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے یہی بڑی مراد ملتی ہے۔

ترجہ کنز العرفان: لیکن رسول اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے انہوں نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کیا اور انہیں کے لیے بھلائیاں ہیں اور یہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ اور اللہ نے ان کے لئے جنتیں تیار کر رکھی ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

﴿لَكِنَّ الرُّسُولَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ﴾ لیکن رسول اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے۔ اس سے پہلی آیات میں جہاد سے راہ فرار اختیار کرنے میں منافقوں کا حال بیان کیا گیا اور اس آیت سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا جذبہ جہاد بیان کیا گیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب میں اور اس کی بارگاہ میں قرب حاصل کرنے کے لئے اپنے مال اور اپنی جانیں دونوں خرچ کر دیں۔^(۱)

آیت ”أَمَّا اللَّهُ لَكُمْ“ سے معلوم ہونے والے مسائل

اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے

(۱)..... جنت اور وہاں کی نعمتیں پیدا ہو چکی ہیں۔

(۲)..... جنتی اپنی اپنی جنت کے پورے پورے مالک ہوں گے۔ وہاں صرف مہمان کی طرح بغیر ملکیت کے نہ ہوں گے البتہ ان کی خاطر تواضع مہمانوں کی سی ہوگی۔

وَجَاءَ الْمُعَذِّبُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ

وَمَا سَأَلَهُ سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ①

ترجمہ کنزالایمان: اور بہانے بنانے والے گنوار آئے کہ انہیں رخصت دی جائے اور بیٹھ رہے وہ جنہوں نے اللہ و رسول سے جھوٹ بولا تھا جلد ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب پہنچے گا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور عذر پیش کرنے والے دیہاتی آئے تاکہ انہیں رخصت دیدی جائے اور اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولنے والے بیٹھے رہے۔ ان میں سے کافروں کو عنقریب دردناک عذاب پہنچے گا۔

﴿وَجَاءَ الْمُعَذِّبُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ: اور عذر پیش کرنے والے دیہاتی آئے۔﴾ تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں جہاد سے رہ جانے کا عذر پیش کرنے کیلئے دیہاتی آئے۔ ضحاک کا قول ہے کہ یہ عامر بن طفیل کی جماعت تھی انہوں نے سرور عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کی: یَا نَبِیُّ اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اگر ہم آپ کے ساتھ جہاد میں جائیں تو قبیلہ طے کے عرب ہمارے بیوی بچوں اور جانوروں کو لوٹ لیں گے۔ حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے حال سے خبردار کیا ہے اور وہ مجھے تم سے بے نیاز کرے گا۔ عمرو بن علاء نے کہا کہ ان لوگوں نے باطل عذر بنا کر پیش کیا تھا۔^(۱)

﴿وَقَعَدَ: اور بیٹھے رہے۔﴾ یہ دوسرے گروہ کا حال ہے جو بغیر کسی عذر کے بیٹھ رہے یہ منافقین تھے انہوں نے ایمان کا دعویٰ جھوٹا کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ سے جھوٹ بولنا ہے کیونکہ ان بد نصیبوں نے رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جھوٹ بولا، اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا کہ انہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے جھوٹ بولا۔

﴿سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: ان میں سے کافروں کو عنقریب دردناک عذاب پہنچے گا۔﴾ یعنی ان منافقوں میں سے جو کھلے کافر بن جائیں، انہیں دنیا میں قتل و غارت کا عذاب ہوگا یا ان منافقوں میں سے جو آخر دم تک کفر پر قائم رہیں، انہیں آخرت کا دردناک عذاب ہوگا۔

①.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۹۰، ۲/۲۷۱.

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَى وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ
مَا يُنْفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ
سَبِيلٍ ۖ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۹۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: ضعیفوں پر کچھ حرج نہیں اور نہ بیماروں پر اور نہ ان پر جنہیں خرچ کا مقدر نہ ہو جب کہ اللہ و رسول کے خیر خواہ رہیں نیکی والوں پر کوئی راہ نہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: کمزوروں پر اور بیماروں پر اور خرچ کرنے کی طاقت نہ رکھنے والوں پر کوئی حرج نہیں جبکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے خیر خواہ رہیں۔ نیکی کرنے والوں پر کوئی راہ نہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ: کمزوروں پر کوئی حرج نہیں۔﴾ باطل عذر والوں کا ذکر فرمانے کے بعد سچے عذر والوں کے متعلق فرمایا کہ ان پر سے جہاد کی فرضیت ساقط ہے۔ یہ کون لوگ ہیں؟ ان کے چند طبقے بیان فرمائے پہلا طبقہ ضعیف جیسے کہ بوڑھے، بچے، عورتیں اور وہ شخص بھی انہیں میں داخل ہے جو پیدائشی کمزور ضعیف و نحیف ہو۔ دوسرا طبقہ بیمار، اس میں اندھے، لنگڑے، اپاہج بھی داخل ہیں۔

تیسرا طبقہ وہ لوگ جنہیں خرچ کرنے کی قدرت نہ ہو اور سامانِ جہاد نہ کر سکیں یہ لوگ رہ جائیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔ (۱)

﴿إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ: جبکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے خیر خواہ رہیں۔﴾ یعنی ان کی اطاعت کریں اور مجاہدین کے گھر والوں کی خبر گیری رکھیں۔ (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خیر خواہی رب تعالیٰ کی خیر خواہی ہے۔ یہ بھی معلوم

①.....تفسیر کبیر، التوبة، تحت الآية: ۹۱، ۱۲۱/۶.

②.....تفسیر کبیر، التوبة، تحت الآية: ۹۱، ۱۲۱/۶، ملخصاً.

ہوا کہ اگر کوئی نیکی نہ کر سکے مگر نیکیوں کا دل سے خیر خواہ رہے تب بھی اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ نیکیوں میں شمار ہوگا۔ آیت کا منشا یہ ہے کہ مجبور مسلمان جو جہاد میں شریک نہ ہو سکیں وہ مدینہ میں رہ کر اللہ رسول عَزَّوَجَلَّ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خیر خواہی میں مجاہدین کے بچوں کی خدمت کریں۔ حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”تم مدینہ منورہ میں ایسے لوگوں کو بھی چھوڑ آئے ہو کہ تم جو سفر کر رہے ہو، جو مال خرچ کر رہے ہو اور جن وادیوں کو طے کر رہے ہو ہر کام میں وہ تمہارے ساتھ ہیں۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، وہ ہمارے ساتھ کس طرح شمار ہو گئے جبکہ وہ تو مدینہ منورہ میں ہیں، ارشاد فرمایا: انہیں مجبوری نے روکا ہے۔“ (۱)

وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ
تَوَلَّوْا وَعَيْنُهُمْ تَفِيضٌ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنْفِقُونَ ﴿٩٢﴾
إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَستَأْذِنُونَكَ وَهُمْ أَغْنِيَاءُ رَاضُوا بِأَنْ
يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ ۖ وَطَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٩٣﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور نہ ان پر جو تمہارے حضور حاضر ہوں کہ تم انہیں سواری عطا فرماؤ تم سے یہ جواب پائیں کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جس پر تمہیں سوار کروں اس پر یوں واپس جائیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو اچلتے ہوں اس غم سے کہ خرچ کا مقدور نہ پایا۔ مؤاخذہ تو ان سے ہے جو تم سے رخصت مانگتے ہیں اور وہ دولت مند ہیں انہیں پسند آیا کہ عورتوں کے ساتھ پیچھے بیٹھ رہیں اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی تو وہ کچھ نہیں جانتے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور نہ ان پر کوئی حرج ہے جو آپ کے پاس اس لئے آتے ہیں تاکہ آپ انہیں سواری دیدیں (لیکن

آپ) فرمادیتے ہیں: میں تمہارے لئے کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس پر تمہیں سوار کروں تو وہ اس حال میں لوٹ جاتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے اس غم میں آنسو بہہ رہے ہوں کہ وہ خرچ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ مواخذہ تو ان لوگوں پر ہے جو مالدار ہونے کے باوجود آپ سے رخصت مانگتے ہیں۔ انہیں یہ پسند ہے کہ عورتوں کے ساتھ پیچھے بیٹھ رہیں اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی تو وہ کچھ نہیں جانتے۔

﴿وَلَا عَلَى الَّذِينَ هُمْ﴾ اور نہ ان پر کوئی حرج ہے۔ ﴿ثَانِ نَزُولٍ﴾: حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ فرماتے ہیں ”سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لوگوں کو اپنے ساتھ جہاد میں جانے کا حکم دیا تو صحابہ کرام رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی ایک جماعت آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی، ان میں حضرت عبد اللہ بن مغفل رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ بھی تھے، انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیں کوئی سواری عطا کیجئے۔ حضور اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سے فرمایا ”اللہ کی قسم! میرے پاس کوئی سواری نہیں کہ جس پر میں تمہیں سوار کروں۔ وہ روتے ہوئے واپس چلے گئے کیونکہ جہاد سے رہ جانا ان پر بہت گراں تھا اور ان کے پاس زادِ راہ تھا، نہ سواری۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت اور جہاد پر حرص کی وجہ سے ان کے عذر میں یہ آیتیں بیان فرمائیں۔ (۱)

صحابہ کرام رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا جہاد

اس آیت مبارکہ اور اس کے شانِ نزول کے واقعہ سے صحابہ کرام رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے جذبہ جہاد، شوقِ عبادت اور ذوقِ اطاعت کا پتہ چلتا ہے کہ ایک طرف تو منافقین ہیں جو قدرت ہونے کے باوجود جھوٹے حیلے بہانے کر کے جہاد سے جان چھڑاتے ہیں اور ایک طرف یہ کامل الایمان، مخلص غلام ہیں جو شرعاً رخصت و اجازت ہونے کے باوجود جہاد نہ کر سکتے اور اس عبادت میں شریک نہ ہو سکنے کے غم میں آنسو بہا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسا ذوق و شوق عطا فرمائے۔ ﴿إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ هُمْ﴾: مواخذہ تو ان لوگوں پر ہے۔ ﴿بَعْنِ مَوْأَذَهُ تَوَانِ لَوُغُولٍ﴾ پر ہے جو جہاد میں جانے کی قدرت رکھتے ہیں، اس کے باوجود آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے رخصت مانگتے ہیں۔ (۲)

۱.....تفسیر ابن ابی حاتم، التوبة، تحت الآية: ۹۲، ۱۸۶۳/۶-۱۸۶۴.

۲.....مدارك، التوبة، تحت الآية: ۹۳، ص ۵۰.

گیارہواں پارہ

(يَعْتَذِرُونَ)

پارہ نمبر 11

يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ ۖ قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا لَنْ تُؤْمِنَ
لَكُمْ قَدْ نَبَأْنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ ۖ وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ
ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۹۴﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم سے بہانے بنائیں گے جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے تم فرمانا بہانے نہ بناؤ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ کریں گے اللہ نے ہمیں تمہاری خبریں دے دی ہیں اور اب اللہ و رسول تمہارے کام دیکھیں گے پھر اس کی طرف پلٹ کر جاؤ گے جو چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہے وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: جب تم ان کے پاس لوٹ کر جاؤ گے تو یہ تم سے بہانے بنائیں گے۔ تم فرماؤ: بہانے نہ بناؤ ہم ہرگز تمہاری بات پر یقین نہیں کریں گے اللہ نے ہمیں تمہاری خبریں دیدی ہیں اور اب اللہ اور اس کا رسول تمہارے کام دیکھیں گے پھر تمہیں اس کی طرف لوٹایا جائے گا جو غیب اور ظاہر کو جاننے والا ہے تو وہ تمہیں تمہارے اعمال بتا دے گا۔

﴿يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ﴾: تم سے بہانے بنائیں گے۔ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ اور آپ کے صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ جب غزوہ تبوک سے واپس مدینہ منورہ پہنچیں گے تو غزوہ سے رہ جانے والے منافقین جھوٹے بہانے بنا کر اور باطل عذر پیش کر کے آپ سب کو راضی کرنے کی کوشش کریں گے۔ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان سے فرما دینا کہ بہانے مت بناؤ، جو عذر تم پیش کر رہے ہو ہم اس کی ہرگز تصدیق نہیں کریں گے، تم نے جو کچھ کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں اس کی خبریں دیدی ہیں اور اب اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمہارے کام دیکھیں گے کہ تم نفاق سے توبہ کرتے ہو یا اس پر قائم رہتے ہو۔ بعض مفسرین نے کہا کہ منافقین نے وعدہ کیا تھا کہ زمانہ مستقبل میں وہ مؤمنین کی مدد کریں گے، ہو سکتا ہے کہ اسی کے متعلق فرمایا گیا ہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وَالِهَ وَسَلَّم تمہارے کام دیکھیں گے کہ تم اپنے اس عہد کو بھی وفا کرتے ہو یا نہیں۔^(۱)

﴿عِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ﴾: غیب اور ظاہر کو جاننے والا ہے۔ ﴿یہاں آیت میں اللہ تعالیٰ کی ایک صفت عالم الغیب بیان فرمائی گئی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وصف خاص ہے یعنی اللہ نے جن مقربین بارگاہ کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے ان کے بارے میں یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے وہ غیب جانتے ہیں یا غیب پر مطلع ہیں یا غیب پر خبردار ہیں لیکن انہیں عالم الغیب نہیں کہا جاسکتا کہ اس لفظ کا استعمال اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جیسے لفظ رحمٰن ہے۔ اس مسئلہ پر عقیدہ اہلسنت جاننے کیلئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان دَحْمَةُ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ کی یہ تحریر ملاحظہ فرمائیں ”ہماری تحقیق میں لفظ ”عالم الغیب“ کا اطلاق حضرت عزت عَزَّوَجَلَّہ کے ساتھ خاص ہے کہ اُس سے عرفاً علم بالذات متبادر ہے اور اس سے انکار معنی لازم نہیں آتا۔ حضور پر نور صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم قطعاً بے شمار غیوب و ماکان مایکون کے عالم ہیں مگر ”عالم الغیب“ صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کو کہا جائے گا۔ جس طرح حضور اقدس صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم قطعاً عزت جلالت والے ہیں، تمام عالم میں ان کے برابر کوئی عزیز و جلیل ہے نہ ہو سکتا ہے، مگر محمد عَزَّوَجَلَّ کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ و محمد صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم (کہا جائے گا)۔^(۲) ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ”علم غیب بالذات اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے خاص ہے کفار اپنے معبودانِ باطل و غیر ہم کیلئے مانتے تھے لہذا مخلوق کو ”عالم الغیب“ کہنا مکروہ، اور یوں (کہنے میں) کوئی حرج نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے سے امورِ غیب پر انہیں اطلاع ہے۔“^(۳)

اور فرماتے ہیں ”اس پر اجماع ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دیئے سے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کو کثیر وافر غیبوں کا علم ہے، یہ بھی ضروریاتِ دین سے ہے، جو اس کا منکر ہو کافر ہے کہ سرے سے نبوت ہی کا منکر ہے۔ اس پر بھی اجماع ہے کہ اس فضلِ جلیل میں محمد رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا حصہ تمام انبیاء و تمام جہان سے اتم و اعظم ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے حبیب اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اتنے غیبوں کا علم ہے جن کا شمار اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی جانتا ہے۔“^(۴)

سَيَحْلُقُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لَتَعْرِضُوا عَنْهُمْ ط فَاَعْرِضُوا عَنْهُمْ ط

①.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۹۴، ۲/۲۷۲-۲۷۳.

③.....فتاویٰ رضویہ، ۳۰۵/۲۹۔

③.....فتاویٰ رضویہ، ۵۷۵/۳۰۔

④.....فتاویٰ رضویہ، رسالہ: خالص الاعتقاد، ۴۵۱/۲۹۔

اِنَّهُمْ رَاجِسٌ وَمَا وَهُمْ جَهَنَّمَ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۹۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اب تمہارے آگے اللہ کی قسم کھائیں گے جب تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے اس لیے کہ تم ان کے خیال میں نہ پڑو ہاں تم ان کا خیال چھوڑو وہ تو نرے پلید ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے بدلہ اس کا جو کماتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اب جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے تو یہ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے درگزر کرو تو تم ان سے اعراض ہی کرو۔ یہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے۔

﴿سَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ﴾: اب تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم﴾ جب آپ اپنے اس سفر سے واپس ہو کر مدینہ طیبہ میں، غزوے میں شرکت نہ کرنے والے منافقین کی طرف لوٹ کر جائیں گے تو یہ آپ کے سامنے اللہ عزوجل کی قسمیں کھائیں گے تاکہ آپ ان سے درگزر کریں اور پیچھے رہ جانے کی وجہ سے ان پر ملامت و عتاب نہ کریں۔^(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ منافق و گمراہ زیادہ قسمیں کھا کر اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ! مومنوں کو اس کی ضرورت نہیں پڑتی۔

﴿فَاعْرِضْهُمْ عَنْهُمْ﴾: تو تم ان سے اعراض ہی کرو۔ ﴿بعض مفسرین نے فرمایا: ”اس سے مراد یہ ہے کہ اُن کے ساتھ بیٹھنا اور ان سے بولنا ترک کر دو۔ چنانچہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ منافقین کے پاس بیٹھیں، نہ اُن سے بات کریں کیونکہ اُن کے باطن خبیث اور اعمال برے ہیں اور ملامت و عتاب سے ان کی اصلاح نہ ہوگی، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ناپاک ہیں اور ان کے پاک ہونے کا کوئی طریقہ نہیں، آخرت میں ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور یہ ان کے دنیا میں کیے ہوئے خبیث اعمال کا بدلہ ہے۔ شان نزول: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت جد بن قیس، معتب بن قیس اور ان دونوں کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ 80 منافق تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے

۱.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۹۵، ۲/۲۷۳۔

پاس بیٹھو، نہ ان سے کلام کرو۔ مقاتل نے کہا کہ یہ آیت عبد اللہ بن ابی کے بارے میں نازل ہوئی، اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے قسم کھائی تھی کہ اب کبھی وہ جہاد میں جانے سے سستی نہ کرے گا اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس سے راضی ہو جائیں، اس پر یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت نازل ہوئی۔^(۱)

يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَى
عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿۹۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: تمہارے آگے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ تو بیشک اللہ تو فاسق لوگوں سے راضی نہ ہوگا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اگر تم ان سے راضی ہو (بھی) جاؤ تو بیشک اللہ تو نافرمان لوگوں سے راضی نہیں ہوگا۔

﴿يَحْلِفُونَ لَكُمْ﴾: تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں۔ ﴿لَعْنَى﴾ یعنی اے مسلمانو! منافقین تمہارے سامنے تمہاری رضا حاصل کرنے کے لئے اللہ عزوجل کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ اس طرح انہیں دنیا میں نفع حاصل ہو، اے ایمان والو! اگر تم ان کی قسموں کا اعتبار اور ان کے عذر قبول کرتے ہوئے ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو انہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ اُن کے دل کے کفر و نفاق کو جانتا ہے، وہ ان سے کبھی راضی نہ ہوگا۔^(۲)

اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹی قسمیں کھانا منافقین کا کام ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جھوٹی قسمیں کھانے والے فاسق ہیں۔

الْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقًا وَأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ

①.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۹۵، ۲/۲۷۳، مدارك، التوبة، تحت الآية: ۹۵، ص ۴۵۰، ملقطاً.

②.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۹۶، ۲/۲۷۳، مدارك، التوبة، تحت الآية: ۹۶، ص ۴۵۰، ملقطاً.

عَلَى رَسُولِهِ ۝ وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ ۙ

ترجمہ کنزالایمان: گنوار کفر اور نفاق میں زیادہ سخت ہیں اور اسی قابل ہیں کہ اللہ نے جو حکم اپنے رسول پر اتارے اس سے جاہل رہیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: دیہاتی (منافق) کفر اور منافقت میں زیادہ سخت ہیں اور اس قابل ہیں کہ اُن احکام سے جاہل رہیں جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل فرمائے ہیں اور اللہ علم والا، حکمت والا ہے۔

﴿الْأَعْرَابُ﴾: دیہاتی۔ یعنی دیہات میں رہنے والے منافق کفر اور منافقت میں شہر میں رہنے والوں سے زیادہ سخت ہیں، اس کا سبب یہ ہے کہ وہ لوگ علم کی مجالس اور علماء کی صحبت سے دور رہتے ہیں، قرآن وحدیث اور وعظ ونصیحت نہیں سنتے۔ وہ اسی قابل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرائض، سنن اور احکام اپنے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نازل فرمائے ہیں ان سے جاہل رہیں۔^(۱)

جہالتِ شریعت پیدا کرتی ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جہالتِ شریعت پیدا کرتی ہے لہذا جو شخص بلا وجہ شدت کا عادی ہے وہ علم سے دور ہے۔ ہمارے زمانے میں بھی ایک گروہ ایسی شدت کی طرف مائل ہے کہ سب کو مشرک قرار دیتا ہے یہ شدت بھی جہالت کی علامت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دیہات والوں کو بھی چاہیے کہ علم حاصل کریں اور علماء و صالحین کی صحبت اختیار کریں کیونکہ علم اور اچھی صحبت جہالت و بے عملی کو ختم کر دیتی ہے اور علم کی وجہ سے بے جا کی شدت کا خاتمہ ہوتا ہے۔

وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرًا وَيَتَرَبَّصُّ بِكُمُ الدَّوَائِرَ ۖ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ ۖ وَاللَّهُ سَبِيعٌ عَلِيمٌ ۙ

ترجمہ کنزالایمان: اور کچھ گنوار وہ ہیں کہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کریں اسے تاوان سمجھیں اور تم پر گردشیں آنے کے

انتظار میں رہیں انہیں پرہے بری گردش اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

ترجہ: کنز العرفان: اور کچھ دیہاتی وہ ہیں کہ وہ جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اسے تاوان سمجھتے ہیں اور تم پر گردش آنے کے انتظار میں رہتے ہیں۔ بری گردش انہی پرہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

﴿وَمِنَ الْأَعْرَابِ﴾ اور کچھ دیہاتی۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کچھ دیہاتی ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل کی راہ میں جو خرچ کرتے ہیں اسے تاوان سمجھتے ہیں کیونکہ وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں رضائے الہی اور طلبِ ثواب کے لئے تو کرتے نہیں بلکہ ریاکاری کے طور پر اور مسلمانوں کے خوف سے خرچ کرتے ہیں اور وہ مسلمانوں پر گردش آنے کے انتظار میں رہتے ہیں اور یہ راہ دیکھتے ہیں کہ کب مسلمانوں کا زور کم ہوا اور کب وہ مغلوب ہوں، انہیں خبر نہیں کہ اللہ عزوجل کو کیا منظور ہے، وہ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ بری گردش انہی پرہے اور وہی رنج و بلا اور بد حالی میں گرفتار ہوں گے۔ شانِ نزول: یہ آیت قبیلہ اسد، غطفان اور تمیم کے دیہاتیوں کے بارے میں نازل ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے ان میں سے جن کو علیحدہ کیا ان کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔ (۱)

منافقت کی ملامت

اس آیت میں منافقت کی مزید دو علامتیں بیان کی گئی ہیں، ایک تو یہ کہ وہ راہِ خدا میں خرچ کرنے کو ٹیکس اور تاوان کی طرح سمجھتے ہیں اس لئے کبھی خوشدلی سے خرچ نہیں کرتے اور دوسری یہ کہ مسلمانوں کے نقصان کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ یاد رہے کہ قرآن مجید کی آیات ہماری اصلاح کیلئے نازل ہوئی ہیں اس لئے ہمیں بھی اپنے حال پر غور کرنا چاہیے کیونکہ آج ہمارے معاشرے میں بھی ایسے لوگ ہیں جو راہِ خدا میں خرچ کرنے کو اپنے عمل سے ٹیکس کی طرح سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کے نقصان کے خواہشمند رہتے ہیں۔

وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتَّخَذَ مَا يَنْفِقُ
قُرْبَتٍ عِنْدَ اللَّهِ وَصَلَاتِ الرَّسُولِ ۖ أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۖ سَيُدْخِلُهُمُ اللَّهُ

فِي رَحْمَتِهِ ۝ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝۹۹

ترجمہ کنزالایمان: اور کچھ گاؤں والے وہ ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ کریں اسے اللہ کی نزدیکیوں اور رسول سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھیں ہاں ہاں وہ ان کے لیے باعث قرب ہے اللہ جلد انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کچھ گاؤں والے وہ ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ کرتے ہیں اسے اللہ کے ہاں نزدیکیوں اور رسول کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ سن لو! بیشک وہ ان کے لیے (اللہ کے) قرب کا ذریعہ ہیں۔ عنقریب اللہ انہیں اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ اور کچھ گاؤں والے وہ ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس سے پہلی آیت میں بیان فرمایا گیا کہ کچھ دیہاتی ایسے ہیں کہ اللہ عزَّوَجَلَّ کی راہ میں جو خرچ کرتے ہیں اسے تاوان سمجھتے ہیں اور اس آیت میں بیان فرمایا جا رہا ہے کہ دیہاتیوں میں بعض حضرات ایسے ہیں جو نیک اور صالح مومن ہیں، راہ خدا میں جہاد کرنے والے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کو غنیمت تصور کرتے ہیں۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ دیہات میں رہنے والے بعض حضرات ایسے ہیں کہ وہ اللہ عزَّوَجَلَّ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں نزدیکیوں اور رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں کہ جب رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں صدقہ پیش کریں گے تو حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کیلئے خیر و برکت و مغفرت کی دعا فرمائیں گے۔ (۱) اس آیت میں جن دیہاتیوں کا ذکر ہوا ان کے بارے میں امام مجاہد رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ قبیلہ مُزَیْنِہ میں سے بنی مُقَرَّن ہیں۔ کلبی نے کہا وہ اسلم، غفار اور جُہینہ کے قبیلے ہیں۔ (۲)

ان قبائل کے بارے میں صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے، رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ قریش، انصار، جُہینہ، مُزَیْنِہ، اسلم، غفار اور اشجع کے لوگ ہمارے دوست ہیں،

①.....تفسیر کبیر، التوبة، تحت الآية: ۹۹، ۱۲۶/۶-۱۲۷، حازن، التوبة، تحت الآية: ۹۹، ۲۷۴/۲، ملقطاً.

②.....بغوی، التوبة، تحت الآية: ۹۹، ۲۷۰/۲.

ان کا مولیٰ اللہ اور رسول کے سوا اور کوئی نہیں۔^(۱)

آیت: مَنْ يَتُوبْ إِلَى اللَّهِ وَالنَّبِيِّ مِنَ الْأَخْثَرِ ۖ لَهُ أَجْرٌ كَثِيرٌ ۚ

اس سے دو سیکے معلوم ہوئے۔

(۱)..... اللہ عَزَّوَجَلَّ اور قیامت کو ماننے والا وہی ہے جو حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لائے کیونکہ دوسرے گنوار بھی اللہ تعالیٰ اور قیامت کو مانتے تھے مگر انہیں منکرین میں شامل کیا گیا۔

(۲)..... تمام اعمال پر ایمان مقدم ہے۔ یاد رہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور قیامت پر ایمان میں تمام ایمانیات داخل ہیں لہذا قیامت، جنت و دوزخ، حشر، نشر سب ہی پر ایمان ضروری ہے۔

نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے واسطے کے بغیر رضائے الہی کے حصول کی کوشش بیکار ہے

علامہ احمد صاوی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ آیت کے اس حصے ”وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ“ اور رسول کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں“ کے تحت فرماتے ہیں ”کیونکہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہر نعمت میں سب سے بڑا واسطہ ہیں تو اللہ تعالیٰ کے لئے جو بھی عمل کیا جائے اس میں ان کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے واسطے سے اپنی فرمانبرداری کا حکم دیا ہے، ارشاد فرمایا

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ^(۲) ترجمۃ کنز العرفان: اے حبیب! فرما دو کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ اللہ تم سے محبت فرمائے گا۔

تو جو یہ گمان رکھے کہ وہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو واسطہ اور وسیلہ بنائے بغیر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر لے گا تو یہ اس کی خام خیالی اور بیکار کوشش ہے۔^(۳)

معلوم ہوا کہ نیک اعمال میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے ساتھ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خوشنودی کی نیت کرنا شرک نہیں بلکہ قبولیت کی دلیل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعائے

①..... بخاری، کتاب المناقب، باب ذکر اسلم وغفار ومزینہ... الخ، ۴۷۷/۲، الحدیث: ۳۵۱۲، مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم لغفار واسلم، ص ۱۳۶۵، الحدیث: ۱۸۹ (۲۵۲۰)۔

②..... ال عمران: ۳۱۔

③..... صاوی، التوبة، تحت الآية: ۹۹، ۸۳۱/۳۔

مبارک ساری کائنات سے منفرد اور جداگانہ چیز ہے کیونکہ یہاں آیت میں قرب الہی کے ساتھ حضور پر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعا کا حصول ایک مقصد کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔

صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ اور رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ حضور پر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا اور آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خوش کیلئے بطور خاص کوشش کیا کرتے تھے جیسے احادیث میں ہے کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں زیادہ تر نذرانے اس دن پیش کیا کرتے جب آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت عائشہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کے گھر تشریف فرما ہوتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حضرت عائشہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا سے زیادہ محبت ہے۔ اسی طرح سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خوشی ہی کیلئے خلفائے راشدین رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کیلئے وظائف مقرر کئے ہوئے تھے۔

صدقہ وصول کرنے والے کے لئے سنت

تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا عمل مبارک یہی تھا کہ جب آپ کی بارگاہ میں کوئی صدقہ حاضر کرتا تو اس کے لئے خیر و برکت اور بخشش کی دعا فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ وصول کرنے والے کیلئے سنت یہ ہے کہ صدقہ دینے والے کو دعائے خیر سے نوازے۔

﴿اَلَا اِنَّهَا قَرْبَةٌ لَّكُمْ: سن! بیشک وہ ان کے لیے (اللہ کے) قرب کا ذریعہ ہے۔﴾ یعنی بے شک ان کا خرچ کرنا ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کی رضا حاصل ہونے کا ذریعہ ہے کیونکہ انہوں نے اخلاص کے ساتھ اپنا مال خرچ کیا اور اپنے اس عمل کو رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف وسیلہ بنایا عنقریب اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں اپنی رحمت یعنی جنت میں داخل فرمائے گا، بیشک اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے اطاعت گزار بندوں کو بخشے والا اور ان پر مہربان ہے۔^(۱)

اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ

اس آیت میں راہِ خدا میں خرچ کرنے کی نہایت عظمت کا بیان ہے اور وہ یوں کہ ویسے تو ہر نیک عمل اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قرب کا ذریعہ ہے لیکن راہِ خدا میں خرچ کرنا ایسا خاص عمل ہے کہ جس کو بطور خاص اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے قرب کا ذریعہ قرآن میں بیان فرمایا ہے۔

۱..... جلالین مع صاوی، التوبة، تحت الآية: ۹۹، ۸۳۱/۳.

اللہ تعالیٰ کے قرب سے متعلق 3 احادیث

یہاں آیت کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ کے قرب سے متعلق 3 احادیث ملاحظہ ہوں،

(1)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے میں اسے اعلانِ جنگ دیتا ہوں اور میرے کسی بندے کا فرض عبادتوں کے مقابلے میں دوسری عبادتوں کے ذریعے مجھ سے قریب ہونا مجھے زیادہ پسند نہیں اور میرا بندہ (فرض عبادت کی ادائیگی کے ساتھ) نوافل کے ذریعے مجھ سے قریب ہوتا رہتا ہے، حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، پھر جب اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہے جن سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو اسے دیتا ہوں اور اگر میری پناہ لیتا ہے تو اسے پناہ دیتا ہوں اور جو مجھے کرنا ہوتا ہے اس میں کبھی میں تردد نہیں کرتا جیسے کہ میں اس مومن کی جان نکالنے میں توقف کرتا ہوں جو موت سے گھبراتا ہے اور میں اسے ناخوش کرنا پسند نہیں کرتا اور موت بھی اس کے لیے ضروری ہے۔“ (1)

(2)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ رہتا ہوں، پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے تو میں بھی اسے اکیلے ہی یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی گروہ میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر گروہ میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ بالشت بھر میرے قریب ہوتا ہے تو میری رحمت گز بھر اس کے قریب ہو جاتی ہے اور اگر وہ گز بھر میرے قریب ہوتا ہے تو میری رحمت دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے برابر اس کے قریب ہو جاتی ہے اور اگر وہ چل کر میری طرف آتا ہے تو میری رحمت دوڑ کر اس کی طرف جاتی ہے۔“ (2)

(3)..... حضرت ابو ذر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”جو ایک نیکی کرے اسے دس گنا ثواب ہے اور زیادہ بھی دوں گا اور جو ایک گناہ کرے تو ایک برائی کا بدلہ اس کے برابر ہی ہے یا (میں چاہوں تو) اسے بخش دوں اور جو مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میری رحمت ایک گز اس

①..... مشکاة المصابیح، کتاب الدعوات، باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ، الفصل الاول، ۴۲۳/۱، الحدیث: ۲۲۶۶.

②..... بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: ویحدّکم اللہ نفسه، ۵۴۱/۴، الحدیث: ۷۴۰۵.

کے نزدیک ہو جاتی ہے اور جو مجھ سے ایک گز نزدیک ہوتا ہے تو میری رحمت دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ برابر اس سے قریب ہو جاتی ہے، جو میری طرف چلتا ہوا آتا ہے تو میری رحمت اس کی طرف دوڑتی ہوئی آتی ہے، اور جو کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرائے پھر زمین بھر گناہ لے کر مجھ سے ملے تو میں اتنی ہی بخشش کے ساتھ اس سے ملوں گا۔^(۱)

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ
بِإِحْسَانٍ ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک مہاجرین اور انصار میں سے سابقین اولین اور دوسرے وہ جو بھلائی کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والے ہیں ان سب سے اللہ راضی ہوا اور یہ اللہ سے راضی ہیں اور اس نے ان کیلئے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے۔

﴿وَالسَّابِقُونَ﴾ اور سبقت لے جانے۔ ﴿اس آیت کی ابتداء میں صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کے دو گروہوں کا ذکر ہوا۔ (۱)..... سابقین مہاجرین یعنی ایمان قبول کرنے میں دوسروں پر سبقت لے جانے والے مہاجرین۔ ان کے بارے میں بعض مفسرین کا قول یہ ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نمازیں پڑھیں۔ ایک قول یہ ہے کہ ان سے اہل بدر مراد ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ ان سے اہل بیت رضوان مراد ہیں۔

(۲)..... سابقین انصار یعنی ایمان قبول کرنے میں دوسروں پر سبقت لے جانے والے انصار۔ ان سے مراد وہ صحابہ کرام

①..... مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل الذکر والدعاء والتقرب الى الله تعالى، ص ۴۳، ۱، الحديث:

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ ہیں کہ جو بیعتِ عقبہ اولیٰ میں شریک تھے جن کی تعداد چھ تھی، یونہی بیعتِ عقبہ ثانیہ میں شریک بارہ صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ اور بیعتِ عقبہ ثالثہ میں شریک ستر صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ بھی سابقین انصار کہلاتے ہیں۔ پھر سابقین کے گروہ میں بھی جو ایمان قبول کرنے میں سب سے سابق ہیں وہ یہ حضرات ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا یعنی مردوں میں سب پہلے حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے، عورتوں میں سب سے پہلے اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا نے، بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَوْكَبُ نے اور غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ایمان قبول کیا۔^(۱)

﴿وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ﴾ اور جو بھلائی کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ ان سے باقی مہاجرین و انصار مراد ہیں، اس قول کے مطابق تمام صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ اس آیت میں داخل ہو گئے اور ایک قول یہ ہے کہ پیروی کرنے والوں سے قیامت تک کے وہ ایماندار مراد ہیں جو ایمان، طاعت اور نیکی میں انصار و مہاجرین رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کے راستے پر چلیں۔ ان سب سے اللہ عَزَّوَجَلَّ راضی ہوا کہ اسے ان کے نیک عمل قبول ہیں اور یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے راضی ہیں کہ اس کے ثواب و عطا سے خوش ہیں۔ اور اس نے ان کیلئے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور یہ حضرات ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔^(۲)

سب صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ عادل اور بخشنے والے ہیں

اس سے معلوم ہوا کہ سارے صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ عادل ہیں اور بخشنے والے ہیں ان میں کوئی گنہگار اور فاسق نہیں لہذا جو بد بخت کسی تاریخی واقعہ یا روایت کی وجہ سے صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ میں سے کسی کو فاسق ثابت کرے، وہ مردود ہے کہ اس آیت کے خلاف ہے اور ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ درج ذیل حدیث پاک کو دل کی نظر سے پڑھ کر عبرت حاصل کرنے کی کوشش کرے، چنانچہ

حضرت عبد اللہ بن مغفل رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”میرے صحابہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو، اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو۔ میرے صحابہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو، اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو۔ میرے بعد انہیں نشانہ نہ بنانا کیونکہ جس

①.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۱۰۰، ۲۷۴/۳، ملخصاً.

②.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۱۰۰، ۲۷۵/۲.

نے ان سے محبت کی تو اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو اس نے میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا اور جس نے انہیں ستایا اس نے مجھے ستایا اور جس نے مجھے ستایا اس نے اللہ عزَّوَجَلَّ کو ایذا دی اور جس نے اللہ عزَّوَجَلَّ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ عزَّوَجَلَّ اس کی پکڑ فرمائے۔^(۱)

نیکلی میں پہل کرنا زیادہ باعث فضیلت کا ہے

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نیکی کرنا یقیناً بہت اچھی بات ہے لیکن نیکی میں پہل کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے کیونکہ پہل کرنے والا نیکی کے اس کام کو قوت و طاقت دیتا ہے اور نیکی کی طرف جلد رغبت میں فطرت کے نیک اور اچھا ہونے کی علامت بھی ہوتی ہے۔

سچی کی تعریف اور ان کے فضائل

صحابہ کرام رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی حالتِ ایمان میں زیارت کرنے والے حضرات کو تائید کیا جاتا ہے اور یہ لفظ بھی غالباً اسی آیت مبارکہ سے لیا گیا ہے۔ ان کے زمانے کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں، پھر جو لوگ ان کے قریب ہیں، پھر جو لوگ ان کے قریب ہیں۔“^(۲)

حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جب وہ بکثرت جمع ہو کر جہاد کریں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبت میں رہا ہو؟ لوگ کہیں گے کہ ہاں! تو انہیں فتح حاصل ہو جائے گی۔ پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ کثیر تعداد میں جمع ہو کر جہاد کریں گے تو ان سے دریافت کیا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اصحاب رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی صحبت پائی ہو؟ وہ جواب دیں گے: ہاں! تو انہیں فتح حاصل ہو جائے گی۔ پھر لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ بڑی تعداد میں جمع ہو کر جہاد کریں گے تو ان سے دریافت کیا جائے گا: کیا تمہارے درمیان کوئی ایسا شخص ہے جس نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اصحاب رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی صحبت سے مشرف ہونے والوں کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہو؟ لوگ اثبات میں جواب

①.....ترمذی، کتاب المناقب، باب فی من سب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ۴۶۳/۵، الحدیث: ۳۸۸۸.

②.....بخاری، کتاب الشهادات، باب لا یشہد علی شہادۃ جور اذا شہد، ۱۹۳/۲، الحدیث: ۲۶۵۲.

دیں گے تو انہیں بھی فتح دی جائے گی۔^(۱)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اس مسلمان کو آگ نہ چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔“^(۲)

وَمِمَّنْ حَوْلَكُم مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنْفِقُونَ ۖ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُّوا
عَلَى النِّفَاقِ ۖ لَا تَعْلَمُهُمْ ۖ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۖ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ
يُرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ ۝۱۱

ترجمہ کنزالایمان: اور تمہارے آس پاس کے کچھ گنوار منافق ہیں اور کچھ مدینہ والے ان کی خو ہو گئی ہے نفاق تم انہیں نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں جلد ہم انہیں دوبار عذاب کریں گے پھر بڑے عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تمہارے آس پاس دیہاتیوں میں سے کچھ منافق ہیں اور کچھ مدینہ والے (بھی) وہ منافقت پراڑ گئے ہیں۔ تم انہیں نہیں جانتے، ہم انہیں جانتے ہیں۔ عنقریب ہم انہیں دو مرتبہ عذاب دیں گے پھر انہیں بڑے عذاب کی طرف پھیرا جائے گا۔

﴿وَمِمَّنْ حَوْلَكُم مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنْفِقُونَ﴾ اور (اے مسلمانو!) تمہارے آس پاس دیہاتیوں میں سے کچھ منافق ہیں۔ اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے مدینے کے منافقین کے حالات بیان فرمائے، اس کے بعد دیہاتیوں میں جو منافقین تھے ان کا حال بیان فرمایا، پھر بیان فرمایا کہ اکابر مومنین وہ ہیں جو مہاجرین اور انصار میں سب سے پہلے ایمان قبول کرنے والے ہیں اور اس آیت میں بیان فرمایا کہ مدینہ منورہ کی آس پاس کی بستیوں میں بھی منافقین کی ایک جماعت ہے اگرچہ تم ان کے نفاق کو نہیں جانتے۔^(۳)

①.....بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ۵۱۵/۲، الحدیث: ۳۶۳۹.

②.....ترمذی، کتاب المناقب، باب ما جاء فی فضل من رأى النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحبہ، ۴۶۱/۵، الحدیث: ۳۸۸۴.

③.....تفسیر کبیر، التوبة، تحت الآية: ۱۰۱، ۱۳۰/۶.

اور یونہی خود مدینہ طیبہ میں بھی کچھ منافقین ہیں جیسے عبد اللہ بن اُبی اور اس کے ساتھی اور دیگر بہت سے لوگ جن کے بارے میں قرآن مجید کی متعدد آیات میں نشاندہی کی جاتی رہی۔

صرف جگہ سے کسی کے اچھا یا برا ہونے کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی کے اچھا یا برا ہونے کا فیصلہ صرف جگہ سے نہیں کیا جاسکتا جیسے مدینہ منورہ میں رہنے کے باوجود کچھ لوگ منافق اور لائق مذمت ہی رہے، ہاں اگر عقیدہ صحیح ہے تو پھر جگہ کی فضیلت بھی کام دیتی ہے جیسے سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مدینہ طیبہ کے بارے میں ارشاد فرمایا: ”مدینہ کی تکلیف و شدت پر میری اُمت میں سے جو کوئی صبر کرے قیامت کے دن میں اس کا شفیع ہوں گا۔“ (1)

حضرت سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”مدینہ لوگوں کے لئے بہتر ہے اگر جانتے، مدینہ کو جو شخص بطورِ اعراض چھوڑے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اُسے لائے گا جو اس سے بہتر ہوگا اور مدینہ کی تکلیف و مشقت پر جو ثابت قدم رہے روزِ قیامت میں اس کا شفیع یا شہید (یعنی گواہ) ہوں گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ”جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے اللہ عَزَّ وَجَلَّ اُسے آگ میں اس طرح پگھلائے گا جیسے سیسہ یا اس طرح جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔“ (2)

حضرت سفیان بن ابی زہیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ”یمن فتح ہوگا، اس وقت کچھ لوگ دوڑتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھر والوں اور ان کو جو ان کی اطاعت میں ہیں لے جائیں گے حالانکہ مدینہ اُن کے لئے بہتر ہے اگر جانتے اور شام فتح ہوگا، کچھ لوگ دوڑتے آئیں گے، اپنے گھر والوں اور فرمانبرداروں کو لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہے اگر جانتے، اور عراق فتح ہوگا، کچھ لوگ جلدی کرتے آئیں گے اور اپنے گھر والوں اور فرمانبرداروں کو لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہے اگر جانتے۔“ (3)



①.....مسلم، کتاب الحج، باب الترغیب فی سکنی المدینة... الخ، ص ۷۱۵، الحدیث: ۴۸۳ (۱۳۷۷)۔

②.....مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینة ودعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہا بالبرکة... الخ، ص ۷۰۹-۷۱۰، الحدیث: ۴۵۹-۴۶۰ (۱۳۶۳)۔

③.....بخاری، کتاب فضائل المدینة، باب من رغب عن المدینة، ۶۱۸/۱، الحدیث: ۱۸۷۵، مسلم، کتاب الحج، باب الترغیب فی المدینة عند فتح الامصار، ص ۷۱۹، الحدیث: ۴۹۷ (۱۳۸۸)۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ فریب کرے گا وہ ایسے گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔“ (1)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو اہل مدینہ کو ڈرائے گا اللہ عزوجل اسے خوف میں ڈالے گا۔“ (2)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”یا اللہ! عزوجل، جو اہل مدینہ پر ظلم کرے اور انہیں ڈرائے تو اسے خوف میں مبتلا کر اور اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے اور اس کا نہ فرض قبول کیا جائے گا نہ نفل۔“ (3)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جو اہل مدینہ کو ایذا دے گا اللہ تعالیٰ اُسے ایذا دے گا اور اس پر اللہ عزوجل اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت اور اللہ تعالیٰ اس کا نہ فرض قبول فرمائے گا نہ نفل۔“ (4)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جس سے ہو سکے کہ مدینہ میں مرے تو مدینہ ہی میں مرے کہ جو شخص مدینہ میں مرے گا میں اُس کی شفاعت فرماؤں گا۔“ (5)

﴿لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ﴾ تم انہیں نہیں جانتے، ہم انہیں جانتے ہیں۔ ﴿اس کے معنی یا تو یہ ہیں کہ ایسا جاننا جس کا اثر انہیں معلوم ہو، وہ ہمارا جاننا ہے کہ ہم انہیں عذاب کریں گے یا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے منافقین کا حال جاننے کی نفی جو پہلے ہو چکا اس کے اعتبار سے ہے اور اس کا علم بعد میں عطا ہوا جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا

1.....بخاری، کتاب فضائل المدینہ، باب اثم من کاد اهل المدينة، ۶۱۸/۱، الحدیث: ۱۸۷۷.

2.....ابن حبان، کتاب الحج، باب فضل المدینہ، ذکر البیان بانّ اللہ جلّ وعلا یخوف من اخاف اهل المدينة... الخ، ۲۰/۴، الحدیث: ۳۷۳۰، الجزء السادس.

3.....معجم الاوسط، باب الرءاء، من اسمه روح، ۳۷۹/۲، الحدیث: ۳۵۸۹.

4.....مجمع الزوائد، کتاب الحج، باب فیمن اخاف اهل المدينة وارادهم بسوء، ۶۵۹/۳، الحدیث: ۵۸۲۶.

5.....ترمذی، کتاب المناقب، باب فی فضل المدینہ، ۴۸۳/۵، الحدیث: ۳۹۴۳.

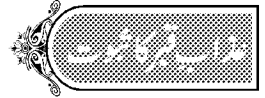
ترجمہ کنز العرفان: اور ضرورتاً انہیں گفتگو کے انداز میں پہچان

وَلَتَعْرِفَهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ (۱)

لوگے۔ (۲)

کلبی اور سدی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن خطبے کے لئے قیام کر کے نام بنام فرمایا: نکل اے فلاں! تو منافق ہے، نکل۔ اے فلاں! تو منافق ہے، تو مسجد سے چند لوگوں کو رسوا کر کے نکالا۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے بعد منافقین کے حال کا علم عطا فرمایا گیا۔ (۳)

﴿سُعِدَ لَهُمْ مَمَرَاتَيْنِ﴾: عنقریب ہم انہیں دو مرتبہ عذاب دیں گے۔ ﴿وَمَرَّتَبَةُ عَذَابٍ دِينَ﴾ سے مراد یہ ہے ایک بار تو دنیا میں رسوائی اور قتل کے ساتھ اور دوسری مرتبہ قبر میں عذاب دیں گے۔ پھر انہیں بڑے عذاب یعنی عذاب دوزخ کی طرف پھیرا جائے گا جس میں ہمیشہ گرفتار رہیں گے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ منافقین کو تین بار عذاب دے گا ایک مرتبہ دنیا میں، دوسری مرتبہ قبر میں اور تیسری مرتبہ آخرت میں۔ (۴)



اسی آیت میں عذاب قبر کا بھی ثبوت ہے۔ بعض بے علم لوگ اور منکرین حدیث عذاب قبر کا انکار کرتے ہیں یہ صریح گمراہی ہے۔ اس بارے میں احادیث بکثرت ہیں جن میں سے 5 یہاں پر بیان کی جاتی ہیں۔

(۱)..... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں عذاب قبر سنائے۔“ (۵)

(۲)..... حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو ارشاد فرمایا ”ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور یہ کسی (ایسے) بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں دیئے جا رہے (جن سے بچنا مشکل ہو)۔ پھر ارشاد فرمایا ”کیوں نہیں! (بے شک وہ گناہ معصیت میں بڑا ہے) ان میں سے ایک چغلی

①..... محمد: ۳۰.

②..... جمل، التوبة، تحت الآية: ۱۰۱، ۳۰/۴، ملخصاً.

③..... خازن، التوبة، تحت الآية: ۱۰۱، ۲۷۶/۲.

④..... خازن، التوبة، تحت الآية: ۱۰۱، ۲۷۶/۲.

⑤..... مسلم، کتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها، باب عرض مقعد الميت من الجنة او النار عليه... الخ، ص ۱۵۳۴،

الحديث: ۶۸ (۲۸۶۸).

کھایا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ پھر آپ نے ایک سبز ٹہنی توڑی اور اس کے دو حصے کئے، پھر ہر قبر پر ایک حصہ گاڑ دیا، پھر فرمایا کہ جب تک یہ خشک نہیں ہوں گی شاید ان کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے۔^(۱)

(3)..... حضرت براء بن عازب رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ایک انصاری صحابی رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے جنازے میں لگے، جب قبر تک پہنچے تو وہ ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی چنانچہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیٹھ گئے اور ہم بھی ان کے ارد گرد اس طرح خاموشی سے بیٹھ گئے گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستِ مبارک میں ایک لکڑی تھی جس کے ساتھ زمین کریدنے لگے اور سر انور اٹھا کر دویا تین مرتبہ ارشاد فرمایا ”اَسْتَعِیْذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ“ قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔⁽²⁾

(4)..... حضرت امّ مبشر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں بنو نجار کے ایک باغ میں تھی اور اس میں بنو نجار کے زمانہ جاہلیت میں مرنے والوں کی قبریں تھیں اس وقت میرے پاس رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے، پھر جاتے ہوئے ارشاد فرمایا ”اَسْتَعِیْذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ“ قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ میں نے سنا تو عرض کی ”یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیا قبر میں عذاب ہوتا ہے؟“ ارشاد فرمایا: ”ہاں! مردے اپنی قبروں میں ایسا عذاب دیئے جاتے ہیں جسے جانور سنتے ہیں۔“⁽³⁾

(5)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دعا مانگا کرتے ”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ الْمَمَاتِ وَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ“ اے اللہ! غزو و جَلّٰ میں عذابِ قبر سے، جہنم کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ لیتا ہوں۔⁽⁴⁾

وَ اٰخَرُونَ اَعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرًا سَيِّئًا ۖ عَسٰی اللّٰهُ
اَنْ يَّتُوبَ عَلَیْہُمْ ۖ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾

①..... بخاری، کتاب الجنائز، باب عذاب القبر من الغيبة والبول، ۴/۶۴، الحدیث: ۱۳۷۸.

②..... ابو داؤد، کتاب السنّة، باب فی المسألة فی القبر وعذاب القبر، ۴/۳۱۶، الحدیث: ۴۷۵۳.

③..... معجم الکبیر، امّ مبشر الانصاریّة، ۲۵/۱۰۳، الحدیث: ۲۶۸.

④..... بخاری، کتاب الجنائز، باب التعوّذ من عذاب القبر، ۴/۶۴، الحدیث: ۱۳۷۷.

ترجمہ کنزالایمان: اور کچھ اور ہیں جو اپنے گناہوں کے مقرر ہوئے اور ملایا ایک کام اچھا اور دوسرا برا قریب ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کچھ دوسرے لوگ جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا تو انہوں نے ایک اچھا عمل اور دوسرا برا عمل ملا دیا عنقریب اللہ ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ﴾ اور کچھ دوسرے لوگ جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا۔ یعنی کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جنہوں نے دوسروں کی طرح جھوٹے عذر نہ کئے بلکہ انہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا اور اپنے فعل پر نادم ہوئے۔^(۱) شان نزول: جمہور مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت مدینہ طیبہ کے مسلمانوں کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی جو غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہوئے تھے، اس کے بعد نادم ہوئے اور توبہ کی اور کہا: افسوس ہم گمراہوں کے ساتھ یا عورتوں کے ساتھ رہ گئے حالانکہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم جہاد میں ہیں۔ جب حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے سفر سے واپس ہوئے اور مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو ان لوگوں نے قسم کھائی کہ ہم اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں سے باندھ دیں گے اور ہرگز نہ کھولیں گے یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کھولیں۔ یہ قسمیں کھا کر وہ مسجد کے ستونوں سے باندھ گئے جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور انہیں ملاحظہ کیا تو فرمایا: یہ کون ہیں؟ عرض کیا گیا: یہ وہ لوگ ہیں جو جہاد میں حاضر ہونے سے رہ گئے تھے، انہوں نے اللہ عزوجل سے عہد کیا ہے کہ یہ اپنے آپ کو نہ کھولیں گے جب تک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُن سے راضی ہو کر انہیں خود نہ کھولیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور میں اللہ عزوجل کی قسم کھاتا ہوں کہ میں انہیں نہ کھولوں گا نہ اُن کا عذر قبول کروں جب تک کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کے کھولنے کا حکم نہ دیا جائے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کھولا تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، یہ مال ہمارے رہ جانے کا سبب بنے۔ انہیں لیجئے اور صدقہ کیجئے اور ہمیں پاک کر دیجئے اور ہمارے لئے دُعائے مغفرت فرمائیے۔ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے تمہارے مال لینے کا حکم نہیں دیا گیا

①.....مدارک، التوبة، تحت الآية: ۱۰۲، ص ۴۵۲.

اس پر اگلی آیت ”خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ“ نازل ہوئی۔^(۱)

﴿عَمَلًا صَالِحًا﴾: ایک اچھا عمل۔ ﴿یہاں اچھے عمل سے یا قصور کا اعتراف کر لینا اور توبہ کرنا مراد ہے یا اس غزوے میں حاضر نہ ہونے سے پہلے غزوات میں نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ حاضر ہونا مراد ہے یا طاعت و تقویٰ کے تمام اعمال مراد ہیں، اس صورت میں یہ آیت تمام مسلمانوں کے بارے میں ہوگی۔ آیت کے اگلے حصے میں برے عمل سے تَخَلَّفُ یعنی جہاد سے رہ جانا مراد ہے۔^(۲)

﴿عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوبَ عَلَیْہِمْ﴾: عنقریب اللہ ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے توبہ کرنے کا ذکر نہیں فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کے اعتراف کو ذکر کر دیا اور گناہوں کا اعتراف توبہ کی دلیل ہے۔^(۳)

گناہوں پر ندامت بھی توبہ ہے

اس سے معلوم ہوا کہ گناہوں پر شرمندہ ہونا بھی توبہ ہے بلکہ توبہ کی اہم شرط ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”شرمندگی توبہ ہے۔“^(۴) نیز گناہوں پر شرمندگی عام طور پر گناہ چھڑواہی دیتی ہے، اسی لئے گناہوں پر جبری اور بیباک کی مذمت زیادہ ہے۔ اس آیت میں ہم جیسے گناہگاروں کیلئے بھی بڑی امید ہے کہ اگرچہ ہمارے گناہ بے حد و حساب ہیں لیکن اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ نیک اعمال بھی کر رہی لیتے ہیں اور اگر ہمارے اعمال ناقص ہیں تو کم از کم ہمارا نفس ایمان تو قطعی اور یقینی طور پر درست ہے اور وہ بھی نیک عمل ہے۔

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۖ وَاللَّهُ سَبِيْعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۰۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کرو اور ان کے

①.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۱۰۲، ۲/۲۷۶-۲۷۷.

②.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۱۰۲، ۲/۲۷۷.

③.....مدارك، التوبة، تحت الآية: ۱۰۲، ص ۴۵۳.

④.....ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر التوبة، ۴/۴۹۲، الحديث: ۴۲۵۲.

حق میں دعائے خیر کرو بیشک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

ترجہ: كُنْزُ الْعِرْفَانِ: اے حبیب! تم ان کے مال سے زکوٰۃ وصول کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کرو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بیشک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً﴾: اے حبیب! تم ان کے مال سے زکوٰۃ وصول کرو۔ ﴿اس آیت میں جو ”صدقہ“ کا لفظ مذکور ہے اس کے معنی میں مفسرین کے کئی قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ جن صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کا ذکر اوپر کی آیت میں ہے، انہوں نے کفارے کے طور پر جو صدقہ دیا تھا وہ مراد ہے اور وہ صدقہ ان پر واجب نہ تھا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس صدقہ سے مراد وہ زکوٰۃ ہے جو ان کے ذمہ واجب تھی، انہوں نے توبہ کی اور زکوٰۃ ادا کرنی چاہی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لینے کا حکم دیا۔ امام ابو بکر بھصا رَحِمَهُ اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ صدقہ سے زکوٰۃ مراد ہے۔^(۱)

﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ﴾: اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو۔ ﴿صدقہ پیش کرنے والے کے لئے دعائے خیر کرنا سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معمولات میں شامل تھا، چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ سے مروی ہے کہ جب کوئی رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس صدقہ لاتا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے حق میں دُعا کرتے، میرے والد صاحب نے صدقہ حاضر کیا تو حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا فرمائی ”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اَبِیْ اَوْفٰی“ اے اللہ! ابو اوفی کی اولاد پر رحمت نازل فرما۔^(۲) تفسیر مدارک میں ہے: سنت یہ ہے کہ صدقہ لینے والا صدقہ دینے والے کے لئے دعا کرے۔^(۳)

﴿اِنَّ صَلٰوَتَكَ سَكَنٌ لَّہُمْ﴾: بیشک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے۔ ﴿یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کی دعا ان کے لئے رحمت اور دلوں کا چین ہے اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ خود حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مومنوں کے دلوں کا چین ہیں اور مسلمان کو جس قدر محبت و رغبت حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی

①.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۱۰۳، ۲/۲۷۸، احکام القرآن للحصاص، سورة التوبة، باب دفع الصدقات الى صنف واحد، ۱۹۰/۳.

②.....بخاری، کتاب الزکاة، باب صلاة الامام ودعائه لصاحب الصدقة، ۵۰۴/۱، الحديث: ۱۴۹۷، مسلم، کتاب الزکاة، باب الدعاء لمن اتى بصدقة، ص: ۵۴۲، الحديث: ۱۷۶ (۱۰۷۸).

③.....مدارک، التوبة، تحت الآية: ۱۰۳، ص ۴۵۳.

دعاے مبارک کے حصول میں ہو سکتی ہے اور کس چیز میں ہوگی؟ یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری زندگی میں بھی تھا اور اب بھی ہے کیونکہ ہمارے اعمال نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں، اچھے عمل دیکھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اور اگر اچھے نہ پائیں تو ہمارے لئے استغفار کرتے ہیں جیسا کہ حدیث پاک میں ہے ”میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے اور میرا انتقال فرمانا تمہارے لئے بہتر ہے، تمہارے اعمال میری بارگاہ میں پیش کئے جائیں گے اگر اچھے عمل پاؤں گا تو میں اللہ عزوجل کی حمد کروں گا اور اگر اچھے اعمال کے علاوہ پاؤں گا تو تمہارے لئے مغفرت طلب کروں گا۔“^(۱)

لہذا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا ان کی زندگی اور وفات کے بعد دونوں صورتوں میں حاصل ہو گی اور دلوں کے چین و سکون کا باعث بھی ہوگی۔

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ
وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿۱۰۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور صدقے خود اپنے دست قدرت میں لیتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور خود صدقات (اپنے دست قدرت میں) لیتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

﴿أَلَمْ يَعْلَمُوا﴾ کیا انہیں معلوم نہیں۔ ﴿اس آیت میں توبہ کرنے والوں کو بشارت دی گئی کہ ان کی توبہ اور ان کے صدقات مقبول ہیں۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ جن لوگوں نے اب تک توبہ نہیں کی اس آیت میں انہیں توبہ اور صدقہ کی ترغیب دی گئی ہے۔﴾^(۲)



①.....مسند البزار، زاذان عن عبد اللہ، ۳۰۸/۵، الحدیث: ۱۹۲۵.

②.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۱۰۴، ۲۷۹/۲.

ہر جرم کی توبہ ایک جیسی نہیں

یاد رہے کہ ہر جرم کی توبہ ایک جیسی نہیں، بلکہ مختلف جرموں کی توبہ بھی مختلف ہے جیسے اگر اللہ تعالیٰ کے حقوق تلف کئے ہوں مثلاً نمازیں قضا کی ہوں، رمضان کے روزے نہ رکھے ہوں، فرض زکوٰۃ ادا نہ کی ہو، حج فرض ہونے کے بعد حج نہ کیا ہو ان سے توبہ یہ ہے کہ نماز روزے کی قضا کرے، زکوٰۃ ادا کرے، حج کرے اور ندامت و شرمندگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی تقصیر کی معافی مانگے، اسی طرح اگر اپنے کان، آنکھ، زبان، پیٹ، ہاتھ پاؤں، شرمگاہ اور دیگر اعضاء سے ایسے گناہ کئے ہوں جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ ہو بندوں کے حقوق کے ساتھ نہ ہو جیسے غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا، جنابت کی حالت میں مسجد میں بیٹھنا، قرآن مجید کو بے وضو ہاتھ لگانا، شراب نوشی کرنا، گانے باجے سننا وغیرہ، ان سے توبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتے، ان گناہوں پر ندامت کا اظہار کرتے اور آئندہ یہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم کرتے ہوئے معافی طلب کرے اور اس کے بعد کچھ نہ کچھ نیک اعمال کرے کیونکہ نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں، اور اگر بندوں کے حقوق تلف کئے ہوں تو ان کی تین صورتیں ہیں

- (1)..... ان حقوق کا تعلق صرف قرض کے ساتھ ہے جیسے خریدی ہوئی چیز کی قیمت، مزدور کی اجرت یا بیوی کا مہر وغیرہ۔
- (2)..... ان حقوق کا تعلق صرف ظلم کے ساتھ ہے جیسے کسی کو مارا، گالی دی یا غیبت کی اور اس کی خبر اس تک پہنچ گئی۔
- (3)..... ان کا تعلق قرض اور ظلم دونوں کے ساتھ ہے، جیسے کسی کا مال چرایا، چھینا، لوٹا، کسی سے رشوت لی، سود لیا یا جوئے میں مال جیتا وغیرہ۔

پہلی صورت میں توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ ان حقوق کو ادا کرے یا صاحب حق سے معافی حاصل کرے۔ دوسری صورت میں توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ صرف صاحب حق سے معافی طلب کرے اور تیسری صورت میں توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ حقوق ادا بھی کرے اور صاحب حق سے معافی بھی حاصل کرے۔ اگر توبہ کی شرائط جمع ہوں تو توبہ ضرور قبول ہوگی کیونکہ یہ رب تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اپنے وعدے کے خلاف کرنا اللہ تعالیٰ کی شانِ کریمی کے لائق نہیں۔

یہاں توبہ کی قبولیت سے متعلق ایک حکایت ملاحظہ ہو، چنانچہ توبہ سے پہلے حضرت عتبہ غلام رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کَی فتنہ انگیزی اور شراب نوشی کی داستانیں مشہور تھیں، ایک دن آپ حضرت حسن بصری رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کَی مجلس میں آئے، اس وقت حضرت حسن بصری رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کَی آیت ”اَلَمْ یَاۤیْنَ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ“^(۱) (کیا

ایمان والوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد کے لئے جھک جائیں (کی تفسیر بیان کر رہے تھے اور آپ دَحْمَةُ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ نے اس آیت کی ایسی تشریح کی کہ لوگ رونے لگے، اس دوران ایک جوان مجلس میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: اے مومن بندے! کیا مجھ جیسا فاسق و فاجر بھی اگر توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا؟ آپ دَحْمَةُ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ نے فرمایا ”ہاں، اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کو معاف کر دے گا، جب عتبہ نے یہ بات سنی تو ان کا چہرہ زرد پڑ گیا اور کانپتے ہوئے چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے، جب انہیں ہوش آیا تو حضرت حسن بصری دَحْمَةُ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ نے ان کے قریب آ کر یہ شعر پڑھے، جن کا ترجمہ کچھ یوں ہے کہ ”اے اللہ تعالیٰ کے نافرمان جوان! تو جانتا ہے کہ نافرمانی کی سزا کیا ہے؟ نافرمانوں کے لئے پُر شور جہنم ہے اور حشر کے دن اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضی ہے۔ اگر تو نار جہنم پر راضی ہے تو بے شک گناہ کرتا رہ، ورنہ گناہوں سے رک جا۔ تو نے اپنے گناہوں کے بدلے اپنی جان کو رہن رکھ دیا ہے، اس کو چھڑانے کی کوشش کر۔

عتبہ نے پھر چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے، جب ہوش آیا تو کہنے لگے اے شیخ! کیا مجھ جیسے بد بخت کی توبہ رب رحیم قبول کر لے گا؟ آپ دَحْمَةُ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ نے کہا: درگزر کرنے والا رب عَزَّوَجَلَّ ظالم بندے کی توبہ قبول فرما لیتا ہے، اس وقت عتبہ نے سراٹھا کر اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں کیں:-

- (1)..... اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، اگر تو نے میرے گناہوں کو معاف اور میری توبہ کو قبول کر لیا ہے تو ایسے حافظے اور عقل سے میری عزت افزائی فرما کہ میں قرآن مجید اور علوم دین میں سے جو کچھ بھی سنوں، اُسے کبھی فراموش نہ کروں۔
- (2)..... اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، مجھے ایسی آواز عنایت فرما کہ میری قرأت کو سن کر سخت سے سخت دل بھی موم ہو جائے۔
- (3)..... اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، مجھے رزقِ حلال عطا فرما اور ایسے طریقے سے دے جس کا میں تَوَكُّر بھی نہ کر سکوں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عتبہ دَحْمَةُ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ کی تینوں دعائیں قبول کر لیں، ان کا حافظہ اور فہم و فراست بڑھ گئی اور جب وہ قرآن کی تلاوت کرتے تو ہر سننے والا گناہوں سے تائب ہو جاتا تھا اور ان کے گھر میں ہر روز شور بے کا ایک پیالہ اور دو روٹیاں (رزقِ حلال سے) پہنچ جاتیں، اور کسی کو معلوم نہیں تھا کہ یہ کون رکھ جاتا ہے اور حضرت عتبہ غلام دَحْمَةُ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ کی ساری زندگی ایسا ہی ہوتا رہا۔^(۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں گناہوں سے بچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔^(۲)



①..... مکاشفۃ القلوب، الباب الثامن فی التوبۃ، ص ۲۸-۲۹۔

②..... سچی توبہ اور اس سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے کتاب ”توبہ کی روایات و حکایات“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ مفید ہے۔

﴿وَيَأْخُذْ الصَّدَقَاتِ﴾ اور خود صدقے (اپنے دستِ قدرت میں) لیتا ہے۔ ﴿اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صدقات کو قبول کرتا اور اس پر ثواب عطا فرماتا ہے۔ (۱)﴾

اللہ تعالیٰ پاکیزہ مال سے دیا گیا صدقہ قبول فرماتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص پاکیزہ مال سے صدقہ کرے اور اللہ تعالیٰ پاکیزہ مال کے سوا قبول نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے قبول فرماتا ہے خواہ وہ ایک کھجور ہو پھر وہ صدقہ رَحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ کے دستِ قدرت میں بڑھتا رہتا ہے حتیٰ کہ پہاڑ سے زیادہ ہو جاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی شخص گھوڑے یا اونٹ کے بچے کو پالتا ہے۔ (۲)

یاد رہے کہ حدیثِ پاک میں مذکور دائیں ہاتھ سے جسم والادایاں ہاتھ مراد نہیں بلکہ یہ مُتَشَابِهَات میں سے ہے جس کا معنی وہی ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی شایانِ شان ہے۔ نیز اس حدیثِ پاک میں ان لوگوں کے لئے بھی نصیحت ہے جو سود اور رشوت وغیرہ کی حرام آمدنی سے صدقات و خیرات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مال دے رہا ہے، اس لئے ہم غریبوں کی بھلائی اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے میں اس مال کو خرچ کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے اس حدیثِ پاک میں بڑی عبرت ہے، چنانچہ حضرت قاسم بن جُحَیْرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جو شخص گناہ کے ذریعے مال حاصل کر کے اس سے صلہ رحمی کرتا یا صدقہ کرتا یا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سب کو جمع کر کے جہنم میں ڈال دے گا۔ (۳)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”تمہیں وہ شخص تعجب میں نہ ڈالے جس نے حرام مال کمایا کیونکہ اگر وہ اس مال کو (راہِ خدا میں) خرچ کرے یا اسے صدقہ کرے تو وہ قبول نہ کیا جائے گا اور اگر اسے چھوڑ دے تو اس میں برکت نہیں دی جائے گی اور اس میں سے کچھ بچ جائے تو یہ جہنم کی طرف اس کا زور اہ ہوگا (۴)۔ (۵)



①.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۱۰۴، ۲۷۹/۲.

②.....مسلم، کتاب الزکاة، باب قبول الصدقة من الکسب الطیب و تربیتها، ص ۵۰۶، الحدیث: ۶۳ (۱۰۱۴).

③.....ابن عساکر، موسیٰ بن سلیمان بن موسیٰ ابو عمرو الاموی، ۴۰۹/۶۰.

④.....شعب الایمان، الثامن والثلاثون من شعب الایمان... الخ، ۳۹۶/۴، الحدیث: ۵۵۲۵.

⑤.....صدقات سے متعلق احکام اور فضائل وغیرہ کی معلومات حاصل کرنے کے لئے کتاب ”فضائل صدقات“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ فرمائیں۔

وَقُلْ اَعْمَلُوا فَاَسِيرَی اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَاسُوْلُهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط وَسْتَرْدُّوْنَ
اِلٰی عِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۰۵

ترجمہ کنزالایمان: اور تم فرماؤ کام کرو اب تمہارے کام دیکھے گا اللہ اور اس کے رسول اور مسلمان اور جلد اس کی طرف پلٹو گے جو چھپا اور کھلا سب جانتا ہے تو وہ تمہارے کام تمہیں بتا دے گا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تم فرماؤ: تم عمل کرو، اب اللہ اور اس کے رسول اور مسلمان تمہارے کام دیکھیں گے اور جلد ہی تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو ہر غیب اور ظاہر کو جاننے والا ہے پھر وہ تمہیں تمہارے اعمال بتائے گا۔

﴿وَقُلْ اَعْمَلُوا﴾ اور تم فرماؤ: تم عمل کرو۔ ﴿اس آیت میں اطاعت گزاروں کو عظیم ترغیب اور گناہگاروں کو بڑی ترہیب دی گئی ہے، تو گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”تم مستقبل کے لئے کوشش کرو کیونکہ تمہارے اعمال کا ایک ثمرہ دنیا میں ہے اور ایک ثمرہ آخرت میں ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمان تمہارے اعمال دیکھ رہے ہیں، اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو گے تو دنیا میں تمہاری بڑی تعریف ہوگی اور دنیا و آخرت میں تمہیں عظیم اجر ملے گا اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرو گے تو دنیا میں تمہاری مذمت ہوگی اور آخرت میں تمہیں شدید عذاب ہوگا۔“ (۱)

﴿وَسْتَرْدُّوْنَ﴾ اور جلد ہی تم لوٹائے جاؤ گے۔ ﴿یعنی عنقریب تم قیامت کے دن اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو تمہاری خلوٰت اور جلوت کو جانتا ہے، تمہارے ظاہر و باطن میں سے کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں، تم دنیا میں جو اچھے برے جو اعمال کرتے تھے وہ تمہیں بتا دے گا اور تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دے گا۔“ (۲)

وَآخَرُونَ مُّرْجُونَ لَامْرِ اللّٰهِ اِمَّا يَعِذُّ بِهُمْ وَاِمَّا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ ط
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰۶

①.....تفسیر کبیر، التوبہ، تحت الآیۃ: ۱۰۵، ۱۴۲/۶۔

②.....خازن، التوبہ، تحت الآیۃ: ۱۰۵، ۲۸۰/۲۔

ترجمہ کنزالایمان: اور کچھ موقوف رکھے گئے ہیں اللہ کے حکم پر یا ان پر عذاب کرے یا ان کی توبہ قبول کرے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اللہ کا حکم آنے تک کچھ دوسروں کو مؤخر کر دیا گیا ہے۔ یا تو اللہ انہیں عذاب دے گا اور یا ان کی توبہ قبول فرمائے گا اور اللہ علم والا حکمت والا ہے۔

﴿وَآخَرُونَ مُّرْجُونَ إِلَى اللَّهِ﴾ اور اللہ کا حکم آنے تک کچھ دوسروں کو مؤخر کر دیا گیا ہے۔ یعنی غزوہ تبوک سے رہ جانے والے کچھ لوگ وہ ہیں جنہیں موقوف رکھا گیا ہے یہاں تک کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم ظاہر ہو جائے، اگر وہ اپنے جرم پر قائم رہے اور توبہ نہ کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں عذاب دے گا اور اگر انہوں نے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔^(۱) غزوہ تبوک سے رہ جانے والے صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کی تعداد دس تھی، ان میں سے سات صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے ندامت و شرمندگی کی وجہ سے خود کو مسجد کے ستونوں سے بندھوا لیا تھا۔ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ان سات صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کے اعتراف جرم اور توبہ کی قبولیت کا ذکر مذکورہ بالا آیات میں ہوا جبکہ یقیناً تین صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے چونکہ اُن کی طرح ستونوں سے بندھ کر اپنی توبہ اور ندامت کا اظہار نہ کیا تھا اس لئے ان کی توبہ کی قبولیت کو مؤخر کر دیا گیا۔ اس آیت میں انہی تین صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کا ذکر ہے۔^(۲) ان کی توبہ کی قبولیت کا ذکر اسی سورت کی آیت نمبر ۱۱۸ میں ہے۔

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ
وَارْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَادْنَا
اِلَّا الْحُسْنٰی ۚ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اَنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۱۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے کو اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو اور

①.....مدارک، التوبة، تحت الآية: ۱۰۶، ص ۴۵۳.

②.....مدارک، التوبة، تحت الآية: ۱۰۶، ص ۴۵۳-۴۵۴، ملخصاً.

اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو بھلائی چاہی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بیشک جھوٹے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور (کچھ منافق) وہ (ہیں) جنہوں نے نقصان پہنچانے کے لئے اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے اور اس شخص کے انتظار کے لئے مسجد بنائی جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو صرف بھلائی کا ارادہ کیا تھا اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بیشک جھوٹے ہیں۔

﴿وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرًّا ۖ﴾ اور وہ جنہوں نے نقصان پہنچانے کے لئے مسجد بنائی۔ ﴿يُشَانِ نَزُولَ﴾ یہ آیت منافقین کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے مسجد قبا کو نقصان پہنچانے اور اس کی جماعت میں تفریق ڈالنے کیلئے اس کے قریب ایک مسجد بنائی تھی، اس میں ایک بڑی چال تھی وہ یہ کہ ابو عامر جو زمانہ جاہلیت میں نصرانی راہب ہو گیا تھا، تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مدینہ طیبہ تشریف لانے پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کہنے لگا: یہ کون سا دین ہے جو آپ لائے ہیں؟ حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں ملتِ حَنِیْفِیَّہ، دینِ ابراہیم لایا ہوں۔ ابو عامر کہنے لگا: میں اسی دین پر ہوں۔ حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا، نہیں۔ اس نے کہا کہ آپ نے اس میں کچھ اور ملا دیا ہے۔ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا نہیں، میں خالص صاف ملت لایا ہوں۔ پھر ابو عامر نے کہا: ہم میں سے جو جھوٹا ہو اللہ عزَّ وَّجَلَّ اس کو حالتِ سفر میں تنہا اور یکس کر کے ہلاک کرے۔ حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آمین فرمایا۔ لوگوں نے اس کا نام ابو عامر فاسق رکھ دیا۔ جنگِ اُحد کے دن ابو عامر فاسق نے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کہا کہ جہاں کہیں کوئی قوم آپ سے جنگ کرنے والی ملے گی میں اس کے ساتھ ہو کر آپ سے جنگ کروں گا۔ چنانچہ جنگِ خُتین تک اس کا یہی معمول رہا اور وہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ مصروفِ جنگ رہا، جب ہوازن کو شکست ہوئی اور وہ مایوس ہو کر ملکِ شام کی طرف بھاگا تو اُس نے منافقین کو خبر بھیجی کہ تم سے قوت و اسلحہ جو سامانِ جنگ ہو سکے سب جمع کرو اور میرے لئے ایک مسجد بناؤ۔ میں شاہِ روم کے پاس جاتا ہوں وہاں سے رومی لشکر لے کر آؤں گا اور (سید عالم) محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اور ان کے اصحاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو نکالوں گا۔ یہ خبر پا کر ان لوگوں نے مسجدِ ضرار بنائی تھی اور رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا تھا یہ مسجد

ہم نے آسانی کے لئے بنادی ہے کہ جو لوگ بوڑھے ضعیف کمزور ہیں وہ اس میں بہ فراغت نماز پڑھ لیا کریں، آپ اس میں ایک نماز پڑھ دیجئے اور برکت کی دعا فرما دیجئے۔ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اب تو میں سفرِ تبوک کے لئے جا رہا ہوں، واپسی پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مرضی ہوگی تو وہاں نماز پڑھ لوں گا۔ جب نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غزوہ تبوک سے واپس ہو کر مدینہ شریف کے قریب ایک علاقے میں ٹھہرے تو منافقین نے آپ سے درخواست کی کہ اُن کی مسجد میں تشریف لے چلیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اُن کے فاسدار ادوں کا اظہار فرمایا گیا، تب رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بعض صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو حکم دیا کہ اس مسجد کو جا کر گرا دیں اور جلا دیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ابو عامر اہب ملکِ شام میں بحالتِ سفر بے کسی و تنہائی میں ہلاک ہوا۔^(۱)

مسجد کے نام پر بھی مسلمانوں کو نقصان پہنچایا جاسکتا ہے

اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کے نام پر بھی مسلمانوں کو نقصان پہنچایا جاسکتا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اور رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دشمنی کی جاسکتی ہے لہذا ایسی مسجدوں سے بھی دور رہا جائے جہاں اللہ تعالیٰ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نقص نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے اور جہاں مسلمانوں کو باطل تعلیم دے کر لڑایا جاتا ہے۔ آج بھی جو مسجد دین میں فساد اور مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کیلئے بنائی جائے وہ مسجدِ ضرار ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کی کوشش کرنا منافقین کا طریقہ ہے۔

لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا ۚ لِمَسْجِدٍ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رَجُلٌ يُّحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَّهَرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ ﴿١٠٨﴾

ترجمہ کنزالایمان: اس مسجد میں تم کبھی کھڑے نہ ہونا بیشک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پر ہییز گاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: (اے حبیب!) آپ اس مسجد میں کبھی کھڑے نہ ہوں۔ بیشک وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے

پر ہیزگاری پر رکھی گئی ہے وہ اس کی حقدار ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو۔ اس میں وہ لوگ ہیں جو خوب پاک ہونا پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاک ہونے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

﴿لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا﴾: (اے حبیب!) آپ اس مسجد میں کبھی کھڑے نہ ہوں۔ ﴿﴾ اس آیت میں تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مسجدِ ضرار میں نماز پڑھنے کی ممانعت فرمائی گئی۔ (۱)

فخر و ریاکاری کی نیت سے مسجد تعمیر کرنے کی مذمت

امام عبد اللہ بن احمد نسفی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں، بعض مفسرین کا قول یہ ہے کہ جو مسجد فخر و ریا اور نمود و نمائش یا رضائے الہی کے سوا اور کسی غرض کے لئے یا حرام مال سے بنائی گئی ہو وہ بھی مسجدِ ضرار کے ساتھ لاحق ہے (۲) فی زمانہ مسلمانوں میں ایک تعداد ایسی ہے جنہیں عالیشان مسجد تعمیر کرنے پر اور زیادہ مساجد بنانے پر ایک دوسرے سے فخر کا اظہار کرتے دیکھا گیا ہے، ان کے دلوں کا حال اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے یا خود انہیں اپنے دلوں کا حال اچھی طرح معلوم ہے، اگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور اس کی عبادت کرنے میں مسلمانوں کو سہولت پہنچانے کی نیت سے عالی شان اور خوبصورت مساجد بنائی ہیں تو ان کا یہ عمل لائق تحسین اور اجر و ثواب کا باعث ہے اور اگر ان کی نیت یہ نہ تھی بلکہ خوبصورت مساجد بنانے سے ریاکاری اور فخر و بڑائی کا اظہار مقصود تھا اگرچہ زبان سے لوگوں کے سامنے یہ صدا عام تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی یہ کوشش قبول فرمائے، تو انہیں چاہئے کہ درج ذیل 3 احادیث سے نصیحت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

(۱)..... حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”قیامت کی نشانی یہ بھی ہے کہ لوگ مسجد تعمیر کرنے میں فخر کریں گے۔ (۳) یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اخلاص کے ساتھ نہیں بلکہ ناموری، ریاکاری اور بڑائی کی نیت سے مسجدیں تعمیر کریں گے۔

(۲)..... حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ جب مسجد (تعمیر کرنے) کے معاملے میں فخر کرنے لگ جائیں گے۔ (۴)

①..... خازن، التوبة، تحت الآية: ۱۰۸، ۲/۲۸۲۔

②..... مدارك، التوبة، تحت الآية: ۱۰۷، ص ۴۵۴۔

③..... نسائی، کتاب المساجد، المباهاة فی المساجد، ص ۱۲۰، الحديث: ۶۸۶۔

④..... ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعات، باب تشييد المساجد، ۴۰۹/۱، الحديث: ۷۳۹۔

(3)..... حضرت انس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں وہ مسجدیں تعمیر کرنے میں ایک دوسرے پر فخر کیا کریں گے اور انہیں آباد کم کیا کریں گے۔“ (1)

یاد رہے کہ کسی کے دل کا حال اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور ہمارے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں جس سے ہم کسی کے دل کا حال معلوم کر سکیں اس لئے کسی مسلمان پر بدگمانی کرنے اور اس پر یہ الزام ڈالنے کی شرعاً کسی کو اجازت نہیں کہ اس نے فخر و ریاکاری کی نیت سے مسجد تعمیر کی ہے لیکن تعمیر کرنے والے کو بہر حال اپنے قلب کی طرف نظر رکھنی چاہیے کہ اس کا مقصد کیا ہے۔ ﴿لَسْجُدُ اُسْسُ عَلٰی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ﴾ بیشک وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے۔ ﴿اس سے مراد مسجد قباء ہے جس کی بنیاد رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے رکھی اور جب تک حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قبائیں قیام فرمایا اس میں نماز پڑھی۔ مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مسجد مدینہ مراد ہے۔“ (2)

یاد رہے کہ دونوں مسجدوں کے بارے میں حدیثیں مذکور ہیں اور ان دونوں باتوں میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ آیت کا مسجد قباء کے حق میں نازل ہونا اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ مسجد مدینہ میں یہ اوصاف نہ ہوں۔ احادیث میں مسجد نبوی اور مسجد قباء کے کثیر فضائل مذکور ہیں، ان میں سے چند فضائل درج ذیل ہیں:

مسجد نبوی کے فضائل

یہاں آیت کی مناسبت سے مسجد نبوی کے تین فضائل ملاحظہ ہوں

(1)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔“ (3)

(2)..... حضرت انس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”کسی شخص کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ایک نماز کا ثواب ہے، اور اس کا محلے کی مسجد میں نماز پڑھنا پچیس نمازوں کا ثواب ہے اور اس کا جامع مسجد میں نماز پڑھنا پانچ سو نمازوں کا ثواب ہے اور اس کا مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ہے اور اس کا میری مسجد میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ہے اور اس کا مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک

①..... صحیح ابن حزمہ، جماع ابواب فضائل المساجد و بنائها و تعظیمها، باب کراهة التباہی فی بناء المساجد... الخ، ۲۸۱/۲، الحدیث: ۱۳۲۱.

②..... مدارک، التوبة، تحت الآية: ۱۰۸، ص ۴۵۵.

③..... بخاری، کتاب فضائل المدينة، ۱۳-باب، ۶۲۱/۱، الحدیث: ۱۸۸۸.

لاکھ نمازوں کا ثواب ہے۔^(۱)

(۳)..... حضرت اُم سلمہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے، سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”میرے اس منبر کے پائے جنت میں نصب ہیں۔“^(۲)

مسجدِ قبا کے فضائل

مسجدِ قبا کو بھی بہت فضیلت حاصل ہے، چنانچہ اس کے بھی تین فضائل ملاحظہ ہوں،

(۱)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں ”رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہر ہفتے مسجدِ قبا میں (کبھی) پیدل اور (کبھی) سوار ہو کر تشریف لاتے تھے۔“^(۳)

(۲)..... حضرت سہل بن حنیف رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جو شخص اپنے گھر سے نکلے، پھر مسجدِ قبا میں آکر نماز پڑھے تو اسے ایک عمرے کا ثواب ملے گا۔“^(۴)

(۳)..... حضرت اسید بن ظمیر انصاری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”مسجدِ قبا میں نماز پڑھنے کا ثواب عمرہ کے برابر ہے۔“^(۵)

﴿يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَّهُرُوا﴾ وہ لوگ خوب پاک ہونا پسند کرتے ہیں۔ ﴿شان نزول﴾ یہ آیت مسجدِ قبا والوں کے حق میں نازل ہوئی، سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُن سے فرمایا: اے گروہ انصار! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہاری تعریف فرمائی ہے، تم وضو اور استنجہ کے وقت کیا عمل کرتے ہو؟ اُنہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ہم بڑا استنجہ تین ڈھیلوں سے کرتے ہیں، اس کے بعد پانی سے طہارت کرتے ہیں۔^(۶)

اسلام میں صفائی کی اہمیت

ہر صاحبِ ذوق شخص اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ امیری ہو یا فقیری ہر حال میں صفائی، ستھرائی انسان

- ۱..... ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاة والسنة فیہا، باب ما جاء فی الصلاة فی المسجد الجامع، ۱۷۶/۲، الحدیث: ۱۴۱۳.
- ۲..... نسائی، کتاب المساجد، فضل مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم والصلاة فیہ، ص ۱۲۱، الحدیث: ۶۹۳.
- ۳..... بخاری، کتاب فضل الصلاة فی مسجد مكة والمدينة، من اتی مسجد قباء کل سبت، ۴۰۲/۱، الحدیث: ۱۱۹۳.
- ۴..... نسائی، کتاب المساجد، فضل مسجد قباء والصلاة فیہ، ص ۱۲۱، الحدیث: ۶۹۶.
- ۵..... ترمذی، ابواب الصلاة، باب ما جاء فی الصلاة فی مسجد قباء، ۳۴۸/۱، الحدیث: ۳۲۴.
- ۶..... مدارك، التوبة، تحت الآية: ۱۰۸، ص ۴۵۵.

کے وقار و شرف کی آئینہ دار ہے جبکہ گندگی انسان کی عزت و عظمت کی بدترین دشمن ہے۔ دین اسلام نے جہاں انسان کو کفر و شرک کی نجاستوں سے پاک کر کے عزت و رفعت عطا کی وہیں ظاہری طہارت، صفائی ستھرائی اور پاکیزگی کی اعلیٰ تعلیمات کے ذریعے انسانیت کا وقار بلند کیا، بدن کی پاکیزگی ہو یا لباس کی ستھرائی، ظاہری ہیئت کی عمدگی ہو یا طور طریقے کی اچھائی، مکان اور ساز و سامان کی بہتری ہو یا سواری کی دھلائی الغرض ہر چیز کو صاف ستھرا اور جاذب نظر رکھنے کی دین اسلام میں تعلیم اور ترغیب دی گئی ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ^(۱) ترجمہ کنز العرفان: بیشک اللہ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے اور خوب صاف ستھرے رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

حضرت ابو مالک اشعری رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”پاکیزگی نصف ایمان ہے۔“^(۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، سرور عالم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”بے شک اسلام صاف ستھرا (دین) ہے تو تم بھی نظافت حاصل کیا کرو کیونکہ جنت میں صاف ستھرا رہنے والا ہی داخل ہوگا۔“^(۳) ایک روایت میں ہے کہ جو چیز تمہیں میسر ہو اس سے نظافت حاصل کرو، اللہ تعالیٰ نے اسلام کی بنیاد صفائی پر رکھی ہے اور جنت میں صاف ستھرے رہنے والے ہی داخل ہوں گے۔“^(۴)

حضرت سہل بن حفظلہ رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا جو لباس تم پہنتے ہو اسے صاف ستھرا رکھو اور اپنی سواریوں کی دیکھ بھال کیا کرو اور تمہاری ظاہری ہیئت ایسی صاف ستھری ہو کہ جب لوگوں میں جاؤ تو وہ تمہاری عزت کریں۔“^(۵)

حضرت علامہ عبد الرؤف مناوی رَحِمَہُ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ

①..... البقرہ: ۲۲۲۔

②..... مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء، ص ۱۴۰، الحدیث: ۱ (۲۲۳)۔

③..... کنز العمال، حرف الطاء، کتاب الطہارۃ، قسم الاقوال، الباب الاول فی فضل الطہارۃ مطلقاً، ۱۲۳/۵، الحدیث:

۲۵۹۹۶، الجزء التاسع۔

④..... جمع الجوامع، حرف التاء مع النون، ۱۱۵/۴، الحدیث: ۱۰۶۲۴۔

⑤..... جامع صغیر، حرف الهمزة، ص ۲۲، الحدیث: ۲۵۷۔

ہے کہ ہر وہ چیز جس سے انسان نفرت و حقارت محسوس کرے اس سے بچا جائے خصوصاً حکام اور علماء کو ان چیزوں سے بچنا چاہئے۔^(۱)

حضرت جابر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ”رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے یہاں تشریف لائے، ایک شخص کو پراگندہ سر دیکھا، جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں، فرمایا: ”کیا اس کو ایسی چیز نہیں ملتی جس سے بالوں کو اکٹھا کر لے اور دوسرے شخص کو میلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا: کیا اسے ایسی چیز نہیں ملتی، جس سے کپڑے دھو لے۔“^(۲)

حضرت عطاء بن یسار رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے، حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی طرف اشارہ کیا، گویا بالوں کے درست کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ وہ شخص درست کر کے واپس آیا تو نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ کوئی شخص بالوں کو اس طرح بکھیر کر آتا ہے گویا وہ شیطان ہے۔“^(۳)

حضرت سعید بن مسیب رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ طیب ہے۔ طیب یعنی خوشبو کو دوست رکھتا ہے، سٹھرا ہے سٹھرائی کو دوست رکھتا ہے، کریم ہے کرم کو دوست رکھتا ہے، جواد ہے جو دو سخاوت کو دوست رکھتا ہے۔ لہذا اپنے صحن کو سٹھرا رکھو، یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔^(۴)

اسلام میں صفائی کی اہمیت کے حوالے سے سرِ دست یہ چند روایتیں ذکر کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَنْ أَسَّسَ
بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرْفٍ هَارٍ فَأَثْقَارُہٗ فِي نَارٍ جَهَنَّمَ ۖ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿۱۰۹﴾

①..... فیض القدیر، حرف الهمزة، ۲۴۹/۱، تحت الحدیث: ۲۵۷.

②..... ابو داؤد، کتاب اللباس، باب فی غسل الثوب وفی الخلقان، ۷۲/۴، الحدیث: ۴۰۶۲.

③..... موطا امام مالک، کتاب الشعر، باب اصلاح الشعر، ۴۳۵/۲، الحدیث: ۱۸۱۹.

④..... ترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی النظافة، ۳۶۵/۴، الحدیث: ۲۸۰۸.

ترجمہ کنزالایمان: تو کیا جس نے اپنی بنیاد رکھی اللہ سے ڈرا اور اس کی رضا پر وہ بھلا یا وہ جس نے اپنی نیوچنی ایک گراؤ گڑھے کے کنارے تو وہ اسے لے کر جہنم کی آگ میں ڈھے پڑا اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو کیا جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ سے ڈرنے اور اس کی رضا پر رکھی وہ بہتر ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ایک کھائی کے کنارے پر رکھی جو گرنے والی ہے پھر وہ عمارت اس (اپنے بانی) کو لے کر جہنم کی آگ میں گر پڑے اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

﴿أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ: تو کیا جس نے اپنی بنیاد رکھی۔﴾ آیت کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس شخص نے اپنے دین کی بنیاد تقویٰ اور رضائے الہی کی مضبوط سطح پر رکھی وہ بہتر ہے نہ کہ وہ جس نے اپنے دین کی بنیاد باطل و نفاق کے ٹوٹے ہوئے کناروں والے گڑھے پر رکھی۔^(۱)

ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی

سُبْحَانَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ! کیسی پیاری تشبیہ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ مسجدِ ضرار اور منافقین کے سارے اعمال اس عمارت کی طرح ہیں جو دریا کے نیچے سے کاٹی یا گلی ہوئی زمین پر بنادی جائے اور پھر وہ زمین مع اس عمارت کے دریا میں گر جائے۔ ایسے ہی منافقین کی مسجدیں ہیں کہ ان کی مسجد بھی دوزخ میں ہے، اور وہ خود بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک کی میٹھی باتوں اور ظاہری نیکیوں کو دیکھ کر اس کے نیک ہونے کا یقین نہ کر لینا چاہیے، ہر چمکدار چیز سونا نہیں ہوتی۔ یہ آیتِ مبارکہ اس بات کی طرف بھی رہنمائی کرتی ہے کہ مسجدوں کی بنیاد تقویٰ اور رضائے الہی پر ہونی چاہیے۔ لہذا صرف اپنی برادری کا علم بلند کرنے کیلئے یا اس طرح کی کوئی دوسری فخریہ چیز کیلئے مسجدیں نہیں ہونی چاہئیں، ہاں ان کی نیک نامی اور مسلمانوں کی ان کیلئے دعائیں مطلوب ہوں تو درست ہے۔ اسی طرح مختلف ناموں پر مسجدوں کے نام رکھنے کا معاملہ ہے کہ اگر اس سے ریاکاری اور فخر و تکبر کا اظہار مقصود ہے تو حرام ہے اور اگر یہ مقصود ہے کہ اس سے لوگوں کو مسجدیں بنانے کی ترغیب ملے یا جو اس کا نام پڑھے وہ اس کے لئے دعائے خیر کرے تو یہ جائز ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان دَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْہِ سے نام لکھنے کے معاملے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا ”ریاء کو حرام مگر بلا وجہ شرعی مسلمان پر قصدِ ریا کی بدگمانی بھی حرام، اور بظہرِ دعا ہے تو حرج نہیں۔“^(۲)

①.....مدارک، التوبة، تحت الآية: ۱۰۹، ص ۴۵۵.

②.....فتاویٰ رضویہ، ۳۹۹/۱۶۔

لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ط
وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ ع ۱۱۰

ترجمہ کنزالایمان: وہ تعمیر جو چنی ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اُن کی تعمیر شدہ عمارت ہمیشہ اُن کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور اللہ علم والا، حکمت والا ہے۔

﴿لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ: اُن کی تعمیر شدہ عمارت ہمیشہ اُن کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی۔﴾ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ان منافقوں نے جو عمارت تعمیر کی تھی وہ ہمیشہ اُن کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی اور اس کے گرائے جانے کا صدمہ باقی رہے گا یہاں تک کہ قتل ہو کر یا مگر یا قبر میں یا جہنم میں ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ مطلب یہ ہے کہ اُن کے دلوں کا غم و غصہ مرتے دم تک باقی رہے گا اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جب تک اُن کے دل اپنے تصور کی ندامت اور افسوس سے پارہ پارہ نہ ہوں اور وہ اخلاص سے تائب نہ ہوں اس وقت تک وہ اسی رنج و غم میں رہیں گے۔ (۱)

اعمال کے معاملے میں عقائد کی حیثیت

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اعمال کے معاملے میں عقائد کا درست ہونا اور باطن کا صاف ہونا بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے اور جس طرح پانی پر کوئی عمارت قائم نہیں رہ سکتی بلکہ عمارت قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اسے سخت زمین پر بنایا جائے اسی طرح اعمال کے قائم رہنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی بنیاد درست عقائد اور تکبر، ریا وغیرہ سے صاف باطن پر رکھی جائے، اگر عقائد درست نہ ہوں یا عقائد میں پلپلہ پن ہو اور باطن بھی صاف نہ ہو تو ان پر اعمال کی عمارت قائم نہیں رہ سکتی اس لئے ہر عقلمند انسان پر لازم ہے کہ وہ اپنے دین اور اعمال کی بنیاد درست عقائد، اخلاص اور تقویٰ و پرہیزگاری پر رکھے تاکہ اس کے اعمال سے اسے نفع حاصل ہو۔

۱.....مدارک، التوبة، تحت الآية: ۱۱۰، ص ۴۵۶.

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ
يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي
التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا
بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ ۖ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

ترجمہ کنزالایمان: بیشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لیے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لیے جنت ہے اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں اور مریں اس کے ذمہ کرم پر سچا وعدہ توریت اور انجیل اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ قول کا پورا کون تو خوشیاں مناؤ اپنے سودے کی جو تم نے اس سے کیا ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس بدلے میں خرید لئے کہ ان کے لیے جنت ہے، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں تو قتل کرتے ہیں اور شہید ہوتے ہیں۔ یہ اس کے ذمہ کرم پر سچا وعدہ ہے، توریت اور انجیل اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے وعدے کو پورا کرنے والا کون ہے؟ تو اپنے اس سودے پر خوشیاں مناؤ جو سودا تم نے اللہ کے ساتھ کیا ہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ﴾ بیشک اللہ نے خرید لئے۔ ﴿اس آیت میں﴾ راہِ خدا میں جان و مال خرچ کر کے جنت پانے والے ایمان داروں کی ایک مثال بیان کی گئی ہے جس سے کمال لطف و کرم کا اظہار ہوتا ہے کہ پروردگارِ عالم غزو و جدل نے انہیں جنت عطا فرمانا ان کے جان و مال کا عوض قرار دیا اور اپنے آپ کو خریدار فرمایا یہ کمال عزت افزائی ہے کہ وہ ہمارا خریدار بنے اور ہم سے خریدے۔ کس چیز کو؟ وہ جو نہ ہماری بنائی ہوئی ہے اور نہ ہماری پیدا کی ہوئی۔ جان ہے تو اس کی پیدا کی ہوئی اور مال ہے تو اس کا عطا فرمایا ہوا۔^(۱)

۱.....مدارک، التوبة، تحت الآية: ۱۱۱، ص ۴۵۶، ملخصاً.

شانِ نزول: جب انصار نے رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے شبِ عَقَبہ، بیعت کی تو حضرت عبد اللہ بن رواحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے لئے اور اپنے لئے کچھ شرط فرمالیجئے جو آپ چاہیں۔ ارشاد فرمایا ”میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے لئے تو یہ شرط کرتا ہوں کہ تم اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے لئے یہ کہ جن چیزوں سے تم اپنے جان و مال کو بچاتے اور محفوظ رکھتے ہو اس کو میرے لئے بھی گوارا نہ کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ”ہم ایسا کریں تو ہمیں کیا ملے گا؟ ارشاد فرمایا ”جنت۔“ (۱)

﴿وَعَدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی السُّورَةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْآنِ﴾: یہ اس کے ذمہ کرم پر سچا وعدہ ہے تو ریت اور انجیل اور قرآن میں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں سے جو وعدہ فرمایا ہے وہ جس طرح قرآن میں موجود ہے اسی طرح تورات اور انجیل میں بھی تھا۔ (۲)

انجیل میں بھی پیامدین کی ہر بات کا بیان ہے

عیسائی شور مچاتے ہیں کہ ہماری کتابوں میں تو ایسا کوئی وعدہ نہیں ہے، یہ ان کی انجیل سے بھی جہالت کی علامت ہے کہ اولاً تو آج کی انجیل تحریف شدہ ہے۔ اب اگر ایسی آیت نہ بھی ہو تو کیا اعتراض کہ جب قرآن نے یہ فرمایا تھا اس وقت یقیناً موجود تھی ورنہ اس وقت بھی نجران وغیرہ بلکہ خود مدینہ طیبہ کے قرب و جوار میں عیسائی موجود تھے اور قرآن کی آیت پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دیتے اور ثانیاً یہ کہ آج کی انجیل میں بغور دیکھیں تو اس مفہوم کی آیات موجود ہیں۔

﴿وَمَنْ اَوْفٰی بِعَهْدٍ مِّنَ اللّٰهِ﴾: اور اللہ سے زیادہ اپنے وعدے کو پورا کرنے والا کون ہے؟ ﴿کیونکہ وعدہ خلافی کرنا معیوب ہے، ہم میں سے کوئی سخی وعدہ خلافی نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ جو کہ سب سے بڑا کریم ہے وہ اپنے وعدے کے خلاف کیسے کر سکتا ہے۔ جہاد سے متعلق یہ سب سے بہترین ترغیب ہے۔ (۳)

﴿فَاَسْتَبْشِرُوا﴾: خوشیاں مناؤ۔ یعنی تم بے حد خوشیاں مناؤ کیونکہ تم نے فنا ہو جانے والی چیز کو ہمیشہ باقی رہنے والی چیز کے بدلے میں بیچ دیا اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ (۴)

①.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۱۱۱، ۲۸۴/۲.

②.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۱۱۱، ۲۸۴/۲.

③.....مدارك، التوبة، تحت الآية: ۱۱۱، ص ۴۵۶.

④.....مدارك، التوبة، تحت الآية: ۱۱۱، ص ۴۵۶.

جنت اور اس کے لئے جان قربان کرنے والوں کی عظمت

اس آیت مبارکہ میں جنت کی عظمت کا بھی بیان ہے اور جنت کیلئے جان قربان کر دینے والوں کی بھی عظمت بیان ہوئی ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”تمہارے جسموں کی قیمت جنت کے سوا اور کوئی نہیں تو تم اپنے جسموں کو جنت کے بدلے ہی بیچو۔“^(۱)

یہاں جنت کی طلب سے متعلق ایک حکایت ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت حکم بن عبدالسلام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے (کہ جنگ موتہ میں) جب حضرت جعفر بن ابوطالب رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ شہید کر دیئے گئے تو لوگوں نے بلند آواز سے حضرت عبداللہ بن رواحہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو پکارا۔ آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس وقت لشکر کی ایک طرف موجود تھے اور تین دن سے آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کچھ بھی نہ کھایا تھا اور آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی جسے بھوک کی وجہ سے چوس رہے تھے۔ (جب حضرت جعفر بن ابوطالب رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شہادت کی خبر سنی) تو آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بے تاب ہو کر ہڈی پھینک دی اور یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے: اے عبداللہ! ابھی تک تیرے پاس دُنْیوی چیز موجود ہے! پھر آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بڑی بے جگرگی سے دشمن پر ٹوٹ پڑے، اس دوران تلوار کے وار سے آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی انگلی کٹ گئی تو آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ اشعار پڑھے:

تو نے صرف یہ انگلی کٹوائی ہے اور راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں یہ کوئی بڑا کارنامہ نہیں۔ اے نفس! شہید ہو جاؤ نہ موت کا فیصلہ تجھے قتل کر ڈالے گا اور تجھے ضرور موت دی جائے گی۔ تو نے جس چیز کی تمنا کی تجھے وہ چیز دی گئی۔ اب اگر تو بھی ان دونوں (یعنی حضرت زید بن حارث اور حضرت جعفر بن ابوطالب رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما) کی طرح شہید ہو گیا تو کامیاب ہے اور اگر تو نے تاخیر کی تو تحقیق بد بختی تیرا مقدر ہوگی۔

پھر اپنے نفس کو مخاطب کر کے فرمانے لگے: ”اے نفس! تجھے کس چیز کی تمنا ہے؟ کیا فلاں کی؟ تو سن! اسے تین طلاق۔ کیا تجھے فلاں فلاں لونڈی و غلام اور فلاں باغ سے محبت ہے؟ تو سن! اپنی یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے چھوڑ دے۔ اے نفس! تجھے کیا ہو گیا کہ تو جنت کو ناپسند کر رہا ہے؟ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ تجھے اس میں ضرور جانا پڑے گا، اب تیری مرضی چاہے خوش ہو کر جایا مجبور ہو کر۔ جا! خوش ہو کر جا! بے شک تو وہاں مطمئن رہے گا، تو پانی کا ایک قطرہ ہی تو ہے، (پھر آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ دشمن کی صفوں میں گھس گئے اور بالآخر لڑتے لڑتے

①.....مدارک، التوبة، تحت الآية: ۱۱۱، ص ۴۵۶.

جامِ شہادت نوش فرما گئے۔^(۱)

نعتِ نئے پر خوشی کا اظہار کرنا اچھا ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ملنے پر خوشی منانا اچھا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت یا کوئی دوسری بشارت ملے تو اس پر خوشی کا اظہار کرنا چاہیے جیسے اس آیت میں اس چیز کا باقاعدہ حکم دیا گیا ہے۔

التَّائِبُونَ الْعِبَادُونَ الْحَسِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ السَّجِدُونَ
الْأَمْرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَفِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ ط
وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: توبہ والے عبادت والے سرانہنے والے روزے والے رکوع والے سجدہ والے بھلائی کے بتانے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدیں نگاہ رکھنے والے اور خوشی سناؤ مسلمانوں کو۔

ترجمہ کنزالعرفان: توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے ہیں اور مسلمانوں کو (جنت کی) خوشخبری سنا دو۔

﴿التَّائِبُونَ﴾: توبہ کرنے والے۔ بعض مفسرین کے نزدیک اس آیت میں مذکور اوصاف کا تعلق ان مومنین کے ساتھ ہے جن کا ذکر اس سے پہلی آیت میں ہوا، اس صورت میں اوپر والی آیت میں دیا گیا جنت کا وعدہ ان مجاہدین کے ساتھ خاص ہوگا جن میں اس آیت میں مذکور اوصاف پائے جائیں۔ امام زجاج کے نزدیک اس آیت میں مذکور اوصاف کا تعلق ماقبل آیت میں مذکور مومنین کے ساتھ نہیں بلکہ یہ جدا طور پر بیان کئے گئے ہیں، ”التَّائِبُونَ“ سے لے کر آخر تک ذکر کئے گئے اوصاف جن میں پائے جائیں ان کے لئے بھی جنت ہے اگرچہ وہ (نفلی) جہاد نہ کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

۱..... عیون الحکایات، الحکایة السادسة والسبعون بعد الثلاث مائة، ص ۳۲۸-۳۲۹.

ترجیہ کنز العرفان: اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے۔

وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنٰی (۱)

اکثر مفسرین کے نزدیک آیت کا یہ معنی بہتر ہے کیونکہ اس صورت میں جنت کا وعدہ تمام مومنین کے لئے ہوگا۔ (۲)

﴿اَلَيْسَ اَبْنُوْنَ: توبہ کرنے والے۔﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ جن ایمان والوں کا اس سے پہلی آیت میں ذکر ہوا وہی کفر سے حقیقی توبہ کرنے والے، اسلام کی نعمت ملنے پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، پانچوں نمازیں پابندی سے ادا کرنے والے، ایمان معرفت اور اطاعت کا حکم دینے والے، شرک اور گناہوں سے روکنے والے اور اللہ تعالیٰ کی حدوں یعنی اس کے امر و نہی کی حفاظت کرنے والے ہیں، اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ان صفات سے متصف ایمان والوں کو (جنت کی) خوشخبری سنا دو۔ (۳)

دوسری تفسیر یہ ہے کہ تمام گناہوں سے توبہ کرنے والے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمانبردار بندے جو اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت کرتے ہیں اور عبادت کو اپنے اوپر لازم جانتے ہیں۔ جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں۔ نمازوں کے پابند اور ان کو خوبی سے ادا کرنے والے ہیں۔ نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے اور اس کے احکام بجا لانے والے یہ لوگ جنتی ہیں۔ اور اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، مسلمانوں کو خوشخبری سنا دو کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا عہد وفا کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔ (۴)

﴿وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰہِ: اور اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے۔﴾ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو جن احکام کا پابند کیا ہے وہ بہت زیادہ ہیں، یہ تمام احکام دو قسموں میں منحصر ہیں (۱) عبادات، جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ۔ (۲) معاملات، جیسے خرید و فروخت، نکاح اور طلاق وغیرہ۔ ان دونوں قسموں میں سے جن چیزوں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے انہیں بجالانا اور جن سے منع کیا گیا ہے ان سے رک جانا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حدوں کی حفاظت ہے۔ (۵)

①.....النساء: ۹۵.

②.....تفسیر کبیر، التوبة، تحت الآية: ۱۱۲، ۱۵۳-۱۵۲/۶، ملخصاً.

③.....مدارك، التوبة، تحت الآية: ۱۱۲، ص ۴۵۶-۴۵۷.

④.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۱۱۲، ۲۸۵/۲.

⑤.....تفسیر کبیر، التوبة، تحت الآية: ۱۱۲، ۱۵۵/۶، قرطبی، براءة، تحت الآية: ۱۱۲، ۱۵۵/۴، الجزء الثامن، ملقطاً.

اسی بات کو عام الفاظ میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو پورا کرنے والے ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں دونوں چیزوں کی اہمیت ہے۔ یہ نہیں کہ حقوق اللہ میں مگن ہو کر حقوق العباد چھوڑ دیں اور حقوق العباد میں مصروف ہو کر حقوق اللہ سے غافل ہو جائیں۔ ہمارے ہاں یہ افراط و تفریط بکثرت پائی جاتی ہے اور یہ دین سے جہالت کی وجہ سے ہے۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولَىٰ قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ①

ترجمہ کنزالایمان: نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں جبکہ انہیں کھل چکا کہ وہ دوزخی ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: نبی اور ایمان والوں کے لائق نہیں کہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں جبکہ ان کے لئے واضح ہو چکا ہے کہ وہ دوزخی ہیں۔

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا﴾: نبی اور ایمان والوں کے لائق نہیں۔ ﴿شان نزول﴾: اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب سے فرمایا تھا کہ میں تمہارے لئے استغفار کروں گا جب تک کہ مجھے ممانعت نہ کی جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ممانعت فرمادی۔^(۱)

بعض مفسرین نے یہ شان نزول بیان کیا کہ تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب عزوجل سے اپنی والدہ کی زیارت قبر کی اجازت چاہی اس نے مجھے اجازت دی پھر میں نے ان کے لئے استغفار کی اجازت چاہی تو مجھے اجازت نہ دی اور مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی ”مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ“^(۲)

لیکن یہ ہرگز درست نہیں چنانچہ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں ”شان

①.....بخاری، کتاب التفسیر، باب ما کان للنبی والذین آمنوا... الخ، ۳/۲۴۰، الحدیث: ۴۶۷۵.

②.....مستدرک، کتاب التفسیر، زیارة النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر امہ آمنہ، ۳/۷۱، الحدیث: ۳۳۴۵.

نزول کی یہ وجہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث حاکم نے روایت کی اور اس کو صحیح بتایا اور ذہبی نے حاکم پر اعتماد کر کے میزان میں اس کی تصحیح کی لیکن مُخْتَصَرُ الْمُسْتَدْرَكْ میں ذہبی نے اس حدیث کی تضعیف کی اور کہا کہ ایوب بن ہانی کو ابن معین نے ضعیف بتایا ہے، علاوہ بریں یہ حدیث بخاری کی حدیث کے مخالف بھی ہے جس میں اس آیت کے نزول کا سبب آپ کا والدہ کے لئے استغفار کرنا نہیں بتایا گیا بلکہ بخاری کی حدیث سے یہی ثابت ہے کہ ابوطالب کے لئے استغفار کرنے سے متعلق یہ آیت وارد ہوئی، اس کے علاوہ اور حدیثیں جو اس مضمون کی ہیں جن کو طبرانی، ابن سعد اور ابن شہین رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمْ وغیرہ نے روایت کیا ہے وہ سب ضعیف ہیں۔ ابن سعد رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ نے طبقات میں حدیث کی تخریج کے بعد اس کو غلط بتایا اور سند الحمد شین امام جلال الدین سیوطی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ نے اپنے رسالہ ”الْتَعْظِيمُ وَالْمَنَّةُ“ میں اس مضمون کی تمام احادیث کو معلول بتایا، لہذا یہ وجہ شان نزول میں صحیح نہیں اور یہ بات ثابت ہے، اس پر بہت سے دلائل قائم ہیں کہ سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی والدہ ماجدہ مَوْجِدَہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ماننے والی) اور دین ابراہیمی پر تھیں۔ ﴿مَنْ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾ جب ان کیلئے ظاہر ہو چکا کہ وہ شرک پر مرے ہیں۔^(۱) خیال رہے کہ کسی مشرک کا مرتے وقت تک مسلمان نہ ہونا اس بات کی علامت ہے کہ وہ کافر مر لہذا اس پر اسلام کے احکام جاری نہیں ہوتے اگرچہ حقیقت حال کی خبر اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ہے جیسے کسی کا مرتے وقت تک مسلمان رہنا اس کے اسلام پر مرنے کی علامت ہے اگرچہ اس کے خاتمہ کا حال ہمیں معلوم نہیں، یہی آیت کریمہ کا مقصد ہے۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا اَيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ اَنَّهُ عَدُوٌّ لِلّٰهِ تَبَرَّ اَمْنُهٗ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ابراہیم کا اپنے باپ کی بخشش چاہنا وہ تو نہ تھا مگر ایک وعدے کے سبب جو اس سے کر چکا تھا پھر جب ابراہیم کو کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اس سے تڑکا توڑ دیا بیشک ابراہیم ضرور بہت آہیں کرنے والا متحمل ہے۔

توجہ کنز العرفان: اور ابراہیم کا اپنے باپ کی مغفرت کی دعا کرنا صرف ایک وعدے کی وجہ سے تھا جو انہوں نے اس سے کر لیا تھا چر جب ابراہیم کے لئے یہ بالکل واضح ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے۔ بیشک ابراہیم بہت آہ وزاری کرنے والا، بہت برداشت کرنے والا تھا۔

﴿وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ: اور ابراہیم کا اپنے باپ کی مغفرت کی دعا کرنا صرف ایک وعدے کی وجہ سے تھا۔﴾ اس سے یا تو وہ وعدہ مراد ہے جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آزر سے کیا تھا کہ میں اپنے رب عزوجل سے تیری مغفرت کی دعا کروں گا یا وہ وعدہ مراد ہے جو آزر نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اسلام لانے کا کیا تھا۔^(۱) شان نزول: حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ”سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي“^(۲) (عنقریب میں تیرے لئے اپنے رب سے معافی مانگوں گا) تو میں نے سنا کہ ایک شخص اپنے والدین کے لئے دعائے مغفرت کر رہا ہے حالانکہ وہ دونوں مشرک تھے تو میں نے کہا: تو مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے؟ اس نے کہا: کیا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آزر کے لئے دُعا نہ کی تھی؟ وہ بھی تو مشرک تھا۔ یہ واقعہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا استغفار اسلام قبول کرنے کی امید کے ساتھ تھا جس کا آزر آپ سے وعدہ کر چکا تھا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام آزر سے استغفار کا وعدہ کر چکے تھے۔ جب وہ اُمید مُنقطع ہو گئی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے اپنا تعلق ختم کر دیا۔^(۳)

﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ﴾ بیشک ابراہیم بہت آہ وزاری کرنے والا، بہت برداشت کرنے والا تھا۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو صفات بیان فرمائیں اس سے مقصود یہ ہے کہ جس میں یہ صفات پائی جائیں اس کا قلبی میلان اپنے باپ کے لئے مغفرت کی دعا کرنے میں بہت شدید ہوتا ہے گویا کہ فرمایا گیا بے شک حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عظیم مرتبے، آہ وزاری اور برداشت کی صفات کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے کافر چچا کے لئے استغفار کی دعا کرنے سے منع کر دیا تو جس میں یہ باتیں نہ ہوں اسے تو بدرجہ اولیٰ اپنے کافر والدین کے لئے استغفار کی دعا کرنا منع ہے۔^(۴)

۱.....مدارك، التوبة، تحت الآية: ۱۱۴، ص ۴۵۷.

۲.....مریم: ۴۷.

۳.....ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة التوبة، ۶۹/۵، الحديث: ۳۱۱۲، خازن، التوبة، تحت الآية: ۱۱۴، ۲۸۷/۲، ملقطاً.

۴.....تفسیر کبیر، التوبة، تحت الآية: ۱۱۴، ۱۵۸/۶-۱۵۹.

صفت ”اَوَّاه“ اور ”حَلِیم“ کی شرح

یہ دونوں صفات بہت عظیم ہیں اور سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان صفات کے مظہرِ اتم تھے، نیچے ان کے مفہوم کی وضاحت بیان کی جا رہی ہے البتہ اس میں گناہوں کو یاد کر کے مغفرت طلب کرنے کی بات دوسروں کے لئے ہے، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے نہیں کیونکہ نبی گناہوں سے معصوم ہوتا ہے۔ ”اَوَّاه“ صفت کی خوبی یہ ہے کہ جس میں یہ صفت پائی جائے وہ بکثرت دعائیں کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی تسبیح میں مشغول رہتا ہے، کثرت کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے، آخر وی ہولنا کیوں اور دہشت انگیزیوں کے بارے میں سن کر گریہ وزاری کرتا ہے، اپنے گناہوں کو یاد کر کے ان سے مغفرت طلب کرتا ہے، نیکی اور بھلائی کی تعلیم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ ہر کام سے بچتا ہے۔ حلیم صفت کی خوبی یہ ہے جس میں یہ صفت پائی جائے وہ اپنے ساتھ برا سلوک کرنے والے پر بھی احسان کرتا ہے اور برائی کا بدلہ برائی سے دینے کی بجائے بھلائی کے ساتھ دیتا ہے اور اسے اگر کسی کی طرف سے اذیت اور تکلیف پہنچے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے۔ اگر کسی سے بدلہ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر لیتا ہے اور اگر کسی کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہی مدد کرتا ہے۔

صفت ”اَوَّاه“ اور ”حَلِیم“ کے فضائل

ترغیب کے لئے یہاں صفت ”اَوَّاه“ اور ”حَلِیم“ کے چند فضائل درج ذیل ہیں، چنانچہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: حضورِ اقدس صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رات کے وقت (ایک صحابی کی تدفین کیلئے) ایک قبر میں داخل ہوئے، آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے چراغ جلایا گیا، آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میت کو قبلہ کی طرف سے پکڑ کر فرمایا ”اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، تو بہت رونے والا اور کثرت سے تلاوتِ قرآن کرنے والا تھا۔“ (۱)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضورِ پر نور صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص ذوالجہادین کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وہ ”اَوَّاه“ ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت اور دعا کے ذریعے کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ (۲)

①.....ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الدفن باللیل، ۳۳۱/۲، الحدیث: ۱۰۵۹.

②.....معجم الکبیر، باب العین، علی بن رباح عن عقبہ بن عامر، ۲۹۵/۱۷، الحدیث: ۸۱۳.

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”بے شک آدمی حلم کے ذریعے روزہ و عبادت گزار کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔“ (۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”حلم شخص دنیا میں سردار ہوتا ہے اور آخرت میں بھی سردار ہوگا۔“ (۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان صفات کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّىٰ يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ ۖ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ (۱۱۵) إِنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضِ ۖ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ وَمَا لَكُم مِّنْ دُونِ اللَّهِ مِن وَّلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝ (۱۱۶)

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ کی شان نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت کر کے گمراہ فرمائے جب تک انہیں صاف نہ بتا دے کہ کس چیز سے انہیں بچنا چاہیے بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ بیشک اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت چلاتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی والی اور نہ مددگار۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد اسے گمراہ کر دے جب تک انہیں صاف نہ بتا دے کہ کس چیز سے انہیں بچنا ہے۔ بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ بیشک اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے، وہ زندہ کرتا ہے اور وہ مارتا ہے اور اللہ کے سوا نہ تمہارا کوئی حامی ہے اور نہ مددگار۔

﴿حَتَّىٰ يُبَيِّنَ لَهُمْ﴾: جب تک انہیں صاف نہ بتا دے۔ ﴿آیت کا معنی یہ ہے کہ جو چیز ممنوع ہے اور اس سے اجتناب واجب ہے اس پر اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندوں کی گرفت نہیں فرماتا جب تک کہ اس کی ممانعت کا صاف بیان

①..... معجم الاوسط، باب الميم، من اسمه محمد، ۳۶۹/۴، الحديث: ۶۲۷۳.

②..... كنز العمال، كتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحلم والاناء، ۵۵/۲، الحديث: ۵۸۰۷، الجزء الثالث.

اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ کی طرف سے نہ آجائے لہذا ممانعت سے پہلے اس فعل کے کرنے میں حرج نہیں۔^(۱) شان نزول: جب مومنین کو مشرکین کے لئے استغفار کرنے سے منع فرمایا گیا تو انہیں اندیشہ ہوا کہ ہم پہلے جو استغفار کر چکے ہیں کہیں اس پر گرفت نہ ہو، اس آیت سے انہیں تسکین دی گئی اور بتایا گیا کہ ممانعت کا بیان ہونے کے بعد اس پر عمل کرنے سے مؤاخذہ ہوتا ہے۔^(۲) اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس چیز کے بارے میں شریعت کی طرف سے ممانعت نہ ہو وہ جائز ہے۔

لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿۱۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں ان غیب کی خبریں بتانے والے اور ان مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے مشکل کی گھڑی میں ان کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں پھر ان پر رحمت سے متوجہ ہوا بیشک وہ ان پر نہایت مہربان رحم والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک اللہ کی رحمت متوجہ ہوئی نبی پر اور ان مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے مشکل وقت میں نبی کی پیروی کی حالانکہ قریب تھا کہ ان میں سے بعض لوگوں کے دل ٹیڑھے ہو جاتے پھر اللہ کی رحمت ان پر متوجہ ہوئی۔ بیشک وہ ان پر نہایت مہربان، بڑا رحم فرمانے والا ہے۔

﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ﴾ بیشک اللہ کی رحمت نبی پر متوجہ ہوئی۔ ﴿نَبِيِّ كَرِيمٍ﴾ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ اللعالمین ہیں اور آپ پر رحمت الہی کا رجوع یوں ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو معصوم ہونے کے باوجود بکثرت توبہ و استغفار کی توفیق عطا فرمائی گئی جو آپ کی بلندی درجات اور مسلمانوں کیلئے تعلیم کا ذریعہ تھی اور مسلمانوں کو بہت سے معاملات میں توبہ کی توفیق دی گئی اور اس توبہ کو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے قبول بھی فرمایا۔

①.....مدارک، التوبة، تحت الآية: ۱۱۵، ص ۴۵۷، حازن، التوبة، تحت الآية: ۱۱۵، ۲/۲۸۸، ملقطاً.

②.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۱۱۵، ۲/۲۸۸.

﴿الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْحُسْرَةِ﴾: جنہوں نے مشکل کی گھڑی میں ان کا ساتھ دیا۔ ﴿مشکل گھڑی سے مراد غزوہ تبوک ہے جسے غزوہ عسرت بھی کہتے ہیں اس غزوہ میں عسرت یعنی تنگی کا یہ حال تھا کہ دس دس آدمیوں میں سواری کے لئے ایک ایک اونٹ تھا باری باری اسی پر سوار ہو لیتے تھے اور کھانے کی قلت کا یہ حال تھا کہ ایک ایک کھجور پر کئی آدمی اس طرح گزارہ کرتے تھے کہ ہر ایک نے تھوڑی تھوڑی چوس کر ایک گھونٹ پانی پی لیا۔ پانی کی بھی نہایت قلت تھی، گرمی شدت کی تھی، پیاس کا غلبہ اور پانی ناپید۔ اس حال میں صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ اپنے صدق و یقین اور ایمان و اخلاص کے ساتھ حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جاں نثاری میں ثابت قدم رہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْہُ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے۔ ارشاد فرمایا: کیا تمہیں یہ خواہش ہے؟ عرض کی: جی ہاں، تو حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دست مبارک اٹھا کر دعا فرمائی اور ابھی دست مبارک اٹھے ہی ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بادل بھیجا، بارش ہوئی، لشکر سیراب ہوا اور لشکروالوں نے اپنے برتن بھر لئے، اس کے بعد جب آگے چلے تو زمین خشک تھی، بادل نے لشکر کے باہر بارش ہی نہیں کی وہ خاص اسی لشکر کو سیراب کرنے کیلئے بھیجا گیا تھا۔^(۱) ﴿مَا كَادَ﴾: قریب تھا۔ ﴿یعنی قریب تھا کہ ان میں سے بعض لوگوں کے دل شدت اور سختی پہنچنے کی وجہ سے حق سے اعراض کر جاتے اور وہ اس شدت و سختی میں رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جدا ہونا گوارا کر لیتے لیکن انہوں نے صبر کیا اور وہ ثابت قدم رہے اور جو وسوسہ ان کے دل میں گزرا تھا اس پر نادم ہوئے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ثُمَّ تَابَ عَلَیْہُمْ﴾، یعنی اللہ تعالیٰ ان کی نیتوں کا اخلاص اور توبہ کی سچائی جانتا ہے تو اس نے انہیں توبہ کرنے کی توفیق دی اور اس توبہ کو قبول فرمایا۔^(۲)

وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا ۖ حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ۖ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝۱۱۸

①.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۱۱۷، ۲۸۹/۲۔

②.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۱۱۷، ۲۸۹/۲۔

ترجہ کنزالایمان: اور ان تین پر جو موقوف رکھے گئے تھے یہاں تک کہ جب زمین اتنی وسیع ہو کر ان پر تنگ ہو گئی اور وہ اپنی جان سے تنگ آئے اور انہیں یقین ہوا کہ اللہ سے پناہ نہیں مگر اسی کے پاس پھر ان کی توبہ قبول کی کہ تائب رہیں بیشک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

ترجہ کنز العرفان: اور ان تین پر (بھی رحمت ہوئی) جن کا معاملہ موقوف کر دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی اور وہ اپنی جانوں سے تنگ آ گئے اور انہوں نے یقین کر لیا کہ اللہ کی ناراضگی سے (بچنے کیلئے) اس کے سوا کوئی پناہ نہیں تو اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی تاکہ وہ تائب رہیں۔ بیشک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ: اور تین پر﴾ یہ تین صحابہ کرام حضرت کعب بن مالک، ہلال بن أمیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ ان کا ذکر آیت ”وَآخِرُونَ مُرْجُونَ لَأَمْرٍ اَللّٰهِ“^(۱) (اور اللہ کے حکم کی وجہ سے کچھ دوسروں کو موخر کر دیا گیا ہے) میں گزر چکا ہے، یہ سب انصاری تھے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک سے واپس ہو کر ان سے جہاد میں حاضر نہ ہونے کی وجہ دریافت فرمائی اور فرمایا: بھڑو، جب تک اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کوئی فیصلہ فرمائے اور مسلمانوں کو ان لوگوں سے ملنے جلنے کلام کرنے سے ممانعت فرمادی حتیٰ کہ ان کے رشتہ داروں اور دوستوں نے ان سے کلام ترک کر دیا، یہاں تک کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کو کوئی پیچانتا ہی نہیں اور ان کی کسی سے شناسائی ہی نہیں۔ اس حال پر انہیں پچاس روز گزرے یہاں تک کہ جب زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی اور انہیں کوئی ایسی جگہ نہ مل سکی جہاں ایک لمحہ کے لئے انہیں قرار ہوتا، ہر وقت پریشانی اور رنج و غم بے چینی و اضطراب میں مبتلا تھے اور وہ رنج و غم کی شدت کی وجہ سے اپنی جانوں سے تنگ آ گئے، نہ کوئی انیس ہے جس سے بات کریں، نہ کوئی غم خوار جسے حال دل سنائیں، وحشت و تنہائی ہے اور شب و روز کی گریہ و زاری۔ انہوں نے یقین کر لیا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی سے بچنے کیلئے اس کے سوا کوئی پناہ نہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور ان کی توبہ قبول فرمائی تاکہ آئندہ توبہ کرنے والے ہی رہیں۔^(۲)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ﴿۱۱۹﴾

①..... توبہ: ۱۰۶۔

②..... حازن، التوبة، تحت الآية: ۱۱۸، ۲۹۰/۲-۲۹۱، ملخصاً.

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور بچوں کے ساتھ ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور بچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

﴿وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾: اور بچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ یعنی ان لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ جو ایمان میں سچے ہیں، مخلص ہیں، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اخلاص کے ساتھ تصدیق کرتے ہیں۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ صادقین سے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مراد ہیں۔ ابن جریج کہتے ہیں کہ اس سے مہاجرین مراد ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جن کی نیتیں سچی رہیں، ان کے دل اور اعمال سیدھے رہے اور وہ اخلاص کے ساتھ غزوۂ تبوک میں حاضر ہوئے۔^(۱)

سچائی کی فضیلت اور جھوٹ کی مذمت

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بچوں کے ساتھ ہونے کا حکم ارشاد فرمایا، اس مناسبت سے یہاں ہم سچائی کی فضیلت اور جھوٹ کی مذمت پر دو احادیث ذکر کرتے ہیں۔

(۱)..... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”بے شک سچائی بھلائی کی طرف ہدایت دیتی ہے اور بھلائی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق ہو جاتا ہے اور جھوٹ بدکاریوں کی طرف لے کر جاتا ہے اور بدکاریاں جہنم میں پہنچاتی ہیں اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔“^(۲)

(۲)..... حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”میں نے دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آکر کہنے لگے کہ جس شخص کو آپ نے (شبِ معراج) دیکھا کہ اس کے جڑے چیرے جارہے ہیں وہ بہت جھوٹا آدمی ہے، ایسی بے پرکی اڑاتا تھا کہ اس کا جھوٹ اطرافِ عالم میں پھیل جاتا تھا، پس قیامت تک اس کے ساتھ یہی کیا جاتا رہے گا۔“^(۳)

اللہ تعالیٰ ہمیں سچ بولنے اور جھوٹ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

①..... حازن، التوبة، تحت الآية: ۱۱۹، ۲/۲۹۳.

②..... بخاری، کتاب الادب، باب قول اللہ تعالیٰ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ... الخ، ۴/۱۲۵، الحديث: ۶۰۹۴.

③..... بخاری، کتاب الادب، باب قول اللہ تعالیٰ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ... الخ، ۴/۱۲۶، الحديث: ۶۰۹۶.

نیک لوگوں کی صحبت اختیار کریں

اس آیت سے نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے کا بھی ثبوت ملتا ہے کیونکہ ان کے ساتھ ہونے کی ایک صورت ان کی صحبت اختیار کرنا بھی ہے اور ان کی صحبت اختیار کرنے کا ایک اثر یہ ہوتا ہے کہ ان کی سیرت و کردار اور اچھے اعمال و دیکھ کر خود کو بھی گناہوں سے بچنے اور نیکیاں کرنے کی توفیق مل جاتی ہے اور ایک اثر یہ ہوتا ہے کہ دل کی سختی ختم ہوتی اور اس میں رقت و نرمی محسوس ہوتی ہے، ایمان پر خاتمے اور قبر و حشر کے ہولناک معاملات کی فکر نصیب ہوتی ہے، اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ نیک بندوں سے تعلقات بنائے اور ان کی صحبت اختیار کرے اور کسی کی بھی صحبت اختیار کرنے سے پہلے غور کر لے کہ وہ کس کی صحبت اختیار کر رہا ہے، اس کی ترغیب سے متعلق حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تو اسے دیکھنا چاہئے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔“ (1)

اور دیندار دوست تلاش کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”سچے دوست تلاش کرو اور ان کی پناہ میں زندگی گزارو کیونکہ وہ خوشی کی حالت میں زینت اور آزمائش کے وقت سامان ہیں۔ اور کسی گناہگار کی صحبت اختیار نہ کرو ورنہ اس سے گناہ کرنا ہی سیکھو گے۔“ (2)

حضرت امام جعفر صادق رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”پانچ قسم کے آدمیوں کی صحبت اختیار نہ کرو: (1) بہت جھوٹ بولنے والا شخص، کیونکہ تم اس سے دھوکہ کھاؤ گے، وہ سراب (یعنی صحراء میں پانی نظر آنے والی ریت) کی طرح ہے، وہ دور والے کو تیرے قریب کر دے گا اور قریب والے کو دور کر دے گا۔ (2) بے وقوف آدمی، کیونکہ اس سے تمہیں کچھ بھی حاصل نہ ہوگا، وہ تمہیں نفع پہنچانا چاہے گا لیکن نقصان پہنچا بیٹھے گا۔ (3) بخیل شخص، کیونکہ جب تمہیں اس کی زیادہ ضرورت ہوگی تو وہ دوستی ختم کر دے گا۔ (4) بزدل شخص، کیونکہ یہ مشکل وقت میں تمہیں چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔ (5) فاسق شخص، کیونکہ وہ تمہیں ایک لقمے یا اس سے بھی کم قیمت میں بیچ دے گا۔ کسی نے پوچھا کہ لقمے سے کم کیا ہے؟ آپ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا ”لا بیج رکھنا اور اسے نہ پانا۔“ (3)

①.....ترمذی، کتاب الزہد، ۴۵-باب، ۱۶۷/۴، الحدیث: ۲۳۸۵۔

②.....احیاء العلوم، کتاب آداب الالفة والاخوة... الخ، الباب الاول فی فضیلة الالفة والاخوة... الخ، بیان الصفات المشروطة فیمن تختار صحبتہ، ۲/۲۱۴۔

③.....احیاء العلوم، کتاب آداب الالفة والاخوة... الخ، الباب الاول فی فضیلة الالفة والاخوة... الخ، بیان الصفات المشروطة فیمن تختار صحبتہ، ۲/۲۱۴-۲۱۵۔

یاد رہے کہ کسی کو اپنا پیر و مرشد بنانے کا ایک بہت بڑا مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ اس کی صحبت کے ذریعے اس سے فیض حاصل کیا جاسکے۔ یونہی باعلیٰ علماء کی صحبت میں بیٹھنے کی بھی بہت فضیلت ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ ”علماء کی صحبت میں بیٹھنا عبادت ہے۔“ (۱)

دوسری حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو تو چر لیا کرو۔ عرض کی گئی، یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، جنت کے باغ کیا چیز ہیں؟ ارشاد فرمایا: علم کی مجالس۔ (۲)

حضرت سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جو چاہتا ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مجلسوں کی طرف دیکھے اسے چاہیے کہ علماء کی مجلسوں کی طرف دیکھے کہ کوئی مرد آتا ہے اور کہتا ہے کہ اے فلاں (یعنی مولانا صاحب، مفتی صاحب) آپ اس مرد کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس نے اپنی عورت کے بارے میں اس طرح قسم کھائی، پس وہ عالم کہتا ہے کہ اس کی عورت کو طلاق ہوگئی اور ایک دوسرا شخص آتا ہے اور کہتا ہے، آپ اس مرد کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس نے اپنی عورت کے بارے میں ایسے قسم اٹھائی تو وہ کہتا ہے کہ وہ مرد اپنی اس بات کے ساتھ حائث (قسم توڑنے والا) نہیں ہوا اور یہ بات کہنا (یعنی احکام شرع بیان کرنا) جائز نہیں مگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور علماء کے لیے۔ پس اس بات سے علماء کی شان پہچان لو۔ (۳)

حضرت بہر بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جو علماء کی صحبت میں بیٹھا تحقیق وہ میری صحبت میں بیٹھا اور جو میری صحبت میں بیٹھا یقیناً وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بیٹھا۔“ (۴)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”علماء کی مجالس سے الگ نہ رہو اس لئے کہ اللہ عزوجل نے روئے زمین پر علماء کی مجالس سے مکرم کسی مٹی کو پیدا نہیں فرمایا۔“ (۵)

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے: ایسے لوگوں



①.....مسند الفردوس، باب المیم، ۱۵۶/۴، الحدیث: ۶۴۸۶.

②.....معجم الکبیر، باب العین، مجاہد عن ابن عباس، ۷۸/۱۱، الحدیث: ۱۱۱۵۸.

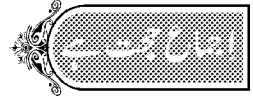
③.....الفقیہ والمتفقہ، ذکر احادیث و اخبار شتی يدلل جميعها على جلاله الفقه والفقهاء، ۱۴۹/۱، روایت نمبر: ۱۳۶.

④.....کنز العمال، حرف العین، کتاب العلم، قسم الاقوال، الباب الاول فی الترغیب فیہ، ۷۴/۵، الحدیث: ۲۸۸۷۹، الجزء العاشر.

⑤.....احیاء علوم الدین، کتاب ترتیب الاوراد وتفصیل احیاء اللیل، الباب الاول فی فضیلة الاوراد وترتیبها واحکامها، بیان

اختلاف الاوراد باختلاف الاحوال، ۴۶۰/۱.

کی صحبت اختیار کرو جن کی صورت دیکھ کر تمہیں خدا یاد آئے، جن کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کرے، جن کا عمل تمہیں آخرت کا شوق دلائے۔^(۱) اللہ تعالیٰ ہمیں نیک لوگوں کو اپنا دوست بنانے، علم کی مجالس اور علماء کی صحبت میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔



علامہ عبد اللہ بن احمد نسفی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”اس آیت سے ثابت ہوا کہ اجماعِ حجت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صادقین کے ساتھ رہنے کا حکم فرمایا، اس سے اُن کے قول کو قبول کرنا لازم آتا ہے۔“^(۲)

نیز اس حدیثِ پاک سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اجماعِ حجت ہے، چنانچہ حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اِنَّ اُمَّتِیْ لَا تَجْتَمِعُ عَلٰی ضَلَالَةٍ فَاِذَا رَاَیْتُمْ اِخْتِلَافًا فَعَلٰیکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ“ بے شک میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہ ہوگی، تو جب تم اختلاف دیکھو تو بڑی جماعت کو لازم پکڑ لو۔“^(۳)

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ ۖ ذَٰلِك بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ
ظَمًا وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْصَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ
الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ ۖ
إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝۱۲۰

ترجمہ کنزالایمان: مدینے والوں اور ان کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللہ سے پیچھے بیٹھ رہیں اور نہ

①.....جامع بیان العلم وفضلہ، باب جامع فی آداب العالم والمتعلم، ص ۱۷۲.

②.....مدارک، التوبة، تحت الآية: ۱۱۹، ص ۴۵۸.

③.....ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب السواد الاعظم، ۳۲۷/۴، الحدیث: ۳۹۵۰.

یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں یہ اس لیے کہ انہیں جو پیاس یا تکلیف یا بھوک اللہ کی راہ میں پہنچتی ہے اور جہاں ایسی جگہ قدم رکھتے ہیں جس سے کافروں کو غیظ آئے اور جو کچھ کسی دشمن کا بگاڑتے ہیں اس سب کے بدلے ان کے لیے نیک عمل لکھا جاتا ہے بیشک اللہ نیکوں کا نیک ضائع نہیں کرتا۔

ترجمہ کنز العرفان: اہل مدینہ اور ان کے ارد گرد رہنے والے دیہاتیوں کے لئے مناسب نہیں تھا کہ وہ اللہ کے رسول سے پیچھے بیٹھے رہیں اور نہ یہ کہ اُن کی جان سے زیادہ اپنی جانوں کو عزیز سمجھیں۔ یہ اس لئے ہے کہ اللہ کے راستے میں انہیں جو پیاس یا تکلیف یا بھوک پہنچتی ہے اور جہاں کفار کو غصہ دلانے والی جگہ پر قدم رکھتے ہیں اور جو کچھ دشمن سے حاصل کرتے ہیں اس سب کے بدلے ان کے لیے نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ بیشک اللہ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا۔

﴿مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ: اہل مدینہ کیلئے مناسب نہیں تھا﴾ یہاں اہل مدینہ سے مدینہ طیبہ میں سکونت رکھنے والے مراد ہیں خواہ وہ مہاجرین ہوں یا انصار اور اعراب سے قرب و جوار کے تمام دیہاتی مراد ہیں۔ آیت کا معنی یہ ہے کہ جب رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بذاتِ خود جہاد کے لئے تشریف لے جائیں تو اہل مدینہ اور ان کے ارد گرد رہنے والے دیہاتیوں میں کسی کے لئے جائز نہ تھا کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پیچھے بیٹھے رہیں اور جہاد میں حاضر نہ ہوں اور نہ یہ جائز تھا کہ اُن کی جان سے زیادہ اپنی جانوں کو عزیز سمجھیں بلکہ انہیں حکم تھا کہ شدت و تکلیف میں حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ساتھ نہ چھوڑیں اور سختی کے موقع پر اپنی جانیں آپ پر فدا کریں۔ یہ ممانعت اس لئے ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے راستے میں انہیں جو پیاس یا تکلیف یا بھوک پہنچتی ہے اور جہاں کفار کو غصہ دلانے والی جگہ پر قدم رکھتے ہیں اور کفار کی زمین کو اپنے گھوڑوں کے سموں سے روندتے ہیں اور جو کچھ دشمن کو قید کر کے یا قتل کر کے یا زخمی کر کے یا ہزیمت دے کر حاصل کرتے ہیں اس سب کے بدلے ان کے لیے نیک عمل لکھا جاتا ہے۔^(۱)

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيقُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ: بیشک اللہ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا۔﴾ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے ان لوگوں کے اجر ضائع نہیں فرماتا جنہوں نے اچھے عمل کئے، جس چیز کا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حکم دیا اور جس چیز سے منع کیا اس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کی بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے نیک اعمال کی جزا انہیں عطا فرماتا ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس شخص نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کا قصد کیا تو اس مقصد کیلئے اس کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا، حرکت کرنا سب نیکیاں

۱..... صاوی، التوبة، تحت الآية: ۱۲۰، ۸۴۷/۳-۸۴۸، خازن، التوبة، تحت الآية: ۱۲۰، ۲۹۳/۲-۲۹۴، ملتقطاً.

ہیں، وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے یہاں لکھی جاتی ہیں اور جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کا ارادہ کیا تو اس کا اس مقصد کیلئے اٹھنا بیٹھنا، چلنا، حرکت کرنا سب گناہ ہیں، ہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے تو اپنے فضل و کرم سے سب معاف فرمادے۔^(۱)

راہِ خدا میں جہاد کرنے اور تکالیف برداشت کرنے کے فضائل

اس آیت میں راہِ خدا میں نکل کر جہاد کرنے اور راہِ خدا میں تکالیف برداشت کرنے کا ذکر ہوا، اس مناسبت سے یہاں راہِ خدا میں جہاد کیلئے نکلنے اور اس راہ میں تکالیف برداشت کرنے کے فضائل پر مشتمل ۵ احادیث ذکر کی جاتی ہیں:

(۱)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، ”اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی راہ میں نکلنے والوں کو ضمانت دیتا ہے کہ جس بندے کو صرف میری راہ میں جذبہ جہاد، ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق نے گھر سے نکالا ہے تو اب وہ میری کفالت میں ہے میں اسے جنت میں داخل کروں یا اسے ثواب اور غنیمت عطا فرمانے کے بعد اسے واپس اس کے گھر تک پہنچاؤں۔“^(۲)

(۲)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، ”راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں زخمی ہونے والا قیامت کے دن آئے گا تو اس کے زخموں سے سرخ خون بہہ رہا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی۔“^(۳)

(۳)..... حضرت ابو وُرَّاءَ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، ”جسے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں ایک زخم لگے گا اس پر شہداء کی مہر لگا دی جائے گی جو قیامت کے دن اس کے لئے نور ہوگی، اس کا رنگ زعفران کی طرح اور خوشبو مشک کی طرح ہوگی، اسے اس مہر کی وجہ سے اولین و آخرین پہچان لیں گے اور کہیں گے فلاں پر شہیدوں کی مہر لگی ہوئی ہے۔“^(۴)

(۴)..... حضرت عبدالرحمن بن جبر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جس بندے کے پاؤں راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں گروا لود ہوئے انہیں جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔“^(۵)

①.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۱۲۰، ۲۹۴/۲.

②.....صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب فضل الجهاد والخروج في سبيل الله، ص ۱۰۴۲، الحديث: ۱۰۳ (۱۸۷۶).

③.....بخاری، كتاب الذبائح والصيد والتسمية على الصيد، ۵۶۶/۳، الحديث: ۵۵۳۳.

④.....مسند احمد، من مسند القبائل، ومن حديث ابي الدرداء عويمر رضي الله عنه، ۴۲۰/۱۰، الحديث: ۲۷۵۷۳.

⑤.....بخاری، كتاب الجهاد والسير، باب من اغبرت قدماء في سبيل الله، ۲۵۷/۲، الحديث: ۲۸۱۱.

(5)..... اور ایک روایت میں ہے 'جو پاؤں راہِ خدا غزو و جَلِّ میں گرو آلود ہو جائیں وہ جہنم کی آگ پر حرام ہیں۔ (1)
اللہ تعالیٰ ہمیں عافیت عطا فرمائے اور اپنی راہ میں آنے والی تکالیف برداشت کرنے کی ہمت اور توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

وَلَا يُنْفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ
لِيَجْزِيََهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۲۱﴾

تجۃ کنز الایمان: اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں چھوٹا یا بڑا اور جو نالا طے کرتے ہیں سب ان کے لیے لکھا جاتا ہے تاکہ اللہ ان کے سب سے بہتر کاموں کا انہیں صلہ دے۔

تجۃ کنز العرفان: اور جو کچھ تھوڑا اور زیادہ خرچ کرتے ہیں اور جو وادی وہ طے کرتے ہیں سب ان کے لیے لکھا جاتا ہے تاکہ اللہ ان کے بہتر کاموں کا انہیں بدلہ عطا فرمائے۔

﴿وَلَا يُنْفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً﴾ اور جو کچھ تھوڑا اور زیادہ خرچ کرتے ہیں۔ ﴿آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو کچھ تھوڑا مثلاً ایک کھجور یا زیادہ خرچ کرتے ہیں جیسا کہ حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے غزوہ تبوک میں خرچ کیا اور اپنے سفر میں آنے اور جانے کے دوران جو وادی وہ طے کرتے ہیں تو ان کا راہِ خدا میں خرچ کرنا اور وادیاں عبور کرنا سب ان کے لیے لکھا جاتا ہے تاکہ اللہ غزو و جَلِّ ان کے کاموں کا انہیں بدلہ عطا فرمائے۔ اس آیت سے جہاد کی فضیلت اور اس کا بہترین عمل ہونا ثابت ہوا۔ (2)

راہِ خدا میں جہاد کرنے اور مالی خرچ کرنے کے فضائل

جہاد میں مال خرچ کرنے اور جہاد میں شریک ہونے کے فضائل بکثرت احادیث میں مذکور ہیں، ان میں سے 5 احادیث یہاں بیان کی جاتی ہیں۔

①.....ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل من اغتیرت قدماہ فی سبیل اللہ، ۳/۲۳۵، الحدیث: ۱۶۳۸۔

②.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۱۲۱، مدارك، التوبة، تحت الآية: ۱۲۱، ص ۴۵۹، ملقطاً۔

(۱)..... حضرت خرم بن فاتک رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں کچھ خرچ کرے تو اس کیلئے سات سو گنا لکھا جاتا ہے۔“ (۱)

(۲)..... حضرت انس رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبح کو جانا یا شام کو جانا دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔“ (۲)

(۳)..... حضرت ابو امامہ رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہیں: (۱) وہ شخص جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلے وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے حتیٰ کہ اسے موت آجائے تو جنت میں داخل فرما دے یا اجرا و غنیمت کا مال لے کر واپس کرے۔ (۲) وہ شخص جو مسجد کی طرف چلے وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے۔ (۳) وہ شخص جو اپنے گھر میں سلام کر کے داخل ہو وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے۔“ (۳)

(۴)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اس کی سی ہے جو دن کا روزہ دار اور رات کو آیات الہی کی تلاوت کرنے والا ہو، نہ روزے سے تھکے نہ نماز سے، حتیٰ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ کا مجاہد لوٹ آئے۔“ (۴)

(۵)..... حضرت ابو مالک اشعری رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں گھر سے نکلا پھر قتل کیا گیا یا اسے اس کے گھوڑے یا اونٹ نے کچل دیا یا اسے زہریلے جانور نے ڈس لیا یا اپنے بستر پر کسی سبب سے مر گیا جیسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو وہ شہید ہے اور اس کے لیے جنت ہے۔“ (۵)

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَآفَّةً ۖ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ

- ①.....ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل النفقة فی سبیل اللہ، ۳/۲۳۳، الحدیث: ۱۶۳۱.
- ②.....بخاری، کتاب الجہاد والسير، باب الغدوة والروحة فی سبیل اللہ... الخ، ۲/۲۵۱، الحدیث: ۲۷۹۲.
- ③.....ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فضل الغزو فی البحر، ۳/۱۲، الحدیث: ۲۴۹۴.
- ④.....مسلم، کتاب الامارة، باب فضل الشهادة فی سبیل اللہ تعالیٰ، ص ۱۰۴۴، الحدیث: ۱۱۰ (۱۸۷۸).
- ⑤.....ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فیمن مات غازیاً، ۳/۱۴، الحدیث: ۲۴۹۹.

طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ
لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ۝۱۲۰

ترجمہ کنزالایمان: اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکل جائیں تو ان میں ہر گروہ میں سے ایک جماعت کیوں نہیں نکل جاتی تاکہ وہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کریں اور جب ان کی طرف واپس آئیں تو وہ انہیں ڈرائیں تاکہ یہ ڈر جائیں۔

﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ﴾ اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا۔ ﴿لِيَعْلَمَ﴾ یعنی علم حاصل کرنے کے لئے سب مسلمانوں کا اپنے وطن سے نکل جانا درست نہیں کہ اس طرح شدید خرچ ہوگا تو جب سارے نہیں جاسکتے تو ہر بڑی جماعت سے ایک چھوٹی جماعت جس کا نکلنا انہیں کافی ہو کیوں نہیں نکل جاتی تاکہ وہ دین میں فقہت حاصل کریں اور اس کے حصول میں مشقتیں جھیلیں اور اس سے ان کا مقصود واپس آ کر اپنی قوم کو وعظ و نصیحت کرنا ہوتا کہ ان کی قوم کے لوگ اس چیز سے بچیں جس سے بچنا انہیں ضروری ہے۔^(۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ قبائل عرب میں سے ہر ہر قبیلہ سے جماعتیں تاجدار رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوتیں اور وہ حضور پر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دین کے مسائل سیکھتے اور فقہت حاصل کرتے اور اپنے لئے اور اپنی قوم کے لئے احکام دریافت کرتے۔ حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ اور رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرماں برداری کا حکم دیتے اور نماز زکوٰۃ وغیرہ کی تعلیم کے لئے انہیں اُن کی قوم پر مامور فرماتے۔ جب وہ لوگ اپنی قوم میں پہنچتے تو اعلان کر دیتے کہ جو اسلام لائے وہ ہم میں سے ہے اور لوگوں کو خدا عَزَّوَجَلَّ کا خوف دلاتے اور دین کی مخالفت سے ڈراتے۔^(۲) یہ رسول کریم صَلَّی

①.....مدارک، التوبة، تحت الآية: ۱۲۲، ص ۴۵۹.

②.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۱۲۲، ۲/۲۹۵.

اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا معجزہ عظیم ہے کہ بالکل بے پڑھے لوگوں کو بہت تھوڑے عرصے میں دین کے احکام کا عالم اور قوم کا ہادی بنا دیا۔

آیت ”وَمَا كُنَ التَّائِبُونَ لِيُكَفِّرُوا كَذَلِكَ“ سے معلوم ہونے والے مسائل

اس آیت سے 3 مسائل معلوم ہوئے:

- (1)..... علم دین حاصل کرنا فرض ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جو چیزیں بندے پر فرض و واجب ہیں اور جو اس کے لئے ممنوع و حرام ہیں اور اسے درپیش ہیں ان کا سیکھنا فرض عین ہے اور اس سے زائد علم حاصل کرنا فرض کفایہ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔“ (1)
- امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”علم سیکھنا نفل نماز سے افضل ہے۔“ (2)
- (2)..... علم حاصل کرنے کے لئے سفر کی ضرورت پڑے تو سفر کیا جائے۔ طلب علم کے لئے سفر کا حکم حدیث شریف میں ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جو شخص طلب علم کے لئے راہ چلے اللہ عزوجل اس کے لئے جنت کی راہ آسان کرتا ہے۔“ (3)
- (3)..... فقہ افضل ترین علوم میں سے ہے۔ حدیث شریف میں ہے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کے لئے بہتری چاہتا ہے اس کو دین میں فقیہ بناتا ہے۔ میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا ہے۔“ (4)
- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔“ (5)
- فقہ احکام دین کے علم کو کہتے ہیں اور اصطلاحی فقہ بھی اس کا عظیم مصداق ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ

①..... ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، ۱/۴۶، الحدیث: ۲۲۴۔

②..... حازن، التوبة، تحت الآية: ۱۲۲، ۲/۲۹۷۔

③..... ترمذی، کتاب العلم، باب فضل طلب العلم، ۴/۲۹۴، الحدیث: ۲۶۵۵۔

④..... بخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیراً یفقهہ فی الدین، ۱/۴۲، الحدیث: ۷۱، مسلم، کتاب الزکاة، باب النهی

عن المسألة، ص ۵۱۷، الحدیث: ۱۰۰ (۱۰۳۷)۔

⑤..... ترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادۃ، ۴/۳۱۱، الحدیث: ۲۶۹۰۔

غُلْظَةٌ ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿۱۲۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں اور چاہئے کہ وہ تم میں سختی پائیں اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے ایمان والو! ان کافروں سے جہاد کرو جو تمہارے قریب ہیں اور وہ تم میں سختی پائیں اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

﴿فَاتَّبِعُوا الَّذِينَ يَكُونُ لَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ: ان کافروں سے جہاد کرو جو تمہارے قریب ہیں۔﴾ جہاد تمام کافروں سے واجب ہے قریب کے ہوں یا دور کے لیکن قریب والے مقدم ہیں پھر جو ان سے متصل ہوں ایسے ہی درجہ بدرجہ۔^(۱)

کفار سے جنگ کرنے کے آداب

اس آیت میں کفار سے جنگ کے آداب سکھائے گئے ہیں کہ جنگ کی شرعی اجازت جب تحقق ہو جائے تو اس کی ابتدا قریب میں رہنے والے کفار سے کی جائے پھر ان کے بعد جو قریب ہوں حتیٰ کہ مسلمان مجاہدین دور کی آبادیوں میں رہنے والے کفار تک پہنچ جائیں۔ اسی طریقے سے تمام کفار سے جہاد ممکن ہے ورنہ ایک ہی بار سب سے جنگ کرنا متصور نہیں، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے اپنی قوم سے جہاد فرمایا، پھر پورے عرب سے، پھر اہل کتاب سے اور ان کے بعد روم اور شام والوں سے جنگ کی۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عراق اور پھر تمام شہروں تک جنگ کا دائرہ وسیع کیا۔^(۲)

﴿وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غُلْظَةً: اور وہ تم میں سختی پائیں۔﴾ اس سختی میں جرأت و بہادری، قتال پر صبر اور قتل یا قید کرنے میں شدت وغیرہ ہر قسم کی مضبوطی سختی داخل ہے۔^(۳) جو کفار اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنیں ان سے سختی کے ساتھ نمٹنے کا حکم ہے، یہاں یہ نہیں فرمایا کہ ہر وقت سختی ہی کرتے رہیں کیونکہ ہمیں تو دوران جہاد بھی عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور پادریوں وغیرہ کو قتل نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

①..... مدارك التوبة، تحت الآية: ۱۲۳، ص ۴۶۰.

②..... صاوی، التوبة، تحت الآية: ۱۲۳، ۸۴۹/۳.

③..... روح المعانی، التوبة، تحت الآية: ۱۲۳، ۶۸/۶.

﴿وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ﴾ اور جان رکھو کہ اللہ پر ہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ ﴿اس سے مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کا جہاد اور کفار کو قتل کرنا اللہ عزَّ وَّجَلَّ کے خوف کی وجہ سے ہونہ کہ مال و دولت یا منصب و مرتبے کے حصول کی غرض سے ہو۔﴾^(۱)

وَإِذَا مَا أَنْزَلَتْ سُورَةً فَمِنْهُمْ مَّنْ يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَذِهِ إِيْمَانًا
فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فزَادَتْهُمْ إِيْمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿۱۲۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جب کوئی سورت اترتی ہے تو ان میں کوئی کہنے لگتا ہے کہ اس نے تم میں کس کے ایمان کو ترقی دی تو وہ جو ایمان والے ہیں ان کے ایمان کو اس نے ترقی دی اور وہ خوشیاں منارہے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب کوئی سورت اترتی ہے تو ان (منافقین) میں سے کوئی کہنے لگتا ہے کہ اس سورت نے تم میں کس کے ایمان میں اضافہ کیا ہے؟ تو جو ایمان والے ہیں ان کے ایمان میں تو اس نے اضافہ کیا اور وہ خوشیاں منارہے ہیں۔

﴿وَإِذَا مَا أَنْزَلَتْ سُورَةً﴾ اور جب کوئی سورت اترتی ہے۔ ﴿یعنی جب قرآن پاک کی کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو منافقین آپس میں مذاق اڑانے کے طور پر کہتے ہیں ”اس سورت نے تم میں کس کے ایمان یعنی تصدیق اور یقین میں اضافہ کیا ہے؟ ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو ایمان والے ہیں ان کی تصدیق، یقین اور اللہ تعالیٰ سے قربت میں اس نے اضافہ کیا اور جب قرآن میں سے ایک کے بعد کوئی دوسری چیز اترتی ہے تو مومنین خوشیاں مناتے ہیں کیونکہ اس طرح ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے آخرت میں ان کا ثواب اور زیادہ ہو جاتا ہے۔﴾^(۲)

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا مذاق اڑانا منافقین کا کام ہے لہذا جو قرآن کی ایک آیت کا بھی مذاق اڑائے وہ کافر ہے۔

وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ
وَمَا تَوَّاهُمْ كُفْرًا وَن ﴿۱۲۵﴾

①.....تفسیر کبیر، التوبة، تحت الآية: ۱۲۳، ۱۷۴/۶.

②.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۱۲۴، ۲۹۷/۲.

ترجمہ کنزالایمان: اور جن کے دلوں میں آزار ہے انہیں اور پلیدی پر پلیدی بڑھائی اور کفر ہی پر مر گئے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جن کے دلوں میں مرض ہے تو ان کی ناپاکی پر مزید ناپاکی کا اضافہ کر دیا اور وہ کفر کی حالت میں مر گئے۔

﴿وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ﴾: اور جن کے دلوں میں مرض ہے۔ یعنی جن کے دلوں میں شک اور نفاق کا مرض ہے تو قرآن کی سورت کے نزول سے ان کے کفر پر مزید کفر چڑھ گیا کہ انہوں نے جب کبھی کسی سورت کے نزول کا انکار کیا یا اس کا مذاق اڑایا تو ان کے پہلے کفر کے ساتھ مزید کفر بڑھ گیا، وہ منافقین اپنے کفر پر قائم رہے یہاں تک کہ حالت کفر میں مر گئے۔^(۱)

أَوَّلَايَرُونَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ
وَلَا هُمْ يَذْكُرُونَ ﴿۱۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: کیا انہیں نہیں سوچتا کہ ہر سال ایک یا دو بار آزمائے جاتے ہیں پھر نہ تو توبہ کرتے ہیں نہ نصیحت مانتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ انہیں ہر سال ایک یا دو مرتبہ آزمایا جاتا ہے پھر (بھی) نہ وہ توبہ کرتے ہیں اور نہ ہی نصیحت مانتے ہیں۔

﴿أَوَّلَايَرُونَ﴾: کیا وہ یہ نہیں دیکھتے۔ ارشاد فرمایا کہ کیا منافقین دیکھتے نہیں کہ ہر سال انہیں ایک یا دو مرتبہ بیماریوں، مصیبتوں اور قحط سالیوں وغیرہ سے آزمایا جاتا ہے پھر بھی وہ اپنے نفاق اور عہد شکنی سے توبہ کرتے ہیں نہ اللہ عزوجل کی طرف رجوع کرتے ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی سچائی دیکھ کر نصیحت مانتے ہیں۔^(۲)

مومن ہر مصیبت کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے

اس سے معلوم ہوا کہ مومن ہر مصیبت کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اسے اپنے گناہ کا نتیجہ یا آزمائش سمجھتا

①.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۱۲۵، ۲۹۸/۲، بیضاوی، براءة، تحت الآية: ۱۲۵، ۱۸۱/۳، ملقطاً.

②.....حازن، التوبة، تحت الآية: ۱۲۶، ۲۹۸/۲.

ہے جبکہ کافر کی نگاہ صرف موسم کی خرابیوں اور دنیاوی اسباب پر ہوتی ہے اور یہ منافقین والا حال آج کی بہت بڑی تعداد کا ہے کہ سیلاب، زلزلہ اور اس طرح کی کسی بھی آفت و مصیبت کو عبرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے بلکہ سانس تو جیہات میں تولنا شروع کر دیتے ہیں۔

وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ
ثُمَّ انْصَرَفُوا ۖ صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ﴿۱۲۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جب کوئی سورت اترتی ہے ان میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے کہ کوئی تمہیں دیکھتا تو نہیں پھر پلٹ جاتے ہیں اللہ نے ان کے دل پلٹ دیئے کہ وہ نا سمجھ لوگ ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں کہ تمہیں کوئی دیکھ تو نہیں رہا پھر پلٹ جاتے ہیں تو اللہ نے ان کے دل پلٹ دیئے ہیں کیونکہ یہ لوگ سمجھتے نہیں۔

﴿وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ﴾: اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی ایسی سورت نازل کی جاتی ہے کہ جس میں منافقین کو زبردستی اور ان کے نفاق کا بیان ہو تو وہ وہاں سے بھاگنے کیلئے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں اور آنکھوں سے نکل بھاگنے کے اشارے کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب تم اپنی نشست گاہ سے اٹھو تو اس وقت مومنوں میں سے کوئی تمہیں دیکھ تو نہیں رہا، اگر دیکھ رہا ہو تو بیٹھ گئے ورنہ نکل جاتے ہیں۔ پھر اس نازل ہونے والی سورت کے سبب ایمان سے اپنے کفر کی طرف پلٹ جاتے ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے دل ایمان سے پلٹ دیئے ہیں کیونکہ یہ قوم سمجھتی ہی نہیں اور اپنے نفع و نقصان کو نہیں سوچتی۔ (۱)

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ
بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲۸﴾

۱.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۱۲۷، ۲/۲۹۸، مدارك، التوبة، تحت الآية: ۱۲۷، ص ۴۶۰، ملقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

ترجمہ کنز العرفان: بیشک تمہارے پاس تم میں سے وہ عظیم رسول تشریف لے آئے جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت بھاری گزرتا ہے، وہ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر بہت مہربان، رحمت فرمانے والے ہیں۔

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ﴾: بیشک تمہارے پاس تم میں سے وہ عظیم رسول تشریف لے آئے۔ ﴿یعنی اے اہل عرب! بیشک تمہارے پاس تم میں سے عظیم رسول، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لے آئے جو کہ عربی، قرشی ہیں۔ جن کے حسب و نسب کو تم خوب پہچانتے ہو کہ تم میں سب سے عالی نسب ہیں اور تم اُن کے صدق و امانت، زہد و تقویٰ، طہارت و تقدُّس اور اخلاق حمیدہ کو بھی خوب جانتے ہو۔ یہاں ایک قراءۃ میں اَنفُسِکُمْ“ فاپر زبر کے ساتھ آیا ہے، اس کا معنی ہے کہ تم میں سب سے نفیس تر اور اشرف و افضل ہیں“ (1)

حضور اقدس علیہ السلام کا فضل و شرف

اس آیت میں سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اوصاف اور فضیلت و شرف کا ذکر ہوا، اس مناسبت سے ہم یہاں آپ کے فضائل اور اخلاقِ حمیدہ کے بیان پر مشتمل دو روایات ذکر کرتے ہیں۔

(1)..... حضرت عباس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے ان میں سے بہترین رکھا، پھر ان کے دو گروہ بنائے تو مجھے اچھے گروہ میں رکھا۔ پھر قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا۔ پھر ان کے خاندان بنائے تو مجھے ان میں سے اچھے خاندان میں رکھا اور سب سے اچھی شخصیت بنایا۔“ (2)

(2)..... حضرت جعفر بن ابوطالب رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے نجاشی کے دربار میں فرمایا ”اے بادشاہ! ہم لوگ جاہل تھے، بتوں کی عبادت کرتے، مردار کھاتے، بے حیائی کے کام کرتے، رشتے داریاں توڑتے اور پڑوسیوں سے بدسلوکی کیا کرتے تھے اور ہم میں سے جو طاقتور ہوتا وہ کمزور کا مال کھا جایا کرتا تھا۔ ہمارا یہی حال تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ایک رسول ہماری طرف بھیج دیا جن کے نسب، صداقت، امانت اور پاک دامنی کو ہم پہچانتے تھے، انہوں نے ہمیں دعوت دی کہ ہم

١.....خازن، التوبة، تحت الآية: ١٢٨، ٢/٢٩٨.

2.....ترمذی، کتاب المناقب، باب ما جاء في فضل النبي صلى الله عليه وسلم، ٣٥٠/٥، الحديث: ٣٦٢٧.

اللہ تعالیٰ کو ایک مانیں اور صرف اسی کی عبادت کریں اور ہم اور ہمارے آباؤ اجداد جن پتھروں اور بتوں کی پوجا کرتے تھے انہیں چھوڑ دیں۔ انہوں نے ہمیں سچ بولنے، امانت داری اور پاکیزگی اختیار کرنے، رشتہ داروں سے نیک سلوک کرنے، پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے، حرام کام اور خون ریزیاں چھوڑ دینے کا حکم دیا، ہمیں بے حیائی کے کام کرنے، جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے اور پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگانے سے منع کیا اور ہمیں حکم دیا کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، نماز پڑھیں، روزہ رکھیں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ پھر ہم نے ان کی تصدیق کی، ان پر ایمان لے آئے اور جو دین وہ لے کر آئے ہم نے اس کی پیروی کی۔^(۱)

میلادِ مسطی کا بیان

اس آیت کریمہ میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری یعنی آپ کے میلادِ مبارک کا بیان ہے۔ ترمذی کی حدیث سے بھی ثابت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیدائش کا بیان قیام کر کے فرمایا۔^(۲) اس سے معلوم ہوا کہ محفل میلادِ مبارک کی اصل قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مقام

حضرت ابو بکر بن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو بکر بن مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے، حضرت ابو بکر بن مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھڑے ہوئے، ان سے معاف کیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ میں نے عرض کی: یا سیدی! آپ حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس قدر تعظیم کر رہے ہیں حالانکہ ان کے بارے میں آپ کی اور تمام اہل بغداد کی رائے یہ ہے کہ یہ دیوانہ ہے! حضرت ابو بکر بن مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں نے ان کے ساتھ اسی طرح کیا ہے جس طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے ساتھ کرتے ہوئے دیکھا ہے، میں نے خواب میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، پھر دیکھا کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آ رہے ہیں، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیلئے کھڑے ہوئے اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ شبلی کو اس قدر عزت دے رہے ہیں، ارشاد فرمایا: یہ نماز کے بعد پڑھتا ہے ”لَقَدْ جَاءَكُمْ

①.....مسند امام احمد، حدیث جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ۴۳۱/۱، الحدیث: ۱۷۴۰.

②.....ترمذی، کتاب الدعوات، ۹۶-باب، ۳۱۴/۵، الحدیث: ۳۵۴۳.

رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ“ الآیہ۔ اور اس کے بعد مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ یہ ہر فرض کے بعد یہ دو آیتیں پڑھتا ہے اس کے بعد مجھ پر درود پڑھتا ہے اور تین مرتبہ اس طرح پڑھتا ہے ”صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ“۔ (1)

﴿عَزَّيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت بھاری گزرتا ہے۔ ﴿يَعْنِي تَهَارًا مَشَقَّتْ﴾ میں پڑنا ان پر بہت بھاری گزرتا ہے اور مشقتوں کو دور کرنے میں سب سے اہم اللہ تعالیٰ کے عذاب کی مشقت کو دور کرنا ہے اور نبی کریم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اسی مشقت کو دور کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ اور فرمایا ”حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ“ یعنی وہ دنیا و آخرت میں تمہیں بھلائیوں پہنچانے پر حریص ہیں۔ (2)

امت کی بھلائی پر نبی کریم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حرص کی جھلک

اس سے معلوم ہوا کہ اور لوگ تو اپنی اور اپنی اولاد کی بھلائی کے حریص ہوتے ہیں مگر یہ رسول رحمت صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی امت کی بھلائی اور ان کی خیر خواہی پر حریص ہیں۔ اب امت پر ان کی حرص اور شفقت کی جھلک ملاحظہ ہو حضرت زید بن خالد جُھَنی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پر نور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اگر مجھے اپنی امت پر دشوار نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے بعد مسواک کرنے کا حکم دیتا اور عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر کر دیتا۔“ (3)

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ سرکارِ عالی وقار صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خطبہ میں حج فرض ہونے کا بیان فرمایا۔ اس پر ایک شخص نے کہا، کیا ہر سال فرض ہے؟ نبی کریم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سکوت فرمایا۔ سائل نے سوال کی تکرار کی تو ارشاد فرمایا کہ ”جو میں بیان نہ کروں اس کے درپے نہ ہو، اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا اور تم نہ کر سکتے۔“ (4)

صحیح مسلم میں ہی حضرت ابی بن کعب رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے حضور پر نور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

①.....جلاء الافہام، الباب الرابع فی مواطن الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم... الخ، فصل المواطن الرابع والثلاثون... الخ، ص ۲۴۱.

②.....تفسیر کبیر، التوبة، تحت الآیة: ۱۲۸، ۱۷۸/۶.

③.....ترمذی، ابواب الطہارة، باب ما جاء فی السواک، ۱۰۰/۱، الحدیث: ۲۳.

④.....مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرة فی العمر، ص ۶۹۸، الحدیث: ۴۱۲ (۱۳۳۷).

نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے مجھے تین سوال عطا فرمائے، میں نے دوبار (تو دنیا میں) عرض کر لی ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَامْتِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَامْتِي“ اے اللہ! میری اُمت کی مغفرت فرما، اے اللہ! میری اُمت کی مغفرت فرما۔ ”وَأَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ إِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ حَتَّىٰ إِبْرَاهِيمَ“ اور تیسری عرض اس دن کے لیے اٹھا رکھی جس میں مخلوق الہی میری طرف نیاز مند ہوگی یہاں تک کہ (اللہ تعالیٰ کے خلیل) حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی میرے نیاز مند ہوں گے۔^(۱)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان دَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں ”اے گنہگار! امت! کیا تم نے اپنے مالک و مولیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی یہ کمال رَأْفَت و رحمت اپنے حال پر نہ دیکھی کہ بارگاہِ الہی عز جلالہ سے تین سوال حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو ملے کہ جو چاہو مانگ لو عطا ہوگا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے ان میں کوئی سوال اپنی ذات پاک کے لیے نہ رکھا، سب تمہارے ہی کام میں صرف فرما دیئے، دو سوال دنیا میں کیے وہ بھی تمہارے ہی واسطے، تیسرا آخرت کو اٹھا رکھا، وہ تمہاری اس عظیم حاجت کے واسطے جب اس مہربان مولیٰ رُؤف و رحیم آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سوا کوئی کام آنے والا، بگڑی بنانے والا نہ ہوگا۔۔۔ وَاللّٰهُ الْعَظِيمُ! قسم اس کی جس نے انہیں آپ پر مہربان کیا! ہرگز ہرگز کوئی ماں اپنے عزیز پیارے اکلوتے بیٹے پر زہار (یعنی کبھی بھی) اتنی مہربان نہیں جس قدر وہ اپنے ایک امتی پر مہربان ہیں۔^(۲)

امت سیکھو کہ درود سے خبردار

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی امت کے دکھ درد سے خبردار ہیں کیونکہ ہماری تکلیف کی خبر کے بغیر قلب مبارک پر گرانی نہیں آسکتی، نیز جیسے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رسالت ہر وقت ہے ایسے ہی آپ کی خبرداری بھی ہر ساعت ہے۔

﴿بِأَنَّهُمْ صَنِيعُ مَرْءُوفٍ رَّحِيمٍ﴾: مسلمانوں پر بہت مہربان، رحمت فرمانے والے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنے دو ناموں سے مشرف فرمایا۔ یہ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی کمالِ تکریم ہے۔ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم دنیا میں بھی رُؤف و رحیم ہیں اور آخرت میں بھی۔

①.....مسلم، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب بيان ان القرآن على سبعة احرف وبيان معناه، ص ۴۰۹، الحديث: ۲۷۳

(۸۲۰)۔

②.....فتاویٰ رضویہ، ۵۸۳/۲۹۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت سے متعلق دو احادیث

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت و رافت کے متعلق دو احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

(1)..... حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن پاک میں سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول کی تلاوت فرمائی

رَبِّ اِنَّهُمْ اَصْلَدُنْ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (1)

ترجمہ کنز العرفان: اے میرے رب! بیشک بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا تو جو میرے پیچھے چلے تو بیشک وہ مجھ سے (تعلق رکھنے والا) ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے۔

اور وہ آیت تلاوت فرمائی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول ہے

اِنْ تَعْلَبْ بِهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (2)

ترجمہ کنز العرفان: اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بیشک تو ہی غلبے والا، حکمت والا ہے۔

تو حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر گریہ طاری ہو گیا اور اپنے دستِ اقدس اٹھا کر دعا کی ”اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، میری امت، میری امت۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا ”اے جبریل! اعلیہ السلام، میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں جاؤ اور ان سے پوچھو حالانکہ تمہارا رب عَزَّوَجَلَّ خوب جانتا ہے مگر ان سے پوچھو کہ انہیں کیا چیز رُلا رہی ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور پوچھا تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عرض معروض کی خبر دی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل سے فرمایا: تم میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ”اِنَّا سَتَرُضِيْكَ فِيْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ“ آپ کی امت کی بخشش کے معاملے میں ہم آپ کو راضی کر دیں گے اور آپ کو غمگین نہ کریں گے۔ (3)

(2)..... حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے قیامت کے دن اپنی شفاعت کا سوال کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”میں کروں گا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ ارشاد فرمایا ”سب سے پہلے مجھے پل صراط پر تلاش کرنا۔ میں نے عرض کی: اگر پل صراط پر نہ پاؤں (تو کہاں تلاش کروں)؟ ارشاد فرمایا: ”پھر مجھے میزان کے پاس تلاش کرنا۔ میں نے عرض کی: اگر میزان کے پاس نہ

②..... المائدہ: ۱۱۸۔

①..... ابراہیم: ۳۶۔

③..... مسلم، کتاب الایمان، باب دعوة النبی لآئمته وبکاتھ... الخ، ص ۱۳۰، الحدیث: ۳۴۶۲ (۲۰۲)۔

پاؤں (تو کس جگہ تلاش کروں؟) ارشاد فرمایا: ”پھر مجھے حوضِ کوثر کے پاس ڈھونڈنا کیونکہ میں ان تین مقامات سے ادھر ادھر نہ ہوں گا۔“ (۱)

اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں

ہر منزل اپنے چاند کی منزلِ غفر کی ہے

دنیا مزارِ حشر جہاں میں غفور ہیں

اور فرماتے ہیں:

سائل ہوں سائلوں کو خوشی لانہر کی ہے

مومن ہوں مومنوں پہ رُوفِ رحیم ہو

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ
رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝۱۲۹

ترجمہ کنزالایمان: پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرما دو کہ مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرما دو کہ مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔

﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا﴾ پھر اگر وہ منہ پھیریں۔ یعنی پھر اگر منافقین و کفار اللہ عزَّ وَّجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لانے سے اعراض کریں اور آپ سے جنگ کا اعلان کریں تو اے حبیب! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تم فرما دو کہ مجھے اللہ عزَّ وَّجَلَّ کافی ہے اور وہ تمہارے خلاف میری مدد فرمائے گا۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔ (۲)

اہم کاموں سے متعلق ایک دُعا

حضرت ابودرداء رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جس شخص نے صبح اور شام سات مرتبہ یہ پڑھا ”حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ“ تو اللہ تعالیٰ اس کے اہم کاموں میں اسے کافی ہوگا۔ (۳)

①.....ترمذی، کتاب صفة القيامة، باب ما جاء في شأن الصراط، ۱۹۵/۴، الحديث: ۲۴۴۱.

②.....خازن، التوبة، تحت الآية: ۱۲۹، ۲۹۹/۲.

③.....ابوداؤد، کتاب الادب، باب ما يقول اذا أصبح، ۴۱۶/۴، الحديث: ۵۰۸۱.

سُورَةُ يُونُسَ

سورہ یونس کا شمار

معجم منقول

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں ”سورہ یونس مکہ ہے، البتہ اس کی تین آیتیں **فَإِنْ كُنْتَ فِي شكٍّ**“ سے لے کر **لَا يُؤْمِنُونَ**“ تک مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔^(۱)

آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں 11 رکوع، 109 آیتیں، 1832 کلمے اور 9099 حرف ہیں۔^(۲)

”یونس“ نام رکھنے کی وجہ

اس سورت کی آیت نمبر 98 میں اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت یونس عَلَیْہِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کی قوم کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ جب انہیں حضرت یونس عَلَیْہِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام نے عذاب کی وعید سنائی اور خود وہاں سے تشریف لے گئے تو ان کے جانے کے بعد عذاب کے آثار دیکھ کر وہ لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے سچے دل سے توبہ کی تو ان سے عذاب اٹھالیا گیا۔ اس واقعے کی مناسبت سے اس سورت کا نام ”سورہ یونس“ رکھا گیا۔

سورہ یونس کے بارے میں حدیث

حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں، ایک شخص نے بارگاہ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، مجھے قرآن سکھا دیجئے۔ ارشاد فرمایا ”اَلَمْ (سے شروع ہونے) والی تین سورتیں پڑھ لو۔ اس نے عرض کی: میری عمر بہت ہو چکی ہے، میرا دل سخت ہو گیا اور زبان موٹی ہو گئی ہے۔ ارشاد فرمایا ”تَوَحَّم (سے شروع ہونے) والی تین سورتیں پڑھ لو۔ اس نے پھر وہی عرض کی تو حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”مُسَبَّحَات (یعنی تسبیح سے شروع ہونے والی سورتوں) میں سے تین سورتیں پڑھ لو۔ اس نے پھر وہی عذر پیش کیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، مجھے کوئی جامع سورت سکھا دیجئے۔ رسول

①..... البحر المحيط، یونس، تحت الآية: ۱، ۱۲۵/۵۔

②..... خازن، تفسیر سورۃ یونس، ۲۹۹/۲۔

کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے ”اِذَا دُنِیْتَ لِتِ الْاَمْرِ“ والی سورت سکھا دی۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد اُس شخص نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث فرمایا، میں کبھی اس پر اضافہ نہیں کروں گا۔ اس کے چلے جانے کے بعد حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا ”یہ چھوٹا سا آدمی نجات پا گیا۔“ (۱)

سورۃ یونس کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور اعمال کی جزاء و سزا ملنے کو مختلف دلائل سے ثابت کیا گیا اور قرآن مجید پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اس سورت میں یہ مضامین بیان کئے گئے ہیں۔

(۱)..... مشرکین کے عقائد بیان کئے گئے اور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت کا انکار کرنے والوں کے 5 شبہات ذکر کے ان کا رد کیا گیا ہے۔

(۲)..... اللہ تعالیٰ کی عظمت پر دلالت کرنے والے اس کی قدرت کے آثار ذکر کئے گئے ہیں۔

(۳)..... دُنیوی زندگی کی مثال بیان کر کے اس میں غور کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

(۴)..... کفار کو قرآن پاک جیسی ایک سورت بنا کر دکھانے کا چیلنج کیا گیا۔

(۵)..... کفار کی طرف سے پہنچنے والی آذیتوں پر حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تسلی دی گئی ہے۔

(۶)..... قرآن پاک کی صداقت کو ثابت کرنے اور عبرت و نصیحت کے لئے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم کا واقعہ، حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم کا واقعہ اور حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

(۷)..... اس سورت کے آخر میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت اور قرآن کے احکام پر عمل کرنے میں انسانوں کی اپنی ہی بہتری ہے۔

سورۃ توبہ کے ساتھ مناسبت

سورۃ یونس کی اپنے سے ما قبل سورت ”توبہ“ کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ سورۃ توبہ کا اختتام نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

عَلَيْهِ وَالْهِ وَسَلَّمَ کے اوصاف کے بیان پر ہوا اور سورہ یونس کی ابتداء میں رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نازل کی جانے والی وحی پر ہونے والے شکوک و شبہات کا رد کیا گیا ہے۔ نیز سورہ توبہ میں زیادہ تر منافقین کے احوال اور قرآن پاک کے بارے میں ان کا موقف بیان کیا گیا جبکہ سورہ یونس میں کفار اور مشرکین کے احوال اور قرآن پاک کے بارے میں ان کے اقوال بیان کئے گئے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنزالایمان:

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان:

اَلرَّحْمٰنُ تِلْكَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ ①

یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔

ترجمہ کنزالایمان:

الرَّحْمٰن، یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان:

﴿الرَّحْمٰن﴾: یہ حروفِ مُقَطَّعات میں سے ہے، اس کی مراد اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔^(۱)

﴿تِلْكَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ﴾: یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔ ﴿ایک قول یہ ہے کہ اس آیت میں ان آیات کی طرف اشارہ ہے جو اس سورت میں موجود ہیں، معنی یہ ہیں کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، یہ آیات قرآن ہی کی آیات ہیں جو آپ پر نازل کیا گیا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے قرآن پاک کی ان آیات کی طرف اشارہ ہے جو اس سورت سے پہلے ذکر ہوئیں اور معنی یہ ہیں کہ وہ آیات حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔^(۲)

①.....جلالین، یونس، تحت الآیۃ: ۱، ص ۱۶۹.

②.....خازن، یونس، تحت الآیۃ: ۱، ۲۹۹/۲.

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَا اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ
وَبَشِّرِ الَّذِينَ اٰمَنُوْا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ قَالَ الْكَافِرُوْنَ
اِنَّ هٰذَا السَّحَرُ الْمُبِينُ ۝۲

ترجمہ کنزالایمان: کیا لوگوں کو اس کا اچنبھا ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک مرد کو وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈر سناؤ اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے ان کے رب کے پاس سچ کا مقام ہے کافروں نے بیشک یہ تو کھلا جادو گر ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا لوگوں کو اس بات پر تعجب ہے کہ ہم نے ان میں سے ایک مرد کی طرف یہ وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈر سناؤ اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے ان کے رب کے پاس سچ کا مقام ہے۔ کافروں نے کہا: بیشک یہ تو کھلا جادو گر ہے۔

﴿اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا﴾: کیا لوگوں کو اس بات پر تعجب ہے۔ ﴿شان نزول﴾: حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ جب اللہ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی نے رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو رسالت سے مشرف فرمایا اور آپ نے اس کا اظہار کیا تو عرب میں رہنے والے لوگ منکر ہو گئے اور ان میں سے بعضوں نے یہ کہا کہ ”اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے برتر ہے کہ کسی بشر کو رسول بنائے، اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔^(۱)

﴿قَدَمَ صِدْقٍ﴾: سچ کا مقام۔ ﴿قدم سے اس کی جگہ یعنی مقام مراد ہے اور مفسرین نے قَدَمَ صِدْقٍ کے معنی بیان فرمائے ہیں، بہترین مقام، جنت میں بلند مرتبہ، نیک اعمال، نیک اعمال کا اجر اور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت۔^(۲) گویا فرمایا گیا کہ مومنین کیلئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بہترین مقام ہے یا جنت میں بلند مرتبہ ہے یا دنیا میں نیک اعمال کی توفیق ہے یا آخرت میں نیکیوں کا اجر ہے یا سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت ہے۔

۱.....خازن، یونس، تحت الآیة: ۲، ۳۰۰/۲۔

۲.....خازن، یونس، تحت الآیة: ۲، ۳۰۰/۲، صاوی، یونس، تحت الآیة: ۲، ۸۵۳/۳، ملقطاً۔

﴿قَالَ الْكٰفِرُونَ: كٰفِرُونَ نَعْمَا﴾ کفار نے پہلے تو بشر کا رسول ہونا قابلِ تعجب و انکار قرار دیا اور پھر جب حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معجزات دیکھے اور یقین ہوا کہ یہ بشر کی قدرت سے بالاتر ہیں تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ساحر بتایا۔ اُن کا یہ دعویٰ تو کذب و باطل ہے مگر اس میں بھی حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کمال اور اپنے عجز کا اعتراف پایا جاتا ہے۔^(۱)

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یَدْبِرُ الْاَمْرَ ۚ مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِہٖ ۚ ذٰلِکُمْ اللّٰهُ رَبُّکُمْ فَاَعْبُدُوْہٗ ۚ اَفَلَا تَذٰکُرُوْنَ ۝۲۰

ترجمہ کنزالایمان: بیشک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے کام کی تدبیر فرماتا ہے کوئی سفارشی نہیں مگر اس کی اجازت کے بعد یہ ہے اللہ تمہارا رب تو اس کی بندگی کرو تو کیا تم دھیان نہیں کرتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے، وہ کام کی تدبیر فرماتا ہے، اس کی اجازت کے بعد ہی کوئی سفارشی ہو سکتا ہے۔ یہ اللہ تمہارا رب ہے تو تم اس کی عبادت کرو تو کیا تم سمجھتے نہیں؟

﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ﴾ بیشک تمہارا رب اللہ ہے۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے وحی، بعثت اور رسالت پر کفار کے تعجب کو بیان فرمایا اور اس آیت میں ان کے اُس تعجب کو اس طرح زائل فرمایا کہ ساری مخلوق کو پیدا فرمانے والی ذات کا ان کی طرف ایک رسول بھیجنا کہ جو انہیں نیک اعمال پر ثواب کی بشارت دے اور برے اعمال پر عذاب سے ڈرائے کوئی بعید نہیں ہے کیونکہ اس جہاں کو پیدا کرنے والا ایک ہے، وہ ہر چیز پر قادر اور اس کے احکام نافذ ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس

۱.....تفسیر کبیر، یونس، تحت الآیۃ: ۲، ۱۸۷/۶، مدارک، یونس، تحت الآیۃ: ۲، ص ۶۲، ملقطاً.

نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور وہی اس کائنات کے نظام کو چلا رہا ہے، نیز وہی ثواب اور عذاب دینے والا ہے کیونکہ اس دنیا کی زندگی کے بعد سب نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، اس لئے تمام مخلوق کو اسی کی عبادت کرنی چاہئے۔^(۱)

نوٹ: آسمانوں اور زمینوں کو چھ دن میں پیدا کرنے اور عرش پر استوا فرمانے کی تفسیر سورہ اعراف آیت نمبر 54 میں گزر چکی ہے۔

﴿مَمَّا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ﴾: اس کی اجازت کے بعد ہی کوئی سفارشی ہو سکتا ہے۔ ﴿اس میں بت پرستوں کے اس قول کا رد ہے کہ بت اُن کی شفاعت کریں گے انہیں بتایا گیا کہ شفاعت اجازت یافتگان کے سوا کوئی نہیں کرے گا اور اجازت یافتہ صرف اس کے مقبول بندے ہوں گے۔﴾^(۲)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت

قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام، اولیاء و صالحین رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اور دیگر جنتی شفاعت فرمائیں گے اور ان شفاعت کرنے والوں کے سردار اور آقا و مولیٰ حضور سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہوں گے۔ چنانچہ حضرت اُبی بن کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”میں قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا امام، خطیب اور شفیع ہوں گا اور اس پر (مجھے) فخر نہیں۔“^(۳)

حضرت ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”شہید کی شفاعت اس کے ستر قریبی رشتہ داروں کے بارے میں مقبول ہوگی۔“^(۴)

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”قیامت کے دن لوگ صفیں باندھے ہوں گے، اس وقت ایک جہنمی ایک جنتی کے پاس سے گزرے گا تو اس سے کہے گا: کیا آپ کو یاد نہیں کہ آپ نے ایک دن مجھ سے پانی پینے کو مانگا تو میں نے آپ کو پانی پلایا تھا؟ اتنی سی بات پر وہ جنتی اس جہنمی کی شفاعت کرے گا۔ ایک (جہنمی) دوسرے (جنتی) کے پاس سے گزرے گا تو کہے گا: آپ کو یاد نہیں کہ ایک

۱.....تفسیر کبیر، یونس، تحت الآیۃ: ۳، ۶/۱۸۸، ملخصاً۔

۲.....خازن، یونس، تحت الآیۃ: ۳، ۱/۳۰۔

۳.....ترمذی، کتاب المناقب، باب ما جاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ۳۵۳/۵، الحدیث: ۳۶۳۳۔

۴.....ابو داؤد، کتاب الجہاد، باب فی الشہید یشفع، ۲۲/۳، الحدیث: ۲۵۲۲۔

دن میں نے آپ کو وضو کرنے کے لئے پانی دیا تھا؟ اتنے ہی پر وہ اس کا شفیق ہو جائے گا، ایک کہے گا: آپ کو یاد نہیں کہ فلاں دن آپ نے مجھے فلاں کام کے لئے بھیجا تو میں چلا گیا تھا؟ اس قدر پر یہ اس کی شفاعت کرے گا۔^(۱)

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”ایک جنتی شخص جہانک کر جہنمیوں کی طرف دیکھے گا تو ایک جہنمی اس سے کہے گا: آپ مجھے نہیں جانتے؟ وہ کہے گا ”وَاللّٰہُ! میں تو تجھے نہیں پہچانتا، تم پر افسوس ہے، تو کون ہے؟ وہ کہے گا: میں وہ ہوں کہ آپ ایک دن میری طرف سے ہو کر گزرے اور مجھ سے پانی مانگا اور میں نے پلا دیا تھا، اس کے صلہ میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے حضور میری شفاعت کیجئے۔ وہ جنتی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے زائروں میں اس کے حضور حاضر ہو کر یہ حال بیان کر کے عرض کرے گا: اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کے حق میں اس کی شفاعت قبول فرمائے گا۔^(۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مقبول بندوں کی شفاعت سے حصہ عطا فرمائے، آمین۔

إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا إِنَّهُ يَبْدُو الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٧﴾

ترجمہ کنزالایمان: اسی کی طرف تم سب کو پھرنا ہے اللہ کا سچا وعدہ بیشک وہ پہلی بار بناتا ہے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا کہ ان کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے انصاف کا صلہ دے اور کافروں کے لیے پینے کو کھولتا پانی اور دردناک عذاب بدلہ ان کے کفر کا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اسی کی طرف تم سب کو لوٹنا ہے (یہ) اللہ کا سچا وعدہ ہے۔ بیشک وہ پہلی بار (بھی) پیدا کرتا ہے پھر

①..... ابن ماجہ، کتاب الادب، باب فضل صدقة الماء، ۱۹۶/۴، الحديث: ۳۶۸۵.

②..... مسند ابو یعلیٰ، مسند انس بن مالک، ما اسندہ ثابت البنانی عن انس، ۲۳۷/۳، الحديث: ۳۴۷۷.

فنا کرنے کے بعد دوبارہ بنائے گا تاکہ ایمان لانے والوں اور اچھے عمل کرنے والوں کو انصاف کے ساتھ بدلہ دے اور کافروں کے لیے ان کے کفر کی وجہ سے شدید گرم پانی کا مشروب اور دردناک عذاب ہے۔

﴿اِنَّهٗ يَبْدُءُ الْخَلْقَ﴾: بیشک وہ پہلی بار (بھی) پیدا کرتا ہے۔ ﴿اس آیت میں حشر و نشر، معاد یعنی لوٹنے کی جگہ کا بیان اور منکرین کا رد ہے اور اس پر نہایت لطیف پیرایہ میں دلیل قائم فرمائی گئی ہے کہ وہ پہلی بار زندگی دیتا ہے اور اعضاءِ مرگبہ کو پیدا کرتا اور ترکیب دیتا ہے تو موت کے ساتھ اعضاء کے منتشر ہو جانے کے بعد ان کو دوبارہ ترکیب دینا اور بنے ہوئے انسان کو فغا ہو جانے کے بعد پھر دوبارہ بنا دینا اور وہی جان جو اس بدن سے تعلق رکھتی تھی اس کو اس بدن کی درستی کے بعد پھر اسی بدن سے متعلق کر دینا اس کی قدرت سے کیا بعید ہے اور اس کو دوبارہ پیدا کرنے کا مقصود جزائے اعمال یعنی فرمانبردار کو ثواب اور گناہگار کو عذاب دینا ہے۔^(۱)

﴿بِالنَّصِطِ﴾: انصاف کے ساتھ۔ ﴿اس سے مراد یہ ہے کہ نیکوں کے ثواب میں کمی نہ کی جائے گی، یا اس سے یہ مراد ہے کہ نیکوں نے دنیا میں انصاف کیا کہ جن باتوں کا انہیں حکم دیا گیا ان پر عمل کیا اور جن سے روکا گیا اس سے باز رہے۔ یہ عربی ترکیب کے اعتبار سے فرق ہے۔^(۲)

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَيِّمٍ﴾: اور کافروں کے لیے شدید گرم پانی کا مشروب ہے۔ ﴿اس آیت میں جہنم کے اندر کفار کے جس مشروب کا بیان ہوا اس کی کیفیت ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”شدید گرم پانی ان (جہنمیوں) کے سر پر ڈالا جائے گا تو وہ سرایت کرتے ہوئے ان کے پیٹ تک پہنچ جائے گا اور جو کچھ پیٹ میں ہوگا اسے کاٹ کر قدموں سے نکل جائے گا اور یہی ”صہر“، یعنی گل جانا ہے، (ان کے ساتھ) بار بار اسی طرح کیا جائے گا۔^(۳)

هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ
لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَٰلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ

①.....خازن، یونس، تحت الآية: ۴، ۳۰۱/۲.

②.....خازن، یونس، تحت الآية: ۴، ۳۰۱/۲، صاوی، یونس، تحت الآية: ۴، ۸۵۴/۳، ملقطاً.

③.....ترمذی، کتاب صفة جہنم، باب ما جاء فی صفة شراب اهل النار، ۲۶۲/۴، الحديث: ۲۵۹۱.

يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: وہی ہے جس نے سورج کو جگمگاتا بنایا اور چاند چمکتا اور اس کے لیے منزلیں بھرائیں کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب جانو اللہ نے اسے نہ بنایا مگر حق نشانیاں مفصل بیان فرماتا ہے علم والوں کے لئے۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہی ہے جس نے سورج کو روشنی اور چاند کو نور بنایا اور چاند کے لیے منزلیں مقرر کر دیں تاکہ تم سالوں کی گنتی اور حساب جان لو۔ اللہ نے یہ سب حق کے ساتھ پیدا فرمایا۔ وہ علم والوں کے لئے تفصیل سے نشانیاں بیان کرتا ہے۔

﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا﴾ وہی ہے جس نے سورج کو روشنی اور چاند کو نور بنایا۔ ﴿ضياء سے مراد ذاتی روشنی اور نور سے مراد دوسرے سے حاصل کی ہوئی روشنی ہے۔ جب اس روشنی کا تعلق سورج سے ہو تو اسے ضياء اور چاند سے ہو تو اسے نور کہتے ہیں۔﴾^(۱)

﴿وَقَدَرْنَا مَنَازِلَ﴾ اور چاند کے لیے منزلیں مقرر کر دیں۔ ﴿چاند کی اٹھائیس منزلیں ہیں اور یہ بارہ رُجوں میں تقسیم ہیں، ہر برج کے لئے ۱/۳_2 منزلیں ہیں، چاند ہر رات ایک منزل میں رہتا ہے اور مہینہ تیس دن کا ہو تو دو راتیں ورنہ ایک رات چھپتا ہے۔﴾^(۲) ان منزلوں کو مقرر کرنے میں حکمت یہ ہے تاکہ تم سالوں کی گنتی اور مہینوں، دنوں اور ساعتوں کا حساب جان لو۔ اللہ عزوجل نے یہ سارا نظام عبث اور بیکار نہیں بنایا بلکہ حق کے ساتھ پیدا فرمایا ہے تاکہ اس سے اُس کی قدرت اور اس کی وحدانیت کے دلائل ظاہر ہوں اور اللہ عزوجل علم والوں کے لئے تفصیل سے نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ وہ ان میں غور کر کے نفع اٹھائیں۔^(۳) اس سے معلوم ہوا کہ علم ریاضی، علم ہیئت، علم فلکیات وغیرہ بڑے مفید علم ہیں کہ ان سے اللہ عزوجل کی قدرت معلوم ہوتی ہے نیز حسن نیت کے ساتھ ان کا سیکھنا ثواب کا کام ہے۔

إِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

①.....صاوی، یونس، تحت الآية: ۵، ۸۵۵/۳.

②.....بغوی، یونس، تحت الآية: ۵، ۲۹۱-۲۹۰/۲.

③.....خازن، یونس، تحت الآية: ۵، ۳۰۲/۲، مدارك، یونس، تحت الآية: ۵، ص ۴۶۳، ملقطاً.

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ②

ترجمہ کنزالایمان: بیشک رات اور دن کا بدلتا آنا اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ان میں نشانیاں ہیں ڈروالوں کے لیے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک رات اور دن کی تبدیلی میں اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ان میں ڈرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

﴿إِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾: بیشک رات اور دن کی تبدیلی میں۔ ﴿﴾ اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت اور وحدانیت پر زمین و آسمان کی تخلیق، سورج اور چاند کے احوال سے دلائل قائم فرمائے اور اس آیت میں دن اور رات کے اختلاف سے حاصل ہونے والے فوائد سے وحدانیت پر دلیل قائم فرمائی۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ بے شک دن اور رات کے آنے جانے، کم اور زیادہ ہونے میں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں پیدا فرمایا جیسے فرشتے، سورج، چاند، ستارے وغیرہ اور جو کچھ زمین میں پیدا فرمایا جیسے حیوان، پہاڑ، دریا، نہریں اور درخت وغیرہ ان سب میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت پر نشانیاں موجود ہیں۔ ^(۱) ان چیزوں کا نشانیاں ہونا بالکل واضح ہے کہ یہ سب اللہ عزوجل کی تخلیق اور قدرت کی دلیلیں ہیں کہ وہ کتنی عظیم قدرت و عظمت والا ہے جس نے ان سب چیزوں کو وجود بخشا۔

نوٹ: اس سے متعلق مزید تفصیل جاننے کے لئے سورہ بقرہ آیت ۱۶۴ کے تحت مذکور تفسیر ملاحظہ کیجئے۔

آیت کے آخر میں فرمایا کہ متقیوں کیلئے ان چیزوں میں نشانیاں ہیں۔ چونکہ ان چیزوں میں غور کر کے ایمان و عرفان صرف خوفِ خدا رکھنے والوں کو میسر ہوتا ہے اس لئے انہی کا ذکر فرمایا۔ بہت سے کافر یہ چیزیں دیکھ کر سرکش ہو جاتے ہیں جیسے آج اکثر سائنس دانوں نے سائنس میں ترقی کر کے خدا عزوجل کا انکار کر دیا۔

إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَأَوْا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنَّنُوا

①.....تفسیر کبیر، یونس، تحت الآیة: ۶، ۲۱۰/۶، جلالین، یونس، تحت الآیة: ۶، ص ۱۷۰، ملقطاً.

بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَتِنَا غِفْلُونَ ﴿٨﴾ أُولَٰئِكَ مَأْوَهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک وہ جو ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پسند کر بیٹھے اور اس پر مطمئن ہو گئے اور وہ جو ہماری آیتوں سے غفلت کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے بدلہ ان کی کمائی کا۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پسند کر بیٹھے ہیں اور اس پر مطمئن ہو گئے ہیں اور وہ جو ہماری آیتوں سے غافل ہیں۔ ان لوگوں کا ٹھکانا ان کے اعمال کے بدلے میں دوزخ ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ﴾ بیشک وہ لوگ۔ ان آیات میں پہلے ان لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ جو حشر یعنی مرنے کے اٹھنے پر ایمان نہیں لاتے اور اس کے بعد حشر پر ایمان لانے والوں کا ذکر ہے۔ ^(۱) اس آیت میں حشر پر ایمان نہ لانے والوں کی چار صفات بیان فرمائی گئی ہیں:

(۱)..... وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ملنے کی امید نہیں رکھتے۔ مفسرین نے اس آیت میں ”امید“ کے دو معنی بیان کئے ہیں۔
(۱) خوف۔ اس سورت میں آیت کا معنی یہ ہے کہ وہ لوگ جو قیامت کے دن ہم سے ملنے کا خوف نہیں رکھتے تو وہ ثواب اور عذاب کو جھٹلا رہے ہیں۔ (۲) طمع۔ اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہے کہ وہ دنیا پر مطمئن ہو بیٹھے اور اللہ تعالیٰ کے ثواب کی طمع نہیں رکھتے۔ ^(۲)

(۲)..... دنیا کی زندگی پسند کر بیٹھے ہیں۔ یعنی انہوں نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا، اس تھوڑی سی اور فانی کو بہت زیادہ اور باقی رہنے والی پر ترجیح دی۔ ^(۳)

(۳)..... اس پر مطمئن ہو گئے ہیں۔ کفار کا یہ قلبی اطمینان دنیا اور اس کی لذتوں کی طرف میلان کی وجہ سے ہے، اسی لئے ان



①..... تفسیر کبیر، یونس، تحت الآیة: ۷، ۶/۲۱۰، ملخصاً.

②..... خازن، یونس، تحت الآیة: ۷، ۲/۳۰۲.

③..... مدارك، یونس، تحت الآیة: ۷، ص ۴۶۴.

کے دلوں سے ڈر اور خوف نکل گیا اور جب اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے اور اس کے عذاب کا خوف دلانے والی باتیں سنتے ہیں تو ان کے دل اس طرف مائل ہی نہیں ہوتے۔^(۱)

(۴)..... وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے غافل ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ یہاں آیات سے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ پاک اور قرآن شریف مراد ہے اور غفلت کرنے سے مراد اُن سے اعراض کرنا ہے۔^(۲)

دنیا اور آخرت سے متعلق مسلمانوں کا حال

یہاں آیتِ مبارکہ میں کفار کے اعتقاد کے اعتبار سے یہ احوال بیان فرمائے گئے ہیں لیکن عملی طور پر مسلمان بھی ان میں سے بہت سی چیزوں میں مُلَوٓث ہیں جیسے دلوں سے قیامت کے حساب کتاب اور عذابِ الہی کا خوف نکل جانا، دنیا کی زندگی کو ہی پسند کرنا اور اسی کیلئے کوشش کرنا اور اسی پر مطمئن ہو کر بیٹھ جانا، قرآن اور احکاماتِ الہیہ سے غفلت، دلوں کا سخت ہونا، شدید و عیدیں سن کر بھی گناہوں سے باز نہ آنا یہ سب چیزیں ہمارے اندر اس آیت کی روشنی میں افعالِ کفار کا عکس نہیں دکھارہیں تو اور کیا ہے؟

﴿اُولٰٓئِكَ مَاۤؤِسُہُمُ النَّارُ﴾: ان لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ یعنی ان لوگوں کے کفر، تکذیب اور خبیث اعمال کے بدلے میں ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔^(۳)

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَهْدِیْہُمْ رَبُّہُمْ بِاٰیٰتِہِمْ

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہُمْ اِلَّا نٰہِرُ فِیْ جَنَّتِ النَّعِیْمِ ۙ

ترجمہ کنزالایمان: بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کا رب ان کے ایمان کے سبب انہیں راہِ دے گا ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی نعمت کے باغوں میں۔

①.....خازن، یونس، تحت الآیۃ: ۷، ۳۰۲/۲.

②.....بغوی، یونس، تحت الآیۃ: ۷، ۲۹۱/۲.

③.....خازن، یونس، تحت الآیۃ: ۸، ۳۰۲/۲.

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کئے ان کا رب ان کے ایمان کے سبب ان کی رہنمائی فرمائے گا۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ (وہ) نعمتوں کے باغوں میں ہوں گے۔

﴿يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِآيَاتِهِمْ﴾ ان کا رب ان کے ایمان کے سبب ان کی رہنمائی فرمائے گا۔ ﴿حُضْرَت قَادِه رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ﴾ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مومن جب اپنی قبر سے نکلے گا تو اس کا عمل خوب صورت شکل میں اس کے سامنے آئے گا یہ شخص کہے گا تو کون ہے؟ وہ کہے گا: میں تیرا عمل ہوں۔ اور اس کے لئے نور ہوگا اور جنت تک پہنچائے گا اور کافر کا معاملہ برعکس ہوگا کہ اس کا عمل بری شکل میں نمودار ہو کر اسے جہنم میں پہنچائے گا۔^(۱)

سُبْحَانَ اللّٰہ، کتنی پیاری فضیلت ہے کہ مومنین کی جنت کی طرف رہنمائی اللہ عزوجل کی جانب سے ہوگی۔ وہ جنت میں جائیں گے اور ہمیشہ کیلئے رہیں گے اور ان کے محلات کے نیچے دودھ، شہد، شرابِ طہور اور خالص پانی کی نہریں جاری ہوں گی۔

دَعُوهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۖ وَاٰخِرُ دَعْوَاهُمْ
اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: ان کی دعا اس میں یہ ہوگی کہ اللہ تجھے پاکی ہے اور ان کے ملتے وقت خوشی کا پہلا بول سلام ہے اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ سب خوبیوں سر ابا اللہ جو رب ہے سارے جہان کا۔

ترجمہ کنزالعرفان: ان کی دعا اس میں یہ ہوگی کہ اے اللہ! تو پاک ہے اور جنت میں ان کی ملاقات کا پہلا بول ”سلام“ ہوگا اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

﴿دَعُوهُمْ فِيهَا﴾ ان کی دعا اس میں یہ ہوگی۔ ﴿يَعْنِي اٰبِلِ جَنَّتِ اللّٰهُ تَعَالٰی﴾ کی تسبیح، تحمید، تقدیس میں مشغول رہیں گے اور اس کے ذکر سے انہیں فرحت و سرور اور انتہا درجہ کی لذت حاصل ہوگی۔ سُبْحَانَ اللّٰہ^(۲)

①.....حازن، یونس، تحت الآية: ۹، ۲/۳۰۲-۳۰۳.

②.....حازن، یونس، تحت الآية: ۱۰، ۲/۳۰۳.

اہل جنت کو تسبیح اور حمد کا الہام ہوگا

حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جنتی لوگ جنت میں کھائیں اور پیئیں گے، اس میں تھوکیں گے نہ پیشاب کریں گے، رفع حاجت کریں گے اور نہ ناک صاف کریں گے۔ صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: پھر ان کا کھانا کہاں جائے گا؟ ارشاد فرمایا: ایک ڈکار (آئے گی) اور پسینہ مشک کی طرح ہوگا۔ انہیں تسبیح اور حمد کا اس طرح الہام ہوگا جیسے سانس آتا جاتا ہے۔^(۱)

﴿وَتَجِئْتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ﴾ اور جنت میں ان کی ملاقات کا پہلا بول ”سلام“ ہوگا۔ یعنی اہل جنت آپس میں ایک دوسرے کی تحیت یعنی تعظیم و تکریم سلام سے کریں گے یا ملائکہ انہیں بطور تحیت سلام عرض کریں گے یا ملائکہ رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ان کے پاس سلام لائیں گے۔^(۲) معلوم ہوا کہ بوقت ملاقات سلام کرنا اور بوقت رخصت حمد الہی کرنا جنتی لوگوں کا مشغلہ ہے۔ ﴿وَاجْزِدْهُمْ دَعْوَاهُمْ﴾ اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ ان کے کلام کی ابتداء اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تعظیم و تکریم سے ہوگی اور کلام کا اختتام اس کی حمد و ثناء پر ہوگا اور اس کے دوران جو چاہیں گے آپس میں کلام کریں گے۔^(۳) اس سے معلوم ہوا کہ حمد الہی جنت میں بھی ہوگی۔ حمد کی فضیلت کے بارے میں حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر کوئی نعمت نازل فرماتا ہے اور وہ (نعمت ملنے پر) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتا ہے تو یہ حمد اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس دی گئی نعمت سے زیادہ افضل ہے۔“^(۴)

نماز اور دعا قبول ہونے کا طریقہ

حضرت عبادہ بن صامت رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جورات کو اٹھے اور یہ کہے“ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ“ پھر کہے ”اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لِي“ یا کوئی اور دعا کرے تو قبول کی جائے گی اور اگر وضو کرے (اور نماز پڑھے) تو اس کی نماز قبول کی جائے گی۔^(۵)

①.....مسلم، کتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها، باب في صفات الجنة واهلها... الخ، ص ۱۵۲۰، الحديث: ۱۸ (۲۸۳۵)۔

②.....بغوي، يونس، تحت الآية: ۱۰، ۲۹۲/۲۔

③.....مدارك، يونس، تحت الآية: ۱۰، ص ۴۶۴۔

④.....ابن ماجه، كتاب الادب، باب فضل الحمدین، ۲۵۰/۴، الحديث: ۳۸۰۵۔

⑤.....بخاری، كتاب التهجّد، باب فضل من تعازّر من الليل فصلی، ۳۹۱/۱، الحديث: ۱۱۵۴۔

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقَضَىٰ إِلَيْهِمْ أَجَلَهُمْ ۖ
فَذَرِ الْأَذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر اللہ لوگوں پر برائی ایسی جلد بھیجتا جیسی وہ بھلائی کی جلدی کرتے ہیں تو ان کا وعدہ پورا ہو چکا ہوتا تو ہم چھوڑتے انہیں جو ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکا کریں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر اللہ لوگوں پر عذاب اسی طرح جلدی بھیج دیتا جس طرح وہ بھلائی جلدی طلب کرتے ہیں تو ان کی مدت ان کی طرف پوری کر دی جاتی تو جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے ہم انہیں ان کی سرکشی میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دیتے۔

﴿لَقَضَىٰ إِلَيْهِمْ أَجَلَهُمْ﴾: تو ان کی مدت ان کی طرف پوری کر دی جاتی۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کی بددعائیں جیسے کہ وہ غصے کے وقت اپنے لئے اور اپنے اہل واولاد و مال کے لئے کرتے ہیں، اور کہتے ہیں ہم ہلاک ہو جائیں، خدا ہمیں غارت کرے، برباد کرے اور ایسے کلمے ہی اپنی اولاد اور رشتہ داروں کے لئے کہہ گزرتے ہیں جسے اردو میں کوسنا کہتے ہیں اگر وہ دعا ایسی جلدی قبول کر لی جاتی جیسی جلدی وہ دعائے خیر کے قبول ہونے میں چاہتے ہیں تو ان لوگوں کا خاتمہ ہو چکا ہوتا اور وہ کب کے ہلاک ہو گئے ہوتے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے دعائے خیر قبول فرمانے میں جلدی کرتا ہے اور دعائے بد کے قبول میں نہیں، یہ اس کی رحمت ہے۔ شان نزول: نضر بن حارث نے کہا تھا: یا رب! یہ دین اسلام اگر تیرے نزدیک حق ہے تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسنا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کافروں کے لئے عذاب میں جلدی فرماتا جیسا کہ اُن کیلئے مال واولاد وغیرہ دنیا کی بھلائی دینے میں جلدی فرمائی تو وہ سب ہلاک ہو چکے ہوتے۔^(۱)

مرد و عورتوں کے لئے دعا ہے جو اس سے خیر ہو

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہماری تمام دعائیں قبول نہ ہونا بھی اللہ عز و جل کی رحمت ہے کہ ہم کبھی برائی کو بھلائی سمجھ لیتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ غصہ میں اپنے کو یا اپنے بال بچوں کو کوسنا نہیں چاہیے ہر وقت رب تعالیٰ سے خیر ہی مانگنی

۱.....حازن، یونس، تحت الآیة: ۱۱، ۳۰۳، ملخصاً.

چاہئے نہ معلوم کون سی گھڑی قبولیت کی ہو اور بعض اوقات ایسے ہو بھی جاتا ہے کہ اولاد کیلئے بددعا کی اور وہ قبولیت کی گھڑی تھی جس کے نتیجے میں اولاد پر واقعی وہ مصیبت و آفت آجاتی ہے جس کی بددعا کی ہوتی ہے۔ لہذا اس طرح کی چیزوں سے احتراز ہی کرنا چاہیے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بواط کی جنگ میں گئے، آپ مجدی بن عمروؓ کو تلاش کر رہے تھے، ایک اونٹ پر ہم پانچ، چھ اور سات آدمی باری باری سوار ہوتے تھے، ایک انصاری اونٹ پر بیٹھنے لگا تو اس نے اونٹ کو بٹھایا، پھر اس پر سوار ہو کر اسے چلانے لگا۔ اونٹ نے اس کے ساتھ کچھ سرکشی کی تو اس نے اونٹ کو کہا: نَسَا، اللہ تم پر لعنت کرے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اونٹ پر لعنت کرنے والا شخص کون ہے؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، یہ میں ہوں۔ ارشاد فرمایا ”اس اونٹ سے اتر جاؤ اور ہمارے ساتھ ملعون جانور کو نہ رکھو، تم اپنے آپ کو بددعا دو، نہ اپنی اولاد کو بددعا دو اور نہ اپنے اموال کو بددعا دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ وہ گھڑی ہو جس میں اللہ تعالیٰ سے کسی عطا کا سوال کیا جائے تو وہ دعا قبول ہوتی ہو۔“ (۱)

وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَا الْجَنِّبَةَ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَانُ لَمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرِّمَسَّهُ ط كَذَلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ⑪

ترجمہ کنزالایمان: اور جب آدمی کو تکلیف پہنچتی ہے ہمیں پکارتا ہے لیٹے اور بیٹھے اور کھڑے پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں چل دیتا ہے گویا کبھی کسی تکلیف کے پہنچنے پر ہمیں پکارا ہی نہ تھا یونہی بھلے کر دکھائے ہیں حد سے بڑھنے والے کو ان کے کام۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب آدمی کو تکلیف پہنچتی ہے تو لیٹے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور کھڑے ہوئے (ہر حالت میں) ہم سے دعا کرتا ہے پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں تو یوں چل دیتا ہے گویا کبھی کسی تکلیف کے پہنچنے پر ہمیں

پکارا ہی نہیں تھا۔ حد سے بڑھنے والوں کے لئے ان کے اعمال اسی طرح خوشنما بنا دیئے گئے۔

﴿وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ﴾ اور جب آدمی کو تکلیف پہنچتی ہے۔ یعنی کافر کو جب تکلیف پہنچتی ہے تو وہ لیٹے، بیٹھے، کھڑے ہر حال میں ہم سے دعا کرتا ہے اور جب تک اُس کی تکلیف زائل نہ ہو دعائیں مشغول رہتا ہے، پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں تو وہ ہم سے منہ موڑ کر اپنے پہلے طریقہ پر چل دیتا ہے اور وہی کفر کی راہ اختیار کرتا ہے اور تکلیف کے وقت کو بھول جاتا ہے گویا کبھی کسی تکلیف کے پہنچنے پر اس نے ہمیں پکارا ہی نہیں تھا۔ کافروں کے لئے ان کے اعمال اسی طرح خوشنما بنا دیئے گئے۔ اس آیت سے مقصود یہ ہے کہ انسان مصیبت کے وقت بہت ہی بے صبر ہے اور راحت کے وقت نہایت ناشکر اور جب تکلیف پہنچتی ہے تو کھڑے لیٹے بیٹھے ہر حال میں دعا کرتا ہے اور جب اللہ عزوجل تکلیف دور کر دے تو شکر بجا نہیں لاتا اور اپنی سابقہ حالت کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ یہ حال غافل کا ہے۔ عقلمند مومن کا حال اس کے خلاف ہے وہ مصیبت و بلا پر صبر کرتا ہے راحت و آسائش میں شکر کرتا ہے، تکلیف و راحت کے جملہ احوال میں اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری اور دعا کرتا ہے اور ایک مقام اس سے بھی اعلیٰ ہے جو مومنوں میں بھی مخصوص بندوں کو حاصل ہے کہ جب کوئی مصیبت و بلا آتی ہے اس پر صبر کرنے کے ساتھ ساتھ دل و جان سے قضاء الہی پر نہ صرف راضی رہتے ہیں بلکہ اس حال میں بھی اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے ہیں۔^(۱)

مصیبت اور راحت کے وقت ہمارا حال

مذکورہ بالا تفسیر کو سامنے رکھ کر ہمیں اپنے حال پر غور کرنا چاہیے کہ ہم کس گروہ کے پیچھے ہیں اور ہمارے اندر کس گروہ کی علامات پائی جا رہی ہیں۔ کیا ہم بھی مصیبت میں نمازی، پرہیزگار، ذاکر و شاعر اور مصیبت دور ہونے کے بعد بے نمازی، جبری و بیباک اور غافل ہوتے ہیں یا خوشی و غمی دونوں حالتوں میں ہم تقویٰ کو اختیار کرتے ہیں اور ذکرِ خدا میں مشغول رہتے ہیں۔

وَلَقَدْ أَهَلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَبَّاظِلْمُوا ۖ وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ

وَمَا كَانُوا الْيَوْمَ مِنْوَا ۖ كَذَلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ۝۱۳

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے تم سے پہلی سنگتیں ہلاک فرمادیں جب وہ حد سے بڑھے اور ان کے رسول ان کے

۱..... حازن، یونس، تحت الآیة: ۱۲، ۳۰/۴، ملخصاً.

پاس روشن دلیلیں لے کر آئے اور وہ ایسے تھے ہی نہیں کہ ایمان لاتے ہم یونہی بدلہ دیتے ہیں مجرموں کو۔

ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک ہم نے تم سے پہلی قوموں کو ہلاک کر دیا جب انہوں نے ظلم کیا اور ان کے پاس ہمارے رسول روشن دلائل لے کر تشریف لائے اور وہ ایسے تھے ہی نہیں کہ ایمان لاتے۔ ہم یونہی مجرموں کو بدلہ دیتے ہیں۔

﴿وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِكُمْ: اور بیشک ہم نے تم سے پہلی قوموں کو ہلاک کر دیا۔﴾ یعنی اے کفار مکہ! تم سے پہلی قوموں نے جب شرک کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا اور ان کے پاس ہمارے رسول روشن دلائل لے کر تشریف لائے جو ان کے صدق کی بہت واضح دلیلیں تھیں لیکن انہوں نے نہ مانا اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق نہ کی اور وہ ایسے تھے ہی نہیں کہ رسولوں پر ایمان لاتے اور جو کچھ وہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے پاس سے لائے تھے اس کی تصدیق کرتے تو جس طرح رسولوں کو جھٹلانے کے سبب ہم نے ان گزری ہوئی قوموں کو ہلاک کر دیا اسی طرح اے مشرک! میں اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تکذیب کرنے پر تمہیں بھی ہلاک کر دوں گا۔^(۱)

ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلِيفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ﴿۱۳﴾

ترجمہ کنز الایمان: پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں زمین میں جانشین کیا کہ دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو۔

ترجمہ کنز العرفان: پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں زمین میں جانشین بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو؟

﴿ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلِيفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ: پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں زمین میں جانشین بنایا۔﴾ اس آیت میں خطاب اہل مکہ سے ہے جبکہ آیت کا معنی یہ ہے کہ اے لوگو! پھر ہم نے گزشتہ امتوں کے بعد جنہیں ہلاک کر دیا گیا تمہیں زمین میں ان کا جانشین بنایا۔^(۲)

ساری قوموں کے جانشین

علامہ احمد صاوی دَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں ”جس دن سے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

۱.....خازن، یونس، تحت الآية: ۱۳، ۴/۲-۳۰۵-۳۰۶.

۲.....خازن، یونس، تحت الآية: ۱۴، ۴/۲-۳۰۵.

وَسَلَّمَ كَوْمَعُوْثَ فَرَمَا اِس سے لے کر قیامت تک ان کی امت میں مسلمان یا کافر جتنے لوگ ہوں گے سب زمین میں گزشتہ قوموں کے جانشین ہیں۔^(۱)

﴿لَنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ﴾: تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو؟ ﴿﴾ یعنی تاکہ ہم تمہارے اعمال کا امتحان لیں کہ تم اچھے یا برے کیسے عمل کرتے ہو اور تمہارے اعمال کے مطابق تم سے معاملہ فرمائیں۔^(۲)

حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”بے شک دنیا سرسبز اور میٹھی ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس میں جانشین بنایا ہے، پس وہ دیکھتا ہے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔“^(۳) اس آیت سے یہ مراد نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پہلے علم نہیں تھا اور جب مشرکین عمل کر لیں گے تو اللہ تعالیٰ کو علم ہو گا بلکہ یہاں مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ایسا معاملہ فرمائے گا جیسا امتحان لینے والا لوگوں کے ساتھ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں اور اسے ہر چیز کا ہمیشہ سے علم ہے۔

وَ اِذَا تَسَلَّی عَلَیْہِمُ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ ۚ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ
لِقَاءَنَا اَنْتَ بِقُرْآنٍ غَیْرِہِذَا اَوْ بَدِّلْہُ ۚ قُلْ مَا یَكُوْنُ لِیْ اَنْ اُبَدِّلَہٗ
مِنْ تِلْکَآءِیْ نَفْسِیْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوحٰی اِلَیَّ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصِیْتُ
رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں وہ کہنے لگتے ہیں جنہیں ہم سے ملنے کی امید نہیں کہ اس کے سوا اور قرآن لے آئیے یا اسی کو بدل دیجئے تم فرماؤ مجھے نہیں پہنچتا کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں میں تو اسی کا تابع ہوں جو میری طرف وحی ہوتی ہے میں اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

①.....صاوی، یونس، تحت الآية: ۱۴، ۸۵۹/۳.

②.....حازن، یونس، تحت الآية: ۱۴، ۳۰۵/۲.

③.....ترمذی، کتاب الفتن، باب ما اخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ بما ہو کائن الی یوم القيامة، ۸۱/۴، الحدیث: ۲۱۹۸.

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ان کے سامنے ہماری روشن آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو ہم سے ملاقات کی امید نہ رکھنے والے کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی اور قرآن لے کر آؤ یا اسے تبدیل کر دو۔ تم فرماؤ: مجھے حق نہیں کہ میں اسے اپنی طرف سے تبدیل کر دوں۔ میں تو اسی کا تابع ہوں جو میری طرف وحی بھیجی جاتی ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

﴿وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ﴾ اور جب ان کے سامنے ہماری روشن آیات کی تلاوت کی جاتی ہے۔ ﴿شأن نزول﴾ کفار کی ایک جماعت نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ پر ایمان لے آئیں تو آپ اس قرآن کے سوا دوسرا قرآن لائیے جس میں لات، عُزَّىٰ، مَنَات وغیرہ بتوں کی برائی اور ان کی عبادت چھوڑنے کا حکم نہ ہو اور اگر اللہ عزَّوجلَّ ایسا قرآن نازل نہ کرے تو آپ اپنی طرف سے بنا لیجئے یا اسی قرآن کو بدل کر ہماری مرضی کے مطابق کر دیجئے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ ان کا یہ کلام یا تو تمسخر و استہزاء کے طور پر تھا یا انہوں نے تجربہ و امتحان کے لئے ایسا کہا تھا کہ اگر یہ دوسرا قرآن بنا لائیں یا اس کو بدل دیں تو ثابت ہو جائے گا کہ قرآن کلامِ ربانی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو حکم دیا کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ ان سے فرمادیں کہ میرے لئے حلال نہیں کہ میں اپنی طرف سے اس میں کوئی تبدیلی کروں۔ میں تو کمی زیادتی اور تبدیلی کے بغیر صرف اسی کا تابع ہوں جو اللہ تعالیٰ میری طرف وحی فرماتا ہے اور یہ میرا کلام نہیں کہ میں اس میں تبدیلی کر سکوں بلکہ یہ اللہ عزَّوجلَّ کا کلام ہے اگر میں نے اپنی طرف سے اللہ عزَّوجلَّ کے کلام میں کوئی تبدیلی کر کے اس کی نافرمانی کی تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے اور ویسے بھی دوسرا قرآن بنانا انسان کے بس کی بات ہی نہیں کیونکہ انسان کا اس سے عاجز ہونا تو اچھی طرح ظاہر ہو چکا ہے۔^(۱)

اسلام کی کسی قطعی چیز پر کفار سے معاہدہ نہیں ہو سکتا

اس آیت مبارکہ سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ کفار کے ساتھ اسلام کے قطعیت میں سے کسی چیز پر کوئی معاہدہ نہیں ہو سکتا کہ ہم ان کی خوشنودی کیلئے اسلام کی کوئی قطعی چیز چھوڑ دیں جیسے ان کی خوشی کیلئے سود کی اجازت دیں، یا پردے کو ختم کر دیں، یا نمازوں میں کمی کر لیں یا گائے کی قربانی بند کر دیں۔

۱..... بغوی، یونس، تحت الآية: ۱۵، ۲۹۳/۲، صاوی، یونس، تحت الآية: ۱۵، ۸۵۹/۳، مدارک، یونس، تحت الآية:

قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَكَوَّنَتْ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْراكُمْ بِهِ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ
عُمَرًا مِّنْ قَبْلِهِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا نہ وہ تم کو اس سے خبردار کرتا تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر گزار چکا ہوں تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: اگر اللہ چاہتا تو میں تمہارے سامنے اس کی تلاوت نہ کرتا اور نہ وہ تمہیں اس سے خبردار کرتا تو بیشک میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر گزار چکا ہوں تو کیا تمہیں عقل نہیں؟

﴿قُلْ﴾ تم فرماؤ۔ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان مشرکین سے فرمادیں جنہوں نے قرآن میں تبدیلی کا مطالبہ کیا ہے کہ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہتا تو مجھ پر نہ تو یہ قرآن نازل کیا جاتا اور نہ میں تمہارے سامنے اس کی تلاوت کرتا اور نہ تمہیں خبردار کیا جاتا لہذا اس کی تلاوت محض اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہے، نیز میں اس قرآن کے نازل ہونے سے پہلے تم میں چالیس سال کا عرصہ گزار چکا ہوں اور اس زمانے میں تمہارے پاس کوئی کتاب نہیں لایا اور نہ تمہیں پہلے ایسی کوئی چیز سنائی ہے، تم نے میرے احوال کا خوب مشاہدہ کیا ہے، میں نے کسی سے ایک حرف نہیں پڑھا۔ کسی کتاب کا مطالعہ نہیں کیا، اس کے بعد یہ عظیم کتاب لایا ہوں جس کے سامنے ہر ایک فصیح کلام پست اور بے حقیقت ہو گیا، اس کتاب میں نفیس علوم ہیں، اُصول و فروع کا بیان ہے، احکام و آداب میں مکارم اخلاق کی تعلیم ہے، غیبی خبریں ہیں، اس کی فصاحت و بلاغت نے ملک بھر کے فصیح و بلیغ افراد کو عاجز کر دیا ہے، ہر عقل سلیم رکھنے والے کے لئے یہ بات سورج سے زیادہ روشن ہو گئی ہے کہ ایسا کلام اللہ تعالیٰ کی وحی کے بغیر ممکن ہی نہیں تو کیا تمہیں عقل نہیں کہ اتنا سمجھ سکو کہ یہ قرآن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہے مخلوق کی قدرت میں نہیں کہ اس کی مثل بنا سکے۔^(۱)

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۖ إِنَّهُ

لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ ﴿۱۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتیں جھٹلائے بیشک مجرموں کا بھلا نہ ہوگا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے؟ بیشک مجرم فلاح نہیں پائیں گے۔

﴿فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا﴾: تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ ﴿مشرکین﴾ نے یہ کہا تھا کہ قرآن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا بنایا ہوا کلام ہے اور آپ نے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے اللہ عزوجل پر جھوٹ باندھا ہے، ان کے رد میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ عزوجل پر جھوٹ باندھے یعنی بفرض محال اگر میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہوتا تو آپ سب سے بڑے ظالم قرار پاتے لیکن جب دلائل سے ثابت ہو چکا کہ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ قرآن اللہ عزوجل کا کلام اور اس کی وحی ہے تو اب جو مشرکین اسے اللہ عزوجل کا کلام نہیں مانتے وہ اللہ عزوجل کی آیات کو جھٹلانے والے اور لوگوں میں سب سے بڑے ظالم ہیں۔ (۱)

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْصُرُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ

شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ ۖ قُلْ أَتَنْبِئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا

فِي الْأَرْضِ ۖ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۱۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو پوجتے ہیں جو ان کا نہ کچھ نقصان کرے اور نہ کچھ بھلا اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں

ہمارے سفارشی ہیں تم فرماؤ کیا اللہ کو وہ بات جانتے ہو جو اس کے علم میں نہ آسمانوں میں ہے نہ زمین میں اسے پاکی اور برتری ہے ان کے شرک سے۔

توجہ! کُنُزُ الْعِرْفَان: اور (یہ مشرک) اللہ کے سوا ایسی چیز کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انہیں کوئی نقصان دے سکے اور نہ نفع دے سکے اور یہ کہتے ہیں کہ یہ (بت) اللہ کی بارگاہ میں ہمارے سفارشی ہیں۔ تم فرماؤ: کیا تم اللہ کو وہ بات بتاتے ہو جو اس کے علم میں نہ آسمانوں میں ہے اور نہ زمین میں۔ وہ ان کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

﴿وَيَعْبُدُونَ﴾ اور وہ عبادت کرتے ہیں۔ ﴿مشرکین﴾ بتوں کی عبادت بھی کرتے تھے اور انہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنا شفع بھی مانتے تھے، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے بتوں کی عبادت کرنے کا رد فرمایا کہ یہ مشرکین جن بتوں کی عبادت کرتے ہیں وہ اپنے نافرمان کو نہ تو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی اپنے عبادت گزار کو کوئی نفع دے سکتے ہیں کیونکہ وہ بے جان پتھر ہیں، نفع و نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتے جبکہ عبادت تعظیم کی سب سے اعلیٰ قسم ہے تو اس کا مستحق وہی ہوگا کہ جو نفع و نقصان پہنچانے، زندگی اور موت دینے پر قدرت رکھتا ہو۔ اس کے بعد بتوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنا شفع ماننے کا رد فرمایا۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں ”مشرکین کا عقیدہ یہ تھا کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے مقابلے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تعظیم اس میں زیادہ ہے کہ بتوں کی عبادت کی جائے اور وہ یہ کہتے تھے کہ ہم اس قابل نہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کر سکیں اس لئے ہم ان بتوں کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کریں گے۔“ (۱)

بتوں کو شفع ماننے اور اللہ تعالیٰ کے ایک بندوں کو شفع ماننے میں فرق

مشرکین شفاعت کے چکر میں بتوں کی عبادت کرتے تھے اور یہ دونوں چیزیں ہی غلط تھیں۔ ایک تو شرک اور دوسرا ایسے بتوں کو شفع ماننا جن کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے کوئی اذن نہیں دیا گیا اور یہیں سے مشرکوں اور مسلمانوں کے درمیان فرق ہو گیا کہ مسلمان انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام اور اولیاء وصالحین رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ کو اپنا شفع مانتے ہیں لیکن ان کی عبادت نہیں کرتے اور پھر جن ہستیوں کو شفع مانتے ہیں ان کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے شفاعت کا اختیار بھی دیا ہے جیسا کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے تو گویا مشرکوں نے دو کام کئے اور دونوں غلط یعنی شرک اور نالہوں کی شفاعت کا عقیدہ

۱.....حازن، یونس، تحت الآیة: ۱۸، ۲/۳۰۷.

اور مسلمانوں نے عقیدہ شفاعت رکھا لیکن ویسا جیسا ان کے رب کریم عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا ۖ وَلَوْلَا كَلِمَةُ سُبْحَتٍ
مِّن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِي مَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور لوگ ایک ہی امت تھے پھر مختلف ہوئے اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو یہیں ان کے اختلافوں کا ان پر فیصلہ ہو گیا ہوتا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور سب لوگ ایک ہی امت تھے پھر مختلف ہو گئے اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو ان کے درمیان ان کے باہمی اختلافات کا فیصلہ ہو گیا ہوتا۔

﴿وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً﴾ اور سب لوگ ایک ہی امت تھے۔ یعنی سب لوگ ایک دین اسلام پر تھے جیسا کہ حضرت آدم عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے زمانے میں قابیل کے ہابیل کو قتل کرنے کے وقت تک حضرت آدم عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی ذُرِّیَّت ایک ہی دین پر تھے، اس کے بعد ان میں اختلاف ہوا۔

مذہبی اختلاف کی ابتداء کب ہوئی؟

اس مذہبی اختلاف کی ابتداء سے متعلق مفسرین نے کئی قول ذکر کئے ہیں

ایک قول یہ ہے کہ حضرت نوح عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے زمانہ تک لوگ ایک دین پر رہے پھر ان میں اختلاف واقع ہوا تو حضرت نوح عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ان کی طرف مبعوث فرمائے گئے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت نوح عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے کشتی سے اترنے کے وقت سب لوگ ایک دین اسلام پر تھے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ حضرت ابراہیم عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے زمانے سے سب لوگ ایک دین پر تھے یہاں تک کہ عمرو بن لُحی نے دین میں تبدیلی کی، اس قول کے مطابق ”النَّاسُ“ سے مراد خاص عرب ہوں گے۔

بعض علماء نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ لوگ پہلی مرتبہ پیدائش کے وقت فطرتِ سلیمہ پر تھے پھر ان میں اختلافات

ہوئے۔ حدیث شریف میں ہے ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی بناتے ہیں یا نصرانی بناتے ہیں یا مجوسی بناتے ہیں اور حدیث میں فطرت سے فطرت اسلام مراد ہے۔^(۱) بظاہر پہلا قول ہی درست ہے۔ ﴿وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ﴾: اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ اگر تیرے رب غزو جَلَّ کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی کہ کفار کو مہلت دی جائے گی اور ہر امت کے لئے ایک میعاد مَعین نہ کر دی گئی ہوتی یا اعمال کی جزاء قیامت تک مؤخر نہ فرمائی گئی ہوتی تو دنیا میں ہی ان کے درمیان ان کے باہمی اختلافات کا نزول عذاب سے فیصلہ ہو گیا ہوتا۔^(۲)

وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانْتَظِرُوا ۖ إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ۝۲۰

ترجمہ کنزالایمان: اور کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری تم فرماؤ غیب تو اللہ کے لیے ہے اب راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہا ہوں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کہتے ہیں، اس نبی پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری؟ تم فرماؤ: غیب تو صرف اللہ کے لیے ہے، تو تم انتظار کرو بیشک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں۔

﴿وَيَقُولُونَ﴾: اور کہتے ہیں۔ ﴿اہل باطل کا طریقہ ہے کہ جب ان کے خلاف مضبوط دلیل قائم ہوتی ہے اور وہ جواب دینے سے عاجز ہو جاتے ہیں تو اس دلیل کا ذکر اس طرح چھوڑ دیتے ہیں جیسے کہ وہ پیش ہی نہیں ہوئی اور یوں کہتے ہیں کہ دلیل لاؤ، تا کہ سننے والے اس مغالطہ میں پڑ جائیں کہ ان کے مقابلے میں اب تک کوئی دلیل ہی نہیں قائم کی گئی۔ اس طرح کفار نے حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معجزات اور بالخصوص قرآن کریم جو کہ عظیم معجزہ ہے اس کی طرف

①.....بخاری، کتاب الجنائز، باب ما قبل فی اولاد المشرکین، ۱/ ۶۶، الحدیث: ۱۳۸۵، حازن، یونس، تحت الآیة: ۱۹،

②.....حازن، یونس، تحت الآیة: ۱۹، ۳۰۷/۲، مدارک، یونس، تحت الآیة: ۱۹، ص ۶۷، ملقطاً.

سے آنکھیں بند کر کے یہ کہنا شروع کیا کہ کوئی نشانی کیوں نہیں اتری؟ گویا کہ معجزات انہوں نے دیکھے ہی نہیں اور قرآن پاک کو وہ نشانی شمار ہی نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے فرمایا کہ آپ اس سوال کے وقت فرما دیجئے کہ غیب تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہے اب راستہ دیکھو، میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہا ہوں۔ اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ دلالتِ قاہرہ اس پر قائم ہے کہ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قرآن پاک کا نازل ہونا بہت ہی عظیم الشان معجزہ ہے، کیونکہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انہی لوگوں میں پیدا ہوئے، ان کے درمیان پہلے بڑھے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تمام زمانے ان کی آنکھوں کے سامنے گزرے، وہ خوب جانتے ہیں کہ آپ نے نہ کسی کتاب کا مطالعہ کیا، نہ کسی استاد کی شاگردی کی، یکبارگی قرآن کریم آپ پر ظاہر ہوا اور ایسی بے مثال اعلیٰ ترین کتاب کا ایسی شان کے ساتھ نزول بغیر وحی کے ممکن ہی نہیں، یہ قرآن کریم کے معجزہ قاہرہ ہونے کی دلیل ہے اور جب ایسی مضبوط دلیل قائم ہے تو اثباتِ نبوت کے لئے کسی دوسری نشانی کا طلب کرنا قطعاً غیر ضروری ہے، ایسی حالت میں اس نشانی کا نازل کرنا، نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی مَشِیَّت پر ہے، چاہے کرے، چاہے نہ کرے تو یہ امر غیب ہوا اور اس کے لئے انتظار لازم آیا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کیا کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ یہ غیر ضروری نشانی جو کفار نے طلب کی ہے نازل فرمائے یا نہ فرمائے (اس کی مرضی لیکن بہر حال) نبوت تو ثابت ہو چکی اور رسالت کا ثبوت قاہر معجزات سے اپنے کمال کو پہنچ چکا۔^(۱)

اہلِ باطل کا جواب دینے سے عاجز ہونے پر لوگوں کو غافلے میں ڈالنا اہلِ باطل کا ایک طریقہ ہے

اس آیت میں اہلِ باطل کا جو طریقہ بیان ہوا اس کی کچھ جھلک بعض اوقات ان افراد میں بھی نظر آتی ہے جو خود کو اہلِ علم مسلمانوں میں شمار کرنے کے باوجود مسلمانوں کے عقائد و نظریات پر انتہائی شاطرانہ طریقے سے وار کرتے ہیں اور مسلمانوں کے دین و ایمان کو برباد کرنے اور انہیں کفر و گمراہی کی طرف دھکیلنے کی کوشش کرتے ہیں اور جب خوفِ خدا رکھنے اور مسلمانوں کے دین و ایمان کے تحفظ کی فکر کرنے والے علماء کی طرف دھکیلنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ یہ کہہ کر لوگوں کی نظروں میں اس کی وقعت کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس گرفت کی کوئی ایسی اہمیت نہیں جس کا جواب دے کر اپنا قیمتی وقت ضائع کیا جائے۔ اے کاش! یہ اس بات پر غور کر لیں کہ علم کے باوجود ان کا مسلمانوں کے مُسَلَّم عقائد و نظریات سے جدا راستے پر چلنا کہیں ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر تو نہیں۔



۱.....تفسیر کبیر، یونس تحت الآیۃ: ۲۰، ۶/۲۳۰، ملخصاً.

وَإِذْ آذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْ بَعْدِ ضَرَاءٍ مَّسْتَهُمُ إِذْ لَّهُمْ مَّكَرٌ فِى
آيَاتِنَا ۖ قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا ۖ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَكْمُرُونَ ﴿٢١﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جب کہ ہم آدمیوں کو رحمت کا مزہ دیتے ہیں کسی تکلیف کے بعد جو انہیں پہنچی تھی جیسی وہ ہماری آیتوں کے ساتھ دانوں چلتے ہیں تم فرماؤ واللہ کی خفیہ تدبیر سب سے جلد ہو جاتی ہے بیشک ہمارے فرشتے تمہارے مکر لکھ رہے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ہم لوگوں کو انہیں تکلیف پہنچنے کے بعد رحمت کا مزہ دیتے ہیں تو اسی وقت ان کا کام ہماری آیتوں کے بارے میں سازش کرنا ہو جاتا ہے۔ تم فرماؤ: اللہ سب سے جلد خفیہ تدبیر فرمانے والا ہے۔ بیشک ہمارے فرشتے تمہارے مکر و فریب کو لکھ رہے ہیں۔

﴿وَإِذْ آذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً﴾: اور جب ہم (کافر) لوگوں کو رحمت کا مزہ دیتے ہیں۔ ﴿اس آیت میں کفار کے اس قول ”اس (نبی) پر ان کے رب کی طرف سے کوئی (خاص قسم کی) نشانی کیوں نہیں اترتی؟“ کا ایک اور جواب دیا گیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل مکہ پر اللہ تعالیٰ نے قحط مسلط کیا جس کی مصیبت میں وہ سات برس گرفتار رہے یہاں تک کہ ہلاکت کے قریب پہنچے، پھر اس نے رحم فرمایا، بارش ہوئی، زمینیں سرسبز ہوئیں، تو اگرچہ اس تکلیف و راحت دونوں میں قدرت کی نشانیاں تھیں اور تکلیف کے بعد راحت بڑی عظیم نعمت تھی اور اس پر شکر لازم تھا مگر انہوں نے اس سے نصیحت حاصل نہ کی اور فساد و کفر کی طرف پلٹ گئے۔^(۱)

ترجمہ کنزالایمان: اور جب ہم (کافر) لوگوں کو رحمت کا مزہ دیتے ہیں۔ ﴿اس آیت میں کفار کے اس قول ”اس (نبی) پر ان کے رب کی طرف سے کوئی (خاص قسم کی) نشانی کیوں نہیں اترتی؟“ کا ایک اور جواب دیا گیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل مکہ پر اللہ تعالیٰ نے قحط مسلط کیا جس کی مصیبت میں وہ سات برس گرفتار رہے یہاں تک کہ ہلاکت کے قریب پہنچے، پھر اس نے رحم فرمایا، بارش ہوئی، زمینیں سرسبز ہوئیں، تو اگرچہ اس تکلیف و راحت دونوں میں قدرت کی نشانیاں تھیں اور تکلیف کے بعد راحت بڑی عظیم نعمت تھی اور اس پر شکر لازم تھا مگر انہوں نے اس سے نصیحت حاصل نہ کی اور فساد و کفر کی طرف پلٹ گئے۔^(۱)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رب عزوجل کی بارگاہ کا ادب یہ ہے کہ رحمتوں کو اس کی طرف منسوب کیا جائے اور آفات کو اس کی جانب منسوب نہ کیا جائے اور یہی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا طرز عمل ہے، جیسے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ

۱..... صاوی، یونس، تحت الآیة: ۲۱، ۸۶۱/۳-۸۶۲، خازن، یونس، تحت الآیة: ۲۱، ۳۰۸/۲، ملتقطاً.

وَإِذَا مَرَضْتُ فَهُوَ يَشْفِينُ⁽¹⁾

گئے اس وقت اللہ کو پکارتے ہیں نہ اس کے بندے ہو کر کہ اگر تو اس سے ہمیں بچالے گا تو ہم ضرور شکر گزار ہوں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہی ہے جو تمہیں خشکی اور تری میں چلاتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ (کشتیاں) خوشگوار ہوا کے ساتھ انہیں لے کر چلتی ہیں اور وہ اس پر خوش ہوتے ہیں پھر ان پر شدید آندھی آنے لگتی ہے اور ہر طرف سے لہریں ان پر آتی ہیں اور وہ سمجھ جاتے ہیں کہ انہیں گھیر لیا گیا ہے تو اللہ کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اس سے دعا مانگتے ہیں، (اے اللہ!) اگر تو ہمیں اس (طوفان) سے نجات دیدے تو ہم ضرور شکر گزار ہو جائیں گے۔

﴿هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾: وہی ہے جو تمہیں خشکی اور تری میں چلاتا ہے۔ ﴿﴾ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ”اور جب ہم لوگوں کو انہیں تکلیف پہنچنے کے بعد رحمت کا مزہ دیتے ہیں تو اسی وقت ان کا کام ہماری آیتوں کے بارے میں سازش کرنا ہو جاتا ہے۔“ اور ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے شدید مصیبت سے رحمت کی طرف منتقل ہونے اور انسان کی سازش کی ایک مثال بیان فرمائی ہے۔ اس آیت میں پہلے بیان فرمایا کہ وہی اللہ عزوجل ہے جو تمہیں خشکی اور تری میں چلاتا ہے اور تمہیں مسافت طے کرنے کی قدرت دیتا ہے خشکی میں تم پیادہ اور سوار منزلیں طے کرتے ہو اور دریاؤں میں کشتیوں اور جہازوں سے سفر کرتے ہو وہ تمہیں خشکی اور تری دونوں میں چلنے کے اسباب عطا فرماتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا: یہاں تک کہ جب تم کشتی میں جو سفر ہوتے ہو اور وہ کشتیاں خوشگوار ہوا کے ساتھ لوگوں کو لے کر چلتی ہیں اور وہ لوگ اس بات پر خوش ہو رہے ہوتے ہیں کہ ہوا ان کے موافق ہے، پھر اچانک ان پر شدید آندھی آنے لگتی ہے اور ہر طرف سے سمندر کی طوفانی لہریں اٹھتی ہیں تو وہ گرداب میں پھنس جاتے ہیں، اس وقت انہیں اپنی نجات کی امید نہیں رہتی اور ہلاکت کا یقین ہو جاتا ہے۔ سخت خوف اور شدید مایوسی کا عالم ہوتا ہے اور اب تک جن باطل معبودوں کی عبادت کرتے رہے تھے ان کی بیچارگی بالکل عیاں ہو جاتی ہے اور جب تمام مخلوق سے امیدیں ختم ہو جاتی ہیں تو اس وقت تمام مشرکین اپنے جسم اور روح کے ساتھ اللہ عزوجل ہی کو پکارتے اور اسی سے فریاد کرتے ہیں کہ اے اللہ! عزوجل، اگر تو ہمیں اس طوفان سے نجات دیدے تو ہم ضرور تیری نعمتوں کے، تجھ پر ایمان لا کر اور خاص تیری عبادت کر کے شکر گزار ہو جائیں گے۔ (۱) لیکن طوفان ختم ہو جانے کے بعد کیا ہوتا ہے وہ اگلی آیت میں بیان کیا گیا ہے۔

۱.....تفسیر کبیر، یونس، تحت الآیۃ: ۲۲، ۲۳۲/۶، خازن، یونس، تحت الآیۃ: ۲۲، ۳۰۹/۲، ملقطاً.

مصائب اور تکالیف میں کے پکارا جائے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کڑترین کافر بھی مصائب اور تکالیف میں اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے اس لئے مسلمان کو بدرجہ اولیٰ چاہئے کہ جب اس پر کوئی مصیبت، تکلیف یا کوئی پریشانی آئے تو وہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں فریاد کرے اور گریہ و زاری کرتے ہوئے اسی کے حضور مشکلات کی آسانی کے لئے دعا کرے کیونکہ دنیا و آخرت کی ہر مصیبت و بلا اسی کی رحمت سے دور ہوتی ہے اور اس کا بہترین طریقہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور ان کے مقدس صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی سیرت مبارکہ میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے نیک اور مقبول بندوں کا وسیلہ پیش کر کے اس سے مصائب و آلام کی دوری اور حاجت روائی کی التجاء کی جائے جیسے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عثمان بن حنیف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اپنے وسیلے سے دعا مانگنے کی تعلیم دی جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے اور حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا حضرت عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا وسیلہ پیش کر کے بارش کی دعا مانگی جیسا کہ بخاری شریف میں ہے البتہ یہ یاد رہے کہ مشکلات میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے مدد طلب کرنا اعتدال کی حد سے خارج نہیں کیونکہ کوئی مسلمان ان کے بارے میں یہ نظریہ نہیں رکھتا کہ یہ بذاتِ خود مدد کرنے پر قدرت رکھتے ہیں بلکہ ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اس کے اذن اور اس کی عطا سے مدد کرتے ہیں اور یہ جائز و ثابت ہے جیسے غزوہ بدر میں فرشتوں کا مدد کرنا۔

فَلَمَّا أَنْجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ يَا أَيُّهَا النَّاسُ
إِنَّا بَاغْيُكُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ ۖ مَتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ
فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۳۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھر اللہ جب انہیں بچا لیتا ہے جہی وہ زمین میں ناحق زیادتی کرنے لگتے ہیں اے لوگو تمہاری زیادتی تمہارے ہی جانوں کا وبال ہے دنیا کے جیتے جی برت لو پھر تمہیں ہماری طرف پھرنا ہے اس وقت ہم تمہیں جتا دیں گے

جو تمہارے کو تک تھے۔

ترجہ: کنز العرفان: پھر جب اللہ انہیں بچا لیتا ہے تو اس وقت وہ زمین میں ناحق زیادتی کرنے لگتے ہیں۔ اے لوگو! تمہاری زیادتی صرف تمہارے ہی خلاف ہے۔ دنیا کی زندگی سے فائدہ اٹھا لو پھر تمہیں ہماری طرف لوٹنا ہے تو اس وقت ہم تمہیں بتادیں گے جو تم کیا کرتے تھے۔

﴿فَلَمَّا أَنْجَاهُمْ﴾ پھر جب اللہ انہیں بچا لیتا ہے۔ ﴿یعنی جب اللہ تعالیٰ طوفان کی موجوں میں پھنسے ہوؤں اور اپنی ہلاکت کو یقینی جاننے والوں کو اس مصیبت سے بچا لیتا ہے تو اس وقت وہ زمین میں ناحق زیادتی کرنے لگتے ہیں اور اپنے وعدے کے خلاف کر کے کفر و مغصیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے 'اے لوگو! تمہاری زیادتی کا وبال تمہاری طرف ہی لوٹے گا، اللہ عز و جل کا اس میں کچھ نقصان نہیں۔ تم دنیا کی زندگی سے تھوڑا عرصہ فائدہ اٹھا لو پھر تمہیں مرنے کے بعد ہماری طرف ہی لوٹنا ہے تو اس وقت ہم تمہیں بتادیں گے جو تم اچھے برے اعمال کیا کرتے تھے اور ان کی تمہیں جزا دیں گے۔' (۱)

مسیبیت کے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور خوشحالی میں اسے بھول جانا کافروں کا طریقہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مصیبت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور خوشحالی کے وقت بھول جانا حقیقت میں کافروں کا طریقہ ہے، افسوس کے آج کل مسلمان بھی عملی اعتبار سے اس میں مبتلا ہیں۔ اولاد بیمار ہوئی یا خود کو کوئی خطرناک بیماری لگ گئی یا کوئی قریبی عزیز ایکسیڈنٹ کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہو گیا تو نماز، ذکر، دعا، تلاوت، صدقہ و خیرات، مسجدوں کی حاضری اور مزید بہت کچھ شروع ہو جاتا ہے اور جیسے ہی معاملہ ختم ہوا تو کہاں کی نماز و مسجد اور کہاں کی ذکر و تلاوت؟ دوبارہ پھر اپنی پرانی دنیا میں لوٹ جاتے ہیں۔ مسلمان کا قول تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا جینا مرنا سب اللہ کیلئے ہے، لیکن افسوس کہ آج مسلمان کا عمل اس کے خلاف نظر آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور عقل سلیم عطا فرمائے، آمین۔

إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ
الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ ۖ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ

۱.....حازن، یونس، تحت الآية: ۲۳، ۳۰/۹، صاوی، یونس، تحت الآية: ۲۳، ۸۶۳/۳، ملقطاً.

زُحْرَفَهَا وَارْتَرَيْتُ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَدِرُونَ عَلَيْهَا أَتُهَا أَمْرُنَا
لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَعْنِ بِأَلَامُسٍ ۖ كَذَلِكَ
نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢٣﴾

ترجمہ کنزالایمان: دنیا کی زندگی کی کہاوت تو ایسی ہی ہے جیسے وہ پانی کہ ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین سے اگنے والی چیزیں گھنی ہو کر نکلیں جو کچھ آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا سنگار لے لیا اور خوب آراستہ ہو گئی اور اس کے مالک سمجھے کہ یہ ہمارے بس میں آگئی ہمارا حکم اس پر آیات میں یادن میں تو ہم نے اسے کر دیا کاٹی ہوئی گویا کل تھی ہی نہیں ہم یونہی آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں غور کرنے والوں کے لیے۔

ترجمہ کنزالعرفان: دنیا کی زندگی کی مثال تو اس پانی جیسی ہے جسے ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین سے اگنے والی چیزیں گھنی ہو کر نکلیں جن سے انسان اور جانور کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین نے اپنی خوبصورتی پکڑ لی اور خوب آراستہ ہو گئی اور اس کے مالک سمجھے کہ (اب) وہ اس فصل پر قادر ہیں تو رات یادن کے وقت ہمارا حکم آیا تو ہم نے اسے ایسی کٹی ہوئی کھیتی کر دیا گویا وہ کل وہاں پر موجود ہی نہ تھی۔ ہم غور کرنے والوں کیلئے اسی طرح تفصیل سے آیات بیان کرتے ہیں۔

﴿إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا: دنیا کی زندگی کی مثال۔﴾ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ”اے لوگو! تمہاری زیادتی (درحقیقت) صرف تمہارے ہی خلاف ہے۔“ اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے بارے میں ایک عجیب مثال بیان فرمائی ہے جو دنیا کی لذتوں میں گم ہو کر اپنی آخرت سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ اس مثال کا خلاصہ یہ ہے کہ آسمان سے اترنے والے پانی کی وجہ سے زمین کی پیداوار بہت گھنی ہو جاتی ہے کیونکہ جب بارش ہوتی ہے تو اس کے سبب زمین سے رنگ برنگے پھول، خوبصورت بلیں، خوش ذائقہ پھل اور ان کے علاوہ طرح طرح کی اجناس پیدا ہوتی ہیں حتیٰ کہ جب باغات اور کھیتوں کا مالک پھلوں سے لدے ہوئے درختوں اور ہری بھری، لہلہاتی فصلوں کو دیکھتا ہے تو

خوشی سے پھولے نہیں سماتا، پھر وہ اس پیداوار سے فوائد حاصل کرنے سے متعلق بڑے بڑے منصوبے بناتا ہے، اس کا دل ان منصوبوں میں ہی مشغول ہوتا ہے اور یوں وہ بالکل غافل ہوتا ہے اور اسی حالت میں اللہ تعالیٰ دن یارات میں ان پر کشش باغوں اور کھیتوں پر ژالہ باری، آندھی یا طوفان وغیرہ کوئی بڑی آفت نازل فرما دیتا ہے جس سے یہ باغات اور فصلیں ایسے تباہ ہو جاتے ہیں جیسے کبھی تھے ہی نہیں اور ان کا مالک حسرت زدہ اور شدید غم میں مبتلا ہو کر بس ہاتھ ملتا ہی رہ جاتا ہے۔^(۱)

دُنیوی زندگی امیدوں کا سبز باغ ہے

اس آیت میں بہت بہترین طریقے سے دل میں یہ بات بٹھائی گئی ہے کہ دنیوی زندگی امیدوں کا سبز باغ ہے، اس میں عمر کھو کر جب آدمی اس مقام پر پہنچتا ہے جہاں اس کو مراد حاصل ہونے کا اطمینان ہوتا ہے اور وہ کامیابی کے نشے میں مست ہو جاتا ہے تو اچانک اس کو موت آ پہنچتی ہے اور وہ تمام نعمتوں اور لذتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ حضرت قتادہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ دنیا کا طلب گار جب بالکل بے فکر ہوتا ہے اس وقت اس پر عذاب الہی آتا ہے اور اس کا تمام ساز و سامان جس سے اس کی امیدیں وابستہ تھیں غارت ہو جاتا ہے۔^(۲)

﴿كَذٰلِكَ نَقُصِّلُ الْاٰلِیٰتَ لِقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ﴾: ہم غور کرنے والوں کیلئے اسی طرح تفصیل سے آیات بیان کرتے ہیں۔ یعنی جس طرح ہم نے تمہارے سامنے دُنیوی زندگی کی مثال اور اس کا حکم بیان فرمایا اسی طرح ہم غور و فکر کرنے والوں کیلئے تفصیل سے اپنے دلائل بیان کرتے ہیں تاکہ وہ نفع حاصل کریں اور شک و وہم کی ظلمتوں سے نجات پائیں اور دنیائے ناپائیدار کی بے ثباتی سے باخبر ہوں۔^(۳)

وَاللّٰهُ یَدْعُوْا اِلٰی دَارِ السَّلَامِ ۖ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ
مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۳۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف پکارتا ہے اور جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے۔

①.....تفسیر کبیر، یونس، تحت الآیة: ۲۴، ۶/۲۳۶-۲۳۷.

②.....خازن، یونس، تحت الآیة: ۲۴، ۲/۳۱۰، ملخصاً.

③.....خازن، یونس، تحت الآیة: ۲۴، ۲/۳۱۱.

ترجیہ کنز العرفان: اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

﴿وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى دَارِ السَّلَامِ﴾ اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔ ﴿﴾ دنیا کی بے ثباتی بیان فرمانے کے بعد اس آیت میں باقی رہنے والے گھر جنت کی طرف دعوت دی گئی اور فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو اس گھر کی طرف بلاتا ہے جس میں ہر قسم کی تکلیف اور مصیبت سے سلامتی ہے۔ حضرت قتادہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ دَارُ السَّلَام سے مراد جنت ہے۔ اور یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بے انتہاء رحمت اور اس کا کرم ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو جنت کی دعوت دی۔^(۱)

جنت کے بارے میں

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو جنت کی طرف دعوت دیتا ہے اور یہ دعوت اللہ تعالیٰ کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ذریعے ہے چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں کچھ فرشتے اس وقت حاضر ہوئے جب آپ سوئے ہوئے تھے، ان میں سے بعض نے کہا کہ ”آپ تو سوئے ہوئے ہیں اور بعض نے کہا کہ ”ان کی آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے۔ بعض کہنے لگے کہ ”ان کی کوئی مثال بیان کرو تو انہوں نے کہا: ان کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک مکان بنایا اور اس میں طرح طرح کی نعمتیں مہیا کیں اور ایک بلانے والے کو بھیجا کہ لوگوں کو بلائے جس نے اس بلانے والے کی اطاعت کی وہ اس مکان میں داخل ہوا اور ان نعمتوں کو کھایا پیا اور جس نے بلانے والے کی اطاعت نہ کی وہ نہ مکان میں داخل ہو سکا، نہ کچھ کھا سکا۔ پھر وہ کہنے لگے کہ اس کا مطلب بیان کیجئے تاکہ بات سمجھ میں آجائے۔ انہوں نے کہا کہ مکان سے مراد جنت ہے اور بلانے والے سے محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مراد ہیں، جس نے ان کی اطاعت کی اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کی، جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی۔^(۲)

﴿وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ اور جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ ﴿﴾ اس آیت میں صراطِ مستقیم سے مراد دین اسلام ہے۔^(۳) آیت کے اس حصے سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی دعوت تو عام ہے کہ سب کو بلا یا جارہا ہے مگر اس کی ہدایت خاص ہے کہ وہ کسی کسی کو ملتی ہے۔

①.....حازن، یونس، تحت الآیة: ۲۵، ۳۱۱/۲.

②.....بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ۴/۹۹، الحدیث: ۷۲۸۱.

③.....بغوی، یونس، تحت الآیة: ۲۵، ۲۹۶/۲.

لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۖ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ۚ
أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: بھلائی والوں کے لیے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد اور ان کے منہ پر نہ چڑھے گی سیاہی اور نہ خوری وہی جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بھلائی کرنے والوں کے لیے بھلائی ہے اور اس سے بھی زیادہ ہے اور ان کے منہ پر نہ سیاہی چھائی ہوگی اور نہ ذلت۔ یہی جنت والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

﴿لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ﴾: بھلائی کرنے والوں کے لیے بھلائی ہے اور اس سے بھی زیادہ۔ ﴿بھلائی والوں سے اللہ عزوجل کے فرمانبردار بندے مومنین مراد ہیں اور یہ جو فرمایا کہ ان کے لئے بھلائی ہے، اس بھلائی سے جنت مراد ہے اور اس پر زیادت سے مراد دیدار الہی ہے۔ (۱)

احادیث سے بھی ثابت ہے کہ اس آیت میں زیادت سے مراد دیدار الہی ہے، چنانچہ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا: کیا تم چاہتے ہو کہ تم پر اور زیادہ عنایت کروں۔ وہ عرض کریں گے: یا رب! عزوجل، کیا تو نے ہمارے چہرے سفید نہیں کئے، کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں فرمایا، کیا تو نے ہمیں دوزخ سے نجات نہیں دی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر پردہ اٹھادیا جائے گا تو دیدار الہی انہیں ہر نعمت سے زیادہ پیارا ہوگا۔ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ“ (۲)

یہی روایت الفاظ کی کچھ تبدیلی کے ساتھ ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں بھی موجود ہے، صحیح بخاری میں ہے ”امام

①.....مدارک، یونس، تحت الآية: ۲۶، ص ۴۷۰.

②.....مسلم، کتاب الایمان، باب فی قوله علیہ السلام: ان الله لا ینام... الخ، ص ۱۱۰، الحدیث: ۲۹۷-۲۹۸ (۱۸۱).

مجاہد کے علاوہ کے نزدیک آیت میں زیادت سے مراد اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔^(۱)

وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِشُلْهًا ۖ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ مَا لَهُمْ
مِّنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَانُوا أَغْشٰٓتٍ وُّجُوهُهُمْ قُطْعًا مِّنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا ۖ
أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النََّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٤﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جنہوں نے برائیاں کمائیں تو برائی کا بدلہ اسی جیسا اور ان پر ذلت چڑھے گی انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے ٹکڑے چڑھادیئے ہیں وہی دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جنہوں نے برائیاں کمائیں تو برائی کا بدلہ اسی کے برابر ہے اور ان پر ذلت چھائی ہوگی، انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا، گویا ان کے چہروں کو اندھیری رات کے ٹکڑوں سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔ وہی دوزخ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

﴿وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ﴾: اور جنہوں نے برائیوں کی کمائی کی۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے اُخروی حالات اور انعامات بیان فرمائے اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کفار کے چار اُخروی احوال بیان فرمائے ہیں۔
(۱)..... جتنا گناہ ہوگا اتنی ہی سزا ملے گی۔ اس قید سے اس بات پر تنبیہ مقصود ہے کہ نیکی اور گناہ میں فرق ہے کیونکہ نیکی کا ثواب ایک سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھایا جاتا ہے اور یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فضل و کرم ہے اور گناہ کی سزا اتنی ہی دی جاتی ہے جتنا گناہ ہو اور یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا عدل ہے۔^(۲)

(۲)..... ان پر ذلت چھائی ہوگی۔ اس میں ان کی توہین اور تحقیر کی طرف اشارہ ہے۔

①..... بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ یونس، ۱-باب، ۲۴۳/۳، عمدة القاری، کتاب التفسیر، سورۃ یونس، ۱-باب وقال ابن عباس: فاختلط فنبت بالماء من کل لون، ۴۴/۱۳.

②..... حازن، یونس، تحت الآیة: ۲۷، ۳۱۳/۲.

(3)..... انہیں اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضی سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔

(4)..... گویا ان کے چہروں کو اندھیری رات کے ٹکڑوں سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔ ان کی رو سیاہی کا یہ حال ہوگا خدا کی پناہ۔

قیامت کے دن بعض مسلمانوں پر بھی عذاب الہی کے آثار ہوں گے

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن مومن و کافر چہروں ہی سے معلوم ہو جائیں گے۔ رب عزوجل فرماتا ہے
يُعْرِفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيَاهُمْ (1)

ترجمہ کنزالعرفان: مجرم اپنے چہروں سے پہچانے جائیں گے۔

اور فرماتا ہے

تَبْيِضُ وُجُوهُهُمْ وَتَسْوَدُّ وُجُوهُ (2)

ترجمہ کنزالعرفان: کئی چہرے روشن ہوں گے اور کئی چہرے

سیاہ ہوں گے۔

البتہ کئی مسلمان بھی ایسے ہوں گے جو قیامت کے دن اپنے عذاب کی علامات لئے ہوئے ہوں گے جیسے پیشہ ور بھکاری کے منہ پر گوشت نہ ہوگا، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”آدمی سوال کرتا رہے گا، یہاں تک کہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اُس کے چہرہ پر گوشت کا ٹکڑا نہ ہوگا۔“ (3)

بیویوں میں انصاف نہ کرنے والے کی ایک کروٹ ٹیڑھی ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کسی کے پاس دو بیویاں ہوں پھر ان میں انصاف نہ کرے تو وہ قیامت میں اس طرح آئے گا کہ اس کی ایک کروٹ ٹیڑھی ہوگی۔ (4)

زکوٰۃ ادا کرنے میں بخل کرنے والے پر گنہ سانپ مسلط ہوگا، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جس کو اللہ تعالیٰ مال دے اور وہ اُس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال گنہ سانپ کی صورت میں کر دیا جائے گا، جس کے سر پر دو نشان ہوں گے۔ وہ سانپ اُس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا پھر اس کی باجھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔“ اس کے

1.....رحمن: ۴۱۔ 2.....ال عمران: ۱۰۶۔

3.....مسلم، کتاب الزکاة، باب کراہۃ المسألة للناس، ص ۵۱۸، الحدیث: ۱۰۴ (۱۰۴۰)۔

4.....ترمذی، کتاب النکاح، باب ما جاء فی التسویۃ بین الضرائر، ۳۷۵/۲، الحدیث: ۱۱۴۴۔

بعد حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرٌ لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ (۱)
ترجمہ کنز العرفان: اور جو لوگ اس چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہے وہ ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ یہ بخل ان کے لئے برا ہے۔ (۲)

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَبِيْعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَاءُكُمْ فَزَلَّلْنَاهُمْ وَقَالَ شُرَكَاءُ وَهُمْ مَا كُنْتُمْ إِلَّا نَا تَعْبُدُونَ ۝
فَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغْفِيلِينَ ۝
هَٰذَا لِكَيْ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّا أَسْلَفَتْ وَرُدُّوْا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمْ الْحَقَّ وَصَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور جس دن ہم ان سب کو اٹھائیں گے پھر مشرکوں سے فرمائیں گے اپنی جگہ رہو تم اور تمہارے شریک تو ہم انہیں مسلمانوں سے جدا کر دیں گے اور ان کے شریک ان سے کہیں گے تم ہمیں کب پوجتے تھے۔ تو اللہ گواہ کافی ہے ہم میں اور تم میں کہ ہمیں تمہارے پوجنے کی خبر بھی نہ تھی۔ یہاں ہر جان جانچ لے گی جو آگے بھیجا اور اللہ کی طرف پھیرے جائیں گے جو ان کا سچا مولیٰ ہے اور ان کی ساری بناوٹیں ان سے گم جائیں گی۔

ترجمہ کنز العرفان: اور جس دن ہم ان سب کو اٹھائیں گے پھر مشرکوں سے فرمائیں گے: تم اور تمہارے شریک اپنی جگہ ٹھہرے رہو، تو ہم انہیں مسلمانوں سے جدا کر دیں گے اور ان کے شریک ان سے کہیں گے: تم ہماری عبادت کرتے ہی

۱.....ال عمران: ۱۸۰.

۲.....بخاری، کتاب الزکاة، باب اثم مانع الزکاة، ۴۷۴/۱، الحدیث: ۱۴۰۳.

نہیں تھے۔ تو ہمارے اور تمہارے درمیان گواہی کے لئے اللہ کافی ہے۔ بیشک ہم تمہاری عبادت سے بے خبر تھے۔ وہاں ہر آدمی اپنے سابقہ اعمال کو جانچ لے گا اور انہیں اللہ کی طرف لوٹایا جائے گا جو ان کا سچا مولیٰ ہے اور ان کے سارے گھڑے ہوئے (شریک) ان سے غائب ہو جائیں گے۔

﴿وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَبِينًا﴾ اور جس دن ہم ان سب کو اٹھائیں گے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب کو اٹھائے گا اور تمام مخلوق کو حساب کی جگہ میں اکٹھا فرمائے گا، پھر مشرکوں سے فرمائے گا کہ تم اور تمہارے شریک یعنی وہ بت جن کو تم پوجتے تھے اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ یوں اللہ تعالیٰ مشرکوں کو مسلمانوں سے جدا کر دے گا اور جب مشرکوں سے سوال جواب ہوگا تو اس وقت ایک ساعت ایسی شدت کی آئے گی کہ بت اپنے پجاریوں کی پوجا کا انکار کر دیں گے اور اللہ عزوجل کی قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم نہ سنتے تھے، نہ دیکھتے تھے، نہ جانتے تھے، نہ سمجھتے تھے کہ تم ہمیں پوجتے ہو۔ اس پر بت پرست کہیں گے کہ اللہ عزوجل کی قسم! ہم تمہیں کو پوجتے تھے، تو بت کہیں گے: اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم ہمیں پوجتے تھے یا نہیں ہم بہر حال تمہاری عبادت سے بے خبر تھے۔^(۱)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بتوں کو قوت گویائی دے گا اور وہ اپنے پجاریوں کی مخالفت کریں گے۔

﴿هَذَا لِكُتْلُوكُمْ نَفْسٍ مَّا أَسْلَفْتُمْ﴾ وہاں ہر آدمی اپنے سابقہ اعمال کو جانچ لے گا۔ ﴿یعنی اس موقف میں سب کو معلوم ہو جائے گا کہ انہوں نے پہلے جو عمل کئے تھے وہ کیسے تھے اچھے یا برے، مُضر یا مفید، مقبول یا مردود اور مشرکوں کو اللہ عزوجل کی طرف لوٹایا جائے گا جو ان کا رب ہے اور اپنی ربوبیت میں سچا ہے اور مشرک جن بتوں کو اللہ عزوجل کا شریک ٹھہراتے تھے وہ ان سے غائب ہو جائیں گے یا جو جھوٹی باتیں مثلاً بتوں کا ان کی شفاعت کرنا گھڑتے تھے وہ سب باطل اور بے حقیقت ثابت ہوں گی۔^(۲)

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَبْلِكُ السَّعَىٰ وَالْأَبْصَارِ
وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدْبِرُ

①..... صاوی، یونس، تحت الآية: ۲۳، ۸۶۶-۸۶۷.

②..... مدارك، یونس، تحت الآية: ۳۰، ص ۴۷۱-۴۷۲.

الْأَمْرَ ۖ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ ۖ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣١﴾ فذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ
الْحَقُّ ۖ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ۚ فَأَنَّى تُصْرَفُونَ ﴿٣٢﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ تمہیں کون روزی دیتا ہے آسمان اور زمین سے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردے سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندے سے اور کون تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے تو اب کہیں گے کہ اللہ تو تم فرماؤ تو کیوں نہیں ڈرتے۔ تو یہ اللہ ہے تمہارا سچا رب پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی پھر کہاں پھرے جاتے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: آسمان اور زمین سے تمہیں کون روزی دیتا ہے؟ یا کان اور آنکھوں کا مالک کون ہے؟ اور زندہ کو مردے سے اور مردے کو زندہ سے کون نکالتا ہے؟ اور کون تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ تو اب کہیں گے: ”اللہ“۔ تو تم فرماؤ تو تم ڈرتے کیوں نہیں؟ تو یہ اللہ ہے جو تمہارا سچا رب ہے۔ پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا ہے؟ پھر تم کہاں پھیرے جاتے ہو؟

﴿قُلْ﴾ تم فرماؤ۔ اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی مذمت بیان فرمائی اور ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ مشرکوں کے مذہب کے باطل ہونے اور اسلام کے حق ہونے کو واضح فرما رہا ہے، چنانچہ اس آیت میں بیان فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان مشرکوں سے فرمادیں کہ آسمان سے بارش برسا کر اور زمین سے سبزہ اُگا کر تمہیں کون روزی دیتا ہے؟ تمہیں یہ حواس کس نے دیئے ہیں جن کے ذریعے تم سنتے اور دیکھتے ہو، آفات کی کثرت کے باوجود کان اور آنکھ کو لمبے عرصے تک کون محفوظ رکھتا ہے حالانکہ یہ اتنے نازک ہیں کہ ذرا سی چیز انہیں نقصان پہنچا سکتی ہے اور زندہ کو مردہ سے جیسے انسان کو نطفہ سے، پرندے کو انڈے سے کون نکالتا ہے اور یونہی مردہ کو زندہ سے جیسے نطفہ کو انسان سے اور انڈے کو پرندے سے کون نکالتا ہے؟ اور ساری کائنات کے تمام کاموں کی تدبیر کون کرتا ہے؟ آپ کے سوالات سن کر وہ کہیں گے کہ بے شک ان چیزوں پر قدرت رکھنے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے۔ جب وہ لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرتِ کاملہ کا اعتراف کر لیں تو اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، تم ان سے فرماؤ: جب تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ربوبیت کا اعتراف کرتے ہو

تو بتوں کو عبادت میں اس کا شریک ٹھہرانے سے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب سے ڈرتے کیوں نہیں حالانکہ بت نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ان اُمور میں سے کسی پر کوئی قدرت رکھتے ہیں۔^(۱) بلکہ الٹا ان کی عبادت تمہارا بیڑہ غرق کر دے گی کہ شرک کے مُرتکب ہونے کی وجہ سے ہمیشہ کیلئے جہنم میں جاؤ گے۔

﴿قَدْ لَكُمْ اللَّهُ: تَوْبَةُ اللَّهِ﴾ یعنی جو ان چیزوں کو سرانجام دیتا ہے اور آسمان و زمین، زندگی و موت سب کا مالک ہے اور رزق و عطا پر قدرت رکھتا ہے وہی اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارا سچا رب ہے، وہی عبادت کا مُستحق ہے نہ کہ یہ ناکارہ، خود ساختہ، بناوٹی بت اور جب ایسے واضح اور قطعی دلائل سے ثابت ہو گیا کہ عبادت کا مُستحق صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے تو اس کے ماسوا سب معبود باطل محض ہیں اور جب تم نے اس کی قدرت کو پہچان لیا اور اس کی کارسازی کا اعتراف کر لیا تو پھر تم حق قبول کرنے سے کیوں اعراض کر رہے ہو؟^(۲)

كَذَلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ فَسَقُوا أَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۳۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: یونہی ثابت ہو چکی ہے تیرے رب کی بات فاسقوں پر تو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: یونہی نافرمانوں پر تیرے رب کے یہ کلمات ثابت ہو چکے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

﴿كَذَلِكَ حَقَّتْ: یونہی ثابت ہو چکے﴾ یعنی جس طرح یہ شرکین حق سے گمراہی کی طرف پھیر دیئے گئے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے علمِ اُزلی میں اُس کا جو حکم اور قضا تھی وہ ان لوگوں پر ثابت ہو چکی جنہوں نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کی بجائے اس کی نافرمانی کی اور اس سے کفر کیا۔ یہ لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی وحدانیت کی تصدیق کریں گے نہ اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تصدیق کریں گے۔^(۳)

یاد رہے کہ اس آیت میں رب کی بات سے مراد تقدیر الہی ہے یعنی تقدیر میں لکھا ہوا ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ یا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ”لَا مُلْكَنَّ جَهَنَّمَ“^(۴) یعنی ہم ان

①.....خازن، یونس، تحت الآية: ۳۱، ۳۱/۴، مدارک، یونس، تحت الآية: ۳۱، ص ۴۷۲، ملقطاً.

②.....خازن، یونس، تحت الآية: ۳۲، ۳۱/۴.

③.....طبری، یونس، تحت الآية: ۳۳، ۵۵۹/۶.

④.....اعراف: ۱۸.

سے دوزخ بھریں گے۔^(۱)

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَبْدُو الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۖ قُلِ اللَّهُ يَبْدُو الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۖ فَأَنَّى تُؤْفَكُونَ ﴿۳۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے کہ اول بنائے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے تم فرماؤ اللہ اول بناتا ہے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا تو کہاں اوندھے جاتے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو پہلے مخلوق کو بنائے پھر ختم کر کے دوبارہ بنادے؟ تم فرماؤ: اللہ پہلے بناتا ہے پھر ختم کرنے کے بعد دوبارہ بنادے گا تو تم کہاں اوندھے جا رہے ہو؟

﴿قُلْ﴾: تم فرماؤ۔ اس آیت میں توحید کی حقیقت اور شرک کے بطلان پر ایک اور دلیل بیان کی گئی ہے اور یہ دلیل یوں دی گئی ہے کہ، اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان مشرکین سے فرمادیں کہ! کیا وہ بت جنہیں تم معبود مانتے ہو ان میں کوئی ایسا ہے جس میں یہ قدرت ہو کہ وہ بغیر کوئی مثال دیکھے خود ہی مخلوق کو پیدا بھی کر لیتا ہو اور پھر موت کے بعد انہیں پہلے ہی کی طرح دوبارہ بنا بھی دے؟ اس کا جواب ظاہر ہے کہ ایسا کوئی نہیں کیونکہ مشرکین بھی یہ جانتے ہیں کہ پیدا کرنے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے اور بتوں میں پیدا کرنے کی قوت و قدرت ہرگز نہیں ہے۔ تو فرمایا گیا کہ جب بت کچھ نہیں کر سکتے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سب کچھ کر سکتا ہے اور وہ پہلی مرتبہ بنانے پر اور فنا کے بعد دوبارہ بنانے پر بھی قادر ہے تو تم کہاں لٹے پھرے جا رہے ہو اور ایسی روشن دلیلیں قائم ہونے کے بعد راہِ راست سے کیوں مُخْرِف ہوتے ہو۔^(۲)

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ ۖ قُلِ اللَّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ ۖ

۱.....خازن، یونس، تحت الآية: ۳۳، ۳۱۴/۲، جلالین، یونس، تحت الآية: ۳۳، ص ۱۷۳، ملقطاً.

۲.....ابوسعود، یونس، تحت الآية: ۳۴، ۴۹۲/۲، خازن، یونس، تحت الآية: ۳۴، ۳۱۴/۲، ملقطاً.

اَفَسُنْ يَهْدِيْ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُتَّبَعَ اَمَنْ لَا يَهْدِيْ اِلَّا اَنْ يُهْدَىٰ فَمَا لَكُمْ قِفْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝۳۵

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے کہ حق کی راہ دکھائے تم فرماؤ کہ اللہ حق کی راہ دکھاتا ہے تو کیا جو حق کی راہ دکھائے اس کے حکم پر چلنا چاہیے یا اس کے جو خود ہی راہ نہ پائے جب تک راہ نہ دکھایا جائے تو تمہیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو حق کی طرف رہنمائی کرے؟ تم فرماؤ: اللہ حق کی طرف ہدایت دیتا ہے، تو کیا جو حق کا راستہ دکھائے وہ اس کا حق دار ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ (بت) جسے خود راستہ دکھائی نہ دے جب تک اسے راستہ دکھانہ دیا جائے تو تمہیں کیا ہوا، تم کیسا فیصلہ کرتے ہو؟

﴿قُلْ: تم فرماؤ۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ فرمادیں کہ تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو جتیں اور دلائل قائم کر کے، رسول بھیج کر، کتابیں نازل فرما کر اور مُکَلَّفِین کو عقل و نظر عطا فرما کر حق کی طرف رہنمائی کرے؟ اس کا واضح جواب یہ ہے کہ ایسا کوئی نہیں، تو اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، تم فرماؤ: اللہ عَزَّوَجَلَّ حق کی طرف ہدایت دیتا ہے، تو کیا جو حق کا راستہ دکھائے وہ اس کا حق دار ہے کہ اُس کی پیروی کی جائے یا وہ جسے خود اس وقت تک راستہ دکھائی نہ دے جب تک اسے راستہ دکھایا نہ جائے جیسا کہ تمہارے بت ہیں کہ وہ تب تک کسی جگہ جا نہیں سکتے جب تک کوئی اٹھالے جانے والا انہیں اٹھا کر لے نہ جائے اور نہ وہ کسی چیز کی حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ راہ حق کو پہچان سکتے ہیں، ہاں اگر اللہ تعالیٰ انہیں زندگی، عقل اور سمجھنے کی صلاحیت دے تو ایسا کر سکتے ہیں، جب ان کی مجبوری کا یہ عالم ہے تو وہ دوسروں کو کیا راہ بتا سکیں گے اور ایسوں کو معبود بنانا، ان کا مطیع بننا کتنا باطل اور بے ہودہ ہے۔^(۱)

①..... روح المعانی، یونس، تحت الآیۃ: ۳۵، ۱۵۱/۶، مدارک، یونس، تحت الآیۃ: ۳۵، ص ۴۷۳، صاوی، یونس، تحت الآیۃ: ۳۵، ۸۶۹/۳، ملقطاً.

وَمَا يَتَّبِعْ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا ۚ إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿۳۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ان میں اکثر تو نہیں چلتے مگر گمان پر بیشک گمان حق کا کچھ کام نہیں دیتا بیشک اللہ ان کے کاموں کو جانتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ان کی اکثریت تو صرف وہم و گمان پر چلتی ہے۔ بیشک گمان حق کا کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ بیشک اللہ ان کے کاموں کو جانتا ہے۔

﴿وَمَا يَتَّبِعْ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا﴾ اور ان کی اکثریت تو صرف وہم و گمان پر چلتی ہے۔ یعنی ان مشرکین کی اکثریت بتوں کو معبود اور انہیں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنا شفیع ماننے میں تو صرف وہم و گمان پر چلتی ہے جس کی ان کے پاس نہ تو کوئی دلیل ہے اور نہ اس کے صحیح ہونے کا یقین ہے بلکہ یہ صرف شک میں پڑے ہوئے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ پہلے لوگ بھی بت پرستی کرتے تھے اور انہوں نے کچھ سمجھ کر ہی بت پرستی کی ہوگی۔^(۱)

آیت میں ”اکثر“ فرمایا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ بعض بت پرست وہ بھی تھے جو جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہر نقص سے پاک اور ہر کمال سے مُتَّصِف ہے لیکن وہ عناد اور سرکشی کی وجہ سے کفر کرتے تھے۔^(۲)

﴿إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا﴾ بیشک گمان حق کا کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ اس آیت میں ظن سے مراد وہ گمان ہے جو خلاف تحقیق ہو، اس میں شک اور وہم بھی داخل ہیں اور یہ کلام کفار کے بارے میں ہے جنہوں نے کفر اختیار کرنے میں اپنے آباؤ اجداد کی پیروی اور تقلید کی۔ اس تقلید پر دنیا و آخرت میں ان کا کوئی عذر مقبول نہیں البتہ خالص مومن جس کا دل ایمان سے بھرا ہوا ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلائل قائم کرنے سے عاجز ہے، وہ اگر کسی ایسے شخص کی تقلید کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلائل قائم کرتا ہے تو وہ اس آیت کا مصداق نہیں بلکہ وہ یقینی طور پر مومن ہے کیونکہ

①.....خازن، یونس، تحت الآية: ۳۶، ۳۱۵/۲، مدارک، یونس، تحت الآية: ۳۶، ص ۴۷۳، ملقطاً.

②.....صاوی، یونس، تحت الآية: ۳۶، ۸۶۹/۳.

اس کے نزدیک یہ گمان نہیں بلکہ یقین ہے جو کہ واقع کے مطابق ہے۔^(۱)

وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَىٰ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي
بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنالے بے اللہ کے اتارے ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور لوح میں جو کچھ لکھا ہے سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں پروردگار عالم کی طرف سے ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ اللہ کے نازل کئے بغیر کوئی اسے اپنی طرف سے بنالے، ہاں یہ اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق ہے اور لوح محفوظ کی تفصیل ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے، یہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔

﴿وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ﴾: اور اس قرآن کی یہ شان نہیں۔ ﴿كُفَّارِ﴾ نے یہ وہم کیا تھا کہ قرآن کریم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود بنالیا ہے اس آیت میں ان کا یہ وہم دور فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ اللہ عزوجل کے نازل کئے بغیر کوئی اسے اپنی طرف سے بنالے، کیونکہ قرآن فصاحت و بلاغت اور علوم و اسرار کے جس مرتبے پر ہے وہ اللہ عزوجل کے علاوہ کسی کے شایان شان نہیں۔ یہ قرآن اللہ عزوجل کی طرف سے وحی ہے جسے اس نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا ہے، یہ جھوٹ اور افتراء سے منزہ ہے، اس کی مثال بنانے سے ساری مخلوق عاجز ہے۔ ہاں قرآن تو رات اور انجیل وغیرہ کتابوں کی تصدیق کرتا ہے جنہیں قرآن سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمایا اور قرآن میں لوح محفوظ میں لکھے ہوئے حلال و حرام اور فرائض و احکام کی تفصیل ہے اور یہ بات قطعی و یقینی ہے کہ قرآن اللہ رب العالمین عزوجل کی طرف سے ہے، اسے کسی نے اپنی طرف سے نہیں بنایا اور کوئی فرد بشر اس جیسا کلام پیش ہی نہیں کر سکتا۔^(۲)

﴿وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ﴾: اور لوح محفوظ کی تفصیل ہے۔ ﴿اس مقام پر علامہ صاوی دَحْمَةُ اللہ تعالیٰ علیہ نے بڑا پیارا کلام

۱..... صاوی، یونس، تحت الآیة: ۳۶، ۸۶۹/۳۔

۲..... خازن، یونس، تحت الآیة: ۳۷، ۳۱۵-۳۱۶۔

فرمایا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ قرآن لوح محفوظ کی تفصیل ہے، لوح محفوظ میں مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ یعنی جو ہو چکا اور جو آئندہ ہوگا اور دنیا و آخرت میں جو ہونے والا ہے سب کچھ لکھا ہوا ہے (اور جب قرآن میں لوح محفوظ کی پوری تفصیل ہے) تو جسے قرآن کے اسرار میں سے کوئی چیز عطا ہوئی اسے لوح محفوظ پر لکھا ہوا جاننے کی حاجت نہیں بلکہ وہ جو چاہے قرآن ہی سے معلوم کر لیتا ہے۔^(۱)

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ
مِّنْ دُونِ اللَّهِ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۳۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے بنالیا ہے تم فرماؤ اس جیسی کوئی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جو مل سکیں سب کو بلاؤ اگر تم سچے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس (نبی) نے اسے خود ہی بنالیا ہے؟ تم فرماؤ: تو تم (بھی) اس جیسی کوئی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا جو تمہیں مل سکیں سب کو بلاؤ اگر تم سچے ہو۔

﴿أَمْ يَقُولُونَ﴾: کیا وہ یہ کہتے ہیں۔ ﴿یہاں کافروں کی اسی بات کا جواب دیا گیا ہے کہ کیا کفار یہ سمجھتے اور کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن خود ہی بنالیا ہے اور یہ اللہ عزوجل کا کلام نہیں؟ اے حبیب اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تم ان سے فرما دو کہ اگر تمہارا یہی خیال ہے تو تم بھی عربی ہو، فصاحت و بلاغت کے دعویدار ہو، دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں ہے جس کے کلام کے مقابل کلام بنانے کو تم ناممکن سمجھتے ہو، لہذا اگر تمہارے گمان میں یہ انسانی کلام ہے تو تم بھی اس جیسی کوئی ایک سورت لے آؤ اور اللہ عزوجل کے سوا جو تمہیں مل سکیں سب کو بلاؤ اور ان سے مددیں لو اور سب مل کر قرآن جیسی ایک سورت تو بنا کر دکھاؤ۔^(۲) قرآن مجید کا یہ چیلنج چودہ سو سال سے زائد عرصے سے چلا آرہا ہے لیکن آج تک کوئی کافر اس کا جواب نہیں دے سکا اور اگر کسی نے جواب دینے کی کوشش بھی کی ہے تو قرآن کریم کے

①..... صاوی، یونس، تحت الآية: ۳۷، ۸۷۰/۳.

②..... حازن، یونس، تحت الآية: ۳۸، ۳۱۶/۲، ملخصاً.

مقابلے میں اس کی حیثیت ناچیز ذرے سے بھی کم ثابت ہوئی۔

بَلْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَسَا يَأْتِيهِمْ تَأْوِيلُهُ ۚ كَذَلِكَ كَذَّبَ
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ﴿۳۹﴾

توجہ کنزالایمان: بلکہ اسے جھٹلایا جس کے علم پر قابو نہ پایا اور ابھی انہوں نے اس کا انجام نہیں دیکھا ہے ایسے ہی ان سے اگلوں نے جھٹلایا تھا تو دیکھو ظالموں کا انجام کیسا ہوا۔

توجہ کنزالعرفان: بلکہ انہوں نے اس کو جھٹلایا جس کے علم کا وہ احاطہ نہ کر سکے اور ان کے پاس اس کا انجام نہیں آیا۔ ایسے ہی ان سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا تو دیکھو ظالموں کا کیسا انجام ہوا؟

﴿بَلْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ﴾: بلکہ انہوں نے اس کو جھٹلایا جس کے علم کا وہ احاطہ نہ کر سکے۔ یعنی قرآن پاک کو سمجھنے اور جاننے کے بغیر انہوں نے اس کی تکذیب کی اور یہ انتہائی جہالت ہے کہ کسی شے کو جانے بغیر اس کا انکار کیا جائے اور قرآن کریم کا ایسے علوم پر مشتمل ہونا جن کا علم و خرد کے دعوے دار احاطہ نہ کر سکیں اس کتاب کی عظمت و جلالت ظاہر کرتا ہے تو ایسی اعلیٰ علوم والی کتاب کو ماننا چاہئے تھا نہ کہ اس کا انکار کرنا۔^(۱)

﴿وَلَسَا يَأْتِيهِمْ تَأْوِيلُهُ﴾: اور ان کے پاس اس کا انجام نہیں آیا۔ یعنی جس عذاب کی قرآن پاک میں وعیدیں مذکور ہیں وہ انہوں نے نہیں دیکھا اور جس طرح انہوں نے قرآن مجید کو جھٹلایا ایسے ہی ان سے پہلے لوگوں نے بھی عناد کی وجہ سے اپنے رسولوں کے معجزات اور آیات دیکھ کر نظر و تدبر سے کام لئے بغیر انہیں جھٹلایا تھا تو تم دیکھ لو کہ ظالموں کا کیسا انجام ہوا اور پہلی امتیں اپنے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلا کر کیسے کیسے عذابوں میں مبتلا ہوئیں، اس لئے اے سید الانبیاء! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کی تکذیب کرنے والوں کو بھی ڈرنا چاہیے کہ کہیں وہ بھی میرے عذاب میں گرفتار نہ ہو جائیں۔^(۲)

وَمِنْهُمْ مَّنْ يُؤْمِنُ بِهِ ۖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَا يُؤْمِنُ بِهِ ۚ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ

①..... ابو سعود، یونس، تحت الآیۃ: ۳۹، ۴۶/۲، ملخصاً.

②..... حازن، یونس، تحت الآیۃ: ۳۹، ۳۱۶/۲، مدارک، یونس، تحت الآیۃ: ۳۹، ص ۷۴، ملقطاً.

بِالْمُفْسِدِينَ ۴

تجہ کنزالایمان: اور ان میں کوئی اس پر ایمان لاتا ہے اور ان میں کوئی اس پر ایمان نہیں لاتا اور تمہارا رب مفسدوں کو خوب جانتا ہے۔

تجہ کنزالعرفان: اور ان میں کوئی تو اس پر ایمان لاتا ہے اور ان میں کوئی اس پر ایمان نہیں لاتا اور تمہارا رب فساد یوں کو خوب جانتا ہے۔

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يُؤْمِنُ بِهِ﴾ اور ان میں کوئی تو اس پر ایمان لاتا ہے۔ ﴿يَعْنِي اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، قریش میں سے بعض وہ لوگ ہیں جو اس قرآن پر عنقریب ایمان لے آئیں گے اور بعض وہ ہیں جو اس قرآن پر کبھی بھی نہ ایمان لائیں گے، نہ کبھی اس کا اقرار کریں گے اور آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ ان جھٹلانے والوں کو خوب جانتا ہے اور عنقریب انہیں اس کے عذاب کا سامنا ہوگا۔ (۱)

کتاب کے ایمان لانے سے متعلق نبی خبر

اس آیت میں یہ نبی خبر ہے کہ موجودہ مکہ والے نہ تو سارے ایمان لائیں گے اور نہ سارے ایمان سے محروم رہیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعض لوگ ایمان لے آئے اور بعض ایمان سے محروم رہے۔

وَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ لِي عَمَلٌ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ أَنْتُمْ بَرِيءُونَ مِمَّا أَعْمَلُ
وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ۵

تجہ کنزالایمان: اور اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو فرما دو کہ میرے لیے میری کرنی اور تمہارے لیے تمہاری کرنی تمہیں میرے کام سے علاقہ نہیں اور مجھے تمہارے کام سے تعلق نہیں۔

1.....تفسیر طبری، یونس، تحت الآية: ۴۰، ۵۶۳/۶.

تَجِبَةُ كُنْزِ الْعَرْفَانِ: اور اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو تم فرما دو کہ میرا عمل میرے لیے ہے اور تمہارا عمل تمہارے لئے ہے اور تم میرے عمل سے الگ ہو اور میں تمہارے اعمال سے بیزار ہوں۔

﴿وَإِنْ كَذَّبُوكَ﴾ اور اگر وہ تمہیں جھٹلائیں۔ ﴿يَعْنِي﴾ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اگر آپ کی قوم آپ کو جھٹلانے پر قائم رہے اور ان کے راہِ راست پر آنے اور حق و ہدایت قبول کرنے کی امید مُتَقَطِّع ہو جائے تو تم ان سے فرما دو کہ میرا عمل میرے لیے ہے اور تمہارا عمل تمہارے لئے ہے اور ہم میں سے کسی کے عمل پر دوسرے کی پکڑ نہ ہوگی بلکہ جو پکڑ جائے گا خود اپنے عمل کی وجہ سے پکڑ جائے گا اور تم میرے عمل سے الگ ہو اور میں تمہارے اعمال سے بیزار ہوں۔ یہ فرمانا بطور رَجَر کے ہے کہ تم نصیحت نہیں مانتے اور ہدایت قبول نہیں کرتے تو اس کا وبال خود تم پر ہوگا کسی دوسرے کا اس سے نقصان نہیں۔^(۱)

کُنْزِ الْعَرْفَانِ دُیْنِ الْعَرْفَانِ

اس آیتِ مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کو نیکی کی دعوت دیں تو اسے دعوت دے کر اپنے آپ کو بری الذمہ سمجھیں، یہ نہیں کہ بس سامنے والے کو سیدھا کر کے ہی چھوڑنا ہے اگرچہ وہ پہلے سے زیادہ بگڑ جائے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَبْعُونَ إِلَيْكَ ۖ أَفَأَنْتَ تُسْمِعُ الصَّمَّ وَلَوْ كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ ﴿۳۲﴾

تَجِبَةُ كُنْزِ الْإِيمَانِ: اور ان میں کوئی وہ ہیں جو تمہاری طرف کان لگاتے ہیں تو کیا تم بہروں کو سنا دو گے اگرچہ انہیں عقل نہ ہو۔

تَجِبَةُ كُنْزِ الْعَرْفَانِ: اور ان میں کچھ وہ ہیں جو تمہاری طرف کان لگاتے ہیں تو کیا تم بہروں کو سنا دو گے؟ اگرچہ وہ سمجھتے نہ ہوں۔

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَبْعُونَ إِلَيْكَ﴾ اور ان میں کچھ وہ ہیں جو تمہاری طرف کان لگاتے ہیں۔ ﴿يَعْنِي﴾ ان مشرکین میں سے بعض ایسے ہیں کہ جو اپنے ظاہری کانوں کے ساتھ سننے کیلئے جھکتے ہیں اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے قرآن

①.....خازن، یونس، تحت الآية: ۴۱، ۳۱۷/۲، مدارک، یونس، تحت الآية: ۴۱، ص ۴۷۴، ملقطاً.

پاک اور دین کے احکام سنتے ہیں لیکن آپ سے شدید بغض اور عداوت کی وجہ سے یہ سننا انہیں کوئی فائدہ نہیں دیتا تو جس طرح آپ بہرے کو نہیں سنا سکتے اسی طرح اسے بھی نہیں سنا سکتے جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے سننے سے بہرہ کر دیا ہے اور جو کچھ یہ سنتے ہیں اس سے نفع اٹھانے سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو پھیر دیا اور اسے قبول کرنے کی توفیق سے محروم کر دیا ہے اور جب وہ سن کر عمل نہیں کرتے تو وہ جاہلوں کی مانند ہیں۔^(۱)

آیت ”وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَكْبِرُونَ“ سے حاصل ہونے والی مطروحات

اس آیت سے تین چیزیں معلوم ہوں گی:

- (۱)..... بغض و عناد کی وجہ سے آدمی کا دل اندھا، بہرا ہو جاتا ہے، اس لئے وہ سامنے والے کی بات نہیں مانتا۔
- (۲)..... کسی سے بات منوانی ہو تو پہلے اس کے دل میں اپنے لئے نرم گوشہ پیدا کرنا چاہیے۔
- (۳)..... علم ہونے کے باوجود عمل نہ کرنے والا اللہ عزَّوَجَلَّ کے نزدیک جاہل ہی کے حکم میں ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَكْبِرُ إِلَيْكَ ط أَفَأَنْتَ تَهْدِي الْعُمْى وَلَوْ كَانُوا لَا يَبْصُرُونَ ﴿۴۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ان میں کوئی تمہاری طرف تکتا ہے کیا تم اندھوں کو راہ دکھا دو گے اگرچہ وہ نہ سوجھیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ان میں کوئی تمہاری طرف دیکھتا ہے تو کیا تم اندھوں کو راستہ دکھا دو گے؟ اگرچہ وہ دیکھتے ہی نہ ہوں۔

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَكْبِرُ إِلَيْكَ﴾: اور ان میں کوئی تمہاری طرف دیکھتا ہے۔ ﴿ط﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، ان مشرکین میں سے بعض ایسے ہیں کہ جو تمہاری طرف اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھتے ہیں، آپ کی سچائی کے دلائل اور نبوت کی نشانیوں کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں لیکن وہ تصدیق نہیں کرتے تو کیا آپ دل کے اندھوں کو راستہ دکھا دیں گے اگرچہ وہ دیکھتے ہی نہ ہوں کیونکہ اللہ عزَّوَجَلَّ نے ان کے دل کی نظروں کو اندھا کر دیا ہے اسی لئے

①..... خازن، یونس، تحت الآية: ۴۲، ۳۱۷/۲، مدارک، یونس، تحت الآية: ۴۲، ص ۴۷۴، ملقطاً.

انہیں ہدایت کی کوئی چیز نظر ہی نہیں آتی۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت اور اس سے اوپر والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی ہے کہ جس کی سماعت کو اللہ عزوجل نے سلب فرمالیا ہے آپ اسے سنا نہیں سکتے اور اللہ عزوجل نے جس کی بصارت لے لی ہے آپ اسے ہدایت کی راہ نہیں دکھا سکتے اور جس کے ایمان نہ لانے کا اللہ عزوجل نے فیصلہ فرمادیا ہے آپ اسے ایمان کی توفیق نہیں دے سکتے لہذا آپ ان مشرکین کے ایمان قبول نہ کرنے پر غمزدہ نہ ہوں۔^(۱) گویا فرمایا گیا کہ کفار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے تو ہیں لیکن صرف سر کی آنکھوں سے، دل کی آنکھوں سے نہیں جس سے (دیکھنے والا) صحابی بن جائے اور جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو صرف محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہونے کے لحاظ سے دیکھے وہ محروم ازلی ہے اور جو محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہونے کے لحاظ سے دیکھے وہ جنتی ہے، اس لئے ان دیکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اندھا فرمایا یعنی دل کے اندھے جنہیں ہدایت نہ نصیب ہو سکے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمال مصطفیٰ دیکھنے والی نگاہ اور ہوتی ہے اور وہ آنکھ وہ ہے جس سے حضرات ابوبکر و عمر اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دیکھا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۴۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا ہاں لوگ ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک اللہ لوگوں پر کوئی ظلم نہیں کرتا، ہاں لوگ ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا﴾: بیشک اللہ لوگوں پر کوئی ظلم نہیں کرتا۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ مشرکین کی عقل، سماعت اور بصارت اللہ تعالیٰ نے سلب فرمالی ہے جس کی وجہ سے وہ ہدایت حاصل نہیں کر سکتے اور اس آیت میں بیان فرمایا کہ یہ لوگوں پر اللہ عزوجل کا ظلم نہیں کیونکہ کفار کا ہدایت سے محروم ہونا ان کے اپنے کرتوتوں اور ضد و عناد کے سبب ہے، یہ نہیں کہ اللہ عزوجل نے ان میں حق قبول کرنے کی صلاحیت ہی پیدا نہیں کی تھی بلکہ اللہ عزوجل

۱.....خازن، یونس، تحت الآیة: ۴۳، ۳۱۷/۲، مدارک، یونس، تحت الآیة: ۴۳، ص ۴۷۴، صاوی، یونس، تحت الآیة: ۴۳،

نے یہ صلاحیت ان میں پیدا کی مگر انہوں نے خود اسے تباہ کر دیا تو قصور خود ان کا ہے کسی اور کا نہیں۔

وَيَوْمَ يُحْشَرُهُمْ كَأَن لَّمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ
بَيْنَهُمْ ۖ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِإِلْقَاءِ اللَّهِ وَكَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿٣٥﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جس دن انہیں اٹھائے گا گویا دنیا میں نہ رہے تھے مگر اس دن کی ایک گھڑی آپس میں پہچان کریں گے پورے گھائے میں رہے وہ جنہوں نے اللہ سے ملنے کو جھٹلایا اور ہدایت پر نہ تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جس دن (اللہ) انہیں اٹھائے گا گویا وہ دنیا میں دن کی ایک گھڑی سے زیادہ ٹھہرے ہی نہیں تھے، آپس میں ایک دوسرے کو پہچان رہے ہوں گے۔ بیشک اللہ کی ملاقات کو جھٹلانے والے نقصان میں رہے اور وہ ہدایت یافتہ نہیں تھے۔

﴿وَيَوْمَ يُحْشَرُهُمْ﴾ اور جس دن انہیں اٹھائے گا۔ ﴿یہاں قیامت کا حال بیان کیا گیا ہے کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، آپ وہ وقت یاد کیجئے جس دن اللہ عزوجل ان مشرکوں کو قبروں سے حساب کی جگہ میں حاضر کرنے کے لئے اٹھائے گا تو اس روز کی ہیبت و وحشت سے یہ حال ہوگا کہ وہ دنیا میں رہنے کی مدت کو بہت تھوڑا سمجھیں گے اور یہ خیال کریں گے کہ گویا وہ دنیا میں دن کی ایک گھڑی کے علاوہ ٹھہرے ہی نہیں تھے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کفار نے طلب دنیا میں اپنی عمریں ضائع کر دیں اور اللہ عزوجل کی اطاعت جو آج کا رآمد ہوتی وہ بجا نہ لائے تو ان کی زندگی کا وقت ان کے کام نہ آیا اس لئے وہ اسے بہت ہی کم سمجھیں گے، نیز قبروں سے نکلنے وقت تو ایک دوسرے کو ایسا پہچانیں گے جیسا دنیا میں پہچانتے تھے پھر قیامت کے دن کے ہولناک اور دہشت آمیز مناظر دیکھ کر یہ معرفت باقی نہ رہے گی اور ایک قول یہ ہے کہ قیامت کے دن حالات مختلف ہوں گے کبھی ایسا حال ہوگا کہ ایک دوسرے کو پہچانیں گے کبھی ایسا کہ نہ پہچانیں گے اور جب پہچانیں گے تو کہیں گے جس نے اپنی باقی رہنے والی آخرت کو فانی دنیا کے بدلے بیچ دیا وہ نقصان میں رہا کیونکہ اس نے فانی کو باقی پر ترجیح دی۔ آیت کے آخر میں فرمایا کہ انہیں اس چیز کی ہدایت نہ تھی جو انہیں روز قیامت کے اس خسارے سے نجات دیتی۔^(۱)

۱.....حازن، یونس، تحت الآیة: ۴۵، ۳۱۷/۲-۳۱۸، مدارك، یونس، تحت الآیة: ۴۵، ص ۴۷۵، ملنقطاً.

وَأَمَّا نَرِيكَ بِعُصِّ الزَّمِيِّ نَعْدُهُمْ أَوْ تَتَوَقَّيْكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ
ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ عَلَى مَا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر ہم تمہیں دکھادیں کچھ اس میں سے جو انہیں وعدہ دے رہے ہیں یا تمہیں پہلے ہی اپنے پاس بلا لیں بہر حال انہیں ہماری طرف پلٹ کر آنا ہے پھر اللہ گواہ ہے ان کے کاموں پر۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم تمہیں اس چیز کا کچھ حصہ دکھادیں جس کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں یا ہم تمہیں پہلے ہی اپنے پاس بلا لیں بہر حال انہیں ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے پھر اللہ ان کے کاموں پر گواہ ہے۔

﴿وَأَمَّا نَرِيكَ﴾ اور ہم تمہیں دکھادیں۔ ﴿فَرَمَايَا﴾ فرمایا گیا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، جس عذاب کا ہم نے کفار سے وعدہ کیا ہے اگر اس کا کچھ حصہ آپ کو دنیا میں ہی دکھادیں تو وہ ملاحظہ کیجئے اور اگر دنیا میں وہ عذاب دکھانے سے پہلے ہم آپ کو اپنے پاس بلا لیں تو عنقریب آخرت میں آپ ان کے عذاب کو دیکھ لیں گے کیونکہ آخرت میں انہیں بہر حال ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اور کفار دنیا میں جو اعمال کرتے ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ ان پر گواہ ہے اور قیامت کے دن وہ انہیں ان کے اعمال کا بدلہ دے گا۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کافروں کے بہت سے عذاب اور ان کی ذلت و رسوائیاں آپ کی حیاتِ دنیا ہی میں دکھائے گا چنانچہ بدر وغیرہ میں ذلت و رسوائیاں دکھائی گئیں اور جو عذاب کافروں کے لئے کفر و تکذیب کی وجہ سے آخرت میں مقرر فرمایا ہے وہ آخرت میں دکھائے گا۔^(۱)

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ
لَا يُظْلَمُونَ ﴿٣٧﴾

توجہ کنزالایمان: اور ہر امت میں ایک رسول ہوا جب ان کا رسول ان کے پاس آتا ان پر انصاف کا فیصلہ کر دیا جاتا اور ان پر ظلم نہ ہوتا۔

توجہ کنزالعوفان: اور ہر امت کے لئے ایک رسول ہوا ہے تو جب ان کا رسول ان کے پاس تشریف لاتا تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جاتا ہے۔

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ﴾ اور ہر امت کے لئے ایک رسول ہوا ہے۔ ﴿اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفار قریش کی مخالفت کا حال بیان فرمایا تھا اور اس آیت میں یہ بیان فرمایا کہ ہر نبی علیہ السلام کے ساتھ اس کی قوم ایسا ہی معاملہ کرتی تھی۔^(۱)

﴿قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ﴾ ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا۔ ﴿ایک قول یہ ہے کہ اس میں دنیا کا بیان ہے اور معنی یہ ہے کہ ہر امت کے لئے دنیا میں ایک رسول ہوا ہے جو انہیں دین حق کی دعوت دیتا اور طاعت و ایمان کا حکم کرتا، جب ان کا رسول ان کے پاس تشریف لاتا اور احکام الہی کی تبلیغ کرتا تو کچھ لوگ ایمان لاتے اور کچھ تکذیب کرتے اور منکر ہو جاتے، تب ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا کہ رسول کو اور ان پر ایمان لانے والوں کو نجات دی جاتی اور تکذیب کرنے والوں کو عذاب سے ہلاک کر دیا جاتا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس میں آخرت کا بیان ہے اور معنی یہ ہیں کہ روز قیامت ہر امت کے لئے ایک رسول ہوگا جس کی طرف وہ منسوب ہوگی جب وہ رسول موقف میں آئے گا اور مومن و کافر پر گواہی دے گا، تب ان میں فیصلہ کیا جائے گا اور مومنوں کو نجات نصیب ہوگی اور کافر عذاب میں گرفتار ہوں گے۔^(۲)

وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣٨﴾ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي
ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۖ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا
يَسْتَخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٣٩﴾

۱.....خازن، یونس، تحت الآية: ۴۷، ۳۱۸/۲.

۲.....خازن، یونس، تحت الآية: ۴۷، ۳۱۸/۲.

تجہ کنزالایمان: اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو۔ تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے برے کا ذاتی اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹیں نہ آگے بڑھیں۔

تجہ کنزالعرفان: اور کہتے ہیں: اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب آئے گا۔ تم فرماؤ میں اپنی جان کیلئے نقصان اور نفع کا اتنا ہی مالک ہوں جتنا اللہ چاہے۔ ہر گروہ کے لئے ایک مدت ہے تو جب وہ مدت آجائے گی تو وہ لوگ ایک گھڑی نہ تو اس سے پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے ہو سکیں گے۔

﴿وَيَقُولُونَ:﴾ اور کہتے ہیں۔ ﴿﴾ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کو عذاب نازل ہونے سے ڈرایا اور ایک عرصہ گزرنے کے باوجود عذاب نہ آیا تو اس وقت کفار نے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو یہ عذاب کا وعدہ کب آئے گا۔^(۱) ﴿قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ﴾: تم فرماؤ! میں اپنی جان کیلئے نقصان اور نفع کا اتنا ہی مالک ہوں جتنا اللہ چاہے۔ ﴿﴾ اس آیت میں کفار کے اس قول ”اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب آئے گا“ کا جواب دیا گیا ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دشمنوں پر عذاب نازل کرنے اور دوستوں کے لئے مدد ظاہر کرنے کی قدرت اور اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ اور وعید کو پورا کرنے کا ایک وقت مُعَيَّن کر دیا ہے اور اس وقت کا تَعَيُّن اللہ تعالیٰ کی مَشِیَّت پر موقوف ہے اور جب وہ وقت آجائے گا تو وہ وعدہ بہر صورت پورا ہوگا۔^(۲)

اس آیت میں جو یہ فرمایا گیا کہ اے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ فرمادیں کہ ”میں اپنی جان کیلئے نقصان اور نفع کا اتنا ہی مالک ہوں جتنا اللہ چاہے“ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قادر کئے بغیر میں اپنی جان پر بھی کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا البتہ اللہ تعالیٰ جس چیز کا چاہے مجھے مالک و قادر بنا دیتا ہے۔^(۳)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اختیار ملا ہے

بکثرت آیات اور احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نفع و نقصان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قدرت اور اختیار میں دیا ہے جیسے ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

①.....تفسیر کبیر، یونس، تحت الآیة: ۴۸، ۶/۲۶۲.

②.....تفسیر کبیر، یونس، تحت الآیة: ۴۹، ۶/۲۶۲.

③.....حازن، یونس، تحت الآیة: ۴۹، ۲/۳۱۸.

أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ^(۱) ترجمہ کنز العرفان: اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی لوگوں کو غنی اور مالدار بناتے ہیں اور دوسروں کو غنی وہی کر سکتا ہے جسے غنی کرنے کی قدرت اور اختیار حاصل ہو۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ^(۲) ترجمہ کنز العرفان: اور (کیا اچھا ہوتا) اگر وہ اس پر راضی ہو جاتے جو اللہ اور اس کے رسول نے انہیں عطا فرمایا اور کہتے کہ ہمیں اللہ کافی ہے۔ غنقریب اللہ اور اس کا رسول ہمیں اپنے فضل سے اور زیادہ عطا فرمائیں گے۔ بیشک ہم اللہ ہی کی طرف رغبت رکھنے والے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دیا بھی ہے اور دیں گے بھی اور دیتا وہی ہے جس کے پاس خود ہو۔

صحیح بخاری میں ہے، دو عالم کے مالک و مختار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”وَأَنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي“ بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں جبکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ عطا کرتا ہے۔^(۳)

اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز جب بھی جس کو اللہ تعالیٰ دیتا ہے وہ حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تقسیم سے ہی ملتی ہے اور اس حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ کے دینے اور سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تقسیم فرمانے کو کسی قید کے بغیر بیان فرمایا گیا ہے کہ نہ زمانے کی قید ہے، نہ چیز اور نہ لینے والے کی قید ہے، اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دینا کسی زمانے، چیز اور لینے والے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے دینے ہوئے میں سے ہر زمانے میں، جو چیز، جسے جو چاہیں عطا فرتے ہیں۔

نیز بکثرت احادیث سے ثابت ہے کہ آپ نے دین اسلام کو دل سے ماننے والوں اور اس کی حمایت کرنے

①..... التوبہ: ۷۴. ②..... سورہ توبہ: ۵۹.

③..... بخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیراً یفقہہ فی الدین، ۴۲/۱، الحدیث: ۷۱.

والوں کو نفع پہنچایا ہے اور آئندہ بھی پہنچائیں گے، جیسے حضرت ربیعہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو جنت عطا فرمانا، حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے گھر تھوڑے سے آٹے اور گوشت میں لعابِ دہن ڈال کر سینکڑوں لوگوں کو کھلا دینا، غزوہ بدر میں حضرت ابوذر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی آنکھ زخمی ہونے پر اسے صحیح کر دینا، غزوہ اُحد کے موقع پر حضرت قتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تیر لگنے سے آنکھ نکل جانے پر ان کی آنکھ درست کر دینا، حضرت علی المرتضیٰ حَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْمَ کے لئے سورج کو واپس لوٹا کر گئے ہوئے دن کو عصر کر دینا، غزوہ خیبر کے موقع پر آپ حَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْمَ کو ہونے والی آشوبِ چشم کی بیماری دور کر دینا، ایک غزوے کے موقع پر 1500 صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کر کے سیراب کر دینا، اسی طرح وصالِ ظاہری کے بعد حضرت بلال بن حارث مَرَفِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سر کا ردو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مزارِ اقدس پر حاضر ہو کر بارش کی دعا کرنے کی عرض پر بارش ہونے کی خوشخبری دینا، مزارِ اقدس پر حاضر ہو کر مغفرت طلب کرنے والے اعرابی کو مغفرت ہو جانے کی بشارت دینا، قیامت کے انتہائی سخت لمحات میں اُمتوں کا حساب شروع کروا کر اولین و آخرین تمام انسانوں، جنوں اور حیوانوں کی مدد کرنا، گنہگار امتیوں کی شفاعت کرنا، حوضِ کوثر پر پیا سے اُمتیوں کو سیراب کرنا، میزانِ عمل پر گنہگار اُمتیوں کے اعمال کے وزن کو بڑھانا اور پلِ صراط پر کھڑے ہو کر اپنے اُمتیوں کی سلامتی کی دعائیں مانگنا، یہ سب تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نفع پہنچانے کی واضح مثالیں ہیں، اور جس طرح آپ نے دینِ اسلام کے حامیوں کو نفع پہنچایا ہے اسی طرح اسلام کے دشمنوں کو نقصان بھی پہنچایا ہے۔

قُلْ اَرَاۤءَیْتُمْ اِنْ اَنتُمْ عَذَابُہٗ بَیِّنًا اَوْ نٰہَارًا مَّا ذَا یَسْتَعْجِلُ مِنْہٗ
الْبٰجِرُ مُوْنٌ ۝۵۰ اَنتُمْ اِذَا مَا وُقِعَ اَمْنٌۢمُ بِہٖ ۭ ط اَلْنَّ وَقَدْ کُنْتُمْ بِہٖ
تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝۵۱ ثُمَّ قِیلَ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا ذُوقُوْۤا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ
تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا کُنْتُمْ تَکْسِبُوْنَ ۝۵۲

تجربہ کنز الایمان: تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر اس کا عذاب تم پر رات کو آئے یا دن کو تو اس میں وہ کونسی چیز ہے کہ مجرموں

کو جس کی جلدی ہے۔ تو کیا جب ہو پڑے گا اس وقت اس کا یقین کرو گے کیا اب مانتے ہو پہلے تو اس کی جلدی مچا رہے تھے۔ پھر ظالموں سے کہا جائے گا ہمیشہ کا عذاب چکھو تمہیں کچھ اور بدلہ نہ ملے گا مگر وہی جو کماتے تھے۔

ترجیہ کنز العرفان: تم فرماؤ: بھلا بتاؤ تو کہ اگر اس کا عذاب تم پر رات کو آئے یا دن کو تو اس میں وہ کونسی چیز ہے جس کی مجرم جلدی مچا رہے ہیں؟ تو کیا جب وہ (عذاب) واقع ہو جائے گا اس وقت اللہ پر ایمان لاؤ گے؟ (ان سے کہا جائے گا کہ) کیا اب (تم ایمان لا رہے ہو) حالانکہ اس سے پہلے تو تم اس کی بڑی جلدی مچا رہے تھے۔ پھر ظالموں سے کہا جائے گا: ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھو۔ تمہیں تمہارے کمائے ہوئے اعمال ہی کا بدلہ دیا جا رہا ہے۔

﴿قُلْ اَسْأَلُكُمْ: تم فرماؤ: بھلا بتاؤ تو۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ اپنی قوم کے مشرکین سے فرما دیں کہ ذرا بتاؤ تو سہی کہ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا وہ عذاب جس کے نازل ہونے کی تم جلدی مچا رہے ہو، تم پر رات میں اس وقت آئے جب تم غافل پڑے سو رہے ہو یا دن میں اس وقت آئے جب تم معاش کے کاموں میں مشغول ہو تو تمہاری تکلیف میں کیا فرق پڑے گا یعنی عذاب کا ہر حصہ عذاب ہے اور ہر وقت کا عذاب عذاب ہی ہے تو تمہارے لئے تو بہر حال مہلک ہے تو پھر تم اس کے جلدی وقوع کا مطالبہ کیوں کر رہے ہو؟

﴿اَنْتُمْ اِذَا مَا وَقَعَ: تو کیا جب وہ (عذاب) واقع ہو جائے گا۔﴾ یعنی اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا عذاب تم پر آجائے گا تو کیا اس کے نازل ہونے کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ پر ایمان لاؤ گے؟ اس وقت کا ایمان کچھ فائدہ نہ دے گا اور جب عذاب نازل ہونے کے بعد ایمان لائیں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ تم اب ایمان لا رہے ہو حالانکہ اس سے پہلے تو تم سرکشی اور استہزاء کے طور پر اس کی بڑی جلدی مچا رہے تھے۔^(۱)

﴿ثُمَّ قَبِيلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا: پھر ظالموں سے کہا جائے گا۔﴾ یعنی جن لوگوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے شرک اور کفر کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا ان سے کہا جائے گا: جس عذاب میں تمہیں ہمیشہ رہنا ہے اس کا مزہ چکھو، تم دنیا میں جو کفر اور انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تکذیب کرتے تھے یہ اسی کا بدلہ دیا جا رہا ہے۔^(۲)

①.....بیضاوی، یونس، تحت الآیۃ: ۵۲، ۳/۲۰۲.

②.....خازن، یونس، تحت الآیۃ: ۵۲، ۳۱۹/۲، مدارک، یونس، تحت الآیۃ: ۵۲، ص ۴۷۶، ملتقطاً.

وَيَسْتَبِشُّونَكَ أَحَقُّ هُوَ قُلْ اِمْنِي وَرَبِّي اِنَّهُ لَحَقٌّ مَّا اَنْتُمْ
بِصُعْجِرَيْنِ ﴿٥٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور تم سے پوچھتے ہیں کیا وہ حق ہے تم فرماؤ ہاں میرے رب کی قسم بیشک وہ ضرور حق ہے اور تم کچھ تھکانہ سکو گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تم سے پوچھتے ہیں: کیا وہ حق ہے؟ تم فرماؤ، ہاں! میرے رب کی قسم بیشک وہ ضرور حق ہے اور تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکو گے۔

﴿وَيَسْتَبِشُّونَكَ﴾: اور تم سے پوچھتے ہیں۔ ﴿یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾، وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا قیامت اور وہ عذاب جس کے نازل ہونے کی آپ نے ہمیں خبر دی ہے واقعی حق ہے؟ آپ ان سے فرمادیں، ہاں! میرے رب عزوجل کی قسم! بیشک میں نے جس کی خبر دی ہے وہ ضرور حق ہے اور اس میں کوئی شک نہیں اور تم اللہ عزوجل کے عذاب سے بھاگ کر اسے عاجز نہیں کر سکتے بلکہ وہ عذاب تمہیں ضرور پہنچے گا۔^(۱)

وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِی الْاَرْضِ لَا فِتْنَتْ بِہٖ ط وَاَسْرُ وَالنَّدَامَةَ
لَبَآرَا وَاَلْعَذَابَ ج وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٥٧﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر ہر ظالم جان زمین میں جو کچھ ہے سب کی مالک ہوتی ضرور اپنی جان چھڑانے میں دیتی اور دل میں چپکے چپکے پشیمان ہوئے جب عذاب دیکھا اور ان میں انصاف سے فیصلہ کر دیا گیا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور زمین میں جو کچھ ہے اگر ہر ظالم جان اس سب کی مالک ہو جائے تو وہ یقیناً اپنی جان چھڑانے کے معاوضے میں دیدے اور وہ جب عذاب دیکھیں گے تو دل میں چپکے چپکے پشیمان ہوں گے اور ان کے درمیان انصاف

۱.....خازن، یونس، تحت الآیة: ۵۳، ۳۱۹/۲، صاوی، یونس، تحت الآیة: ۵۳، ۸۷۵/۳، ملتقطاً.

کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

﴿وَلَوْ أَنَّ لِلْكَافِرِينَ ظَلَمَاتُ مَا فِي الْأَرْضِ : اور زمین میں جو کچھ ہے اگر ہر ظالم جان اس کی مالک ہو جائے۔﴾
 آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں زمین کے اندر جو خزانہ اور مال و دولت ہے یہ سب اگر ہر کافر و مشرک کی ملک میں ہوتا تو وہ یقیناً اپنی جان چھڑانے کے معاوضے میں دیدیتا اور قیامت کے دن اسے اپنی رہائی کے لئے فدیہ کر دیتا، لیکن یہ فدیہ قبول نہیں اور تمام دنیا کی دولت خرچ کر کے بھی اب رہائی ممکن نہیں۔ جب قیامت میں یہ منظر پیش آئے گا اور کفار کی امیدیں ٹوٹ جائیں گی اور کافروں کے سردار عذاب دیکھیں گے تو وہ دل ہی دل میں شرمندہ اور پشیمان ہوں گے لیکن اپنی شرمندگی کام کافروں سے چھپانے کی کوشش کریں گے اور اس دن ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا۔^(۱) چونکہ اللہ عزوجل نے کفر و شرک کی سزا کا دائمی ہونا بیان فرمادیا اور قانون بنا دیا تو اب جسے یہ سزا ملے گی اسے یقیناً قانون کے مطابق ملے گی اور قانون کے مطابق سزا انصاف ہی ہوتی ہے۔

أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ ۚ أَلَا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۵۵﴾ هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۵۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: سن لو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں سن لو بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے مگر ان میں اکثر کو خبر نہیں۔ وہ جلاتا اور مارتا ہے اور اسی کی طرف پھر وگے۔

ترجمہ کنزالعرفان: سن لو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے۔ سن لو! بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے مگر ان میں اکثر نہیں جانتے۔ وہ زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

﴿أَلَا إِنَّ لِلَّهِ : سن لو بیشک اللہ ہی کا ہے۔﴾ اس سے پہلی آیت میں بیان ہوا کہ ہر کافر تمنا کرے گا کہ اگر روئے زمین کی تمام چیزیں میری ملک میں ہوتیں تو وہ سب فدیے میں دے دیتا اور اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اس کی ملکیت میں کوئی

۱.....خازن، یونس، تحت الآية: ۵۴، ۳۱۹/۲، جلالین، یونس، تحت الآية: ۵۴، ص ۱۷۵، ملقطاً۔

چیز نہیں ہے۔ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ زمین و آسمان میں موجود ہر چیز کا مالک اللہ عزوجل ہے، اس میں اللہ عزوجل کا اور کوئی شریک نہیں تو قیامت کے دن کسی کافر کے پاس اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات پانے کیلئے فدیے کے طور پر دینے کیلئے کوئی چیز نہ ہوگی کیونکہ سب چیزوں کا مالک اللہ عزوجل ہے بلکہ کافر خود بھی اللہ عزوجل کی ملک میں ہے تو اس کا فدیہ دینا کیسے ممکن ہے۔ (۱)

﴿أَلَا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ: سن لو! بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو ثواب اور عذاب کا وعدہ فرمایا ہے وہ سچا ہے اور ضرور پورا ہوگا لیکن ان میں سے اکثر لوگ اپنی عقل کی کمی اور غفلت کے غلبے کی وجہ سے اسے نہیں جانتے اور وہ صرف دنیا کی ظاہری زندگی کو جاننے تک ہی محدود ہیں اسی لئے وہ ایسی غلط باتیں بولتے اور غلط کام کرتے ہیں۔ (۲)

﴿هُوَ يُحْيِي: وہ زندہ کرتا ہے۔﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ کسی کی دخل اندازی کے بغیر وہی دنیا میں زندہ کرتا اور موت دیتا ہے اور آخرت میں تم دوبارہ زندہ ہو کر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ (۳)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّبَآئِي الصُّدُورِ
وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٤﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لیے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور دلوں کی شفا اور مومنوں کیلئے ہدایت اور رحمت آگئی۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ: اے لوگو!﴾ اس آیت میں قرآن کریم کے آنے اور اس کے نصیحت، شفا، ہدایت اور رحمت ہونے کا

۱.....صاوی، یونس، تحت الآية: ۵۵، ۸۷۶/۳، حازن، یونس، تحت الآية: ۵۵، ۳۱۹/۲، ملتقطاً.

۲.....روح البیان، یونس، تحت الآية: ۵۵، ۵۳/۴.

۳.....روح البیان، یونس، تحت الآية: ۵۶، ۵۳/۴.

بیان ہے کہ یہ کتاب اُن فوائدِ عظیمہ کی جامع ہے۔

قرآن مجید کے عظیم فوائد

اس آیت میں قرآنِ کریم کے تین عظیم فائدے بیان کئے گئے

(1)..... ”مَوْعِظَةً“ اس کے معنی ہیں وہ چیز جو انسان کو پسندیدہ چیز کی طرف بلائے اور خطرے سے بچائے۔ خلیل نے کہا کہ ”مَوْعِظَةً“ نیکی کی نصیحت کرنا ہے جس سے دل میں نرمی پیدا ہو۔⁽¹⁾

تفسیر جمل میں ہے کہ ”مَوْعِظَةً“ کا معنی ہے وعظ و نصیحت یعنی مُکَلَّف کے سامنے نیک اعمال جو کہ اس کیلئے فائدہ مند ہیں اور برے اعمال جو کہ اس کے لئے نقصان دہ ہیں بیان کر کے اسے نصیحت کرنا اسی طرح اچھے عمل کرنے کی ترغیب دینا اور برے اعمال کے انجام سے ڈرانا بھی اس میں داخل ہے۔⁽²⁾ اور قرآنِ کریم سے یہ فائدہ انتہائی احسن طریقے سے حاصل ہوتا ہے۔

(2)..... شفاء: اس سے مراد یہ ہے کہ قرآنِ پاک قلبی امراض کو دور کرتا ہے، دل کے امراض سے مراد مذموم اخلاق، فاسد عقائد اور مہلک جہالتیں ہیں، قرآنِ پاک ان تمام امراض کو دور کرتا ہے۔

(3)..... قرآنِ کریم کی صفت میں ہدایت بھی فرمایا، کیونکہ وہ گمراہی سے بچاتا اور راہِ حق دکھاتا ہے اور ایمان والوں کے لئے رحمت اس لئے فرمایا کہ وہی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔⁽³⁾

شریعت، طریقت اور حقیقت کی طرف اشارہ

علامہ صاوی دَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَسَآتِیْہِ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ”مَوْعِظَةً“ کا معنی یہ ہے کہ نفع دینے والی چیزوں یعنی اچھے اعمال کی ہدایت اور نقصان دینے والی چیزوں یعنی برے اعمال سے ڈرانا۔ ”مِنْ سِرِّکُمْ“ ”مَوْعِظَةً“ کی صفت ہے اور ارشاد فرمایا ”وَشَفَاءٌ لِّمَا فِی الصُّدُورِ“ اس میں سینوں سے مراد دل ہیں اور معنی یہ ہے کہ قرآن وعظ و نصیحت کرنے والا ہے اور اسی کے ذریعے دلوں کے امراض یعنی کینہ، حسد، بغض اور برے عقائد سے شفاء نصیب ہوتی ہے۔ اور ارشاد فرمایا ”وَهُدًى“ یعنی نور جو کہ کامل مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے اور اس کے ذریعے وہ حق و باطل

①..... حازن، یونس، تحت الآية: ۵۷، ۳۲۰/۲.

②..... جمل، یونس، تحت الآية: ۵۷، ۳۷۲/۳.

③..... حازن، یونس، تحت الآية: ۵۷، ۳۲۰/۲، ملخصاً.

میں امتیاز کر لیتے ہیں۔ مزید فرماتے ہیں ”اس آیت میں شریعت، طریقت اور حقیقت تینوں کی طرف اشارہ ہے۔ شریعت کی طرف اشارہ آیت کے اس حصے ”مَوْعِظَةً مِّن سَّرِّكُم“ میں ہے، کیونکہ شریعت سے ظاہری طہارت حاصل ہوتی ہے اور طریقت کی طرف اشارہ آیت کے اس حصے ”وَشَفَاءً لِّبَاطِنِ الصُّدُورِ“ میں ہے کیونکہ طریقت باطن کو ہر نامناسب چیز سے پاک کرتی ہے۔ جبکہ حقیقت کی طرف اشارہ آیت کے اس حصے ”وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ“ میں ہے کیونکہ حقیقت ہی کے ذریعے دلوں میں ان انوار کی تجلیات پھیلتی ہیں جن کے ذریعے چیزیں اپنی حقیقت کے مطابق نظر آتی ہیں۔ جب دلوں میں ان انوار کی تجلیات آجائیں تو پھر ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی قدرت دکھائی دیتی ہے اور ہر چیز علمِ ذوقی کے اعتبار سے اس کے قریب ہو جاتی ہے، خلاصہ یہ ہے کہ حقیقت طریقت کا ثمرہ ہے اور حقیقت، طریقت اور شریعت کو مضبوطی سے تھامنے کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے، اسی لئے کہا گیا ہے کہ حقیقت شریعت کے بغیر باطل ہے اور شریعت حقیقت کے بغیر بیکار ہے۔^(۱)

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا ۖ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿۵۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر ہی خوشی منانی چاہیے، یہ اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

﴿قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا﴾: تم فرماؤ: اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر ہی خوشی منانی چاہیے۔ کسی پیاری اور محبوب چیز کے پانے سے دل کو جولدت حاصل ہوتی ہے اس کو ”فرح“ کہتے ہیں، اور آیت کے معنی یہ ہیں کہ ایمان والوں کو اللہ عز و جل کے فضل و رحمت پر خوش ہونا چاہئے کہ اس نے انہیں نصیحتیں، سینوں کی شفاء اور ایمان کے

ساتھ دل کی راحت و سکون عطا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے کیا مراد ہے؟

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے کیا مراد ہے اس بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْهُمَا، حضرت حسن اور حضرت قتادہ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْهُمَا نے فرمایا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل سے اسلام اور اس کی رحمت سے قرآن مراد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل سے قرآن اور رحمت سے احادیث مراد ہیں۔^(۱)

بعض علماء نے فرمایا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فضل حضور پر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت قرآن کریم۔ رب عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے

وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا^(۲) ترجمہ کنز العرفان: اور آپ پر اللہ کا فضل بہت بڑا ہے۔

بعض نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فضل قرآن ہے اور رحمت حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ^(۳) ترجمہ کنز العرفان: اور ہم نے تمہیں تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر ہی بھیجا۔

اور اگر بالفرض اس آیت میں مُتَعَيِّن طور پر فضل و رحمت سے مراد سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ مبارکہ نہ بھی ہو تو جداگانہ طور پر تو اللہ کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یَقِیْنًا اللہ تعالیٰ کا عظیم ترین فضل اور رحمت ہیں۔ لہذا فنِ تفسیر کے اس اصول پر کہ عموم الفاظ کا اعتبار ہوتا ہے، خصوص سبب کا نہیں، اس کے مطابق ہی نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ مبارکہ کے حوالے سے خوشی منائی جائے گی خواہ وہ میلاد شریف کر کے ہو یا معراج شریف منانے کے ذریعے، ہاں اگر کسی بد نصیب کیلئے یہ خوشی کا مقام ہی نہیں ہے تو اس کا معاملہ جدا ہے، اسے اپنے ایمان کے متعلق سوچنا چاہیے۔

قُلْ أَسَاءَ یُتِمُّ مَا أُنْزِلَ إِلَیْکُمْ مِّن رَّبِّکُمْ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا

۱.....خازن، یونس، تحت الآیة: ۵۸، ۳۲۰/۲۔

۲.....نساء: ۱۱۳۔ ۳.....انبیاء: ۱۰۷۔

وَحَلَّالًا ۱۰ قُلْ أَلَمْ يَأْذِنَ اللَّهُ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ ۵۹

تجہ کنزالایمان: تم فرماؤ بھلا بتاؤ وہ جو اللہ نے تمہارے لیے رزق اتارا اس میں تم نے اپنی طرف سے حرام و حلال ٹھہرایا تم فرماؤ کیا اللہ نے اس کی تمہیں اجازت دی یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو؟

تجہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: بھلا بتاؤ کہ اللہ نے تمہارے لیے جو رزق اتارا ہے تو تم نے اس میں سے خود ہی حرام اور حلال بنا لیا، تم فرماؤ: کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے یا تم اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو؟

﴿قُلْ﴾ تم فرماؤ۔ کفار عرب چونکہ بحیرہ، سائبہ اور وکیلہ وغیرہ بتوں پر چھوڑے ہوئے جانوروں کو حرام سمجھتے تھے، ان پر عتاب فرمانے کے لئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (۱) کہ یہ جانور حلال ہیں انہیں حرام جاننا اللہ عزوجل پر بہتان باندھنا ہے۔

اپنی طرف سے حلال کو حرام سمجھنا اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے

اس آیت سے ثابت ہوا کہ کسی چیز کو اپنی طرف سے حلال یا حرام سمجھنا ممنوع اور اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے۔ آج کل بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہیں، ممنوعات کو حلال کہتے ہیں اور مباحات کو حرام۔ بعض سود کو حلال کہنے پر مصر ہیں اور بعض عورتوں کی بے قیدیوں اور بے پردگیوں کو مباح سمجھتے ہیں اور حلال ٹھہراتے ہیں۔ اسی طرح کچھ لوگ حلال چیزوں کو حرام ٹھہرانے پر مصر ہیں جیسے محفل میلاد، فاتحہ، گیارہویں اور ایصالِ ثواب کے دیگر طریقوں کو حرام کہنے والے۔ یہ سب اللہ عزوجل پر افتراء باندھنے کی صورتیں ہیں۔

وَمَا ظَنُّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۱۱ إِنَّ اللَّهَ لَكَدُورٌ فَضْلٌ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ۶۰

تجہ کنزالایمان: اور کیا گمان ہے ان کا جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا بیشک اللہ

۱.....تفسیر ابن کثیر، یونس، تحت الآية: ۵۹، ۴/۲۳۹۔

لوگوں پر فضل کرتا ہے مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

توجہ کنذا العرفان: اور اللہ پر جھوٹ باندھنے والوں کا قیامت کے دن کے بارے میں کیا خیال ہے؟ بیشک اللہ لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے مگر اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔

﴿وَمَا ظَنُّكَ﴾ اور کیا خیال ہے؟ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ لوگ جو اللہ عزَّوَجَلَّ پر جھوٹا بہتان باندھ رہے ہیں اور جو رزق اور خوراک اللہ تعالیٰ نے حرام نہیں فرمائی بلکہ وہ ان کی غذا ہے اس کے حرام ہونے کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں، کیا وہ یہ گمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے اس جھوٹ پر کوئی پکڑ نہ فرمائے گا؟ کیا ان کا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمائے گا اور انہیں بخش دے گا؟ ہرگز نہیں! بلکہ وہ انہیں جہنم میں پہنچائے گا جس میں ہمیشہ رہیں گے۔^(۱)

﴿إِنَّ اللَّهَ كَذُوفٌ فَضِّلَ عَلَى النَّاسِ﴾ بیشک اللہ لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے۔ ﴿یعنی بے شک اللہ تعالیٰ عقل عطا فرما کر، رسول بھیج کر اور کتابیں نازل فرما کر لوگوں پر فضل فرماتا ہے لیکن اکثر لوگ ناشکرے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دلائل میں غور و فکر کرنے کے لئے عقل استعمال کرتے ہیں نہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعوت قبول کرتے ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں سے سن کر نفع اٹھاتے ہیں۔^(۲)

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ
إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ۖ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ
مِنْ مَثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ
وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ٦١

①.....تفسیر طبری، یونس، تحت الآیة: ۶۰، ۵۷۲/۶.

②.....تفسیر کبیر، یونس، تحت الآیة: ۶۰، ۲۷۲/۶.

تجہ کنزالایمان: اور تم کسی کام میں ہو اور اس کی طرف سے کچھ قرآن پڑھو اور تم لوگ کوئی کام کرو، ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں جب تم اس کو شروع کرتے ہو اور تمہارے رب سے ذرہ بھر کوئی چیز غائب نہیں زمین میں نہ آسمان میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی کوئی چیز جو ایک روشن کتاب میں نہ ہو۔

تجہ کنزالعرفان: اور تم کسی کام میں ہو اور تم اس کی طرف سے قرآن کی تلاوت کرتے ہو اور (اے لوگو!) تم کوئی بھی کام کر رہے ہو، ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں جب تم اس میں مشغول ہوتے ہو اور زمین و آسمان میں کوئی ذرہ برابر چیز تیرے رب سے غائب نہیں اور ذرے سے چھوٹی اور بڑی کوئی چیز ایسی نہیں جو ایک روشن کتاب میں نہ ہو۔

﴿وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ﴾ اور تم کسی حال میں بھی ہو۔ ﴿اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر شاہد اور ہر چیز کو جاننے والا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی خالق ہے نہ ایجاد کرنے والا، بندوں کی ظاہری اور باطنی اعمال میں سے جو چیز بھی موجود ہے وہ اللہ تعالیٰ کے وجود میں لانے سے ہی موجود ہے اور جو ایجاد کرنے والا ہوتا ہے وہ اس چیز کو جانتا بھی ہے لہذا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال و احوال، تلاوت قرآن، امور دنیویہ و حاجت ضروریہ میں مصروفیت اور اسی کے ساتھ تمام لوگوں کے تمام اعمال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہیں اور وہ ان سب پر گواہ ہے۔ پھر فرمایا کہ زمین و آسمان میں ایک ذرے کی مقدار بھی کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے دور اور اس کے علم سے پوشیدہ نہیں اور اس ذرے سے چھوٹی یا بڑی کوئی چیز ایسی نہیں کہ جو روشن کتاب یعنی لوح محفوظ میں درج نہ ہو۔^(۱)

اللہ تعالیٰ سے بچنا چاہیے

یہ آیت مبارکہ اللہ عز و جل کے علم، قدرت اور اس کی عظمت کے اظہار کیلئے ہے اور اسی میں ہمارے لئے تنبیہ اور نصیحت ہے کہ جب اللہ عز و جل ہمارے تمام اعمال کو ہر وقت، ہر لمحہ دیکھ رہا ہے تو اس کریم ذات کی حیا اور خوف سے ہمیں اس کی نافرمانی کے کاموں سے بچنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا حقیقی خوف اور اپنی نافرمانی سے بچتے رہنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

۱.....تفسیر کبیر، یونس، تحت الآیۃ: ۶۱، ۶/۲۷۲-۲۷۳، بیضاوی، یونس، تحت الآیۃ: ۶۱، ۳/۲۰۵۔

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٢٢﴾ الَّذِينَ آمَنُوا
وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿٢٣﴾

ترجمہ کنزالایمان: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: سن لو! بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ جو ایمان لائے اور ڈرتے رہے۔

﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ﴾ سن لو! بیشک اللہ کے ولیوں۔ لفظ ”ولی“ ولاء سے بنا ہے جس کا معنی قرب اور نصرت ہے۔ وَلِيُّ اللَّهِ وہ ہے جو فرائض کی ادائیگی سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قرب حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول رہے اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کے نور جلال کی معرفت میں مُستغرق ہو، جب دیکھے قدرت الہی کے دلائل کو دیکھے اور جب سنے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے تو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی ثنا ہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے، اطاعت الہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے تو اسی کام میں کوشش کرے جو قرب الہی کا ذریعہ ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشم دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے۔ یہ صفت اولیاء کی ہے، بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا ولی و ناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے۔

وَلِيُّ اللَّهِ کی علامات

علماء نے ”ولی اللہ“ کی کثیر علامات بیان فرمائی ہیں، جیسے مُتکلمین یعنی علم کلام کے ماہر علماء کہتے ہیں ”ولی وہ ہے جو صحیح اور دلیل پر مبنی اعتقاد رکھتا ہو اور شریعت کے مطابق نیک اعمال بجالاتا ہو۔

بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت قرب الہی اور ہمیشہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ مشغول رہنے کا نام ہے، جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آئے، یہی طبری کی حدیث میں بھی ہے۔

ابن زید نے کہا کہ ولی وہی ہے جس میں وہ صفت ہو جو اس سے اگلی آیت میں مذکور ہے۔ ”الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ“، یعنی ایمان و تقویٰ دونوں کا جامع ہو۔

بعض علماء نے فرمایا کہ ولی وہ ہیں جو خالص اللہ کے لئے محبت کریں۔ اولیاء کی یہ صفت بکثرت احادیث میں ذکر ہوئی ہے۔

بعض بزرگانِ دین نے فرمایا: ولی وہ ہیں جو طاعت یعنی فرمانبرداری سے قربِ الہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کرامت سے ان کی کارسازی فرماتا ہے یا وہ جن کی ہدایت کا دلیل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کفیل ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کا حق بندگی ادا کرنے اور اس کی مخلوق پر رحم کرنے کے لئے وقف ہو گئے۔^(۱)

صدرُ الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”یہ معانی اور عبارات اگرچہ جداگانہ ہیں لیکن ان میں اختلاف کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ہر ایک عبارت میں ولی کی ایک ایک صفت بیان کر دی گئی ہے جسے قربِ الہی حاصل ہوتا ہے یہ تمام صفات اس میں ہوتے ہیں، ولایت کے درجے اور مراتب میں ہر ایک اپنے درجے کے بقدر فضل و شرف رکھتا ہے۔“^(۲)

﴿لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾: اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ مفسرین نے اس آیت کے بہت سے معنی بیان کئے ہیں، ان میں سے 3 معنی درج ذیل ہیں:

(۱)..... مستقبل میں انہیں عذاب کا خوف نہ ہوگا اور نہ موت کے وقت وہ غمگین ہوں گے۔

(۲)..... مستقبل میں کسی ناپسندیدہ چیز میں مبتلا ہونے کا خوف ہوگا اور نہ ماضی اور حال میں کسی پسندیدہ چیز کے چھوٹنے پر غمگین ہوں گے۔^(۳)

(۳)..... قیامت کے دن ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ اس دن یہ غمگین ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کو دنیا میں ان چیزوں سے محفوظ فرمادیا ہے کہ جو آخرت میں خوف اور غم کا باعث بنتی ہیں۔^(۴) ان تین کے علاوہ مزید اقوال بھی تفاسیر میں مذکور ہیں۔



①..... حازن، یونس، تحت الآية: ۶۲، ۳۲۲/۲-۳۲۳.

②..... خزائن العرفان، یونس، تحت الآية: ۶۲، ص ۴۰۵۔

③..... البحر المحیط، البقرة، تحت الآية: ۳۸، ۳۲۳/۱.

④..... جلالین مع صاوی، یونس، تحت الآية: ۶۲، ۸۸۰/۳.

اولیاءِ کرام کی اقسام

اولیاءِ کرام کی کثیر اقسام ہیں جیسا کہ حضرت ابوذر راء رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے، بے شک انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ زمین کے اُتاد تھے، جب نبوت کا سلسلہ ختم ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اُمتِ احمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں سے ایک قوم کو اُن کا نائب بنایا جنہیں ابدال کہتے ہیں، وہ حضرات (فقط) روزہ و نماز اور تسبیح و تقدیس میں کثرت کی وجہ سے لوگوں سے افضل نہیں ہوئے بلکہ اپنے حسنِ اخلاق، وَرَع و تقویٰ کی سچائی، نیت کی اچھائی، تمام مسلمانوں سے اپنے سینے کی سلامتی، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے حلم، صبر اور دانشمندی، بغیر کمزوری کے عاجزی اور تمام مسلمانوں کی خیر خواہی کی وجہ سے افضل ہوئے ہیں۔ پس وہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے نائب ہیں۔ وہ ایسی قوم ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی ذات پاک کے لئے منتخب اور اپنے علم اور رضا کے لئے خاص کر لیا ہے۔ وہ 40 صدیق ہیں، جن میں سے 30 رَحْمٰن عَزَّوَجَلَّ کے خلیل حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے یقین کی مثل ہیں۔ ان کے ذریعے سے اہل زمین سے بلائیں اور لوگوں سے مصیبتیں دور ہوتی ہیں، ان کے ذریعے سے ہی بارش ہوتی اور رزق دیا جاتا ہے، ان میں سے کوئی اُسی وقت فوت ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ اس کی جانشینی کیلئے کسی کو پروا نہ دے چکا ہوتا ہے۔ وہ کسی پر لعنت نہیں بھیجتے، اپنے ماتحتوں کو اذیت نہیں دیتے، اُن پر دست درازی نہیں کرتے، اُنہیں حقیر نہیں جانتے، خود پر فُوقیت رکھنے والوں سے حسد نہیں کرتے، دنیا کی حرص نہیں کرتے، دکھاوے کی خاموشی اختیار نہیں کرتے، تکبر نہیں کرتے اور دکھاوے کی عاجزی بھی نہیں کرتے۔ وہ بات کرنے میں تمام لوگوں سے اچھے اور نفس کے اعتبار سے زیادہ پرہیزگار ہیں، سخاوت ان کی فطرت میں شامل ہے، اَسلاف نے جن (نامناسب) چیزوں کو چھوڑا اُن سے محفوظ رہنا ان کی صفت ہے، اُن کی یہ صفت جدا نہیں ہوتی کہ آج خشیت کی حالت میں ہوں اور کل غفلت میں پڑے ہوں بلکہ وہ اپنے حال پر ہیشگی اختیار کرتے ہیں، وہ اپنے اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے درمیان ایک خاص تعلق رکھتے ہیں، جہاں تک دوسرے کسی کی رسائی نہیں۔ اُن کے دل اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا اور شوق میں آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں، (پھر یہ آیت تلاوت فرمائی)

أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۱)
ترجمہ کنز العرفان: یہ اللہ کی جماعت ہے، سن لو! اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہے۔ (۲)

۱.....المجادلة: ۲۲.

۲.....نوادر الاصول، الاصل الحادی والخمسون، ۲۰۹/۱، الحديث: ۳۰۱.

حضرت شریح بن عبید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے پاس شام والوں کا ذکر ہوا تو ان سے عرض کی گئی کہ ان پر لعنت کیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”نہیں، میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ابدال شام میں ہوں گے، وہ حضرات چالیس مرد ہیں، جب ان میں ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو بدل دیتا ہے، ان کی برکت سے بارشیں برسی ہیں، ان کے ذریعے دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے اور ان کی برکت سے شام والوں سے عذاب دور ہوتا ہے۔“ (۱)

اولیاء کرام کی اقسام کے بارے میں اکابر علماء و محدثین نے بڑا تفصیلی کلام فرمایا ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قطب، ابدال وغیرہما کے وجود پر ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ علامہ بہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس موضوع پر مشہور کتاب ”جامع کرامات اولیاء“ ضخیم ترین کتاب ہے۔ علامہ بہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام کی روشنی میں یہاں چند مشہور اقسام بیان کی جاتی ہیں

(۱)..... اقطاب۔ یہ قطب کی جمع ہے۔ قطب اسے کہتے ہیں کہ جو خود یا کسی کے نائب کے طور پر حال اور مقام دونوں کا جامع ہو۔

(۲)..... ائمہ۔ یہ وہ حضرات ہیں کہ جو قطب کے انتقال کے بعد اس کے خلیفہ بنتے ہیں اور وہ قطب کیلئے وزیر کی طرح ہوتے ہیں۔ ہر زمانے میں ان کی تعداد دو ہوتی ہے۔

(۳)..... اوتاد۔ ہر زمانے میں ان کی تعداد چار ہوتی ہے، اس سے کم یا زیادہ نہیں ہوتے۔ ان میں سے ایک کے ذریعے اللہ تعالیٰ مشرق کی حفاظت فرماتا ہے، دوسرے کے ذریعے مغرب کی، تیسرے کے ذریعے شمال کی اور چوتھے کے ذریعے جنوب کی حفاظت فرماتا ہے اور ان میں سے ہر ایک کی اپنے حصے میں ولایت ہوتی ہے۔

(۴)..... ابدال۔ ان کی تعداد سات ہوتی ہے، اس سے کم یا زیادہ نہیں ہوتے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے ساتوں بڑے اعظم کی حفاظت فرماتا ہے، انہیں ابدال اس لئے کہتے ہیں کہ جب یہ کسی جگہ سے کوچ کرتے ہیں اور کسی مصلحت اور قربت کی وجہ سے اس جگہ اپنا قائم مقام چھوڑنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہاں ایسے آدمی کو نامزد کرتے ہیں کہ جو ان کا ہم شکل ہو اور جو کوئی بھی اس ہم شکل کو دیکھے تو وہ اسے اصلی شخص ہی سمجھے حالانکہ وہ ایک روحانی شخصیت ہوتا ہے جسے ابدال میں سے کوئی بدل قصد اُوہاں ٹھہراتا ہے۔ جن اولیاء میں یہ قوت ہوتی ہے، انہیں ابدال کہتے ہیں۔

۱..... مسند امام احمد، ومن مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ۲۳۸/۱، الحدیث: ۸۹۶۔

(5)..... رجال الغیب۔ اهل اللہ کی اصطلاح میں یہ وہ لوگ ہیں جو رب کی بارگاہ میں انتہائی عاجزی کا اظہار کرتے ہیں اور تجلیاتِ رحمن کے غلبے کے سبب آہستہ آواز کے سوا کچھ کلام نہیں کرتے، ہمیشہ اسی حال میں رہتے ہیں، چھپے ہوئے ہوتے ہیں بچانے نہیں جاتے، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے مناجات نہیں کرتے اور اس کے سوا کسی کے مشاہدے میں مشغول نہیں ہوتے۔ بعض اوقات اس سے مراد وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جو انسانی نگاہوں سے پوشیدہ ہوں اور کبھی اس کا اطلاق نیک اور مومن جنات پر ہوتا ہے۔ بعض اوقات ان سے مراد وہ لوگ ہوتے ہیں جو ظاہری حواس سے علم اور رزق وغیرہ نہیں لیتے انہیں غیب سے یہ چیزیں عطا ہوتی ہیں۔^(۱)

﴿الَّذِينَ آمَنُوا: وہ جو ایمان لائے۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ولی کی دو صفات بیان فرمائی ہیں:

- (1)..... ولی وہ ہے جو ایمان کے ساتھ مخلص ہو۔ ایمان کا معنی ہے وہ صحیح اعتقاد جو قطعی دلائل پر مبنی ہو۔
- (2)..... ولی کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ متقی ہو۔ تقویٰ کا معنی یہ ہے کہ جن کاموں کو کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا انہیں کرنا اور جن کاموں سے منع کیا ہے ان سے اجتناب کرنا۔^(۲) اور اس کے ساتھ ساتھ ہر اس کام کیلئے کوشش کرنا جس میں اللہ عزوجل کی رضا ہو اور ہر اس کام سے بچنا جو اللہ عزوجل سے دور کرنے والا ہو۔

لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ
ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۶۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: ان کے لئے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں خوشخبری ہے، اللہ کی باتیں بدلتی نہیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔

﴿لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا: ان کے لئے دنیا کی زندگی میں خوشخبری ہے۔﴾ اس خوش خبری سے یا تو وہ مراد ہے

①..... جامع کرامات اولیاء، القسم الاول فی ذکر مراتب الولاية... الخ، ۶۹/۱، ۷۴.

②..... صاوی، یونس، تحت الآية: ۶۳، ۸۸۰/۳.

جو پرہیزگار ایمانداروں کو قرآن کریم میں جابجادی گئی ہے یا اس سے اچھے خواب مراد ہیں جو مومن دیکھتا ہے یا اس کے لئے دیکھا جاتا ہے جیسا کہ کثیر احادیث میں وارد ہوا ہے، اور اس کا سبب یہ ہے کہ ولی کا قلب اور اس کی روح دونوں ذکر الہی میں مستغرق رہتے ہیں تو بوقت خواب اس کے دل میں سوائے ذکر و معرفت الہی کے اور کچھ نہیں ہوتا، اس لئے ولی جب خواب دیکھتا ہے تو اس کا خواب حق اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے حق میں بشارت ہوتی ہے۔ بعض مفسرین نے اس بشارت سے دنیا کی نیک نامی بھی مراد لی ہے۔^(۱) جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا: اس شخص کے لئے کیا ارشاد فرماتے ہیں جو نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں؟ فرمایا: یہ مومن کے لئے جلد خوشخبری ہے۔^(۲)

علماء فرماتے ہیں کہ یہ بشارت عاجلہ یعنی جلد خوشخبری رضائے الہی اور اللہ تعالیٰ کے محبت فرمانے اور خلق کے دل میں محبت ڈال دینے کی دلیل ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس کو زمین میں مقبول کر دیا جاتا ہے۔^(۳) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ملائکہ مومن کو اس کی موت کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دیتے ہیں۔ حضرت عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ دنیا کی بشارت تو وہ ہے جو ملائکہ موت کے وقت سناتے ہیں اور آخرت کی بشارت وہ ہے جو مومن کو جان نکلنے کے بعد سنائی جاتی ہے کہ اس سے اللہ عز و جل راضی ہے۔^(۴)

اولیاء کرام کے فضائل

یہاں آیت کی مناسبت سے اولیاء کرام کے فضائل پر مشتمل 4 احادیث ملاحظہ ہوں

(۱)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے، اس سے میں نے لڑائی کا اعلان کر دیا اور میرا بندہ کسی شے سے میرا اس قدر قرب حاصل نہیں کرتا جتنا فراغ سے کرتا ہے اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے سے ہمیشہ قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں اور جب اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے

①..... مدارك، یونس، تحت الآية: ۶۴، ص ۴۷۸، خازن، یونس، تحت الآية: ۶۴، ۳۲۳/۲، ملقطاً.

②..... مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب اذا اتى على الصالح فہی بشرى ولا تضره، ص ۱۴۲۰، الحديث: ۱۶۶ (۲۶۴۲).

③..... شرح السنووی علی المسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب اذا اتى على الصالح فہی بشرى ولا تضره، ۱۸۹/۸، الجزء السادس عشر.

④..... خازن، یونس، تحت الآية: ۶۴، ۳۲۳/۲-۳۲۴.

وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے، تو اسے دوں گا اور پناہ مانگے تو پناہ دوں گا۔^(۱)

(2)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام کو بلا کر ان سے فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو چنانچہ حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام اس سے محبت کرتے ہیں، پھر حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام آسمان میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں، پھر اس کے لیے زمین میں مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ اور جب رب تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام کو بلا کر ان سے فرماتا ہے کہ میں فلاں سے ناراض ہوں تو تم بھی اس سے ناراض ہو جاؤ چنانچہ حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام اس سے ناراض ہو جاتے ہیں، پھر وہ آسمان والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے ناراض ہے تم بھی اس سے ناراض ہو جاؤ تو آسمان والے اس سے نفرت کرتے ہیں پھر زمین میں اس کے لیے نفرت رکھ دی جاتی ہے۔⁽²⁾

(3)..... حضرت معاذ بن جبل رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں ان کے لیے نور کے منبر ہوں گے، انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور شہداء اُن پر رشک کریں گے۔“⁽³⁾

(4)..... حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ وہ نہ انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں اور نہ شہداء۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا ایسا مرتبہ ہوگا کہ قیامت کے دن انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور شہداء اُن پر رشک کریں گے۔ لوگوں نے عرض کی، یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ارشاد فرمائیے یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ ”یہ وہ لوگ ہیں جو محض رحمت الہی کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں، نہ ان کا آپس میں رشتہ ہے، نہ مال کا لینا دینا ہے۔ خدا کی قسم! ان کے چہرے نور ہیں اور وہ خود بھی نور پر ہیں۔ جب لوگ خوف میں ہوں گے، اس وقت انہیں خوف نہیں ہوگا اور جب دوسرے غم میں ہوں

①..... بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، ۴/۲۴۸، الحدیث: ۶۵۰۲.

②..... مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب اذا احب اللہ عبداً حببہ الی عبادہ، ص ۱۴۱۷، الحدیث: ۱۵۷ (۲۶۳۷).

③..... ترمذی، کتاب الزہد، باب ما جاء فی الحب فی اللہ، ۴/۱۷، الحدیث: ۲۳۹۷.

گے تو یہ غمگین نہ ہوں گے۔“ اور حضور پر نور (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) نے یہ آیت پڑھی۔

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (۱)
ترجمہ کنزالعرفان: سن لو! بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (۲)

﴿لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ: اللہ کی باتیں بدلتی نہیں﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کے وعدے غلط نہیں ہو سکتے جو اس نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسولوں عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ کی زبان سے اپنے اولیاء رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِم اور اپنے فرمانبردار بندوں سے فرمائے ہیں۔ (۳)

وَلَا يَحْزُنُكَ قَوْلُهُمْ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا ۖ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (۶۵)

ترجمہ کنزالایمان: اور تم ان کی باتوں کا غم نہ کرو بیشک عزت ساری اللہ کے لیے ہے وہی سنتا جانتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تم ان کی باتوں کا غم نہ کرو بیشک تمام عزتوں کا مالک اللہ ہے، وہی سننے والا جاننے والا ہے۔

﴿وَلَا يَحْزُنُكَ قَوْلُهُمْ: اور تم ان کی باتوں کا غم نہ کرو﴾ اس آیت میں سرورِ دوعالم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو تسلی دی گئی ہے کہ کفار نابکار جو آپ کی تکذیب کرتے ہیں اور آپ کے خلاف برے مشورے کرتے ہیں آپ اس کا کچھ غم نہ فرمائیں۔ بیشک تمام عزتوں کا مالک اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے، وہ جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے، اے سید انبیاء! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم، اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کا ناصر و مددگار ہے، اس نے آپ کو اور آپ کے صدقے میں آپ کے فرمانبرداروں کو عزت دی، جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا کہ

وَاللّٰهُ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (۴)
ترجمہ کنزالعرفان: اللہ کے لئے عزت ہے اور اس کے رسول کے لئے اور ایمانداروں کے لئے۔ (۵)

①..... یونس: ۶۲.

②..... ابوداؤد، کتاب الاجارۃ، باب فی الرهن، ۴۰۲/۳، الحدیث: ۳۵۲۷.

③..... خازن، یونس، تحت الآیۃ: ۶۴، ۳۲۴/۲.

④..... منافقون: ۸.

⑤..... خازن، یونس، تحت الآیۃ: ۶۵، ۳۲۴/۲، ملخصاً.

بلکہ کائنات میں عزت کا پیمانہ ہی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ ہے جو آپ سے جتنا قریب ہے وہ اتنا ہی زیادہ معزز ہے چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے زیادہ قریب تھے تو اُمت میں سب سے معزز بھی وہی ہیں اور ابو جہل سب سے زیادہ دور تھا اس لئے کفار میں سب سے خبیث ترین بھی وہی قرار پایا۔

أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ ۖ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ
يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءَ ۖ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ
إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿٦٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: سن لو بیشک اللہ ہی کی ملک ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمینوں میں اور کاہے کے پیچھے جارہے ہیں وہ جو اللہ کے سوا شریک پکار رہے ہیں وہ تو پیچھے نہیں جاتے مگر گمان کے اور وہ تو نہیں مگر اٹکلیں دوڑاتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: سن لو! بیشک اللہ ہی مالک ہے سب کا جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور اللہ کے سوا اور شریکوں کی عبادت کرنے والے کس کی پیروی کر رہے ہیں؟ وہ تو صرف گمان کے پیچھے چل رہے ہیں اور وہ صرف جھوٹے اندازے لگا رہے ہیں۔

﴿أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَنْ لَوْ بِشَيْءٍ كَمَا لَكَ اللَّهُ هِيَ﴾ اس آیت سے پہلے آیت نمبر 55 میں ارشاد ہوا تھا کہ ”أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ“ اور اس آیت میں ارشاد ہوا ”أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ“ ان دونوں آیتوں کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ عقل والے ہوں یا بے عقل تمام جمادات، نباتات، حیوانات، جن، انسان اور فرشتے سب کا مالک اللہ عزَّوَجَلَّ ہی ہے اور جب ہر چیز اس کی مملوک ہے تو ان میں سے کوئی معبود کیسے ہو سکتا ہے۔ اسی کی مزید وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزَّوَجَلَّ کے سوا اور شریکوں کی عبادت کرنے والے کس دلیل کی بنا پر ان کی عبادت کر رہے ہیں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں اور وہ صرف جھوٹے اندازے لگا رہے ہیں اور بے دلیل محض گمان فاسد سے اپنے باطل معبودوں کو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ کے سوا ہر ایک کی پرستش باطل ہے۔^(۱)

۱.....تفسیر کبیر، یونس، تحت الآية: ۶۶، ۶۷، ۶۸، ملخصاً.

یہ توحید کی ایک عمدہ دلیل ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی قدرت و نعمت کا اظہار فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ
لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿٦٤﴾

ترجمہ کنزالایمان: وہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی کہ اس میں چین پاؤ اور دن بنایا تمہاری آنکھیں کھولتا
بیشک اس میں نشانیاں ہیں سننے والوں کے لیے۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ اس میں سکون حاصل کرو اور دن کو آنکھیں کھولنے
والا بنایا بیشک اس میں سننے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

﴿هُوَ الَّذِي﴾: وہی ہے جس نے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ وہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ اس میں راحت و سکون
حاصل کرو اور آرام کر کے دن بھر کی تھکان دور کرو اور دن کو آنکھیں کھولنے والا بنایا تاکہ تم اس کی روشنی میں اپنی ضروریات
زندگی اور اسباب معاش فراہم کر سکو۔ بیشک اس میں سننے والوں کے لیے نشانیاں ہیں جو سنیں اور سمجھیں کہ جس نے ان
چیزوں کو پیدا کیا وہی معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔^(۱)

رات اور دن اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتیں ہیں

یاد رہے کہ رات اور دن دونوں اللہ عزوجل کی عظیم نعمتوں میں سے ہیں۔ رات کے وقت آدمی آرام کرتا ہے
اور سکون حاصل کرتا ہے، گزشتہ دن کی تھکاوٹ اتارتا ہے اور اگلے دن کیلئے چاق و چوبند ہو جاتا ہے اور دن کے وقت آدمی
ہزاروں کام سرانجام دیتا ہے، دنیا بھر کے کام کرتا ہے اور اس کے ساتھ دن کی روشنی سے بھی راحت و آرام پاتا ہے۔ دن یا
رات میں سے کوئی ایک ختم ہو جائے تو زندگی نہایت کٹھن ہو جائے۔ اگر دن ختم ہو جائے اور ہمیشہ رات ہی رہے تو زمین
پر کچھ کھانے کو نہ آگ سکے گا اور سردی کی شدت بڑھتے بڑھتے انسان ہلاک ہو جائے اور اگر رات ختم ہو جائے اور ہمیشہ
دن ہی رہے تو فصلیں سورج کی تمازت سے جل جائیں اور لوگوں کا راحت و آرام چھن جائے۔ الغرض رات اور دن

۱..... خازن، یونس، تحت الآية: ۶۷، ۳۲۴-۳۲۵، مدارك، یونس، تحت الآية: ۶۷، ص ۴۷۹، ملتقطاً.

دونوں ہی اللہ عزوجل کی نعمت ہیں اور نعمتوں کی اہمیت کا صحیح اندازہ ان ممالک میں رہنے سے ہو سکتا ہے جہاں کئی کئی مہینے دن یا کئی کئی مہینے رات رہتی ہے۔

قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَنَهُ ۖ هُوَ الْغَنِيُّ ۖ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
الْاَرْضِ ۚ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا ۙ اَتَقُولُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا
تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٨﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكُذِبَ لَا يَفْلِحُوْنَ ﴿٢٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: بولے اللہ نے اپنے لیے اولاد بنائی پاکی اس کو وہی بے نیاز ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں تمہارے پاس اس کی کوئی بھی سند نہیں کیا اللہ پر وہ بات بتاتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔ تم فرماؤ وہ جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔

ترجمہ کنزالعرفان: (کافروں نے) کہا: اللہ نے اپنے لیے اولاد بنا رکھی ہے۔ وہ پاک ہے، وہی بے نیاز ہے، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔ تمہارے پاس اس کی کوئی بھی دلیل نہیں، کیا تم اللہ پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔ تم فرماؤ: بیشک اللہ پر جھوٹ باندھنے والے فلاح نہیں پائیں گے۔

﴿قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا﴾: (کافروں نے) کہا: اللہ نے اپنے لیے اولاد بنا رکھی ہے۔ ﴿کفار کا یہ کلمہ نہایت قبیح اور انتہا درجہ کے جہل کا حامل ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مشرکین کے اس قول کے تین رد فرمائے ہیں، پہلا رد تو کلمہ ”سُبْحَنَهُ“ میں ہے جس میں بتایا گیا کہ اس کی ذات اولاد سے منزہ و پاک ہے کہ وہ واحد حقیقی ہے۔ دوسرا رد ”هُوَ الْغَنِيُّ“ فرمانے میں ہے کہ وہ تمام مخلوق سے بے نیاز ہے تو اولاد اس کے لئے کیسے ہو سکتی ہے؟ اولاد تو یا کمزور چاہتا ہے جو اس سے قوت حاصل کرے یا فقیر چاہتا ہے جو اس سے مدد لے یا کم عزت چاہتا ہے جو اس کے ذریعے سے عزت حاصل کرے، الغرض جو چاہتا ہے وہ حاجت رکھتا ہے تو جو غنی ہو، بے نیاز ہو، کسی کا محتاج نہ ہو اس کے لئے اولاد کس طرح ہو سکتی ہے۔

تیسرا رد ”لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ“ میں ہے کہ تمام مخلوق اس کی مملوک ہے اور مملوک ہونا بیٹا ہونے کے ساتھ نہیں جمع ہوتا لہذا ان میں سے کوئی اس کی اولاد نہیں ہو سکتا۔^(۱) اسی سیاق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے کافرو! تم جو اللہ تعالیٰ کیلئے اولاد قرار دیتے ہو اس کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں بلکہ اس کے برخلاف پر قطعی دلائل موجود ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اسی آیت میں بیان فرمائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عظمت کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”بنی آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ یہ اس کے لئے جائز نہیں اور اس نے مجھے گالی دی حالانکہ یہ بھی اس کے لئے جائز نہیں ہے، اس کا جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے: جس طرح میں نے اسے پہلے پیدا کیا اسی طرح دوبارہ زندہ نہیں کروں گا حالانکہ پہلی دفعہ بنانا میرے لئے دوبارہ زندہ کرنے سے زیادہ آسان نہیں ہے، اور اس کا گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے: اللہ کا بیٹا بھی ہے، حالانکہ میں اکیلا ہوں، بے نیاز ہوں، نہ میں نے کسی کو جنا ہے اور نہ مجھے کسی نے جنا ہے اور کوئی ایک بھی میری برابری کرنے والا نہیں ہے۔“^(۲)

نوٹ: یہاں حدیث پاک میں جو یہ فرمایا گیا ”پہلی دفعہ بنانا میرے لئے دوبارہ زندہ کرنے سے زیادہ آسان نہیں ہے“ یہ کلام بندوں کے اعتبار سے ہے اور مراد یہ ہے کہ بندوں کے نزدیک کسی چیز کو پہلی بار بنانا مشکل ہوتا ہے اور دوسری بار بنانا آسان جبکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے پہلی اور دوسری دونوں بار بنانا ایک جیسا ہے، تو جب لوگوں کے نزدیک جو چیز مشکل ہے یعنی پہلی بار بنانا وہ اللہ تعالیٰ نے کر دیا اور اس کا کافروں کو بھی اقرار ہے تو دوسری بار بنانے پر اس کی قدرت مانتے ہوئے کافروں کو کیا تکلیف ہے حالانکہ قیامت کے دن پہلے پیدا کر دی گئی مخلوق کو بھی دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

﴿قُلْ﴾ تم فرماؤ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کیلئے اولاد کا دعویٰ کر کے اس پر جھوٹ باندھتے ہیں آپ انہیں تنبیہ فرمادیں کہ ان کا انجام بہت برا ہوگا اور یہ لوگ اپنی کوششوں

۱.....مدارک، یونس، تحت الآية: ۶۸، ص ۴۷۹-۴۸۰۔

۲.....بخاری، کتاب التفسیر، سورة قل هو الله احد، ۱-باب، ۳۹۴/۳، الحديث: ۴۹۷۴۔

میں کامیاب نہ ہوں گے بلکہ ناکام و نامراد ہوں گے، اگرچہ ان پر نعمتوں کی بہتات ہو لیکن انجامِ کار زوال ہی ہے۔^(۱)

مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُنْفِقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ
بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٤٠﴾

ترجمہ کنز الایمان: دنیا میں کچھ برت لینا ہے پھر انہیں ہماری طرف واپس آنا پھر ہم انہیں سخت عذاب چکھائیں گے بدلہ ان کے کفر کا۔

ترجمہ کنز العرفان: دنیا میں تھوڑا سا فائدہ اٹھانا ہے پھر انہیں ہماری طرف واپس آنا ہے پھر ہم انہیں ان کے کفر کے بدلے میں شدید عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

﴿مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا﴾ دنیا میں تھوڑا سا فائدہ اٹھانا ہے۔ ﴿اس آیت میں کچھ لوگوں کے اس شے کا جواب دیا گیا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر جھوٹ باندھنے والے بہت سے افراد عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے ہیں اور دنیاوی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں تو وہ ناکام کہاں سے ہوئے؟ ان کے شبہ کے ازالے کیلئے فرمایا گیا کہ یہ عارضی آرام ہے، اس کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ اعتبار انجامِ کام کا ہے اور ان کا انجامِ خراب ہی ہے۔^(۲)

وَآتِلْ عَلَيْهِمُ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ لِقَوْمٍ إِنَّ كَانِ كِبَرٌ عَلَيْكُمْ
مَقَامِي وَتَذَكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ
وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ
وَلَا تَنْظُرُونِ ﴿٤١﴾

۱..... صاوی، یونس، تحت الآية: ۶۹، ۸۸۳/۳.

۲..... صاوی، یونس، تحت الآية: ۷۰، ۸۸۳/۳.

تجسّم کنز الایمان: اور انہیں نوح کی خبر پڑھ کر سناؤ جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اگر تم پر شاق گزرا ہے میرا کھڑا ہونا اور اللہ کی نشانیاں یاد دلانا تو میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا تو مل کر کام کرو اور اپنے جھوٹے معبودوں سمیت اپنا کام پکا کر لو تمہارے کام میں تم پر کچھ گنجمل نہ رہے پھر جو ہو سکے میرا کر لو اور مجھے مہلت نہ دو۔

تجسّم کنز العرفان: اور انہیں نوح کی خبر پڑھ کر سناؤ جب اس نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم اگر میرا قیام کرنا اور میرا اللہ کی آیتوں کے ذریعے نصیحت کرنا تم پر بھاری ہے تو میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا تو تم اپنا کام اور اپنے شریکوں کو جمع کر لو پھر تمہارا کام تم پر پوشیدہ نہ رہے پھر میرے بارے میں جو کچھ کر سکتے ہو کر لو اور مجھے کوئی مہلت نہ دو۔

﴿وَإِنَّمَا عَلَيْنَا نَذْرٌ لِّلنَّاسِ﴾ اور انہیں نوح کی خبر پڑھ کر سناؤ۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار قریش کے احوال اور ان کے کفر و عناد کو بیان فرمایا اس کے بعد اب ان آیات سے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات اور جو کچھ ان کی امتوں کے ساتھ پیش آیا اس کا بیان شروع فرمایا ہے، گزشتہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حالات زندگی بتا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دینا مقصود ہے تاکہ کفار قریش کی طرف سے پہنچنے والی اذیت کی تکلیف آسان ہو نیز ان واقعات اور ماضی میں کفر کرنے والی امتوں پر آنے والے عذاب اور دنیا میں ان کی ہلاکت کا بیان کفار قریش کے لئے قلبی خوف کا سبب ہو اور وہ ایمان قبول کرنے کی طرف مائل ہوں اور چونکہ سب سے پہلے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر ان کے کفر و سرکشی کی وجہ سے عذاب آیا اس لئے یہاں ان کا ذکر پہلے فرمایا گیا۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دیکھا کہ ان کا اپنی قوم کے درمیان مدت دراز تک ٹھہرنا اور اللہ عزوجل کی آیتوں کے ذریعے نصیحت کرنا انہیں ناگوار گزرا ہے اور اس پر انہوں نے مجھے قتل کر دینے اور اپنے علاقے سے نکال دینے کا ارادہ کیا ہے تو آپ نے ان سے فرمایا: ”مجھے اللہ عزوجل ہی پر کامل بھروسہ ہے اور میں نے اپنے معاملات اسی کے سپرد کر دیئے ہیں، تم میری مخالفت میں اور مجھے ایذا پہنچانے کیلئے جس قدر اسباب جمع کر سکتے ہو کر لو بلکہ اپنے باطل معبودوں کو بھی ملاو اور تمہاری یہ سازش پوشیدہ نہ رہے بلکہ علی الاعلان سب کچھ کرو، پھر میرے خلاف جو کچھ کر سکتے ہو کر گزراؤ اور مجھے کوئی مہلت نہ دو مجھے تمہاری کوئی پروا نہیں۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کلام انہیں عاجز کر دینے کے طور پر تھا، مدعا یہ ہے کہ مجھے اپنے قوی و قادر پروردگار عزوجل پر کامل بھروسہ ہے تم اور تمہارے بے اختیار

معبود مجھے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ (۱)

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مختصر تعارف

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں چوتھے نبی اور پہلے رسول ہیں۔ آپ کا نام یَشْكُرُ اور لقب نوح ہے کیونکہ آپ خوفِ الہی سے نوحہ و گریہ بہت کرتے تھے۔ آپ آدم ثانی کہلاتے ہیں کیونکہ طوفانِ نوح کے بعد آپ ہی سے نسلِ انسانی چلی۔ قرآنِ پاک میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کے واقعات کو متعدد جگہ کافی تفصیل سے بیان فرمایا گیا ہے۔

آیت: وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ إِنَّكَ أَنتَ مِنَ الْمُسْتَمِرِّينَ سے حاصل ہونے والی مستطرات

اس آیت سے پانچ چیزیں معلوم ہوئیں:

(۱)..... انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نہایت شجاع، بہادر، جری، باہمت اور اُولو العزم ہوتے ہیں، جیسے یہاں ایک طرف پوری قوم دشمن اور مخالف ہے اور دوسری طرف تنہا صرف اللہ عزَّ وَّجَلَّ کے بھروسے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کس قدرتِ جرأت کے ساتھ مخالفین کو پکار رہے ہیں۔ اسی سے معلوم ہوا کہ قادیانی نبی نہیں تھا کیونکہ وہ انتہا درجے کا ڈرپوک تھا، ساری زندگی اسی ڈر سے حج کو نہ گیا اور جہاں جانے سے اسے نقصان پہنچنے کا خوف ہوتا تھا وہاں نہ جاتا تھا۔

(۲)..... لوگوں کی ایذا کی وجہ سے تبلیغ سے کنارہ کشی نہیں کرنی چاہیے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تکالیف برداشت کرنے کے باوجود ساڑھے نو سو سال تک تبلیغ فرمائی۔

(۳)..... تبلیغ دین کیلئے جرأت اور ہمت کی ضرورت ہوتی ہے، بڑا دل اور ڈرپوک آدمی تبلیغ کا حق ادا نہیں کر سکتا۔

(۴)..... انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام، اولیاءِ عظام اور صالحین رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ کے سچے واقعات پڑھنا سننا عبادت ہے۔ اس لئے آیاتِ قرآنیہ کے ذریعے اور سیرت و واقعات کی کتابوں کے ذریعے بزرگانِ دین کی سیرت سے واقفیت حاصل کرتے رہنا چاہیے۔

(۵)..... یہ بھی معلوم ہوا کہ تاریخ کا علم بھی بہت عمدہ ہے کہ اس میں عبرت پوشیدہ ہوتی ہے البتہ تاریخ وہی پڑھی جائے جو حقائق پر مبنی ہو۔ آج کل ظالموں کو عادل، مسلمانوں کو قتل کرنے والوں کو مجاہد اور اُمت کو بتاہ کرنے والوں کو امت کا مُصلِح و مُحسن بنا کر پیش کرنا عام ہے۔ ایسی تاریخ سے دور رہنا ہی مناسب ہے۔



۱..... حجاز، یونس، تحت الآية: ۷۱، ۲/۳۲۵-۳۲۶، ملخصاً.

فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۚ
وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٤٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھر اگر تم منہ پھیرو تو میں تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجرت تو نہیں مگر اللہ پر اور مجھے حکم ہے کہ میں مسلمانوں سے ہوں۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر اگر تم منہ پھیرو تو میں تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا، میرا اجرت تو اللہ کے ذمہ کرم پر ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

﴿فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ﴾: پھر اگر تم منہ پھیرو۔ یعنی اگر تم میرے وعظ و نصیحت سے اعراض کرو تو میں نے تم سے وعظ و نصیحت پر کوئی معاوضہ نہیں مانگا کہ تمہارے منہ پھیرنے کی وجہ سے مجھے اس کے نہ ملنے کا افسوس ہو، میرا اجرت تو اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے وہی مجھے جزا دے گا۔ مدعا یہ ہے کہ میرا وعظ و نصیحت خاص اللہ عزوجل کے لئے ہے، کسی دنیوی غرض سے نہیں ہے۔ (۱)

تبلیغ دین پر اجرت نہ لی جائے

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تبلیغ دین پر اجرت نہ لی جائے، ہاں امامت و خطابت، تدریس اور تعلیم قرآن وغیرہ میں جہاں شریعت کی طرف سے اجازت ہے وہ جدابات ہے لیکن اس میں بھی ممکن ہو تو بغیر پیسے ہی کے کام کرے۔
﴿وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾: اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ تم دین اسلام قبول کرو یا نہ کرو مجھے دین اسلام پر قائم رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور میں اس پر قائم ہوں۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ دین اسلام کی دعوت دینے کی بنا پر مجھے تمہاری طرف سے خواہ کیسی ہی اذیت پہنچے ہر حال میں مجھے اللہ تعالیٰ کے حکم کا فرمانبردار رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (۲)

۱.....مدارک، یونس، تحت الآية: ۷۲، ص ۴۸۰۔

۲.....خازن، یونس، تحت الآية: ۷۲، ۳۲۶/۲۔

فَكَذَّبُوهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَمَنْ مَّعَهُ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنَاهُمْ خَلِيفَ وَأَعْرَقْنَا
الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٤٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے ان کو نجات دی اور انہیں ہم نے ناسب کیا اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ان کو ہم نے ڈبو دیا تو دیکھو ڈرائے ہوؤں کا انجام کیسا ہوا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو انہوں نے نوح کو جھٹلایا تو ہم نے اسے اور کشتی میں اس کے ساتھ والوں کو نجات دی اور انہیں ہم نے جانشین بنایا اور جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی انہیں ہم نے غرق کر دیا تو دیکھو ان لوگوں کا کیسا انجام ہوا جنہیں ڈرایا گیا تھا۔

﴿فَكَذَّبُوهُ﴾: تو انہوں نے نوح کو جھٹلایا۔ ﴿اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم کے درمیان ہونے والے معاملات کا بیان فرمایا اور اس آیت میں ان معاملات کا انجام بیان فرمایا ہے۔ اس آیت میں حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے اصحاب کے بارے میں دو چیزیں بیان ہوئیں:

(1)..... اللہ تعالیٰ نے انہیں کفار سے نجات دی۔

(2)..... کفار کو غرق کرنے کے بعد حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھیوں کو زمین میں ان کا جانشین بنایا۔ کفار کے بارے میں فرمایا گیا کہ انہیں غرق کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ اس میں کفار کے لئے بہت عبرت ہے کہ جو لوگ بھی اللہ عزوجل کے رسول کو جھٹلائیں گے ان پر ویسا عذاب آسکتا ہے جیسا حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلانے والوں پر آیا، وہیں ایمان والوں کے لئے بھی نصیحت ہے کہ وہ ایمان پر ثابت قدم رہیں تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے والوں کو منافقین کے شر سے نجات دی اسی طرح انہیں بھی منافقین کے شر سے بچائے گا۔⁽¹⁾

نوٹ: حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے چند واقعات سورہ اعراف آیت 59 تا 64 میں گزر چکے ہیں، مزید تفصیلی واقعات سورہ ہود اور دیگر سورتوں میں مذکور ہیں۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا
لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ ۖ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِ
الْمُعْتَدِينَ ﴿٤٣﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھر اس کے بعد اور رسول ہم نے ان کی قوموں کی طرف بھیجے تو وہ ان کے پاس روشن دلیلیں لائے
تو وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے اس پر جسے پہلے جھٹلا چکے تھے ہم یونہی مہر لگا دیتے ہیں سرکشوں کے دلوں پر۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر اس کے بعد ہم نے ان کی قوموں کی طرف کئی رسول بھیجے تو وہ ان کے پاس روشن دلیلیں
لائے (لیکن) وہ کفار ایسے نہ تھے کہ اس پر ایمان لے آئیں جسے پہلے جھٹلا چکے ہیں۔ ہم اسی طرح سرکشوں کے دلوں پر
مہر لگا دیتے ہیں۔

﴿ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ﴾: پھر اس کے بعد ہم نے ان کی قوموں کی طرف کئی رسول بھیجے۔ ﴿آیت کا خلاصہ
یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں صرف مومن باقی رہ گئے تھے اور کافر سب ہلاک ہو گئے تھے مگر ان باقی
ماندگان کی اولاد میں جب کفر و شرک پھیل گیا تو ان میں حضرت صالح، حضرت ہود، حضرت ابراہیم، حضرت لوط اور حضرت
شعیب علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے اپنے وقتوں میں بھیجے گئے۔ ان انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کی
صداقت پر دلالت کرنے والے واضح دلائل اور عظیم معجزات دے کر بھیجا لیکن ان کی قوم کے لوگوں نے بھی حضرت نوح علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی طرح اپنے نبیوں کی تکذیب کی اور ان پر ایمان لانے کے لئے تیار نہ ہوئے اور جس طرح اللہ تعالیٰ
نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کو تکذیب کی وجہ سے غرق کر دیا اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کے دل پر مہر لگا
دیتا ہے جو سرکش ہو اور تکذیب میں ان کی راہ اختیار کرے۔^(۱) اس سے معلوم ہوا کہ بروں کی پیروی بری ہے اور ان کی
راہ پر چلنے کا انجام بھی برا ہے۔

۱..... حازن، یونس، تحت الآیة: ۷۴، ۲/۳۲۶، ملخصاً.

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِم مُّوسَىٰ وَهَارُونَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ
بِآيَاتِنَا فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿٤٥﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف اپنی نشانیاں لے کر بھیجا تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف اپنی نشانیاں دے کر بھیجا تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے۔

﴿ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِم مُّوسَىٰ وَهَارُونَ﴾ پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو بھیجا۔ ﴿یہاں دیگر انبیاء کرام، حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات بیان کرنے سے مقصود نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تسلی دینا ہے۔﴾ (۱)

نوٹ: ان آیات میں مذکور واقعات اور دیگر واقعات سورہ اعراف آیت ۱۰۳ تا ۱۵۶ میں گزر چکے ہیں۔

فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا إِنَّ هَذَا السِّحْرُ مُبِينٌ ﴿٤٦﴾ قَالَ
مُوسَىٰ أَتَقُولُونَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَكُمْ ۖ أَسِحْرٌ هَذَا ۖ وَلَا يُفْلِحُ
السَّحَرُونَ ﴿٤٧﴾ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَلْفِتْنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا وَتَكُونَ
لَكُمُ الْكِبْرِيَاءُ فِي الْأَرْضِ ۖ وَمَنْ حُنْ لَّكُم بَشُورٌ مِّنْ بَيْنِ
لَّكُمُ الْكِبْرِيَاءُ فِي الْأَرْضِ ۖ وَمَنْ حُنْ لَّكُم بَشُورٌ مِّنْ بَيْنِ ﴿٤٨﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آیا تو لے یہ تو ضرور کھلا جادو ہے۔ موسیٰ نے کہا کیا حق

کی نسبت ایسا کہتے ہو جب وہ تمہارے پاس آیا کیا یہ جادو ہے اور جادوگر مراد کو نہیں پہنچتے۔ بولے کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہمیں اس سے پھیر دو جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اور زمین میں تمہیں دونوں کی بڑائی رہے اور ہم تم پر ایمان لانے کے نہیں۔

تَوَجَّهَ كُنُزُ الْعِرْفَانِ: تو جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آیا تو کہنے لگے: بیشک یہ کھلا جادو ہے۔ موسیٰ نے کہا: کیا تم حق کے بارے میں یہ کہتے ہو جب وہ تمہارے پاس آیا؟ کیا یہ جادو ہے؟ اور جادوگر فلاح نہیں پاتے۔ انہوں نے کہا: آپ ہمارے پاس اس لئے آئے ہیں تاکہ ہمیں اس (دین) سے پھیر دیں جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اور زمین میں تم دونوں کی بڑائی ہو جائے اور ہم تو تم پر ایمان لانے والے نہیں۔

﴿فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ: تو جب ان کے پاس حق آیا۔﴾ یعنی جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واسطے سے فرعون اور اس کی قوم کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق آیا اور فرعونینوں نے پہچان لیا کہ یہ حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو براہِ نفسانیت کہنے لگے کہ بیشک یہ کھلا جادو ہے حالانکہ انہیں علم تھا کہ جادو کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔^(۱)

حق معلوم ہونے کے بعد قبول نہ کرنا فرعونینوں کا طریقہ ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حق بات معلوم ہو جانے کے بعد نفسانیت کی وجہ سے اسے قبول نہ کرنا اور اس کے بارے میں ایسی باتیں کرنا جو دوسروں کے دلوں میں حق بات کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کر دیں فرعونینوں کا طریقہ ہے، اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو حق جان لینے کے باوجود صرف اپنی ضد اور انا کی وجہ سے اسے قبول نہیں کرتے اور اس کے بارے میں دوسروں سے ایسی باتیں کرتے ہیں جن سے یوں لگتا ہے کہ ان کا عمل درست ہے اور حق بیان کرنے والا اپنی بات میں سچا نہیں ہے۔

سورہ یونس کی آیت نمبر ۷۸ سے معلوم ہونے والے مسائل

اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔

(۱)..... یَغْمِرُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر بدگمانی کفر ہے۔ فرعونینوں نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے متعلق یہ بدگمانی کی کہ آپ مصر کی بادشاہت چاہتے ہیں اور بادشاہت حاصل کرنے کے لئے نبوت کا بہانہ بنا رہے ہیں۔

①..... حجاز، یونس، تحت الآیۃ: ۷۶، ۳۲۷/۲، مدارک، یونس، تحت الآیۃ: ۷۶، ص ۴۸۱، ملقطاً.

(2)..... حکمرانوں کی پرانی روش یہی چلتی آرہی ہے کہ اصلاح قبول کرنے کی بجائے وہ سمجھانے والے پر جھوٹے الزام لگا کر اور اسے اقتدار کا لالچی قرار دے کر اپنی جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ آج بھی اس بات کو دیکھا جاسکتا ہے کہ غلط انداز حکمرانی پر ٹوکا جائے تو حکمران کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ لوگ ہماری حکومت ختم کر کے اپنی حکومت لانا چاہتے ہیں۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ اسْتَوْنِي بِكُلِّ سِحْرِ عَلِيمٍ ۝۹۰ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُوسَى اَلْقُوا مَا اَنْتُمْ مُلْقُونَ ۝۹۱ فَلَمَّا اَلْقَوْا قَالَ مُوسَى مَا جِئْتُمْ بِهٖۤ اِلَّا السِّحْرِ ۝۹۲ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُھُ ۝۹۳ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝۹۴ وَیُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمَتِہٖۤ اَوْ کَرۡہَ الْبُجْرِ مُوۡنَ ۝۹۵

توجہ! کنزالایمان: اور فرعون بولا ہر جادوگر علم والے کو میرے پاس لے آؤ۔ پھر جب جادوگر آئے ان سے موسیٰ نے کہا ڈالو جو تمہیں ڈالنا ہے۔ پھر جب انہوں نے ڈالا موسیٰ نے کہا یہ جو تم لائے یہ جادو ہے اب اللہ اسے باطل کر دے گا اللہ مفسدوں کا کام نہیں بناتا۔ اور اللہ اپنی باتوں سے حق کو حق کر دکھاتا ہے پڑے برا مانیں مجرم۔

توجہ! کنزالعرفان: اور فرعون نے کہا: ہر علم والے جادوگر کو میرے پاس لے آؤ۔ پھر جب جادوگر آ گئے تو ان سے موسیٰ نے کہا: ڈال دو جو تم ڈالنے والے ہو۔ پھر جب انہوں نے ڈال دیا تو موسیٰ نے کہا: جو تم لائے ہو یہ جادو ہے۔ بیشک اب اللہ اسے باطل کر دے گا، اللہ فساد والوں کے کام کو نہیں سنوارتا۔ اور اللہ اپنے کلمات کے ذریعے حق کو حق کر دکھاتا ہے اگرچہ مجرموں کو ناگوار ہو۔

﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ: اور فرعون نے کہا۔﴾ سرکش و تکبر فرعون نے چاہا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزہ کا مقابلہ باطل سے کرے اور دنیا کو اس مغالطہ میں ڈالے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات معاذ اللہ عَزَّوَجَلَّ جادو کی قسم سے ہیں اس لئے وہ بولا: حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ کیلئے ہر علم والے جادوگر کو میرے پاس لے آؤ۔ (1)

﴿فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ﴾: پھر جب جادوگر آ گئے۔ ﴿جب جادوگر آ گئے تو ان سے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جادو کی جو چیزیں رسے شہتیر وغیرہ تم ڈالنے والے ہو میرے سامنے ڈال دو اور جو تمہیں جادو کرنا ہے کرو۔ یہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لئے فرمایا کہ حق و باطل ظاہر ہو جائے اور جادو کے کرشمے جو وہ کرنے والے ہیں ان کا فساد واضح ہو۔^(۱)

﴿فَلَمَّا أَنْقَرُوا﴾: پھر جب انہوں نے ڈال دیا۔ ﴿پھر جب انہوں نے اپنے پاس موجود درسیاں اور شہتیر ڈال دیئے تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو تم لائے ہو یہ جادو ہے نہ کہ وہ آیات الہیہ جن کو فرعون نے اپنی بے ایمانی سے جادو بتایا۔ بیشک اب اللہ تعالیٰ اسے باطل کر دے گا اور اللہ عز و جل فساد والوں کے کام کو نہیں سنوارتا۔^(۲)

﴿وَيُحْيِي اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ﴾: اور اللہ اپنے کلمات کے ذریعے حق کو حق کر دکھاتا ہے۔ ﴿یعنی اللہ عز و جل اپنے حکم، اپنی قضاء و قدر اور اپنے اس وعدے سے حق کو حق کر دکھاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جادو گروں پر غالب کرے گا اگرچہ مجرموں کو ناگوار ہو۔^(۳)

فَمَا أَمَّنَ لِسُوسَى إِلَّا ذُرِّيَّتُهُ مِّنْ قَوْمِهِ عَلَى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ
وَمَلَأَ بِهِمُ أَنْ يَفْتِنَهُمْ ۖ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ ۚ وَإِنَّهُ
لَمِنَ السُّرِفِينَ ﴿٨٣﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو موسیٰ پر ایمان نہ لائے مگر اس کی قوم کی اولاد سے کچھ لوگ فرعون اور اس کے درباریوں سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں انہیں ہٹنے پر مجبور نہ کر دیں اور بیشک فرعون زمین میں سر اٹھانے والا تھا اور بیشک وہ حد سے گزر گیا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو فرعون اور اس کے درباریوں کے خوف کی وجہ سے موسیٰ پر اس کی قوم میں سے چند لوگوں کے علاوہ کوئی ایمان نہ لایا (اس ڈر سے) کہ فرعون انہیں تکلیف میں ڈال دے گا اور بیشک فرعون زمین میں تکبر کرنے والا تھا

①.....خازن، یونس، تحت الآیة: ۸۰، ۳۲۷/۲.

②.....خازن، یونس، تحت الآیة: ۸۱، ۳۲۷/۲، مدارك، یونس، تحت الآیة: ۸۱، ص ۴۸۲، ملقطاً.

③.....خازن، یونس، تحت الآیة: ۸۲، ۳۲۷/۲.

اور بیشک وہ حد سے گزرنے والوں میں سے تھا۔

﴿فَبَا۟ءَ اٰمَنٌ لِّمُوسٰی: تو موسیٰ پر ایمان نہ لائے۔﴾ اس آیت میں نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تسلی دی گئی ہے، کیونکہ آپ لوگوں کے ایمان لانے کیلئے بہت کوشش فرماتے تھے اور لوگوں کے اعراض کرنے کی وجہ سے مغموم ہوتے تھے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تسکین کے لئے فرمایا گیا کہ باوجودیکہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اتنا بڑا معجزہ دکھایا پھر بھی تھوڑے لوگوں نے ایمان قبول کیا، ایسی حالتیں انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو پیش آتی رہی ہیں، آپ اپنی امت کے اعراض سے رنجیدہ نہ ہوں۔

حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واسطے میں قوم کی ذریت سے کون لوگ مراد ہیں؟

اس آیت میں قوم کی ذریت سے کون لوگ مراد ہیں، اس بارے میں مفسرین کے دو قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ ”مِنْ قَوْمِہٖ“ میں جو ضمیر ہے وہ تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف لوٹ رہی ہے، اس صورت میں قوم کی ذریت سے بنی اسرائیل مراد ہوں گے جن کی اولاد مصر میں آپ کے ساتھ تھی اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو فرعون کے قتل سے بچ رہے تھے کیونکہ جب بنی اسرائیل کے لڑکے فرعون کے حکم سے قتل کئے جاتے تھے تو بنی اسرائیل کی بعض عورتیں جو قوم فرعون کی عورتوں کے ساتھ کچھ رسم و راہ رکھتی تھیں وہ جب بچہ جنمیت تو اس کی جان کے اندیشہ سے وہ بچہ فرعون کی قوم کی عورتوں کو دے ڈالتیں، ایسے بچے جو فرعون کی قوم کے گھروں میں پلے تھے اس روز حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ایمان لے آئے جس دن اللہ تعالیٰ نے آپ کو جادو گروں پر غلبہ دیا تھا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ”مِنْ قَوْمِہٖ“ میں ضمیر فرعون کی طرف لوٹ رہی ہے، اس صورت میں قوم کی ذریت سے قوم فرعون کی ذریت مراد ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ وہ قوم فرعون کے تھوڑے لوگ تھے جو ایمان لائے۔^(۱)

بندے کا حد میں رہنا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے

فرعون کے بارے میں فرمایا کہ وہ متکبر تھا کیونکہ وہ خود کو خدا کہتا تھا اور اس سے بڑھ کر کیا تکبر ہو سکتا ہے، نیز فرعون کو حد سے بڑھنے والا کہا گیا کیونکہ اس نے بندہ ہو کر بندگی کی حد سے گزرنے کی کوشش کی اور اُلُو ہیت کا مدعی ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حد میں رہنا اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ پانی حد سے بڑھ جائے تو طوفان بن جاتا ہے اور آدمی حد سے

۱.....بخاری، یونس، تحت الآیۃ: ۸۳، ۳۲۷/۲۔

بڑھ جائے تو شیطان بن جاتا ہے۔

وَقَالَ مُوسَىٰ يُقَوْمُ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِينَ ﴿٨٣﴾ فَقَالُوا عَلَىٰ اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ ﴿٨٥﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٨٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور موسیٰ نے کہا اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان لائے تو اسی پر بھروسہ کرو اگر اسلام رکھتے ہو۔ بولے ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا الہی ہم کو ظالم لوگوں کے لیے آزمائش نہ بنا۔ اور اپنی رحمت فرما کر ہمیں کافروں سے نجات دے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور موسیٰ نے کہا: اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اگر تم مسلمان ہو تو اسی پر بھروسہ کرو۔ انہوں نے کہا: ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا۔ اے ہمارے رب! ہمیں ظالم لوگوں کے لیے آزمائش نہ بنا۔ اور اپنی رحمت فرما کر ہمیں کافروں سے نجات دے۔

﴿وَقَالَ مُوسَىٰ﴾ اور موسیٰ نے کہا۔ ﴿حَضَرَتِ مُوسَىٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ﴾ نے اپنی قوم سے فرمایا: اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو، وہ اپنے فرمانبرداروں کی مدد کرتا اور دشمنوں کو ہلاک فرماتا ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر بھروسہ کرنا کمال ایمان کا تقاضا ہے۔^(۱)

﴿فَقَالُوا﴾ انہوں نے کہا۔ ﴿حَضَرَتِ مُوسَىٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ﴾ کی قوم نے جواب دیتے ہوئے عرض کی: ہم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی پر بھروسہ کیا اس کے علاوہ کسی اور پر بھروسہ نہیں کرتے، پھر اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتے ہوئے عرض گزار ہوئے ”اے ہمارے رب! عَزَّوَجَلَّ، ہمیں ظالم لوگوں کے لیے آزمائش نہ بنا یعنی انہیں ہم پر غالب نہ کرا اور ان کے گناہوں کی وجہ سے ہمیں ہلاک نہ فرماتا کہ وہ یہ گمان نہ کریں کہ وہ حق پر ہیں اور یوں سرکشی و کفر میں بڑھ جائیں اور اپنی رحمت فرما کر ہمیں قوم فرعون کے کافروں کے قبضے سے نجات دے اور ان کے ظلم و ستم سے بچا۔“^(۲)

۱.....خازن، یونس، تحت الآية: ۸۴، ۳۲۸/۲.

۲.....خازن، یونس، تحت الآية: ۸۵، ۳۲۸/۲.

وَاَوْحَيْنَا اِلٰى مُوسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّآ الْقَوْمَ كَمَا بَصُرْتُمَا وَاَجْعَلُوْا
بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۖ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کو وحی بھیجی کہ مصر میں اپنی قوم کے لیے مکانات بناؤ اور اپنے گھروں کو نماز کی جگہ کرو اور نماز قائم رکھو اور مسلمانوں کو خوشخبری سناؤ۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کو وحی بھیجی کہ مصر میں اپنی قوم کے لیے مکانات بناؤ اور اپنے گھروں کو نماز کی جگہ بناؤ اور نماز قائم رکھو اور مسلمانوں کو خوشخبری سناؤ۔

﴿وَاَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً﴾ اور اپنے گھروں کو نماز کی جگہ بناؤ۔ ﴿حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کا قبلہ کعبہ شریف تھا اور ابتداء میں بنی اسرائیل کو یہی حکم تھا کہ وہ گھروں میں چھپ کر نماز پڑھیں تاکہ فرعونوں کے شر و ایذا سے محفوظ رہیں۔﴾^(۱)

آیت ”وَاَوْحَيْنَا اِلٰى مُوسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّآ“ سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے پانچ باتیں معلوم ہوئیں:

- (۱)..... گھر بنانا بھی سنتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے لیکن شرط یہ ہے کہ فخر کے لئے نہ ہو بلکہ ضرورت پوری کرنے کے لئے ہو۔
- (۲)..... رہنے سہنے کے گھروں میں گھر یلو مسجد بنانا، جسے مسجد بیت کہا جاتا ہے، یہ ایک قدیم طریقہ ہے، لہذا یہ ہونا چاہیے کہ مسلمان اپنے گھر کا کوئی حصہ نماز کے لئے پاک و صاف رکھیں اور اس میں عورت اعتکاف کرے۔
- (۳)..... خوف کے وقت چھپ کر گھروں میں نماز پڑھنا جائز ہے کیونکہ بنی اسرائیل اس زمانہ میں ایسے ہی نماز پڑھتے تھے۔
- (۴)..... مصیبت کے وقت اچھی خبریں سنانی چاہئیں تاکہ لوگوں کا حوصلہ بڑھے اور مایوسی دور ہو۔
- (۵)..... حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین میں نماز فرض تھی، اس وقت زکوٰۃ کا حکم اس لئے نہ دیا گیا کہ بنی اسرائیل

①..... مدارك، یونس، تحت الآية: ۸۷، ص ۴۸۲-۴۸۳۔

غریب و مساکین تھے، جب ان کے پاس مال آیا تو پھر ان پر مال کا چوتھائی حصہ زکوٰۃ نکالنی فرض ہوئی۔

وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَآئِهِ زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ
الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوهُنَّ سَبِيلَكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ
قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٨٨﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور موسیٰ نے عرض کی اے رب ہمارے تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو آرائش اور مال دنیا کی زندگی میں دیئے اے رب ہمارے اس لیے کہ تیری راہ سے بہکاوں اے رب ہمارے ان کے مال برباد کر دے اور ان کے دل سخت کر دے کہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور موسیٰ نے عرض کی: اے ہمارے رب! تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں آرائش اور مال دیدیا، اے ہمارے رب! تاکہ وہ تیرے راستے سے بھٹکا دیں۔ اے ہمارے رب! ان کے مال برباد کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے تاکہ وہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔

﴿وَقَالَ مُوسَىٰ﴾ اور موسیٰ نے عرض کی۔ ﴿حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کے عظیم معجزات دکھانے کے باوجود فرعون نے اپنے کفر و عناد پر قائم رہے تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام نے ان کے خلاف دعا فرمائی: اے ہمارے رب! غَوَّجَلْ، تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں آرائش، عمدہ لباس، نفیس فرش، قیمتی زیور اور طرح طرح کے سامان دیئے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مال و دولت کے ذریعے لوگوں کو تیرے راستے سے بھٹکانے لگے۔ اے ہمارے رب! غَوَّجَلْ، ان کے مال برباد کر دے کیونکہ وہ تیری نعمتوں پر بجائے شکر کے جری ہو کر مَعْصِیَت کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کی یہ دعا قبول ہوئی اور فرعون کیوں کے درہم و دینار وغیرہ پتھر ہو کر رہ گئے اور یہ ان 9 نشانیوں میں سے ایک ہے جو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کو دی گئی تھیں۔ (۱)

۱.....حازن، یونس، تحت الآیة: ۸۸، ۳۶۹/۲، مدارك، یونس، تحت الآیة: ۸۸، ص ۸۳، ملتقطاً.

﴿وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ﴾: اور ان کے دلوں کو سخت کر دے۔ جب حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام ان لوگوں کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے تب آپ نے ان کے لئے یہ دعا کی اور ایسا ہی ہوا کہ وہ غرق ہونے کے وقت تک ایمان نہ لائے۔^(۱)

آیت ﴿وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ﴾ سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے دو چیزیں معلوم ہوئیں:

- (۱)..... مال عام طور پر غفلت کا سبب بنتا ہے، اس لئے مالدار کو اپنے محاسبے کی زیادہ حاجت ہے کہ کہیں اس کے مال نے اسے غافل تو نہیں کر دیا۔ اسی لئے قرآن میں فرمایا گیا
- أَلْهَمَكُمْ التَّكَاثُرَ ۖ حَتَّىٰ ذُرْتُمْ الْمَقَابِرَ^(۲) ترجمہ کنز العرفان: زیادہ مال جمع کرنے کی طلب نے تمہیں غافل کر دیا۔ یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔

اور فرمایا گیا

وَاَعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ عِنْدَكَ أَجْرٌ عَظِيمٌ^(۳) ترجمہ کنز العرفان: اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک امتحان ہے اور یہ کہ اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

- (۲)..... دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ دل کی سختی بڑا عذاب ہے۔ دل کی سختی کا معنی ہے کہ نصیحت دل پر اثر نہ کرے، گناہوں سے رغبت ہو اور گناہ کرنے پر کوئی پشیمانی نہ ہو اور توبہ کی طرف توجہ نہ ہو۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا زیادہ گفتگو نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر زیادہ کلام کرنا دل کی سختی (کا باعث ہے) اور سخت دل آدمی اللہ تعالیٰ سے بہت دور ہوتا ہے۔“^(۴)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دل کی سختی سے محفوظ فرمائے، یاد رہے کہ اگر کوئی آدمی نیک اعمال کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے لیکن اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں آتے تو اسے سخت دل نہیں کہا جاسکتا کہ اصل مقصود آنسو بہانا نہیں بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی فرمانبرداری کرنا ہے۔

قَالَ قَدْ أُجِيبْتُ دَعْوَتُكُمْ فَأَسْتَقْبِلُكُمْ وَلَا تَتَّبِعَنَّ سَبِيلَ الَّذِينَ

①..... مدارك، يونس، تحت الآية: ۸۸، ص ۴۸۳.

②..... تکاثر: ۲۰۱.

③..... انفال: ۲۸.

④..... ترمذی، کتاب الزہد، ۶۲-باب منه، ۴/۱۸۴، الحدیث: ۲۴۱۹.

لَا يَعْصُونَ ﴿٨٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: فرمایا تم دونوں کی دعا قبول ہوئی تو ثابت قدم رہو اور نادانوں کی راہ نہ چلو۔

ترجمہ کنزالعرفان: (اللہ نے) فرمایا تم دونوں کی دعا قبول ہوئی پس تم ثابت قدم رہو اور نادانوں کے راستے پر نہ چلنا۔

﴿قَالَ قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا﴾ (اللہ نے) فرمایا: تم دونوں کی دعا قبول ہوئی۔ ﴿اس آیت میں دعا کی نسبت حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام دونوں کی طرف کی گئی حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کرتے تھے اور حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام آمین کہتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آمین کہنے والا بھی دعا کرنے والوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ آمین دعا ہے لہذا اس کیلئے اخفا ہی مناسب ہے۔^(۱) یاد رہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا اور اس کی مقبولیت کے درمیان چالیس برس کا فاصلہ ہوا۔^(۲) اسی لئے فرمایا گیا کہ ان لوگوں میں سے نہ ہونا جو قبولیت دعا میں دیر ہونے کی حکمتیں نہیں جانتے۔

دعا قبول ہونے میں تاخیر ہونا بھی حکمت ہے

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا کی قبولیت میں یہ ضروری نہیں کہ فوراً ہی اس کا اثر ہو جائے بلکہ بعض اوقات حکمت الہی سے اس میں ایک عرصے کی تاخیر بھی ہو جاتی ہے، نیز اس شخص کی دعا ویسے ہی قبول نہیں ہوتی جو شور مچائے کہ اس نے بڑی دعا کی مگر قبول نہیں ہوئی چنانچہ حدیث میں ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”بندے کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ مانگے اور جب تک کہ جلد بازی سے کام نہ لے۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، جلد بازی کیا ہے؟ ارشاد فرمایا ”یہ کہہ کہ میں نے دعا مانگی اور مانگی مگر مجھے امید نہیں کہ قبول ہو، لہذا اس پر دل تنگ ہو جائے اور دعا مانگنا چھوڑ دے۔“^(۳)

۱.....مدارک، یونس، تحت الآیة: ۸۹، ص ۴۸۳.

۲.....حازن، یونس، تحت الآیة: ۸۹، ۲/۳۳۰.

۳.....مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب بیان انه يستجاب للداعی ما لم یعجل فیقول: دعوت فلم يستجب لی، ص ۱۴۶۳، الحدیث: ۹۲ (۲۷۳۵).

اسی لئے دعا کے آداب میں سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قبولیت کے یقین سے دعا مانگو جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”تم اللہ تعالیٰ سے قبولیت کے یقین کے ساتھ دعا مانگا کرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل دل سے (دعا کرنے والے کی) دعا قبول نہیں فرماتا۔“ (۱)

وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَءِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَّبَعَهُمْ فَرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدُوًّا حَتَّى إِذَا أَذْمَاكُهُ الْعُرْقُ قَالَ أَمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنْتُ بِهِ بَنُو إِسْرَءِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ⑨

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم بنی اسرائیل کو دریا پار لے گئے تو فرعون اور اس کے لشکروں نے ان کا پیچھا کیا سرکشی اور ظلم سے یہاں تک کہ جب اسے ڈوبنے نے آیا بولا میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا عبور کرا دیا تو فرعون اور اس کے لشکروں نے سرکشی اور ظلم سے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ جب اسے غرق ہونے نے آیا تو کہنے لگا: میں اس بات پر ایمان لایا کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمان ہوں۔

﴿قَالَ أَمَنْتُ﴾ فرعون نے کہا: میں ایمان لایا۔ ﴿جَبَّ اللہ تَعَالٰی﴾ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی دعا قبول فرمائی تو بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ وہ ایک مُعَيَّن وقت میں مصر سے روانہ ہو جائیں اور اس کیلئے اپنا سامان بھی تیار کر لیں، فرعون اس معاملے سے غافل تھا، جب اس نے سنا کہ بنی اسرائیل اس کا ملک چھوڑنے کے عزم سے نکل گئے ہیں تو وہ ان کے پیچھے روانہ ہوا، جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اپنی قوم کے ساتھ روانہ ہوئے اور دریا کے کنارے پہنچے اور ادھر فرعون بھی اپنے لشکر کے ساتھ ان کے قریب پہنچ گیا تو بنی اسرائیل شدید خوف میں مبتلا ہو گئے کیونکہ سامنے

①.....ترمذی، کتاب الدعوات، ۶۵-باب، ۲۹۲/۵، الحدیث: ۳۴۹۰۔

دریا تھا اور پیچھے فرعون کا لشکر، آگے بڑھتے ہیں تو دریا میں ڈوب جائیں گے پیچھے ہٹتے ہیں تو فرعون کا لشکر انہیں ہلاک کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس خطرناک حالت میں ان پر اس طرح انعام فرمایا کہ دریا میں ان کیلئے ایک راستہ ظاہر کر دیا، پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اصحاب کے ساتھ اس میں داخل ہو کر دریا کے پار تشریف لے گئے، اللہ تعالیٰ نے دریا میں بننے والے رستے کو اسی طرح خشک رکھا تا کہ فرعون حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعاقب میں اپنے لشکر کے ساتھ اس میں داخل ہو جائے۔ جب فرعون اپنے پورے لشکر کے ساتھ اس دریائی راستے میں داخل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے دریا میں پڑے ہوئے شگاف کو ملا کر فرعون کو اس کے پورے لشکر سمیت ڈبو دیا۔ جب فرعون ڈوبنے لگا تو اس امید پر اپنے اخلاص اور ایمان کا اظہار کرنے لگا کہ اللہ تعالیٰ اسے اس مصیبت سے نجات دیدے گا۔^(۱)

اَللَّنَّ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ﴿۹۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: کیا اب اور پہلے سے نافرمان رہا اور تو فسادی تھا۔

ترجمہ کنزالعرفان: (اُسے کہا گیا) کیا اب (ایمان لاتے ہو؟) حالانکہ اس سے پہلے تو نافرمان رہا اور تو فسادی تھا۔

﴿اَللَّنَّ﴾: کیا اب۔ ﴿وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ﴾: ڈوبتے وقت جب فرعون نے ایمان کا اقرار کیا تو اس وقت اس سے کہا گیا: کیا اب حالتِ اضطراب میں جب کہ غرق میں مبتلا ہو چکا ہے اور زندگی کی امید باقی نہیں رہی اس وقت ایمان لاتا ہے حالانکہ اس سے پہلے تو نافرمان رہا اور تو فسادی تھا، خود گمراہ تھا اور دوسروں کو گمراہ کرتا تھا۔ مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام فرعون کے پاس ایک تحریری سوال لائے جس کا مضمون یہ تھا کہ ایسے غلام کے بارے میں بادشاہ کا کیا حکم ہے جس نے ایک شخص کے مال و نعمت میں پرورش پائی، پھر اس کی ناشکری کی اور اس کے حق کا منکر ہو گیا اور اپنے آپ مولیٰ ہونے کا مدعی بن گیا؟ اس پر فرعون نے یہ جواب لکھا کہ جو غلام اپنے آقا کی نعمتوں کا انکار کرے اور اس کے مقابل آئے اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو دریا میں ڈبو دیا جائے۔ جب فرعون ڈوبنے لگا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کا وہی فتویٰ اس کے سامنے کر دیا اور اس کو اس نے پہچان لیا۔^(۲)

①.....تفسیر کبیر، یونس، تحت الآیۃ: ۹۰، ۲۹۵/۶۔

②.....مدارک، یونس، تحت الآیۃ: ۹۱، ص ۴۸۴۔

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلَقَ آيَةً ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا
مِّنَ النَّاسِ عَنِ اٰیَتِنَا لَغَفْلُونَ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: آج ہم تیری لاش کو اترادیں گے کہ تو اپنے پچھلوں کے لیے نشانی ہو اور بیشک لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: آج ہم تیری لاش کو بچالیں گے تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لیے نشانی بن جائے اور بیشک لوگ ہماری نشانیوں سے ضرور غافل ہیں۔

﴿فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ﴾ آج ہم تیری لاش کو بچالیں گے۔ علماء تفسیر کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو ان کی ہلاکت کی خبر دی تو بنی اسرائیل میں سے بعض کو شبہ رہا اور اس کی عظمت و ہیبت جو ان کے قلوب میں تھی اس کے باعث انہیں اس کی ہلاکت کا یقین نہ آیا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے دریائے فرعون کی لاش ساحل پر پھینک دی، بنی اسرائیل نے اس کو دیکھ کر پہچانا۔^(۱)

﴿وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ عَنِ اٰیَتِنَا لَغَفْلُونَ﴾ اور بیشک لوگ ہماری نشانیوں سے ضرور غافل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور فرعون کا واقعہ بیان فرمایا اور فرعون کا انجام ذکر کیا اور اس واقعے کا اختتام اس کلام پر فرمایا۔ اس میں خطاب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہے تاکہ وہ اپنی امت کو دلائل سے اعراض کرنے پر ڈرائیں اور ان واقعات میں غور و فکر کرنے اور ان سے عبرت حاصل کرنے کی ترغیب دیں یہی ان واقعات کو بیان کرنے کا مقصود ہے۔^(۲)

وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ مَبَآئِدَ صِدْقٍ وَّرَازَقْتَهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ فَمَا
اٰخْتَلَفُوا حَتَّى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِيمَا

۱.....حازن، یونس، تحت الآیة: ۹۲، ۳۳۲/۲-۳۳۳.

۲.....تفسیر کبیر، یونس، تحت الآیة: ۹۲، ۲۹۸/۶.

كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٩١﴾

توجہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو عزت کی جگہ دی اور انہیں ستھری روزی عطا کی تو اختلاف میں نہ پڑے مگر علم آنے کے بعد بیشک تمہارا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کر دے گا جس بات میں جھگڑتے تھے۔

توجہ کنزالعرفان: اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو عزت کی جگہ دی اور انہیں پاکیزہ رزق عطا کیا تو وہ اختلاف میں نہ پڑے مگر علم آنے کے بعد۔ بیشک تمہارا رب قیامت کے دن اُن میں اُس بات کا فیصلہ کر دے گا جس میں وہ جھگڑتے تھے۔

﴿وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ مَبْوَءَ صَدَقٍ﴾: اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو عزت کی جگہ دی۔ ﴿یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو عزت کی جگہ ٹھہرایا اور ان کے سمندر سے نکلنے اور ان کے دشمن فرعون کی ہلاکت کے بعد انہیں عزت کے مقام میں اتارا۔ آیت میں عزت کی جگہ سے یا تو ملک مصر اور فرعون و فرعونوں کے املاک مراد ہیں یا سرزمین شام، قدس اور اردن، جو کہ نہایت سرسبز و شاداب اور زرخیز ملک ہیں۔﴾^(۱)

﴿فَمَا اخْتَلَفُوا حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْعِلْمُ﴾: تو وہ اختلاف میں نہ پڑے مگر علم آنے کے بعد ﴿یہاں علم سے مراد یا تو توریت ہے جس کے معنی میں یہودی آپس میں اختلاف کرتے تھے یا سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تشریف آوری ہے کہ اس سے پہلے تو سب یہودی آپ کے قائل اور آپ کی نبوت پر متفق تھے اور توریت میں جو آپ کی صفات مذکور تھیں ان کو مانتے تھے لیکن تشریف آوری کے بعد اختلاف کرنے لگے، کچھ ایمان لے آئے اور کچھ لوگوں نے حسد و عداوت کی وجہ سے کفر کیا۔ ایک قول یہ ہے کہ علم سے قرآن مجید مراد ہے۔﴾^(۲)

سَلَامُ اللہِ تَعَالٰی کا عذاب اور عذاب بھی ہوتا ہے

اس سے معلوم ہوا کہ جس علم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور حقیقی معرفت نہ ہو وہ علم اللہ عز و جل کا عذاب اور

①.....خازن، یونس، تحت الآية: ۹۳، ۳۳۳/۲۔

②.....خازن، یونس، تحت الآية: ۹۳، ۳۳۳/۲۔

حجاب ہے، چنانچہ علم کے باوجود گمراہ ہو جانے کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَأَصْلَهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ (۱)

اور جو علم معرفت الہی کا ذریعہ ہو، وہ رحمت ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

سے ارشاد فرمایا

وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا (۲)

ترجمہ کنز العرفان: اور عرض کرو: اے میرے رب! میرے

علم میں اضافہ فرما۔

﴿إِنَّ رَبَّكَ يَفْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَشْكَ تَهَارًا رَبِّ قِيَامَتِ كَدَنَ انْ فِيْصَلْهْ كَرْدِے گَا۔﴾ یعنی اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، یہودی دنیا میں آپ کی نبوت کے معاملے میں جھگڑ رہے ہیں، قیامت کے دن آپ کا رب غزوہ جل ان میں عملی طور پر اس طرح فیصلہ کر دے گا کہ آپ پر ایمان لانے والوں کو جنت میں داخل فرمائے گا اور آپ کا انکار کرنے والوں کو جہنم کے عذاب میں مبتلا فرمائے گا۔ (۳)

فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِّمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ فَسْأَلِ الَّذِينَ يَقْرَأُونَ
الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ
الْمُبْتَرِّينَ ۚ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَتَكُونُوا
مِنَ الْخَاسِرِينَ ۙ

ترجمہ کنز الایمان: اور اے سننے والے اگر تجھے کچھ شبہ ہو اس میں جو ہم نے تیری طرف اتارا تو ان سے پوچھ دیکھ جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھنے والے ہیں بیشک تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے حق آیا تو تو ہرگز شک والوں میں نہ ہو۔ اور ہرگز ان میں نہ ہونا جنہوں نے اللہ کی آیتیں جھٹلائیں کہ تو خسارے والوں میں ہو جائے گا۔

②..... طہ: ۱۱۴.

①..... الحاثیہ: ۲۳.

③..... حازن، یونس، تحت الآية: ۹۳، ۳۳۳/۲.

ترجمہ کنزالعرفان: تو اے سننے والے! اگر تجھے اس میں کوئی شک ہو جو ہم نے تیری طرف اتارا ہے تو ان سے پوچھ لو جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھنے والے ہیں، بیشک تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے حق آیا تو تو ہرگز شک والوں میں نہ ہو۔ اور ہرگز ان میں نہ ہونا جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور نہ تو نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائے گا۔

﴿فَإِنْ كُنْتَ فِي شكٍ﴾: تو اے سننے والے! اگر تجھے کوئی شک ہو۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے سننے والے! اگر تمہیں ان قصوں میں کچھ تردد ہو جو ہم نے اپنے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے تمہیں بیان کئے ہیں تو تم علمائے اہل کتاب جیسے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے پوچھ لو تا کہ وہ تمہیں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اطمینان دلائیں اور آپ کی نعت و صفت جو توریت میں مذکور ہے وہ سنا کر شک دور کر دیں۔ بیشک تیرے پاس تیرے رب عزوجل کی طرف سے وہ حق آیا جو اپنے واضح دلائل سے اتنا روشن ہے کہ اس میں شک کی مجال نہیں لہذا تو ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہو اور ہرگز ان لوگوں میں سے نہ ہونا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی واضح دلیلوں کو جھٹلایا اور نہ تو اپنی جانوں کو خسارے میں ڈال کر نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائے گا۔ (۱)

إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ۙ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝۹۷

ترجمہ کنزالایمان: بیشک وہ جن پر تیرے رب کی بات ٹھیک پڑ چکی ہے ایمان نہ لائیں گے۔ اگرچہ سب نشانیاں ان کے پاس آئیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک جن لوگوں پر تیرے رب کی بات کی ہو چکی ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اگرچہ ان کے پاس ہر نشانی آجائے جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں گے۔

۱..... جلالین، یونس، تحت الآية: ۹۴، ص ۱۷۸، حازن، یونس، تحت الآية: ۹۴، ۳۳۴-۳۳۵، ملنقطاً.

﴿إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ: بیشک جن لوگوں پر تیرے رب کی بات پکی ہو چکی ہے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ قول ان پر ثابت ہو چکا جو لوح محفوظ میں لکھ دیا گیا ہے اور جس کی ملائکہ نے خبر دی ہے کہ یہ لوگ کافر مریں گے اور جب تک وہ موت کے وقت یا قیامت میں دردناک عذاب نہ دیکھ لیں گے ایمان نہیں لائیں گے اگرچہ سب نشانیاں ان کے پاس آجائیں اور اس وقت کا ایمان نہ نفع بخش ہے اور نہ مقبول۔^(۱)

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ أَمَنَتْ فَتَقَعَهَا آيَاتُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ ط لَمَّا أَمَنُوا
كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ۝۹۸

ترجمہ کنزالایمان: تو ہوئی ہوتی نہ کوئی بستی کہ ایمان لاتی تو اس کا ایمان کام آتا ہاں یونس کی قوم جب ایمان لائے ہم نے ان سے رسوائی کا عذاب دنیا کی زندگی میں ہٹا دیا اور ایک وقت تک انہیں برتنے دیا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو کیوں ایسا نہ ہوا کہ کوئی قوم ایمان لے آتی تاکہ اس کا ایمان اسے نفع دیتا لیکن یونس کی قوم جب ایمان لائی تو ہم نے ان سے دنیا کی زندگی میں رسوائی کا عذاب ہٹا دیا اور ایک وقت تک انہیں فائدہ اٹھانے دیا۔

﴿فَلَوْلَا: تو کیوں ایسا نہ ہوا۔﴾ یعنی ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان بستیوں میں سے جنہیں ہم نے ہلاک کیا کوئی قوم عذاب کا مشاہدہ کرنے سے پہلے کفر چھوڑ کر اخلاص کے ساتھ توبہ کر کے ایمان لے آتی اور جس طرح فرعون نے اپنا ایمان لانا مؤخر کیا وہ قوم نہ کرتی تاکہ اس کا ایمان اسے نفع دیتا کیونکہ اختیار کے وقت میں ایمان لانے کی وجہ سے اللہ عز وجل ان کا ایمان قبول کر لیتا۔^(۲)

﴿إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ: لیکن یونس کی قوم۔﴾ حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کا واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ موصل کے علاقے نیبوی میں رہتے تھے اور کفر و شرک میں مبتلا تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی طرف بھیجا، آپ نے انہیں بت پرستی چھوڑنے اور ایمان لانے کا حکم دیا، ان لوگوں نے انکار کیا اور حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب

۱.....مدارک، یونس، تحت الآية: ۹۶، ص ۴۸۵.

۲.....مدارک، یونس، تحت الآية: ۹۸، ص ۴۸۶.

کی، آپ نے انہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے عذاب نازل ہونے کی خبر دی، ان لوگوں نے آپس میں کہا کہ حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی کوئی بات غلط نہیں کہی ہے، دیکھو اگر وہ رات کو یہاں رہے جب تو کوئی اندیشہ نہیں اور اگر انہوں نے رات یہاں نہ گزار لی تو سمجھ لینا چاہیے کہ عذاب آئے گا۔ جب رات ہوئی تو حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں سے تشریف لے گئے اور صبح کے وقت عذاب کے آثار نمودار ہو گئے، آسمان پر سیاہ رنگ کا ہیبت ناک بادل آیا، بہت سارا دھواں جمع ہوا اور تمام شہر پر چھا گیا۔ یہ دیکھ کر انہیں یقین ہو گیا کہ عذاب آنے والا ہے، انہوں نے حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تلاش کیا تو آپ کو نہ پایا، اب انہیں اور زیادہ اندیشہ ہوا تو وہ لوگ اپنی عورتوں، بچوں اور جانوروں کے ساتھ جنگل کی طرف نکل گئے، موٹے کپڑے پہن کر توبہ و اسلام کا اظہار کیا، شوہر سے بیوی اور ماں سے بچے جدا ہو گئے اور سب نے بارگاہِ الہی میں گریہ و زاری شروع کر دی اور عرض کرنے لگے کہ جو دین حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام لائے ہیں ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے سچی توبہ کی اور جو جرائم ان سے ہوئے تھے انہیں دور کیا، پرانے مال واپس کئے حتیٰ کہ اگر دوسرے کا ایک پتھر کسی کی بنیاد میں لگ گیا تھا تو بنیاد اکھاڑ کر وہ پتھر نکال دیا اور واپس کر دیا۔ اللہ تعالیٰ سے اخلاص کے ساتھ مغفرت کی دعائیں کیں تو پروردگارِ عالم نے ان پر رحم کیا، دعا قبول فرمائی اور عذاب اٹھادیا گیا۔^(۱)

فرعون کی توبہ اور حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی توبہ میں فرق

اس مقام پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کے بارے میں ذکر فرمایا کہ اس نے آخری وقت توبہ کی لیکن اس کی توبہ قبول نہ ہوئی جبکہ حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے بارے میں ذکر فرمایا کہ انہوں نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، دونوں کی توبہ میں کیا فرق ہے؟ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ فرعون کی توبہ اور حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی توبہ میں واضح فرق ہے وہ یہ کہ فرعون نے عذاب کا مشاہدہ کرنے کے بعد توبہ کی تھی جبکہ حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر جب وہ نشانیاں ظاہر ہوئیں جو عذاب کے قریب ہونے پر دلالت کرتی ہیں تو انہوں نے عذاب کا مشاہدہ کرنے سے پہلے اسی وقت ہی توبہ کر لی تھی۔^(۲) اس کا مطلب یہ نکلا کہ نزولِ عذاب کے بعد توبہ قبول نہیں البتہ نزولِ عذاب سے پہلے صرف علاماتِ عذاب کے ظہور کے بعد توبہ قبول ہو سکتی ہے۔

①.....خازن، یونس، تحت الآية: ۹۸، ۲/۳۳۵-۳۳۶.

②.....تفسیر کبیر، یونس، تحت الآية: ۹۸، ۳۰۳/۶.

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَأَمَنَّ مِنَ فِي الْأَرْضِ كُلَّهُمْ جَمِيعًا ۖ أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ
حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٩٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر تمہارا رب چاہتا زمین میں جتنے ہیں سب کے سب ایمان لے آتے تو کیا تم لوگوں کو زبردستی کرو گے یہاں تک کہ مسلمان ہو جائیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر تمہارا رب چاہتا تو جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کے سب ایمان لے آتے تو کیا تم لوگوں کو مجبور کرو گے یہاں تک کہ مسلمان ہو جائیں؟

﴿وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ﴾ اور اگر تمہارا رب چاہتا۔ ﴿لَعَنِ الْإِيمَانَ لَأَنَّا سَعَادَتِ أَرْزِي بِمَوْقُوفٍ﴾ یعنی ایمان لانا سعادۂ ازل پر موقوف ہے، ایمان وہی لائیں گے جن کیلئے توفیق الہی شامل حال ہو، اس آیت میں سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ چاہتے ہیں کہ سب ایمان لے آئیں اور راہِ راست اختیار کریں لیکن آپ کی خواہش و کوشش کے باوجود بھی جو لوگ ایمان سے محروم رہ جاتے ہیں ان کا آپ کو غم ہوتا ہے تو اس کا آپ کو غم نہ ہونا چاہیے کیونکہ ازل سے جو شقی ہے وہ ایمان نہ لائے گا۔^(۱)

﴿أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ﴾ تو کیا تم لوگوں کو مجبور کرو گے۔ ﴿لَعَنِ الْإِيمَانَ﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کو یہ روا نہیں کہ لوگوں کو ایمان قبول کرنے پر مجبور کریں کیونکہ ایمان تصدیق اور اقرار کا نام ہے اور کسی پر تجبر اور زبردستی کرنے سے تصدیق قلبی حاصل نہیں ہوتی۔^(۲) معلوم ہوا کہ کسی کو جبراً مسلمان بنانا درست نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ^(۳) ترجمہ کنزالعرفان: دین میں کوئی زبردستی نہیں۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تُوْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَيَجْعَلُ الرَّجْسَ
عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿۱۰۰﴾

①.....حازن، یونس، تحت الآية: ۹۹، ۳۳۶/۲.

②.....مدارك، یونس، تحت الآية: ۹۹، ص ۴۸۶.

③.....البقرہ: ۲۵۶.

توبہ کنزالایمان: اور کسی جان کی قدرت نہیں کہ ایمان لے آئے مگر اللہ کے حکم سے اور عذاب ان پر ڈالتا ہے جنہیں عقل نہیں۔

توبہ کنزالعرفان: اور کسی جان کو قدرت نہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر ایمان لے آئے اور اللہ ان لوگوں پر عذاب ڈالتا ہے جو سمجھتے نہیں۔

﴿وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ﴾ اور کسی جان کو قدرت نہیں۔ ﴿خَلَّاصَهُ﴾ کلام یہ ہے کہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہتا ہے تو بندہ اپنے اختیار سے ایمان قبول کرتا ہے، اپنے چاہنے کی وجہ سے وہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور جب اللہ عَزَّوَجَلَّ ہدایت کا ارادہ نہ کرے تو بندہ اپنی رغبت سے کفر پر رہتا ہے اور اس رغبت کا عذاب پاتا ہے۔ لہذا اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بندہ مجبور ہے کیونکہ بندے کی رغبت بھی مشیت الہی میں داخل ہے۔ مجبور کرنے کی بات تب ہو جب آدمی کفر پر اس طرح مجبور ہو جیسے رعشے میں مبتلا آدمی کے ہاتھ کانپتے ہیں کہ اگرچہ وہ کتنا ہی اسے روکنا چاہے روک نہیں پاتا تو اگر کوئی آدمی کفر پر اس طرح مجبور ہے کہ وہ دل سے ایمان لانا چاہتا ہے مگر اسے قدرت ہی نہیں، وہ ایمان لانا ہی نہیں پاتا، اس کا دل تصدیق ہی نہیں کرتا اور اس کی زبان اقرار اسلام کرتی ہی نہیں پھر تو کہا جائے گا کہ اسے کفر پر مجبور کر دیا گیا لیکن اگر دل میں قبول کرنے کا اختیار موجود ہے لیکن پھر بھی کوئی ایمان قبول نہیں کرتا تو وہ ہرگز مجبور نہیں ہے۔

قُلْ اَنْظُرُوا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ
عَنْ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾

توبہ کنزالایمان: تم فرماؤ دیکھو آسمانوں اور زمین میں کیا کیا ہے اور آیتیں اور رسول انہیں کچھ نہیں دیتے جن کے نصیب میں ایمان نہیں۔

توبہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: تم دیکھو کہ آسمانوں اور زمین میں کیا کیا (نشانیاں) ہیں اور نشانیاں اور رسول ان لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں دیتے جو ایمان نہیں لاتے۔

﴿قُلْ: تم فرماؤ۔﴾ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا تھا کہ اس کی تخلیق اور مہیئت کے بغیر ایمان حاصل نہیں ہو سکتا اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور قدرت پر موجود دلائل میں غور و فکر کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ انسان مجبور محض ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ ان نشانیاں طلب کرنے والے مشرکین سے فرمادیں کہ تم دل کی آنکھوں سے دیکھو اور غور کرو کہ آسمانوں اور زمین میں توحید باری تعالیٰ کی کیا کیا نشانیاں ہیں، اوپر سورج اور چاند ہیں جو کہ دن اور رات کے آنے کی دلیل ہیں، ستارے ہیں جو کہ طلوع اور غروب ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل فرماتا ہے۔ زمین میں پہاڑ، دریا، دھنیں، نہریں، درخت نباتات یہ سب اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے اور ان کا خالق ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔^(۱) تو عظمتِ خداوندی، توحیدِ الہی اور قدرتِ ربّانی سمجھانے کیلئے یہی دلائل کافی ہیں، اب اگر ان سب دلائل کے باوجود کوئی ایمان نہیں لاتا تو پھر اس کا ارادہ جہنم میں جانے کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ قُلْ فَانْتَظِرُوا
إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ۝^{۱۰۲} ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا كَذَلِكَ
حَقًّا عَلَيْنَا نُنَجِّي الْمُؤْمِنِينَ ۝^{۱۰۳}

ترجمہ کنزالایمان: تو انہیں کا ہے انتظار ہے مگر انہیں لوگوں کے سے دنوں کا جو ان سے پہلے ہو گزرے تم فرماؤ تو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں۔ پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو نجات دیں گے بات یہی ہے ہمارے ذمہ کرم پر حق ہے مسلمانوں کو نجات دینا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو انہیں ان لوگوں کے دنوں جیسے (دنوں) کا انتظار ہے جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ تم فرماؤ: تو

۱.....تفسیر کبیر، یونس، تحت الآیۃ: ۱۰۱، ۶/۶، ۳۰، حازن، یونس، تحت الآیۃ: ۱۰۱، ۲/۲، ۳۳، ملقطاً.

انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں۔ پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو نجات دیں گے۔ ہم پر اسی طرح حق ہے کہ ایمان والوں کو نجات دیں۔

﴿فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ: تو انہیں ان لوگوں کے دنوں جیسے (دنوں) کا انتظار ہے جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔﴾ آیت کا معنی یہ ہے کہ ان لوگوں کا طرزِ عمل یہ بتاتا ہے کہ گویا یہ لوگ گزشتہ امتوں کے دنوں جیسے دنوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ گزشتہ انبیاءِ کرام عَلَیْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام اپنے زمانوں میں کفار کو ان دنوں کے آنے سے ڈراتے تھے جن میں مختلف قسم کے عذاب نازل ہوں جبکہ کفار اسے جھٹلاتے اور مذاق اڑاتے ہوئے عذاب نازل ہونے کی جلدی مچاتے تھے اسی طرح نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے کے کفار بھی انہی کی روش اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے فرمایا: آپ ان سے فرمادیں کہ تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں۔^(۱)

﴿ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا: پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو نجات دیں گے۔﴾ حضرت ربیع بن انس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ عذاب کا خوف دلانے کے بعد اس آیت میں یہ بیان فرمایا کہ جب عذاب واقع ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ رسول کو اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو نجات عطا فرماتا ہے۔^(۲)

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِّن دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَلَكِن أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّكُم وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَأَنْ أَقِمَّ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ اے لوگو اگر تم میرے دین کی طرف سے کسی شبہ میں ہو تو میں تو اسے نہ پوجوں گا جسے تم

①.....تفسیر کبیر، یونس، تحت الآية: ۱۰۲، ۳۰۷/۶.

②.....تفسیر طبری، یونس، تحت الآية: ۱۰۲، ۶۱۷/۶.

اللہ کے سوا پوجتے ہو ہاں اس اللہ کو پوجتا ہوں جو تمہاری جان نکالے گا اور مجھے حکم ہے کہ ایمان والوں میں ہوں۔ اور یہ کہ اپنا منہ دین کے لیے سیدھا رکھ سب سے الگ ہو کر اور ہرگز شرک والوں میں نہ ہونا۔

ترجمہ کنز العرفان: تم فرماؤ، اے لوگو! اگر تم میرے دین کی طرف سے کسی شبہ میں ہو تو (جان لو کہ) میں ان چیزوں کی عبادت نہیں کروں گا جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو البتہ میں اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری جان نکالے گا اور مجھے حکم ہے کہ میں ایمان والوں میں سے رہوں۔ اور یہ کہ ہر باطل سے جدا رہ کر اپنا چہرہ دین کے لئے سیدھا رکھو اور ہرگز مشرکوں میں سے نہ ہونا۔

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ: تم فرماؤ، اے لوگو!﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حکم دیا ہے کہ اپنے دین کا اظہار کریں اور یہ اعلان کر دیں کہ وہ مشرکین سے علیحدہ ہیں تاکہ مشرکین کے ساتھ رہنے والوں کے بارے میں مشرکوں کے شکوک و شبہات زائل ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت چھپ کر ہونے کی بجائے اعلانیہ ہونے لگے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ اہل مکہ سے فرمادیں کہ اے لوگو! اگر تم میرے دین کی حقیقت اور اس کی صحت کی طرف سے کسی شبہ میں مبتلا ہو اور اس وجہ سے غیر اللہ کی عبادت میں مشغول ہو تو میں تمہیں اپنے دین کی حقیقت بتا دیتا ہوں کہ میں ان بتوں کی عبادت نہیں کروں گا جن کی تم اللہ عز و جل کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو کیونکہ بت خود مخلوق ہے اور عبادت کے لائق نہیں البتہ میں اس اللہ عز و جل کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری روحیں قبض کر کے تمہاری جان نکالے گا کیونکہ وہ قادر، مختار، برحق معبود اور مستحق عبادت ہے اور مجھے حکم ہے کہ میں ایمان والوں میں سے رہوں اور یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہر باطل سے جدا رہ کر دین حق پر استقامت کے ساتھ قائم رہوں اور ہرگز مشرکوں میں سے نہ ہوں۔^(۱)

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذَا

مِّنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٦﴾

۱.....تفسیر کبیر، یونس، تحت الآیۃ: ۱۰۴، ۶/۳۰۸، جلالین مع صاوی، یونس، تحت الآیۃ: ۱۰۴، ۳/۸۹۵، روح البیان، یونس، تحت الآیۃ: ۱۰۴، ۸۷/۴، ملتقطاً.

ترجہ کنز الایمان: اور اللہ کے سوا اس کی بندگی نہ کر جو نہ تیرا بھلا کر سکے نہ برا پھر اگر ایسا کرے تو اس وقت تو ظالموں سے ہوگا۔

ترجہ کنز العرفان: اور اللہ کے سوا اس کی عبادت نہ کر جو نہ تجھے نفع دے سکے اور نہ تجھے نقصان پہنچا سکے پھر اگر تو ایسا کرے گا تو اس وقت تو ظالموں میں سے ہوگا۔

﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ﴾ اور اللہ کے سوا اس کی عبادت نہ کر جو تجھے نفع نہ دے سکے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت میں بظاہر خطاب نبی کریم ﷺ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہے لیکن اس سے مراد آپ کا غیر ہے کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہیں کی تو اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اے انسان! تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس کی مستقل یا شریک بنا کر عبادت نہ کر جو عبادت کرنے اور پکارنے کے باوجود تجھے کوئی نفع نہ دے سکے اور اگر تو اس کی عبادت کرنا اور اسے پکارنا چھوڑ دے تو وہ تجھے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے اور اگر میرے منع کرنے کے باوجود تو نے ایسا کیا تو اس وقت تو اپنی جان پر ظلم کرنے والوں میں سے ہوگا۔^(۱)

وَإِنْ يَسْأَلْكَ اللَّهُ بَصْرًا فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ
بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۖ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَهُوَ
الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۱۰﴾

ترجہ کنز الایمان: اور اگر تجھے اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں اس کے سوا اور اگر تیرا بھلا چاہے تو اس کے فضل کا رد کرنے والا کوئی نہیں اسے پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جسے چاہے اور وہی بخشش والا مہربان ہے۔

ترجہ کنز العرفان: اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی تکلیف کو دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے تو اس کے فضل کو کوئی رد کرنے والا نہیں۔ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنا فضل پہنچاتا

۱.....حازن، یونس، تحت الآیة: ۱۰۶، ۳۳۸/۲، روح البیان، یونس، تحت الآیة: ۱۰۶، ۸۷/۴، ملقطاً.

ہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ﴾ تو اس کے سوا کوئی تکلیف کو دور کرنے والا نہیں۔ ﴿یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیا میں لوگ ایک دوسرے کو نفع بھی پہنچاتے ہیں اور نقصان بھی جبکہ آیت میں کسی مخلوق کے نفع نقصان پہنچانے کا انکار کیا گیا ہے۔ اس سوال کا جواب آیت کے الفاظ میں ہی موجود ہے کہ مخلوق کے نفع نقصان پہنچانے کا انکار نہیں کیا گیا بلکہ یہ فرمایا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو نفع پہنچانا چاہے تو کوئی اسے روک کر نقصان نہیں پہنچا سکتا اور جب اللہ تعالیٰ کسی کے نقصان کا ارادہ فرمائے تو کوئی اس نقصان کو ٹال کر نفع نہیں پہنچا سکتا۔

﴿وَإِنْ يُرِيدْ بِكَ خَيْرٌ﴾ اور اگر وہ تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے۔ ﴿آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ وسعت اور آسانی کا ارادہ فرمائے تو اس کے رزق کو روکنے والا کوئی نہیں، وہی نفع و نقصان میں ہر ایک کا مالک ہے تمام کائنات اسی کی محتاج ہے وہی ہر چیز پر قادر اور جو دو کرم والا ہے، بندوں کو اس کی طرف رغبت اور اس کا خوف اور اسی پر بھروسہ اور اسی پر اعتماد چاہیے اور نفع و ضرر جو کچھ بھی ہے وہی اسے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے پہنچاتا ہے اور وہی اپنے بندوں کے گناہوں کو چھپانے والا اور ان پر مہربان ہے۔^(۱)

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَسِنِ اهْتَدَى
فَاتَّبَاعِي هْتَدِي لِنَفْسِي وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّا بِضَلِّ عَلَيْهَا وَمَا آتَا
عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ۝

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آیا تو جو راہ پر آیا وہ اپنے بھلے کو راہ پر آیا اور جو بہکا وہ اپنے برے کو بہکا اور کچھ میں کڑوا نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آیا تو جو ہدایت حاصل کر لے تو وہ اپنے فائدے کے لئے ہی ہدایت حاصل کر رہا ہے اور جو کوئی گمراہ ہوتا ہے تو اپنے ہی نقصان کو گمراہ ہوتا ہے اور میں

تم پر کوئی نگران نہیں۔

﴿قُلْ: تم فرماؤ۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، تم فرماؤ کہ اے اہل مکہ! تمہارے پاس اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے قرآن اور اس کا رسول محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے ہیں تو اُن سے جو ہدایت حاصل کر لے تو وہ اپنے فائدے کیلئے ہی ہدایت حاصل کر رہا ہے کیونکہ اس کی ہدایت کا ثواب اسے ہی ملے گا اور اگر تم میں سے کوئی کفر کرے تو اس سے اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہیں اور کوئی ایمان لائے تو اس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اُسے کوئی نفع یا نقصان پہنچے اور جو کوئی گمراہ ہوتا ہے تو وہ اپنے ہی نقصان کو گمراہ ہوتا ہے کیونکہ اس کی گمراہی کا عذاب اسی کی جان پر ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ اس کی ہدایت اور گمراہی میں کوئی اور شریک نہیں بلکہ ہر جان اپنے کمائے ہوئے اعمال میں گروی رکھی ہے اور میں تم پر کوئی نگران نہیں کہ تمہیں ہدایت حاصل کرنے پر مجبور کروں۔^(۱)

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۖ وَهُوَ خَيْرُ
الْحَكِمِينَ ۝۱۰۹

ترجمہ کنزالایمان: اور اس پر چلو جو تم پر وحی ہوتی ہے اور صبر کرو یہاں تک کہ اللہ حکم فرمائے اور وہ سب سے بہتر حکم فرمانے والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس وحی کی پیروی کرو جو آپ کی طرف بھیجی جاتی ہے اور صبر کرتے رہو حتیٰ کہ اللہ فیصلہ فرما دے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔

﴿وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ﴾ اور اس کی پیروی کرو جو آپ کی طرف وحی بھیجی جاتی ہے۔ ﴿يَعْنِي اَعْلَىٰ﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اللہ تعالیٰ آپ کی طرف جو وحی فرماتا ہے آپ اسی کی پیروی کریں اور آپ کی قوم کے کفار کی طرف سے آپ کو جو اذیت پہنچتی ہے اس پر صبر کرتے رہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دین کو غلبہ عطا فرما کر ان کے خلاف آپ کی مدد کا فیصلہ فرمائے، اللہ عَزَّوَجَلَّ سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔^(۲)

۱..... جلالین مع صاوی، یونس، تحت الآية: ۱۰۸، ۸۹۶/۳۔

۲..... خازن، یونس، تحت الآية: ۱۰۹، ۳۳۸/۲۔

سُورَةُ هُودٍ

سورۃ ہود کا تبارف

مقام قبول

حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت حسن اور حضرت عکرمہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ اور دیگر مفسرین فرماتے ہیں کہ سورۃ ہود مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے ایک روایت یہ بھی مروی ہے کہ آیت ”وَاقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفِي النَّهَارِ“ کے سوا باقی تمام سورت مکیہ ہے۔ مقاتل نے کہا کہ آیت ”فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ“ اور ”أُولَٰئِكَ يَوْمُئِذٍ بِہِمْ“ اور ”إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ“ کے علاوہ پوری سورت مکی ہے۔^(۱)

آیات، مقامات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں 10 رکوع، 123 آیتیں، 1600 کلمے اور 9567 حروف ہیں۔^(۲)

سورۃ ہود نام رکعتیں و سورتیں

اس سورت کی آیت نمبر 50 تا 60 میں اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم عاد کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، اس واقعے کی مناسبت سے اس سورت کا نام ”سورۃ ہود“ رکھا گیا۔

سورۃ ہود کے بارے میں احادیث

(۱)..... حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں، حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر بڑھاپے کے آثار نمودار ہو گئے۔ ارشاد فرمایا: ”مجھے سورۃ ہود، سورۃ واقعہ، سورۃ مرسلات، سورۃ عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ، اور سورۃ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ، نے بوڑھا کر دیا۔“^(۳) غالباً یہ اس وجہ سے فرمایا کہ ان سورتوں میں قیامت، مرنے کے بعد اٹھانے جانے، حساب اور جنت و دوزخ کا ذکر ہے۔^(۴)

(۲)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

①..... حازن، تفسیر سورۃ ہود، ۳۳۸/۲۔

②..... حازن، تفسیر سورۃ ہود، ۳۳۸/۲-۳۳۹۔

③..... ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الواقعۃ، ۱۹۳/۵، الحدیث: ۳۳۰۸۔

④..... حازن، تفسیر سورۃ ہود، ۳۳۹/۲۔

فرمایا ”جسے یہ بات پسند ہو کہ وہ قیامت کے دن کو اس طرح دیکھے گویا کہ وہ نگاہوں کے سامنے ہے تو اسے چاہئے کہ وہ سورۃ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ، سورۃ اِذَا السَّمَاءُ اِنْفَطَرَتْ اور سورۃ اِذَا السَّمَاءُ اُنشَقَّتْ پڑھ لے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: میرا گمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ ہود پڑھنے کا بھی فرمایا۔^(۱)

(۳)..... حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جمعہ کے دن سورۃ ہود پڑھا کرو۔“^(۲)

سورۃ ہود کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں بھی سورۃ یونس کی طرح توحید، رسالت، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور قیامت کے دن اعمال کی جزاء ملنے کو دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس سورت میں یہ مضامین بیان کئے گئے ہیں۔

- (۱)..... قرآن پاک کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے کو دلیل کے ساتھ ثابت کیا گیا۔
- (۲)..... آسمان و زمین اور ان میں موجود منافع پیدا کرنے کی حکمت بیان کی گئی کہ اس سے مقصود نیک اور گناہگار انسان میں امتیاز کرنا ہے۔
- (۳)..... مصیبت اور آسانی میں مومن اور کافر کی فطرت کا موازنہ کیا گیا ہے کہ مومن مصیبت آنے پر صبر کرتا ہے اور آسانی ملنے پر شکر کرتا ہے جبکہ کافر نعمت ملنے پر تکبر و غرور کرتا ہے جبکہ مصیبت کی حالت میں بڑا مایوس اور ناشکر اہو جاتا ہے۔
- (۴)..... ہر انسان کی فطرت مختلف ہے حتیٰ کہ دین قبول کرنے میں بھی ہر ایک کی فطرت جدا ہے۔
- (۵)..... کفار کی طرف سے پہنچنے والی آفتوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کے لئے سابقہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات بیان فرمائے اور ان واقعات میں تمام مسلمانوں کے لئے بھی عبرت اور نصیحت ہے۔ چنانچہ اس سورت میں حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم کا واقعہ، حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم کا واقعہ، حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم ثمود کا واقعہ، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان

①..... مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما، ۲/۲۵۷، الحدیث: ۴۸۰۶۔

②..... شعب الایمان، التاسع عشر من شعب الایمان... الخ، فصل فی فضائل السور والآیات، ذکر سورۃ ہود، ۲/۴۷۲،

الحدیث: ۲۴۳۸۔

کے مہمان فرشتوں کا واقعہ، حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ، حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ اور حضرت موسیٰ کا فرعون کے ساتھ واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

(6)..... انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوموں کے واقعات بیان کرنے سے حاصل ہونے والی عبرت و نصیحت کا بیان ہے۔

(7)..... دین میں استقامت کا حکم دیا گیا اور یہ بتایا گیا کی سرکشی بربادی کا راستہ ہے اور کفر و شرک کی طرف میلان جہنم کے عذاب کا سبب ہے۔

(8)..... نماز کو اس کے اوقات میں قائم کرنے اور نیک اعمال پر صبر کرنے کا حکم دیا گیا۔

(9)..... دین کی دعوت سے اعراض کرنے والوں کو عذاب کی وعید سنائی گئی اور متقی لوگوں کے اچھے انجام کو بیان کیا گیا جس سے واضح ہوتا ہے کہ ترغیب اور ترہیب انفرادی اور اجتماعی اصلاح میں بہت فائدہ مند ہے۔

سورہ یونس کے ساتھ مناسبت

سورہ ہود کی اپنے سے ماقبل سورت ”یونس“ کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ یہ معنی، موضوع، ابتداء اور اختتام میں سورہ یونس کے موافق ہے اور سورہ یونس میں جن اعتقادی امور اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات کو اجمالی طور پر بیان کیا گیا ہے، سورہ ہود میں انہیں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنزالایمان:

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان:

الرَّحْمٰنُ کَتَبَ اَحْکَمَ الْاٰیٰتِ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ ۝۱

ترجمہ کنزالایمان: یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں پھر تفصیل کی گئیں حکمت والے خبردار کی طرف سے۔

ترجمہ کنز العرفان: الہ، یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں پھر انہیں حکمت والے، خبردار کی طرف سے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

﴿الہ﴾ یہ حروفِ مقطعات میں سے ایک حرف ہے، اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔
 ﴿کُتِبَ احْکَمْتُ اِیْتُهُ﴾: یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں۔ ﴿جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد ہوا
 تِلْكَ اِیْتُ الْکِتَابِ الْحَکِیْمِ^(۱) ترجمہ کنز العرفان: یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔
 بعض مفسرین نے فرمایا کہ احْکَمْتُ کے معنی یہ ہیں کہ ان کی عبارت مستحکم اور پائیدار ہے، اس صورت میں
 معنی یہ ہوں گے کہ اس میں کوئی نقص اور خلل راہ نہیں پاسکتا جیسے کوئی مضبوط اور پختہ عمارت ہو۔^(۲)
 اور حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا نے فرمایا: (اس کا معنی یہ ہے کہ) کوئی کتاب ان آیات کی
 نسخ نہیں جیسا کہ یہ آیتیں دوسری کتابوں اور شریعتوں کی نسخ ہیں۔^(۳)
 ﴿ثُمَّ فُصِّلَتْ﴾: پھر انہیں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ﴿یعنی سورت سورت اور آیت آیت جدا جدا ذکر کی گئیں یا علیحدہ
 علیحدہ نازل ہوئیں یا عقائد و احکام، مواعظ، واقعات اور غیبی خبریں ان میں بہ تفصیل بیان فرمائی گئیں۔^(۴)

اَلَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ ۝۲۱

ترجمہ کنز الایمان: کہ بندگی نہ کرو مگر اللہ کی بیشک میں تمہارے لیے اس کی طرف سے ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں۔

ترجمہ کنز العرفان: کہ تم صرف اللہ کی عبادت کرو۔ بیشک میں تمہارے لیے اس کی طرف سے ڈر اور خوشی کی خبریں
 دینے والا ہوں۔

﴿اَلَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ﴾: کہ تم صرف اللہ کی عبادت کرو۔ ﴿اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ قرآن مجید ایک کتاب ہے جس
 کی آیتیں حکمت بھری ہیں، پھر انہیں حکمت والے اور خبردار اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے تاکہ تم

①..... یونس: ۱.

②..... مدارک، ہود، تحت الآية: ۱، ص ۴۸۹.

③..... بغوی، ہود، تحت الآية: ۱، ۴/۳۱.

④..... مدارک، ہود، تحت الآية: ۱، ص ۴۸۹.

صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنا چھوڑ دو۔ اس سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کو نازل کرنے کا اصلی مقصد یہ ہے کہ لوگ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کی تو وہ ناکام و نامراد ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ قرآن عظیم کی آیتیں حکمت بھری ہیں تاکہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لوگوں کو یہ حکم دیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کریں اور لوگوں سے یہ فرمادیں کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں کفر اور غیر اللہ کی عبادت کرنے پر قائم رہنے کی صورت میں اس کے عذاب سے ڈرانے اور ایمان لانے کی صورت میں اس کے اجر و ثواب کی خوشخبری دینے والا ہوں۔^(۱)

وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يَتَّبِعْكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ ۖ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ ۚ ۱۱
إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۚ ۱۲

ترجمہ کنزالایمان: اور یہ کہ اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو تمہیں بہت اچھا برتا دے گا ایک ٹھہرائے وعدہ تک اور ہر فضیلت والے کو اس کا فضل پہنچائے گا اور اگر منہ پھیرو تو میں تم پر بڑے دن کے عذاب کا خوف کرتا ہوں۔ تمہیں اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور یہ کہ اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو تو وہ تمہیں ایک مقررہ مدت تک بہت اچھا فائدہ دے گا اور ہر فضیلت والے کو اپنا فضل عطا فرمائے گا اور اگر تم منہ پھیرو تو میں تم پر بڑے دن کے عذاب کا خوف کرتا ہوں۔ اللہ ہی کی طرف تمہارا لوٹنا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

﴿وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ﴾: اور یہ کہ اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو۔ ﴿اس آیت کا

۱.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۲، ۳۱/۴، روح البیان، ہود، تحت الآیۃ: ۲، ۹۱/۴.

خلاصہ یہ ہے کہ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو یہ حکم دیں کہ تم اللہ تعالیٰ سے اپنے گزشتہ گناہوں کی معافی مانگو اور آئندہ گناہ کرنے سے توبہ کرو تو جس نے اپنے گناہوں سے پکی توبہ کی اور اخلاص کے ساتھ رب تعالیٰ کا عبادت گزار بندہ بن گیا تو اللہ تعالیٰ اسے کثیر رزق اور وسعت عیش عطا فرمائے گا جس کی وجہ سے وہ امن و راحت کی حالت میں زندگی گزارے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا، اگر دنیا میں اسے کسی مشقت کا سامنا بھی ہوا تو اللہ عزوجل کی رضا حاصل ہونے کی وجہ سے یہ اس کے درجات کی بلندی کا سبب ہوگی اور جو توبہ نہ کرے، کفر اور گناہوں پر قائم رہے تو وہ خوف اور مرض میں مبتلا رہے گا اور اسے اللہ عزوجل کی ناراضی کا سامنا بھی ہوگا اگرچہ دنیا کی لذتیں اس پر وسیع ہو جائیں کیونکہ اس عیش میں کوئی بھلائی نہیں جس کے بعد جہنم نصیب ہو۔^(۱)

توبہ اور استغفار میں فرق اور وسعت رزق کے لئے بہتر عمل

توبہ اور استغفار میں فرق یہ ہے کہ جو گناہ ہو چکے ان سے معافی مانگنا استغفار ہے اور پچھلے گناہوں پر شرمندہ ہو کر آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرنا توبہ ہے اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ اخلاص کے ساتھ توبہ و استغفار کرنا درازی عمر اور رزق میں وسعت کیلئے بہتر عمل ہے۔^(۲)

﴿وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ﴾ اور ہر فضیلت والے کو اپنا فضل عطا فرمائے گا۔ یعنی جس نے دنیا میں نیک عمل کئے ہوں آخرت میں اللہ تعالیٰ اسے اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ حضرت ابو عالیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، آیت کا معنی یہ ہے کہ ”جس کی دنیا میں نیکیاں زیادہ ہوں گی اس کی نیکیوں کا ثواب اور جنت میں درجات بھی زیادہ ہوں گے کیونکہ اعمال کے مطابق جنت کے درجات ملیں گے۔ بعض مفسرین نے فرمایا: اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کیا تو اللہ تعالیٰ آئندہ کے لئے اسے نیک عمل اور اطاعت کی توفیق عطا فرمائے گا۔“^(۳)

ایک نیکی دوسری نیکی کی توفیق کا ذریعہ بنتی ہے

آیت کے تیسرے معنی کے اعتبار سے کہا جاسکتا ہے کہ ایک نیکی اگلی نیکی کی توفیق کا ذریعہ بنتی ہے، اس لئے نیکی کی ابتداء بہت عمدہ شے ہے، جیسے فرائض کی ادائیگی کرتے رہیں گے تو نوافل کی طرف بھی دل مائل ہو ہی جائیں گے،

①.....حازن، ہود، تحت الآية: ۳، ۳۳۹/۲-۳۴۰، صاوی، ہود، تحت الآية: ۳، ۸۹۹/۳، ملقطاً.

②.....توبہ اور اس سے متعلق دیگر چیزوں کی معلومات حاصل کرنے کے لئے کتاب ”توبہ کی روایات و حکایات“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ فرمائیں۔

③.....بغوی، ہود، تحت الآية: ۳، ۳۱۴/۲-۳۱۵.

یونہی زبان سے ذکر کرتے رہیں گے تو دل بھی ذاکر ہو ہی جائے گا۔

یہاں ایک اور بات یاد رکھنی چاہیے کہ ہمارے معاشرے میں بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ وہ جتنی مستحب چیزوں پر عمل کی تاکید کرتے ہیں اتنی فرائض پر عمل کی تاکید نہیں کرتے اور جب انہیں فرائض پر عمل کی تاکید کا کہا جائے تو ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ جب لوگ مستحب پر عمل کرنا شروع ہو جائیں گے تو فرائض کے خود ہی پابند بن جائیں گے، جبکہ ان کی مستحب پر عمل کی مسلسل تاکید کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں نے فرائض کے مقابلے میں مستحبات پر زیادہ عمل کرنا شروع کر دیا اور فرائض پر عمل میں کوتاہی کرنے لگ گئے، اس لئے ہونا یہ چاہئے فرائض پر عمل کی ترغیب دینا اولین ترجیح ہو اور اس کے لئے کوشش بھی زیادہ ہوتا کہ لوگوں کی نظر میں فرائض کی اہمیت میں اضافہ ہو اور وہ فرائض کی بجا آوری کی طرف زیادہ مائل ہوں البتہ اس کے ساتھ مستحب پر عمل کا بھی ذہن دیا جائے تاکہ لوگوں میں زیادہ نیکیاں کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔

﴿إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ: اللہ ہی کی طرف تمہارا لوٹنا ہے۔﴾ یعنی اللہ عز و جل ہی کی طرف آخرت میں تمہارا لوٹنا ہے، وہاں نیکیوں اور بدیوں کی جزا و سزا ملے گی اور وہ ہر شے پر جیسے دنیا میں تمہیں روزی دینے پر، موت دینے پر، موت کے بعد زندہ کرنے اور ثواب و عذاب سب پر قادر ہے۔^(۱)

أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ ۚ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ
ثِيَابَهُمْ لَا يَعْلَمُ مَا يُسْرُونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

ترجمہ کنز الایمان: سنو وہ اپنے سینے دوہرے کرتے ہیں کہ اللہ سے پردہ کریں سنو جس وقت وہ اپنے کپڑوں سے سارا بدن ڈھانپ لیتے ہیں اس وقت بھی اللہ ان کا چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے بیشک وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: سن لو! بیشک وہ لوگ اپنے سینوں کو دوہرا کرتے ہیں تاکہ اللہ سے چھپ جائیں۔ سن لو! جس وقت وہ اپنے کپڑوں سے سارا بدن ڈھانپ لیتے ہیں اس وقت بھی اللہ ان کا چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے، بیشک وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے۔

۱.....خازن، ہود، تحت الآية: ۴، ۳۴۰/۲، ابو سعود، ہود، تحت الآية: ۴، ۵/۳، ملتقطاً.

﴿اَلَا اِنَّهُمْ يَشْتُوْنَ صُدُوْرَهُمْ﴾: سن لو! بیشک وہ لوگ اپنے سینوں کو دوہرا کرتے ہیں۔ مفسرین نے اس آیت کے مختلف شان نزول بیان کئے ہیں، ان میں سے 3 شان نزول درج ذیل ہیں

(1)..... حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: یہ آیت اخس بن شریق کے حق میں نازل ہوئی، یہ بہت شیریں گفتار شخص تھا، رسول کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے آتا تو بہت خوشامد کی باتیں کرتا اور دل میں بغض و عداوت چھپائے رکھتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ آیت کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے سینوں میں عداوت چھپائے رکھتے ہیں جیسے کپڑے کی تہ میں کوئی چیز چھپائی جاتی ہے۔

(2)..... ایک قول یہ ہے کہ بعض منافقین کی عادت تھی کہ جب رسول اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سامنا ہوتا تو سینہ اور پیٹھ جھکاتے، سر نیچا کرتے اور چہرہ چھپا لیتے تاکہ انہیں رسول انور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نہ دیکھ نہ پائیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔⁽¹⁾

(3)..... صحیح بخاری میں ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں ”کچھ لوگ تنہائی میں بھی کھلے آسمان کے نیچے قضائے حاجت سے شر مارتے اور اپنی بیویوں سے حق زوجیت ادا کرتے ہوئے شر مارتے تھے جس کے باعث آسمان کی طرف سے جھک کر پردہ کر لیتے تھے۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔⁽²⁾ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بندے کا کوئی حال چھپا ہی نہیں ہے لہذا چاہیے کہ وہ شریعت کی اجازتوں پر عامل رہے۔

تنہائی میں بھی شر مارتے

خیال رہے کہ تنہائی میں بھی ننگا ہونا منع ہے لیکن اس لئے نہیں کہ رب عَزَّوَجَلَّ سے چھپا جائے بلکہ اس لئے کہ اس میں شرم و حیا کا اظہار ہے اور یہ رب تعالیٰ کا حکم ہے اور ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اس حکم پر عمل پیرا ہو۔ یہاں حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی شرم و حیا کی جھلک ملاحظہ ہو، چنانچہ آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی شرم و حیا کا یہ عالم تھا کہ مکان میں تنہا ہونے اور دروازہ بند ہونے کے باوجود شرم و حیا کی وجہ سے پانی بہانے کے لئے بدن سے کپڑا نہ ہٹاتے اور ان کی شرم و حیا کی شدت کی وجہ سے فرشتے بھی ان سے اس طرح حیا کرتے تھے جس طرح وہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے حیا کرتے تھے، نیز حضور پر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی ان سے حیا فرمایا کرتے تھے۔

1..... خازن، ہود، تحت الآیۃ: ۵، ۳۴۰/۲۔

2..... بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ ہود، ۱-باب الا انہم یشتون صدورہم... الخ، ۳/۲۴۴، الحدیث: ۴۶۸۱۔

بارہواں پارہ

(وَمَا مِنْ دَابَّةٍ)

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا
وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ①

ترجمہ کنزالایمان: اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا اور کہاں سپرد ہوگا سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو اور وہ ہر ایک کے ٹھکانے اور سپرد کئے جانے کی جگہ کو جانتا ہے۔ سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں موجود ہے۔

﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ﴾: اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں۔ ﴿ذَابَّةٍ﴾ کا معنی ہے ہر وہ جانور جو زمین پر رنگ کر چلتا ہو، عُرف میں چوپائے کو ”ذَابَّةٌ“ کہتے ہیں جبکہ آیت میں اس سے مُطلقاً جاندار مراد ہے لہذا انسان اور تمام حیوانات اس میں داخل ہیں۔ (۱)

کسی جاندار کو رزق دینا اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں

علامہ احمد صاوی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”اس آیت سے یہ مراد نہیں کہ جانداروں کو رزق دینا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس پر کوئی چیز واجب ہو بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ جانداروں کو رزق دینا اور ان کی کفالت کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لازم فرمالیا ہے اور (یہ اس کی رحمت اور اس کا فضل ہے کہ) وہ اس کے خلاف نہیں فرماتا۔ رزق کی ذمہ داری لینے کو ”عَلٰی“ کے ساتھ اس لئے بیان فرمایا تا کہ بندے کا اپنے رب غرور و جَلّٰ پر توکل مضبوط ہو اور اگر وہ (رزق حاصل کرنے کے) اسباب اختیار کرے تو ان پر بھروسہ نہ کر بیٹھے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی پر اپنا اعتماد اور بھروسہ رکھے، اسباب صرف اس لئے اختیار کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسباب اختیار کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ

فارغ رہنے والے بندے کو پسند نہیں فرماتا۔ زمین کے جانداروں کا بطور خاص اس لئے ذکر فرمایا کہ یہی غذاؤں کے محتاج ہیں جبکہ آسمانی جاندار جیسے فرشتے اور حورِ عین، یہ اس رزق کے محتاج نہیں بلکہ ان کی غذا تسبیح و تہلیل ہے۔^(۱)

﴿وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرُّهُمْ وَسُقُوتُهُمْ﴾ اور وہ ہر ایک کے ٹھکانے اور سپرد کئے جانے کی جگہ کو جانتا ہے۔ ﴿حَضَرْتُ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فَرَمَاتِي هُنَّ "مُسْتَقَرُّ" سَ مِنْ مَرَادِهِ جُغْ هَ جِهَانَ بِنْدَةِ دُنْيَا رَاتِ كَزَاتَا هَ اَوْرُ مُسْتَوْدَعُ مِنْ مَرَادِهِ جُغْ هَ جِهَانَ مَرْنِ كَ بَعْدُ فَنَ كَيَا جَانِ كَا۔ حَضَرْتُ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَرَمَاتِي هُنَّ "مُسْتَقَرُّ" سَ مِنْ مَرَادِهِ جُغْ هَ جِهَانَ مَرْنِ كَ بَعْدُ فَنَ كَيَا جَانِ كَا۔ اَوْرَا كُ قَوْلُ يَ هَ كَ مُسْتَقَرُّ سَ مَرَادُ جَنَّتِ يَادُوزْخَ هَ اَوْرُ مُسْتَوْدَعُ سَ مَرَادُ قَبْرِ هَ۔^(۲)

﴿كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾: سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں موجود ہے۔ ﴿إِنِّي اس آيَةٍ مِنْ جُجَانِ اَوْرُ، اَنَ كَ رَزْقِ، اَنَ كَ تَهْرُنَ اَوْرُ سَ رَدَ كُنَّ جَانِ كَ جُغْ كَا ذَكْرُ هَوَا يَ سَبَّ بِيَانِ كَرْنِ اَوْرَا كُ تَابِ لِيَعْنِي لُوحَ مَحْفُوظٍ مِثْلِ مَوْجُودِ هَ۔ مَعْلُومُ هَوَا كَ لُوحِ مَحْفُوظٍ مِثْلِ سَبَّ جَانِ اَوْرُ كَ رَزْقِ، اَنَ كَ كُجُجُ، اَنَ كَ زَمَانِ اَوْرَا حَوَالِ كِي تَفْصِيلِ مَذْكُورِ هَ۔^(۳)

ہر چیز کا لوح محفوظ میں لکھنے کی حکمت

خیال رہے کہ ہر چیز کا لوح محفوظ میں لکھا جانا اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بھول جانے کا خطرہ تھا لہذا لکھ لیا، کیونکہ بھول جانا اللہ تعالیٰ کیلئے محال ہے، بلکہ اس لئے لکھا ہے تاکہ لوح محفوظ دیکھنے والے بندے اس پر اطلاع پائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوح محفوظ پر نظر رکھتے ہیں انہیں بھی ہر ایک کے مُسْتَقَرُّ اور مُسْتَوْدَعُ کی خبر ہے کیونکہ یہ سب لوح محفوظ میں تحریر ہے اور لوح محفوظ ان کے علم میں ہے۔ لوح محفوظ کو مُبِينُ اس لئے فرمایا گیا کہ وہ خاص بندوں پر علوم غیبیہ بیان کر دیتی ہے۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى
الْبَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۖ وَلَئِنْ قُلْتُمْ إِنَّكُمْ مَبْعُوثُونَ مِنْ

①..... صاوی، ہود، تحت الآية: ۶، ۳/۹۰۰، ۹۰۱۔

②..... حازن، ہود، تحت الآية: ۶، ۲/۳۴۰-۳۴۱۔

③..... صاوی، ہود، تحت الآية: ۶، ۳/۹۰۱۔

بَعْدَ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴿۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا اور اس کا عرش پانی پر تھا کہ تمہیں آزمائے تم میں کس کا کام اچھا ہے اور اگر تم فرماؤ کہ بے شک تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو کافر ضرور کہیں گے کہ یہ تو نہیں مگر کھلا جادو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا اور اس کا عرش پانی پر تھا (تمہیں پیدا کیا) تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے اور اگر تم کہو: (اے لوگو!) تمہیں مرنے کے بعد اٹھایا جائے گا تو کافر ضرور کہیں گے کہ یہ (قرآن) تو کھلا جادو ہے۔

﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ﴾: اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا۔ ﴿﴾ آسمان بھی سات ہیں اور زمین بھی سات، لیکن آسمانوں کی حقیقتیں مختلف ہیں، جیسے کوئی لوہے کا، کوئی تانبے کا، کوئی چاندی کا اور کوئی سونے کا ہے اور تمام زمینوں کی حقیقت صرف مٹی ہے، نیز آسمانوں میں فاصلہ ہے اور زمین کے طبقات میں فاصلہ نہیں، یہ ایک دوسرے سے ایسی چمٹی ہیں جیسے پیاز کے چھلکے کہ دیکھنے میں ایک معلوم ہوتی ہے، اس لئے آسمان جمع فرمایا جاتا ہے اور زمین واحد بولی جاتی ہے۔ خیال رہے کہ آسمانوں کی پیدائش دودن میں، زمین کی پیدائش دودن میں اور حیوانات، درخت وغیرہ کی پیدائش دودن میں ہوئی اور دن سے مراد اتنا وقت ہے، ورنہ اس وقت دن نہ تھا کیونکہ دن تو سورج سے ہوتا ہے اور اس وقت سورج نہ تھا۔ ^(۱) قرآن پاک کی متعدد آیات میں آسمان و زمین کو چھ دن میں بنانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ مفسرین نے یہ بھی فرمایا ہے کہ چھ دنوں سے مراد چھ ادوار ہیں۔

﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْبَاسِّ﴾: اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ ﴿یعنی عرش کے نیچے پانی کے سوا اور کوئی مخلوق نہ تھی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرش اور پانی آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش سے پہلے پیدا فرمائے گئے۔﴾ ^(۲)

①..... روح البیان، ہود، تحت الآیة: ۷، ۹۷/۴-۹۸، ملخصاً.

②..... مدارك، ہود، تحت الآیة: ۷، ص ۴۹۰.

عرش پانی کے اوپر ہونے کے معنی

علامہ احمد صاوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ عَرِش کے پانی کے اوپر ہونے کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”یعنی عرش اور پانی کے درمیان کوئی چیز حائل نہ تھی بلکہ عرش اسی مقام میں تھا جہاں اب ہے یعنی ساتویں آسمان کے اوپر اور پانی اسی جگہ تھا جہاں اب ہے یعنی ساتویں زمین کے نیچے (اگرچہ اس وقت سات آسمان اور سات زمینیں نہ تھیں) (۱)

قدرت الہی کے دلائل

امام فخر الدین رازی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ یہ آیت کئی اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عظمت اور کمال پر دلالت کرتی ہے۔

(۱)..... عرش کے زمین و آسمان سے بڑا ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اسے پانی پر قائم فرمایا لہذا اگر اللہ تعالیٰ کسی ستون کے بغیر وزنی چیز کو رکھنے پر قادر نہ ہوتا تو عرش پانی پر نہ ہوتا۔

(۲)..... پانی کو بھی بغیر کسی سہارے کے قائم کیا۔

(۳)..... عرش جو کہ تمام مخلوقات سے بڑا ہے اسے اللہ تعالیٰ نے ساتویں آسمان کے اوپر قائم کیا ہوا ہے، اس کے نیچے کوئی ستون ہے نہ اوپر کوئی اور علاقہ۔ (۲)

﴿يَبْلُغُكُمْ أَجْرُكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا﴾ تاکہ تمہیں آزماتے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے۔ یعنی آسمان و زمین اور ان میں تمہارے جو منافع اور مصالح ہیں، انہیں پیدا کرنے میں حکمت یہ ہے کہ ان نعمتوں کی وجہ سے نیک و بد میں امتیاز ہو جائے اور یہ ظاہر ہو جائے کہ کون (ان نعمتوں کے باوجود) فرمانبردار ہے تاکہ آخرت میں اسے اس کی اطاعت گزاری کا ثواب دیا جائے اور کون (ان نعمتوں کی وجہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے غافل ہوتا ہے اور) گناہگار بنتا ہے تاکہ آخرت میں اسے اس کے گناہوں کی سزا دی جائے۔ (۳)

نعمتیں پیدا کئے جانے میں بھی ہماری آزمائش مقصود ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے جو نعمتیں پیدا فرمائی ہیں ان کے ذریعے بھی انہیں

①..... صاوی، ہود، تحت الآية: ۷، ۹۰/۳۔

②..... تفسیر کبیر، ہود، تحت الآية: ۷، ۳۱۹/۶-۳۲۰۔

③..... جلالین مع صاوی، ہود، تحت الآية: ۷، ۹۰/۳۔

آزمایا اور اُن کا امتحان لیا جا رہا ہے کہ وہ ان نعمتوں کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری اور اس کی شکرگزاری کرتے ہیں یا غفلت کا شکار ہو کر اس کی نافرمانی و ناشکری میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اب ہر عقلمند انسان اپنی حالت پر خود ہی غور کر لے کہ وہ اس آزمائش و امتحان میں کس حد تک کامیاب ہوا ہے۔ حضرت حاتمِ اصم رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”جب تم اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرو اور صبح اس حال میں کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اپنے اوپر فراوانی کے ساتھ دیکھو تو اس سے بچو کیونکہ یہ آہستہ آہستہ عذاب کی طرف جانا ہے۔“ (۱)

﴿وَلَئِنْ قُلْتُمْ: اَوْرَاكُمْ تَمَّ كِهٰو۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اگر آپ اپنی قوم کے کفار سے فرمائیں کہ اے لوگو! تمہیں مرنے کے بعد حساب اور جزاء کیلئے اٹھایا جائے گا تو کافر ضرور کہیں گے کہ یہ قرآن شریف جس میں مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا بیان ہے یہ تو کھلا جادو یعنی باطل اور دھوکا ہے۔ (۲)

وَلَئِنْ اٰخَرْنَا عَنْهُمْ الْعَذَابَ اِلٰی اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحِبُّهُ اَلَا
يَوْمَ يَاتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِہُمْ مَّا كَانُوْا بِہٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۸

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر ہم ان سے عذاب کچھ گنتی کی مدت تک ہٹا دیں تو ضرور کہیں گے کس چیز نے اسے روکا ہے سن لو جس دن ان پر آئے گا ان سے پھیرا نہ جائے گا اور انہیں گھیر لے گا وہی عذاب جس کی ہنسی اڑاتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر ہم ان سے کچھ گنتی کی مدت تک کے لئے عذاب میں درکیر دیں تو ضرور کہیں گے: کس چیز نے روکا ہوا ہے؟ خبردار! جس دن وہ عذاب ان پر آئے گا تو ان سے پھیرا نہیں جائے گا اور جس (عذاب) کا وہ مذاق اڑاتے تھے وہی ان کو گھیرے ہوئے ہوگا۔

﴿وَلَئِنْ اٰخَرْنَا عَنْهُمْ الْعَذَابَ اِلٰی اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ: اور اگر ہم ان سے کچھ گنتی کی مدت تک کے لئے عذاب میں درکیر

①.....تبیہ المغترین، الباب الاول من اخلاق السلف الصالح، ومن اخلاقهم رضی اللہ عنہم کثرة خوفہم من اللہ تعالیٰ فی حال بدايتہم... الخ، ص ۴۹.

②.....مدارک، ہود، تحت الآیۃ: ۷، ص ۴۹۰، خازن، ہود، تحت الآیۃ: ۷، ۳۴۲/۲، ملقطاً.

ویں۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے کفار کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا کہ یہ قرآن کو کھلا جادو کہہ کر میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلاتے ہیں اور اس آیت میں ان کفار کی ایک اور باطل گفتگو ذکر فرمائی، وہ یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کو جس عذاب کا وعدہ دیا تھا وہ جب ان سے مؤخر ہوا تو کفار تکذیب اور استہزاء کے طور پر کہنے لگے کہ کس وجہ سے ہم سے عذاب روک دیا گیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے انہیں جواب دیا کہ جب وہ وقت آجائے گا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے عذاب کے لئے مُتَعَيَّن فرمایا ہے تو ہم وہ عذاب ان پر نازل کر دیں گے جس کا یہ مذاق اڑا رہے ہیں اور وہ عذاب ان سے پھیرا نہ جائے گا بلکہ ان سب کو گھیر لے گا۔^(۱)

اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خبری ہلاکت کا سبب ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف ہونا ہلاکت کا سبب ہے، اس لئے ہر عقلمند انسان پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے ڈرتا رہے اور اس کے عذاب سے کبھی بے خوف نہ ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”میری عزت کی قسم! میں اپنے کسی بندے پر نہ دو خوف جمع کروں گا اور نہ دو امن جمع کروں گا، اگر وہ دنیا میں مجھ سے ڈرے گا تو میں قیامت کے دن اسے امن دوں گا اور اگر وہ دنیا میں مجھ سے امن میں رہے گا تو میں قیامت کے دن اسے خوف میں مبتلا کروں گا۔“^(۲)

ہمارے اسلاف اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے انتہائی دور اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں بے حد مصروف رہنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور اس کے عذاب سے بہت ڈرا کرتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ”مجھے مُقَرَّرین پر اس لئے رشک نہیں آتا کہ یہ سب قیامت اور اس کی ہولناکیوں کا مشاہدہ کریں گے البتہ مجھے صرف اس پر رشک آتا ہے جو پیدا ہی نہیں ہوا کیونکہ وہ قیامت کے احوال اور اس کی سختیاں نہیں دیکھے گا، اور حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ”میری خواہش ہے کہ میں بغداد کے علاوہ کسی اور جگہ انتقال کروں کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اگر میری قبر نے مجھے قبول نہ کیا تو کہیں میں لوگوں کے سامنے رسوا نہ ہو جاؤں۔“^(۳)

①.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۸، ۳۲۱/۶۔

②.....کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الافعال، الباب الاول فی الاخلاق المحمودۃ، الفصل الثانی، الخوف والرجاء، ۲/۲۸۳،

الحديث: ۸۵۲۵، الجزء الثالث.

③.....روح البیان، ہود، تحت الآیۃ: ۸، ۱۰۱/۴۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے عذاب سے بے خوف ہونے سے بچائے اور ہمارے دلوں میں اس کا ڈر پیدا فرمائے، آمین۔

وَلَيْنٌ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِثْلَ حَمِئَةٍ ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ ۚ إِنَّهُ لَكَيُّوسٌ كَفُورٌ ۝۹

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر ہم آدمی کو اپنی کسی رحمت کا مزہ دیں پھر اسے اس سے چھین لیں ضرور وہ بڑا ناشکرا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر ہم انسان کو اپنی کسی رحمت کا مزہ دیں پھر وہ رحمت اس سے چھین لیں تو بیشک وہ بڑا مایوس اور ناشکرا (ہو جاتا) ہے۔

﴿وَلَيْنٌ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِثْلَ حَمِئَةٍ﴾: اور اگر ہم انسان کو اپنی کسی رحمت کا مزہ دیں۔ ﴿لَكَيُّوسٌ﴾ ایک قول یہ ہے کہ اس آیت میں ”الْإِنْسَانَ“ سے مراد مطلق انسان ہے پھر (آیت نمبر ۱۱ میں) اس سے صبر کرنے والے اور نیک مسلمانوں کا استثناء فرمایا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آیت میں مذکور ”الْإِنْسَانَ“ میں مومن اور کافر دونوں داخل ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ”الْإِنْسَانَ“ سے کافر انسان مراد ہے۔ ^(۱) اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ہم انسان کو اپنی کسی رحمت کا مزہ چکھائیں اور صحت، امن، وسعتِ رزق اور دولت عطا کریں پھر یہ سب اس سے چھین لیں اور اسے مصائب میں مبتلا کر دیں تو بیشک وہ دوبارہ اس نعمت کے پانے سے مایوس ہو جاتا ہے اور اللہ عزوجل کے فضل سے اپنی اُمید ختم کر لیتا ہے اور صبر و رضا پر ثابت قدم نہیں رہتا اور گزشتہ نعمت کی ناشکری کرتا ہے۔ ^(۲)

وَلَيْنٌ أَذَقْنَاهُ نِعْمَاءَ بَعْدَ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لِيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ

عَنِّي ۚ إِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُورٌ ۝۱۰

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر ہم اسے نعمت کا مزہ دیں اس مصیبت کے بعد جو اسے پہنچی تو ضرور کہے گا کہ برائیاں مجھ سے

①.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۹، ۳۲۱/۶-۳۲۲۔

②.....مدارک، ہود، تحت الآیۃ: ۹، ص ۴۹۱، خازن، ہود، تحت الآیۃ: ۹، ۳۴۲/۲، ملقطاً۔

دور ہوئیں بیشک وہ خوش ہونے والا بڑائی مارنے والا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر ہم مصیبت کے بعد جو اسے پہنچی ہوا سے نعمت کا مزہ دیں تو ضرور کہے گا کہ برائیاں مجھ سے دور ہو گئیں بیشک وہ (اس وقت) بہت خوش ہونے والا، فخر و تکبر کرنے والا ہو جاتا ہے۔

﴿وَلَئِنْ أَذَقْتُهُ نَعْمَاءً بَعْدَ ضَرَاءٍ مَسْتَهُ﴾ اور اگر ہم کسی مصیبت کے بعد جو اسے پہنچی ہوا سے نعمت کا مزہ دیں۔ ﴿آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ہم انسان کو اس مصیبت کے بعد جو اسے پہنچی ہو نعمت کا مزہ چکھائیں اور بیماری کے بعد صحت، تنگی کے بعد آسانی اور فقری کے بعد مال و دولت کی وسعت عطا کریں تو ایسا بندہ یہ تو کہتا ہے کہ جو مصیبتیں مجھے پہنچیں وہ اب مجھ سے دور ہو گئیں لیکن اس وقت شکر گزار ہونے اور حق نعمت ادا کرنے کے بجائے وہ خوشی میں پھولتا پھرتا ہے اور ان نعمتوں کے ملنے کی وجہ سے فخر و تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔^(۱) یہ بتانے کا مقصد یہ ہے کہ مصیبت دور ہونے اور نعمت ملنے کے بعد ناشکری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ مزید اطاعت کے لئے سر جھکا دینا چاہیے۔

شیخی کی خوشی سے اور شکر یہ کی خوشی عبادت ہے

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیخی کی خوشی منع ہے جبکہ شکر یہ کی خوشی عبادت ہے، اللہ عز و جل فرماتا ہے۔
قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا^(۲) ترجمہ کنز العرفان: تم فرماؤ: اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر ہی خوشی منانی چاہیے۔

مذکورہ بالا دونوں خوشیوں میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ شیخی کی خوشی میں نظر اپنی ذات پر ہوتی ہے اور شکر یہ میں توجہ رب کریم عز و جل کی طرف ہوتی ہے، نیز شیخی غفلت پیدا کرتی ہے اور شکر یہ کی خوشی جذبہ اطاعت پیدا کرتی ہے۔

إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۖ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ

وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۝

①.....ابو سعود، ہود، تحت الآیۃ: ۱۰، ۱۱/۳، مدارک، ہود، تحت الآیۃ: ۱۰، ص ۴۹۱، خازن، ہود، تحت الآیۃ: ۱۰، ۳۴۲/۲، ملئقطاً.

②.....سورۃ یونس: ۵۸.

ترجمہ کنزالایمان: مگر جنہوں نے صبر کیا اور اچھے کام کیے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: مگر جنہوں نے صبر کیا اور اچھے کام کیے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

﴿إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾: مگر جنہوں نے صبر کیا اور اچھے کام کیے۔ ﴿اس آیت کا معنی یہ ہے ”لیکن وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا اور اچھے کام کئے تو وہ ان کی طرح نہیں ہیں کیونکہ انہیں جب کوئی مصیبت پہنچی تو انہوں نے صبر سے کام لیا اور کوئی نعمت ملی تو اس پر اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا، جو ایسے اوصاف کے حامل ہیں ان کے لئے گناہوں سے بخشش اور بڑا ثواب یعنی جنت ہے۔“ (۱)

مومن کی شان

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نعمت چھن جانے پر صبر کرنا اور راحت ملنے پر شکر کرنا اور بہر صورت اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں مصروف رہنا مومن کی شان ہے، لیکن افسوس! یہاں جو طرزِ عمل کفار کا بیان کیا گیا ہے وہ آج مسلمانوں میں بھی نظر آ رہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ان سے اپنی دی ہوئی نعمت واپس لے لیتا ہے تو یہ اس قدر افسردہ اور مایوس ہو جاتے ہیں کہ ان کی زبانیں کفر تک بکنا شروع کر دیتی ہیں اور جب ان میں سے کسی پر آئی ہوئی مصیبت اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے تو وہ لوگوں پر فخر و غرور کا اظہار شروع کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقل سلیم اور ہدایت عطا فرمائے، آمین۔

مصیبت پر صبر کرنے اور شاکے الہی پر راضی رہنے کے فضائل

موضوع کی مناسبت سے یہاں ہم مصیبت پر صبر و شکر کرنے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کے فضائل اور نعمت ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے کی برکات ذکر کرتے ہیں تاکہ ان سے مسلمانوں کو صبر و شکر کرنے کی ترغیب ملے اور وہ کفار کے طرزِ عمل سے بچنے کی کوشش کریں۔

- (۱)..... حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ”جو صبر کرنا چاہے گا اللہ عزوجل اسے صبر کی توفیق عطا فرمادے گا اور صبر سے بہتر اور وسعت والی عطا کسی پر نہیں کی گئی۔“ (۲)
- (۲)..... حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے۔ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد

۱..... حازن، ہود، تحت الآية: ۱۱، ۳۴۲/۲۔

۲..... مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل التعفف والصبر، ص ۵۲۴، الحدیث: ۱۲۴ (۱۰۵۳)۔

فرمایا کہ ”صبر نصف ایمان ہے اور یقین پورا ایمان ہے۔“ (۱)

(۳)..... حضرت صہیب رومی رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”مومن کے معاملے پر تعجب ہے کہ اس کا سارا معاملہ بھلائی پر مشتمل ہے اور یہ صرف اُسی مومن کے لئے ہے جسے خوشحالی حاصل ہوتی ہے تو شکر کرتا ہے کیونکہ اس کے حق میں یہی بہتر ہے اور اگر تنگدستی پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہے۔“ (۲)

(۴)..... حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ”جس کے مال یا جان میں مصیبت آئی پھر اس نے اسے پوشیدہ رکھا اور لوگوں پر ظاہر نہ کیا تو اللہ غَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اس کی مغفرت فرما دے۔“ (۳)

(۵)..... حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرورِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، ”مسلمان کو پہنچنے والا کوئی دکھ، تکلیف، غم، ملال، اذیت اور درد ایسا نہیں، خواہ اس کے پیر میں کاشا ہی چھبے مگر اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔“ (۴)

(۶)..... حضرت جابر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ”قیامت کے دن جب مصیبت زدہ لوگوں کو ثواب دیا جائے گا تو دنیا میں عافیت کے ساتھ رہنے والے تمنا کریں گے کہ ”کاش! ان کے جسموں کو قینچیوں سے کاٹ دیا جاتا۔“ (۵)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں پر شکر کرنے کی توفیق اور عافیت عطا فرمائے اور اگر کوئی مصیبت آجائے تو اس پر صبر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

نعمت ملنے پر شکر کرنے کی برکات

نعمت ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی بہت برکتیں ہیں، ان میں سے دو برکتیں درج ذیل ہیں:

- ①..... معجم الکبیر، خطبۃ ابن مسعود ومن کلامہ، ۱۰/۹، الحدیث: ۸۵۴۴.
- ②..... مسلم، کتاب الزہد والرقائق، باب المؤمن امرہ کلّہ خیر، ص ۱۵۹۸، الحدیث: ۶۴ (۲۹۹۹).
- ③..... معجم الاوسط، باب الالف، من اسمہ احمد، ۲۱۴/۱، الحدیث: ۷۳۷.
- ④..... بخاری، کتاب المرضی، باب ما جاء فی کفارة المرض، ۳/۴، الحدیث: ۵۶۴۲-۵۶۴۱.
- ⑤..... ترمذی، کتاب الزہد، ۵۹-باب، ۱۸۰/۴، الحدیث: ۲۴۱۰.

(1).....نعمت ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی صورت میں بندہ عذاب سے محفوظ رہتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
 مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَدَايِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ ط
 وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا (1)
 ترجمہ کنز العرفان: اور اگر تم شکر گزار بن جاؤ اور ایمان لاؤ
 تو اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اور اللہ قدر کرنے والا،
 جاننے والا ہے۔

(2).....نعمت کا شکر ادا کرنے پر اللہ تعالیٰ نعمتوں میں مزید اضافہ فرمادیتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
 وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ (2)
 ترجمہ کنز العرفان: اور یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان
 فرمادیا کہ اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ عطا کروں
 گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے۔
 اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَنْ يَقُولُوا
 لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ كُتُبٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ ط إِنَّمَا أَنْتَ نَذِيرٌ ط وَاللَّهُ
 عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ط (١٢)

ترجمہ کنز الایمان: تو کیا جو وحی تمہاری طرف ہوتی ہے اس میں سے کچھ تم چھوڑ دو گے اور اس پر دل تنگ ہو گے اس
 بنا پر کہ وہ کہتے ہیں ان کے ساتھ کوئی خزانہ کیوں نہ اتر آیا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ آتا تم تو ڈر سنانے والے ہو اور اللہ ہر
 چیز پر محافظ ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: تو کیا تمہاری طرف جو وحی بھیجی جاتی ہے تم اس میں سے کچھ چھوڑ دو گے اور اس پر تمہارا دل اس وجہ
 سے تنگ ہو جائے گا کہ وہ کہتے ہیں: ان پر کوئی خزانہ کیوں نہیں اتر آیا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آتا؟ تم

تو ڈرسانے والے ہو، اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾: تو کیا تمہاری طرف جو وحی بھیجی جاتی ہے تم اس میں سے کچھ چھوڑ دو گے۔
اس آیت کی تفسیر میں علماء نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رسالت کی ادائیگی میں کمی کرنے والے نہیں اور اُس نے اُن کو اس سے معصوم فرمایا ہے، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں تبلیغ رسالت کی تاکید فرمائی اور اس تاکید میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تسکین خاطر بھی ہے اور کفار کی مایوسی بھی کہ اُن کا مذاق اڑانا تبلیغ کے کام میں مُخل نہیں ہو سکتا۔ شانِ نزول: عبد اللہ بن اُمیہ مخزومی نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں اور آپ کا خدا ہر چیز پر قادر ہے تو اُس نے آپ پر خزانہ کیوں نہیں اُتارایا آپ کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا جو آپ کی رسالت کی گواہی دیتا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔^(۱)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وحی میں خیانت کرنا ناممکن ہے

امام فخر الدین رازی دَحْمَةُ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وحی اور تنزیل میں خیانت کرنا اور وحی کی بعض چیزوں کو ترک کر دینا ممکن نہیں، کیونکہ اگر یہ بات ممکن نہ ہو تو اس طرح ساری شریعت ہی مشکوک ہو جائے گی اور نبوت میں طعن لازم آئے گا، نیز رسالت سے اصل مقصود ہی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام بندوں تک پہنچا دیئے جائیں اور جب ایسا نہ ہو تو رسالت سے جو فائدہ مطلوب تھا وہ حاصل ہی نہ ہوگا، اس لئے اس آیت کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے بلکہ اس آیت سے مقصود یہ بتانا ہے کہ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ساری وحی کی تبلیغ کریں گے تو کفار کی طرف سے طعن و تشنیع اور مذاق اڑانے کا خدشہ ہے اور اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بتوں کی مذمت والی آیات نہ بیان کریں گے تو کفار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق تو نہ اڑائیں گے لیکن اس طرح وحی میں خیانت لازم آئے گی اور جب دو خرابیوں میں سے ایک خرابی لازم ہو تو اس وقت بڑی خرابی کو ترک کر کے چھوٹی خرابی کو برداشت کر لینا چاہئے اور چونکہ وحی میں خیانت کرنے کے مقابلے میں کفار کے طعن و تشنیع کو برداشت کر لینا زیادہ آسان ہے اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وحی میں خیانت کی خرابی سے دو رہتے ہوئے کفار کے طعن و تشنیع کی خرابی کو برداشت کر لیں۔^(۲)

①.....خازن، ہود، تحت الآية: ۱۲، ۳۴۳/۲، ملخصاً.

②.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآية: ۱۲، ۳۲۳/۶-۳۲۴.

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوْرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرِيَةٍ وَادْعُوا
مَنْ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے جی سے بنالیا تم فرماؤ کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا جو مل سکیں سب کو بلا لو اگر سچے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا یہ کہتے ہیں: یہ قرآن نبی نے خود ہی بنالیا ہے۔ تم فرماؤ: (اگر یہ بات ہے) تو تم (بھی) ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ اور اگر تم سچے ہو تو اللہ کے سوا جو مل سکیں سب کو بلا لو۔

﴿أَمْ يَقُولُونَ﴾: کیا یہ کہتے ہیں۔ یعنی کیا کفار مکہ قرآن کریم کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہ قرآن خود ہی بنالیا ہے۔ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، آپ ان سے فرمادیں کہ ”اگر یہ بات ہے تو تم بھی ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ کیونکہ انسان اگر ایسا کلام بنا سکتا ہے تو اس کے مثل بنانا تمہاری طاقت سے باہر نہ ہوگا تم بھی عربی ہو، فصیح و بلیغ ہو، کوشش کرو۔ اگر تم اس بات میں سچے ہو کہ یہ کلام انسان کا بنایا ہوا ہے تو اللہ عز و جل کے سوا جو مل سکیں سب کو اپنی مدد کے لئے بلا لو۔“ (۱)

قرآن مجید کا اپنی مثل بنا کر کمال کے فصیح

قرآن مجید نے اپنی مثل کلام بنا کر پیش کرنے کا چیلنج 4 طرح سے دیا ہے۔

(۱)..... پورے قرآن کے مثل لانے کا چیلنج دیا چنانچہ سورہ بنی اسرائیل میں ہے

قُلْ لِّمَنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا
بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ
بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا (۲)

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔

۱..... حازن، ہود، تحت الآية: ۱۳، ۲/۳۴۳-۳۴۴۔

۲..... بنی اسرائیل: ۸۸۔

(2)..... دس سورتوں کی مثل لانے کا چیلنج دیا، جیسا کہ زیر تفسیر آیت میں ہے۔

(3)..... ایک سورت کی مثل لانے کا چیلنج دیا، چنانچہ سورہ بقرہ میں ہے

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ ۚ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِمَّنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (1)

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر تمہیں اس کتاب کے بارے میں کوئی شک ہو جو ہم نے اپنے خاص بندے پر نازل کی ہے تو تم اس جیسی ایک سورت بنالو اور اللہ کے علاوہ اپنے سب مددگاروں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔

اور سورہ یونس میں ہے

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۚ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِمَّنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (2)

ترجمہ کنز العرفان: کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس (نبی) نے اسے خود ہی بنالیا ہے؟ تم فرماؤ: تو تم (بھی) اس جیسی کوئی ایک سورت لے آ اور اللہ کے سوا جو تمہیں مل سکیں سب کو بلاؤ اگر تم سچے ہو۔

(4)..... آخری چیلنج یہ دیا کہ اس جیسی ایک بات ہی بنالائیں، چنانچہ سورہ طور میں ہے

أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ بَلْ لَا يُؤْمِنُونَ ۚ فَلْيَاثُبُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ (3)

ترجمہ کنز العرفان: بلکہ وہ کہتے ہیں کہ اس نبی نے یہ قرآن خود ہی بنالیا ہے بلکہ وہ ایمان نہیں لاتے۔ اگر یہ سچے ہیں تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں۔

فَالَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَأَعْلَمُوا أَنبَاءَ أَنْزَلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝۱۳

ترجمہ کنز الایمان: تو اے مسلمانو! گروہ تمہاری اس بات کا جواب نہ دے سکیں تو سمجھ لو کہ وہ اللہ کے علم ہی سے اترتا ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں تو کیا اب تم مانو گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو اگر وہ تمہاری اس بات کا جواب نہ دے سکیں تو سمجھ لو کہ وہ اللہ کے علم ہی سے اتارا گیا ہے اور (جان لو) کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو کیا اب تم مانو گے۔

﴿فَالْتَمِمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ﴾: تو اے مسلمانو! اگر وہ تمہاری اس بات کا جواب نہ دے سکیں۔ ﴿﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اے مسلمانو! اگر کفار تمہارے اس چیلنج کا جواب نہ دے سکیں اور دس سورتوں کی مثل پیش کرنے سے عاجز رہیں تو تم اپنے اس علم پر ثابت قدم رہو کہ قرآن اللہ عزوجل کا ہی کلام ہے اور جان لو کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں، تو کیا اب تم مانو گے اور یقین رکھو گے کہ یہ اللہ عزوجل کی طرف سے ہے، مطلب یہ کہ اعجاز قرآن دیکھ لینے کے بعد ایمان و اسلام پر ثابت رہو۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے کفار سے فرمایا کہ اللہ عزوجل کے سوا جو مل سکیں سب کو اپنی مدد کے لئے بلا لو اور اس آیت میں فرمایا کہ اے کافرو! اگر تمہارے مددگار تمہیں کوئی جواب نہ دے سکیں اور تمہاری کوئی مدد نہ کر سکیں تو سمجھ لو کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کے علم ہی سے اتارا گیا ہے، کسی نے اللہ عزوجل پر جھوٹ نہیں باندھا بلکہ اللہ عزوجل نے ہی اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اسے نازل فرمایا ہے اور جان لو کہ جس اللہ عزوجل نے قرآن نازل فرمایا ہے وہی عبادت کے لائق ہے اور جن بتوں کو تم پوجتے ہو وہ عبادت کے لائق ہرگز نہیں تو کیا تم اسلام قبول کرو گے اور اخلاص کے ساتھ اللہ عزوجل کی عبادت کرو گے؟^(۱)

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ﴿١٥﴾

ترجمہ کنزالایمان: جو دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتا ہو ہم اس میں ان کا پورا پھل دے دیں گے اور اس میں کمی نہ دیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: جو دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتا ہو تو ہم دنیا میں انہیں ان کے اعمال کا پورا بدلہ دیں گے اور انہیں دنیا میں کچھ کم نہ دیا جائے گا۔

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزَيَّنَتْهَا: جود دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتا ہو۔﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو اپنے نیک اعمال سے دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتا ہو اور اپنی کم ہمتی سے آخرت پر نظر نہ رکھتا ہو تو ہم انہیں ان کے اعمال کا پورا بدلہ دیں گے اور جو اعمال انہوں نے طلبِ دنیا کے لئے کئے ہیں ان کا اجر صحت و دولت، وسعتِ رزق اور کثرتِ اولاد وغیرہ سے دنیا ہی میں پورا کر دیں گے اور طلبِ دنیا کے لئے کئے ہوئے اعمال کے اجر میں کمی نہ کریں گے بلکہ ان اعمال کا پورا اور کامل اجر دیں گے۔^(۱)

نیک اعمال کے ذریعے دنیا طلب کرنے والوں کا انجام

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ دنیا کی طلب اور اس کی زیب و زینت اور آرائش پانے کی خاطر نیک اعمال کرتے ہیں انہیں ان اعمال کا بدلہ دنیا میں ہی مختلف انداز سے دے دیا جاتا ہے اور آخرت میں ان کا کوئی حصہ باقی نہیں رہتا۔ اسی بات کو بیان کرتے ہوئے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ
لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا
مَذْحُورًا ۝ (۱۸) وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا (۲)

ترجمہ کنز العرفان: جو جلدی والی (دنیا) چاہتا ہے تو ہم جسے چاہتے ہیں اس کیلئے دنیا میں جو چاہتے ہیں جلد دیدیتے ہیں پھر ہم نے اس کے لیے جہنم بنا رکھی ہے جس میں وہ مذموم، مردود ہو کر داخل ہوگا۔ اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کیلئے ایسی کوشش کرتا ہے جیسی کرنی چاہیے اور وہ ایمان والا بھی ہو تو یہی وہ لوگ ہیں جن کی کوشش کی قدر کی جائے گی۔

اور ارشاد فرماتا ہے

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ ۖ
وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ
فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ (۳)

ترجمہ کنز العرفان: جو آخرت کی کھیتی چاہتا ہے تو ہم اس کے لیے اس کی کھیتی میں اضافہ کر دیتے ہیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے تو ہم اسے اس میں سے کچھ دیدیتے ہیں اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔

۱.....خازن، ہود، تحت الآية: ۱۵، ۲/۴۴۳.

۲.....بنی اسرائیل ۱۸، ۱۹.

۳.....شوری: ۲۰.

نیز ترمذی شریف میں ہے کہ جب حضرت شقیّا اجمعی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے عرض کی: میں فلاں فلاں کے حق سے عرض کرتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیں جسے آپ نے رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنا، سمجھا اور جان لیا ہو، تو حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: اچھا میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں جسے میں نے حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنا، سمجھا اور جانا ہے، پھر آپ سسکیاں لینے لگے یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئے، میں نے تھوڑی دیر انتظار کیا اور جب آپ کو کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا: میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جسے حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس مقام پر مجھ سے بیان فرمایا اور اس وقت ہم دونوں کے سوا کوئی تیسرا آدمی یہاں نہ تھا۔ پھر آپ سسکیاں لینے لگے یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو منہ صاف کر کے فرمایا: میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جسے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس مقام پر مجھ سے بیان فرمایا اور اس وقت یہاں ہم دونوں کے سوا اور کوئی نہیں تھا، پھر آپ سسکیاں لینے لگے یہاں تک کہ بے ہوش ہو کر منہ کے بل جھک گئے۔ میں نے کافی دیر تک آپ کو سہارا دیا اور جب ہوش آیا تو فرمایا: رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا ”جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ بندوں کی طرف متوجہ ہوگا تاکہ ان کے درمیان فیصلہ فرمائے، اس وقت تمام امتیں گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوں گی اور سب سے پہلے 3 آدمیوں کو بلایا جائے گا۔ (1) جس نے قرآن یاد کیا ہوگا۔ (2) جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کیا گیا ہوگا۔ (3) زیادہ مالدار شخص۔ اللہ تعالیٰ اس قاری سے فرمائے گا: ”کیا میں نے تمہیں وہ کلام نہ سکھایا جو میں نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نازل کیا تھا؟ وہ عرض کرے گا: ہاں یا رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ”تو نے اپنے علم کے مطابق کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں رات دن اس کی تلاوت کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا اور فرشتے بھی کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو (تلاوت قرآن سے یہ) چاہتا تھا کہ کہا جائے: فلاں قاری ہے، تو وہ تجھے کہہ دیا گیا (تو چلا جا! آج کے دن ہمارے پاس تیرے لئے کوئی شے نہیں)۔ پھر دولت مند کو لایا جائے گا اور اس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ”کیا میں نے تجھے (مال میں) اتنی وسعت نہ دی کہ تجھے کسی کا محتاج نہ رکھا؟ وہ عرض کرے گا: ہاں یا رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ”میری دی ہوئی دولت سے تو نے کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں (اس کے ذریعے) قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتا اور خیرات کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو (صلہ رحمی اور خیرات سے یہ) چاہتا تھا کہ کہا جائے: فلاں بڑا

سختی ہے تو ایسا کہا جا چکا ہے (اب تو چلا جا! آج کے دن ہمارے پاس تیرے لئے کوئی شے نہیں)۔ پھر شہید کو لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا ”تو کس لئے قتل ہوا؟ وہ عرض کرے گا: تو نے مجھے اپنے راستے میں جہاد کرنے کا حکم دیا تو میں نے لڑائی کی یہاں تک کہ میں شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا ”تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ”تیری جہاد کرنے سے نیت یہ تھی کہ لوگ کہیں: فلاں بڑا بہادر ہے۔ تو یہ بات کہہ دی گئی (تو چلا جا! آج کے دن ہمارے پاس تیرے لئے کوئی شے نہیں)۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: پھر رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے زانو پر اپنا دست اقدس مارتے ہوئے فرمایا ”اے ابو ہریرہ! رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے پہلے انہی تین آدمیوں کے ذریعے جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔“

یہی حدیث جب حضرت امیر معاویہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سامنے بیان کی گئی تو آپ نے فرمایا ”ان تینوں کا یہ حشر ہے تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا، پھر آپ بہت روئے یہاں تک کہ لوگوں نے خیال کیا کہ آپ جان دے دیں گے، پھر جب حضرت امیر معاویہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ہوش آیا تو آپ نے چہرہ پونچھ کر کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سچ فرمایا

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ﴿٥١﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحِطَّ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَ بَلَّغُ لَّ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

ترجمہ کنز العرفان: جو دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتا ہو تو ہم دنیا میں انہیں ان کے اعمال کا پورا بدلہ دیں گے اور انہیں دنیا میں کچھ کم نہ دیا جائے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور دنیا میں جو کچھ انہوں نے کیا وہ سب برباد ہو گیا اور ان کے اعمال باطل ہیں۔ (۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا کے لئے نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے ذریعے دنیا طلب کرنے سے محفوظ فرمائے، آمین۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحِطَّ مَا صَنَعُوا

①.....ترمذی، کتاب الزہد، باب ما جاء فی الریاء والسمعة، ۱۶۹/۴، الحدیث: ۲۳۸۹، ابن عساکر، ذکر من اسمہ العللاء، العللاء بن الحارث بن عبد الوارث... الخ، ۲۱۴/۴۷.

فِيهَا وَبِطْلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: یہ ہیں وہ جن کے لیے آخرت میں کچھ نہیں مگر آگ اور اکارت گیا جو کچھ وہاں کرتے تھے اور نابود ہوئے جو ان کے عمل تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور دنیا میں جو کچھ انہوں نے کیا وہ سب برباد ہو گیا اور ان کے اعمال باطل ہیں۔

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ﴾: یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں۔ ﴿شان نزول﴾: امام ضحاک رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں ہے کہ وہ اگر صلہ رحمی کریں یا محتاجوں کو دیں یا کسی پریشان حال کی مدد کریں یا اس طرح کی کوئی اور نیکی کریں تو اللہ تعالیٰ وسعتِ رزق وغیرہ سے اُن کے عمل کی جزا دنیا ہی میں دے دیتا ہے اور آخرت میں اُن کے لئے کوئی حصہ نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی، منافقین رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ جہادوں میں مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لئے شامل ہوتے تھے کیونکہ وہ آخرت کے ثواب کا یقین نہ رکھتے تھے۔^(۱)

امثال قبول ہونے کے لئے ایمان شرط ہے

اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی نیکی رب تعالیٰ کے نزدیک قبول نہیں، جیسے نماز کے لئے وضو شرط جواز ہے ایسے ہی اعمال کے لئے ایمان شرط قبول ہے۔

أَفَنُكَانَ عَلَىٰ بَيْتَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ
مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَاحِمَةً ۚ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ ۖ مِنَ
الْأَحْزَابِ ۖ فَاَلَّا تَأْمُرُ مَوْعِدًا ۚ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ

۱.....حازن، ہود، تحت الآية: ۱۶، ۲/۳۴۴-۳۴۵.

وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو کیا وہ جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوا اور اس پر اللہ کی طرف سے گواہ آئے اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب پیشوا اور رحمت وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو اس کا منکر ہو سارے گروہوں میں تو آگ اس کا وعدہ ہے تو اے سننے والے تجھے کچھ اس میں شک نہ ہو بیشک وہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے لیکن بہت آدمی ایمان نہیں رکھتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو کیا وہ جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوا اور اللہ کی طرف سے اس پر ایک گواہ آئے اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب ہو جو پیشوا اور رحمت ہے۔ وہ لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں اور تمام گروہوں میں سے جو اس کا انکار کرے تو آگ اس کا وعدہ ہے۔ تو اے سننے والے! تجھے اس کے بارے میں کوئی شک نہ ہو۔ بیشک یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

﴿أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّهِ﴾: تو کیا وہ جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو۔ ﴿﴾ اس سے پہلی آیت میں ان لوگوں کا ذکر کیا گیا کہ جو اپنے اعمال کے بدلے دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت چاہتے ہیں اور اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے کہ جو اپنے اعمال کے بدلے اللہ عزوجل کی رضا اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں۔ (۱) بعض مفسرین کے نزدیک روشن دلیل سے وہ دلیل عقلی مراد ہے جو اسلام کی حقانیت پر دلالت کرے اور اس شخص سے جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو وہ یہودی مراد ہیں جو اسلام سے مشرف ہوئے، جیسے کہ حضرت عبد اللہ بن سلام رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ اور گواہ سے مراد قرآن پاک ہے۔ (۲) اور بعض مفسرین کے نزدیک روشن دلیل سے مراد قرآن پاک اور ”اس شخص سے جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو“ سے مراد نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یا اہل ایمان اور گواہ سے مراد حضرت جبریل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں۔ (۳) آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو اپنے رب عزوجل کی طرف سے روشن دلیل

①.....خازن، ہود، تحت الآیۃ: ۱۷، ۳۴۵/۲۔

②.....مدارک، ہود، تحت الآیۃ: ۱۷، ص ۴۹۲، تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۱۷، ۳۲۹/۶۔

③.....جلالین، ہود، تحت الآیۃ: ۱۷، ص ۱۸۱۔

پر ہوا اور اس روشن دلیل پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ایک گواہ بھی آئے اور اس کی صحت کی گواہی دے کیا وہ اُس کی طرح ہو سکتا ہے جو دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہو، ایسا نہیں، ان دونوں میں عظیم فرق ہے۔ اور اس سے پہلے یعنی قرآن نازل ہونے اور رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مبعوث فرمائے جانے سے پہلے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی کتاب تورات ان کے لئے پیشوا اور رحمت تھی کہ وہ لوگ دینی اور شرعی معاملات میں اس کی طرف رجوع کرتے تھے نیز تورات گمراہوں کو ہدایت کی راہ دکھاتی تھی، اور ان اوصاف کے حامل افراد نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور یہودی، عیسائی، مجوسی، بتوں کے پجاری وغیرہ تمام کفار اور دیگر ادیان کو ماننے والوں میں سے جو کوئی حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور قرآن پر ایمان نہ لائے گا تو آخرت میں آگ اس کا وعدہ ہے۔^(۱)

حدیث پاک میں بھی یہ بات بیان ہوئی ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اس کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جان ہے، اس اُمت میں جو کوئی بھی ہے یہودی ہو یا نصرانی جس کو بھی میری خبر پہنچے اور وہ میرے دین پر ایمان لائے بغیر مر جائے تو وہ ضرور جہنمی ہے۔“^(۲)

﴿فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ﴾: تو اے سننے والے! تجھے اس کے بارے میں کوئی شک نہ ہو۔ ﴿﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اے سننے والے! اس دین کے صحیح ہونے اور قرآن کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے کے بارے میں شک نہ کر، بیشک یہ تیرے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر لوگ اس قرآن کی تصدیق نہیں کرتے۔ اس تفسیر کے مطابق آیت کے اس حصے کا تعلق ماقبل مذکور آیت نمبر 13 ”أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ“ سے ہے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ اے سننے والے! تو اس بات میں شک نہ کر کہ دیگر ادیان کو ماننے والوں میں سے جو کوئی رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان نہ لائے گا تو آخرت میں اس کا وعدہ آگ ہے، لیکن اکثر لوگ اس بات پر یقین نہیں رکھتے کہ کفار کے لئے آگ کا وعدہ ہے۔ اس تفسیر کے مطابق آیت کے اس حصے کا تعلق اسی آیت کے اس حصے ”وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ“ سے ہے۔^(۳)

①.....حازن، ہود، تحت الآية: ۱۷، ۳۴۶/۲، مدارک، ہود، تحت الآية: ۱۷، ص ۴۹۲-۴۹۳، ملقطاً.

②.....مسلم، کتاب الایمان، باب وجوب الایمان برسالة نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم الی جمیع الناس... الخ، ص ۹۰، الحدیث: ۲۴۰ (۱۵۳).

③.....حازن، ہود، تحت الآية: ۱۷، ۳۴۶/۲.

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ
وَيَقُولُ ٱلْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ ٱلَّذِينَ كَذَبُواْ عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ ٱلَا لَعْنَةُ ٱللَّهِ
عَلَى ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿١٨﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے وہ اپنے رب کے حضور پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں گے یہ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا ارے ظالموں پر خدا کی لعنت۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے؟ یہ لوگ اپنے رب کے حضور پیش کیے جائیں گے اور گواہی دینے والے کہیں گے: یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا۔ خبردار! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو۔

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا﴾: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے؟ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی 4 آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کی مذمت میں تقریباً 14 باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار مکہ یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بت اُن کی شفاعت کریں گے اور یہ بت اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں نیز وہ اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد بھی مانتے تھے اور یہ اللہ تعالیٰ پر صریح جھوٹ اور افتراء تھا، اس لئے ان کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں سے اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ عزوجل پر جھوٹ باندھے؟ اور اس کے لئے شریک و اولاد بتائے، یہ جھوٹ باندھنے والے لوگ جب قیامت کے دن ذلت و رسوائی کے ساتھ اپنے رب عزوجل کے حضور پیش کیے جائیں گے تو اُن سے اُن کے دنیوی اعمال دریافت کئے جائیں گے، انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ملائکہ علیہم السلام اُن کے خلاف گواہی دیں گے اور کہیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا میں اپنے رب عزوجل پر جھوٹ بولا تھا۔ خبردار! ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ (۱)

۱.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۱۸، ۳۳۱/۶، حازن، ہود، تحت الآیۃ: ۱۸، ۳۴۶/۲، ملتقطاً.

قیامت کے دن کافروں اور منافقوں کی رسوائی

اس سے معلوم ہوا کہ بروز قیامت کفار و منافقین کی بڑی رسوائی ہوگی، بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ روز قیامت کفار اور منافقین کو تمام مخلوق کے سامنے کہا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب عز و جل پر جھوٹ بولا تھا اور ظالموں پر خدا کی لعنت ہے، ^(۱) اس طرح وہ تمام مخلوق کے سامنے رسوا کئے جائیں گے۔

الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُمْ بِالْآخِرَةِ
هُمْ كَفَرُونَ ①۹

ترجمہ کنزالایمان: جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی چاہتے ہیں اور وہی آخرت کے منکر ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہ جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں ٹیڑھاپن تلاش کرتے ہیں اور وہی لوگ آخرت کا انکار کرنے والے ہیں۔

﴿الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾ وہ جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ یعنی ان ظالموں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے اور حق کی پیروی کرنے میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ اسلام کے خلاف شکوک و شبہات ڈالنے، صاف اور واضح دلائل میں ٹیڑھاپن تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ آخرت کا انکار کرتے ہیں۔ ^(۲)

آیت ”الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ“ کے مسدوق ایک

اس آیت میں وہ کفار و مشرکین بھی شامل ہیں جو ایمان کا سیدھا راستہ چھوڑ کر کفر و الاٹھیڑا راستہ اختیار کرتے ہیں اور وہ مرتدین بھی شامل ہیں جو قرآن کی معنوی تحریف کر کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور عام مسلمانوں کے خلاف راستہ اختیار کرتے ہیں اور آیات کے وہ معنی کرتے ہیں جو متواتر معانی کے خلاف ہیں اگر انہیں آخرت کا ڈر ہوتا تو یہ جرات کبھی نہ کرتے۔

①.....بخاری، کتاب المظالم والغصب، باب قول اللہ تعالیٰ: الا لعنة اللہ علی الظالمین، ۱۲۶/۲، الحدیث: ۲۴۴۱، مسلم، کتاب التوبة، باب قبول توبة القاتل وان قتلہ، ص ۴۸۱، الحدیث: ۵۲ (۲۷۶۷)۔

②.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیة: ۱۹، ۳۳۲/۶۔

أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ دُونِ
اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ يُضْعِفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۖ مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ السَّمْعَ
وَمَا كَانُوا يَبْصُرُونَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: وہ تھکانے والے نہیں زمین میں اور نہ اللہ سے جدا ان کے کوئی حمایتی انہیں عذاب پر عذاب ہوگا وہ نہ سن سکتے تھے اور نہ دیکھتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہ زمین میں عاجز کرنے والے نہیں ہیں اور اللہ کے سوا ان کے کوئی مددگار بھی نہیں ہیں۔ ان کے لئے عذاب کوئی گنا بڑھا دیا جائے گا۔ وہ نہ تو سن سکتے تھے اور نہ دیکھتے تھے۔

﴿أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ﴾: وہ زمین میں عاجز کرنے والے نہیں ہیں۔ ﴿آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ ان پر عذاب کرنا چاہے تو وہ زمین میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کو عاجز نہیں کر سکتے کیونکہ وہ اُس کے قبضہ اور اُس کی ملک میں ہیں، نہ اس سے بھاگ سکتے ہیں نہ بچ سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا ان کے کوئی مددگار بھی نہیں ہیں کہ وہ اُن کی مدد کریں اور انہیں اس کے عذاب سے بچائیں۔ لوگوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے راستے سے روکنے اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا انکار کرنے کی وجہ سے ان کا عذاب کئی گنا بڑھا دیا جائے گا۔^(۱)

﴿مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ السَّمْعَ﴾: وہ نہ تو سن سکتے تھے۔ ﴿حضرت قتادہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ وہ حق سننے سے بہرے ہو گئے تو کوئی بھلائی کی بات سن کر نفع نہیں اُٹھاتے اور نہ وہ آیاتِ قدرت کو دیکھ کر فائدہ اُٹھاتے ہیں۔^(۲)

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَصَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝

①.....خازن، ہود، تحت الآية: ۲۰، ۳۴۷/۲.

②.....خازن، ہود، تحت الآية: ۲۰، ۳۴۷/۲.

ترجمہ کنزالایمان: وہی ہیں جنہوں نے اپنی جان گھائے میں ڈالی اور ان سے کھوئی گئیں جو باتیں جوڑتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کو خسارے میں ڈال دیا اور ان سے ان کے بہتان گم ہو گئے۔

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ﴾: یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کو خسارے میں ڈال دیا۔ ﴿آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار مکہ نے اللہ عزوجل کی عبادت کے بدلے بتوں کی عبادت کو اختیار کر لیا اور یہ سب سے بڑا خسارہ ہے۔ یہ دین کو دنیا کے بدلے میں بیچ کر خسارے میں پڑ گئے کیونکہ انہوں نے عزت والی چیز دے کر ذلت والی چیز کو اپنا لیا اور یہ دنیا کا خسارہ ہے اور آخرت کا خسارہ یہ ہوگا کہ وہ ذلت والی چیز بھی ہلاک ہو جائے گی اور اس کا کوئی اثر باقی نہ رہے گا۔^(۱)

لَا جَرَمَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمْ الْأَخْسَرُونَ ﴿۳۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: خواہ مخواہ وہی آخرت میں سب سے زیادہ نقصان میں ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہ لوگ لازمی طور پر آخرت میں سب سے زیادہ نقصان میں ہوں گے۔

﴿لَا جَرَمَ﴾: لازمی طور پر۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار مکہ لازمی طور پر آخرت میں سب سے زیادہ نقصان میں ہوں گے کیونکہ عزت و رفعت عطا کرنے والا دین یعنی ”اسلام“ قبول کرنے پر آخرت میں انہیں جنت اور اس کی دائمی نعمتیں حاصل ہوتیں لیکن انہوں نے اسلام قبول کرنے کی بجائے ذلت کی گہرائیوں میں پھینک دینے والی چیز یعنی ”بتوں کی عبادت“ پر راضی ہو کر آخرت میں جنتی منازل اور اس کی نعمتوں کو بیچ دیا اور ان کے عوض آخرت میں جہنم کی منازل اور اس کے دائمی عذابات کو خرید لیا اس لئے وہ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان میں ہوں گے۔

آخرت کے مقابلے میں دنیا کو ترجیح دینا انتہائی نقصان دہ ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اپنی اخروی بھلائی اور بہتری کے مقابلے دنیا کی بھلائی اور بہتری کو ترجیح دینا انتہائی خسارے کا باعث ہے اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنی دنیا بہتر بنانے کے مقابلے میں اپنی آخرت کو بہتر بنانے کی زیادہ کوشش کرے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

۱.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۲۱، ۳۳/۶۔

فرمایا ”ان فتنوں کے واقع ہونے سے پہلے نیک اعمال کر لو جو اندھیری رات کی طرح چھا جائیں گے ایک شخص صبح مؤمن ہوگا اور شام کو کافر، یا شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کافر اور وہ معمولی سی دنیوی منفعت کے بدلے میں اپنا دین بیچ ڈالے گا۔“ (۱)

حضرت ضحاک رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کہ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، لوگوں میں سب سے بڑا زہد کون ہے؟ ارشاد فرمایا ”وہ شخص سب سے بڑا زہد ہے جو اپنی قبر کو اور اپنے فنا ہونے کو نہ بھولے، دنیا کی زیب و زینت کو چھوڑ دے، باقی رہنے والی کو فنا ہو جانے والی پر ترجیح دے، اپنے آنے والے دن کو شمار نہ کرے اور خود کو مُردوں میں شمار کرے۔“ (۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے اور آخرت کی بھلائی اور بہتری کے لئے بھرپور کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَخْبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۲۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور اپنے رب کی طرف رجوع لائے وہ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے اور انہوں نے اپنے رب کی طرف رجوع کیا تو یہی لوگ جنتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا﴾: بیشک جو ایمان لائے۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار کے دنیوی حالات اور اخروی خسارے کا ذکر فرمایا، اس کے بعد اس آیت میں اہل ایمان کے دنیوی حالات اور اخروی فوائد بیان فرمائے۔﴾ (۳) اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ بے شک وہ لوگ جو ایمان لاتے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے ہیں اور عبادت کی ادائیگی کے

①.....مسلم، کتاب الایمان، باب الحث علی المبادرة بالاعمال قبل تظاہر الفتن، ص ۷۳، الحدیث: ۱۸۶ (۱۱۸)۔

②.....شعب الایمان، الحادی والسبعون من شعب الایمان... الخ، ۳۵۵/۷، الحدیث: ۱۰۵۶۵۔

③.....خازن، ہود، تحت الآیة: ۲۳، ۳۴۷/۲۔

وقت ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں اور اس وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔
 ”وَاجْتَبُوا إِلَيَّ رَٰبِعًا“ کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ثواب و عذاب کا جو بھی وعدہ فرمایا ہے اس کی سچائی پر ان کے دل مطمئن ہیں۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے اور اس بات سے ڈرتے رہے کہ کہیں ان کے اعمال میں کوئی نقص یا کمی نہ رہ گئی ہو۔ جن لوگوں میں یہ تین اوصاف ہوں تو وہ جنتی ہیں اور وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔^(۱)

اپنے اعمال کی فکر کرنے کی ترغیب

ہمارے اسلاف کا یہی حال تھا کہ وہ ایمان لانے اور نیک اعمال کرنے کے باوجود ان میں نقص یا کمی رہ جانے سے ڈرتے تھے بلکہ وہ عظیم المرتبت صحابی جن کے عدل و انصاف اور بہترین حکمرانی پر تاریخ اسلام کو ناز ہے اور جنہیں دنیا میں ہی مالکِ جنت، قاسمِ نعمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبانِ اقدس سے جنت کی بشارت مل گئی یعنی سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، وہ بھی اس معاملے میں خوفزدہ رہتے تھے، چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر قاتلانہ حملہ ہوا اور شہادت کا وقت قریب آیا تو ایک انصاری نوجوان حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: اے امیر المؤمنین! رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہو کہ اسلام میں آپ کا جو مقام ہے وہ آپ جانتے ہیں، پھر جب آپ خلیفہ بنائے گئے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عدل و انصاف کیا اور اس کے بعد شہادت پائی۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: اے بھتیجے! کاش مجھے برابری پر چھوڑ دیا جائے کہ نہ عذاب ہو نہ ثواب۔^(۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے اعمال کی فکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَى وَالْبَصِيرِ وَالسَّبْعِ ۖ هَلْ يَسْتَوِينَ مَثَلًا ۖ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۚ

۱.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۲۳، ۳۳۵/۶۔

۲.....بخاری، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما، ۴۶۹/۱، الحدیث: ۱۳۹۲۔

ترجمہ کنزالایمان: دونوں فریق کا حال ایسا ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھتا اور سنتا کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے تو کیا تم دھیان نہیں کرتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: دونوں فریقوں کا حال ایسا ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھنے والا اور سننے والا۔ کیا ان دونوں کی حالت برابر ہے؟ تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے؟

﴿مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ﴾: دونوں فریقوں کا حال۔ ﴿﴾ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کافر و مومن دو گروہوں کا ذکر فرمایا اب اس آیت میں ایک مثال بیان فرما کر ان کی مزید وضاحت فرمادی۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ دونوں فریقوں یعنی کافر اور مومن کا حال ایسا ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھنے والا اور سننے والا۔ کافر اس کی مثال ہے جو نہ دیکھے نہ سنے اور یہ ناقص ہے، جبکہ مومن اس کی مثال ہے جو دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے اور وہ کامل ہے اور حق و باطل میں امتیاز رکھتا ہے، اس لئے ہر گز ان دونوں کی حالت برابر نہیں۔^(۱)

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢٥﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ میں تمہارے لیے صریح ڈرسانے والا ہوں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا (انہوں نے فرمایا) میں تمہارے لیے صریح ڈرسانے والا ہوں۔

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ﴾: اور بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ ﴿﴾ اللہ تعالیٰ کا اپنی کتاب قرآن پاک میں یہ طریقہ ہے کہ جب کفار پر دلائل قائم فرمائے، انہیں عذاب سے ڈرائے اور ان کے لئے مثالیں بیان فرمائے تو اس کے بعد گزشتہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کی امتوں کے بعض واقعات بھی بیان فرماتا ہے تاکہ یہ کسی طرح ہدایت حاصل کریں۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے سات واقعات بیان فرمائے ہیں۔ (۱) حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم کا واقعہ۔ (۲) حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم کا واقعہ۔ (۳) حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم کا واقعہ۔

۱.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۲۴، ۳۳۵/۶، حازن، ہود، تحت الآیۃ: ۲۴، ۳۴۷/۲-۳۴۸، ملتقطاً.

وَالسَّلَامُ اور ان کی قوم کا واقعہ۔ (4) حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرشتوں کے ساتھ واقعہ۔ (5) حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم کا واقعہ۔ (6) حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم کا واقعہ۔ (7) حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرعون کے ساتھ واقعہ۔ یہ تمام قصے زمانے کی ترتیب کے مطابق بیان فرمائے۔⁽¹⁾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا: اے میری قوم! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کرنے اور اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنے پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا صریح ڈر سنانے والا ہوں۔⁽²⁾

یاد رہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ سورہ یونس میں گزر چکا ہے، اس سورت میں اس واقعے کو فوائد کے پیش نظر مزید تفصیلات کے ساتھ دوبارہ بیان فرمایا گیا۔⁽³⁾

نوٹ: حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعے کی بعض تفصیلات اس سے پہلے سورہ اعراف آیت 59 تا 64 میں گزر چکی ہیں۔

أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ إِلِيمٍ ۝۳۶

ترجمہ کنزالایمان: کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو بیشک میں تم پر ایک مصیبت والے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

ترجمہ کنزالعرفان: کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ بیشک میں تم پر ایک دردناک دن کے عذاب کا خوف کرتا ہوں۔

﴿إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ إِلِيمٍ﴾: بیشک میں تم پر ایک دردناک دن کے عذاب کا خوف کرتا ہوں۔ ﴿﴾ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم! اگر تم خالصتاً اللہ عزوجل کی عبادت اور اس کی وحدانیت کا اقرار نہ کرو گے اور ان بتوں سے کنارہ کشی اختیار نہ کرو گے تو مجھے خوف ہے کہ کہیں تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دردناک دن کا عذاب نہ آجائے۔ دردناک دن سے مراد یا تو قیامت کا دن ہے یا طوفان آنے کا دن اور دن کو مجازی طور پر دردناک

①.....صاوی، ہود، تحت الآية: ۲۵، ۹۰۸/۳۔

②.....خازن، ہود، تحت الآية: ۲۵، ۳۴۸/۲۔

③.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآية: ۲۵، ۳۳۶/۶۔

اس لئے فرمایا گیا کہ دردناک عذاب اس دن نازل ہوگا۔^(۱)

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے اور نو سو پچاس سال اپنی قوم کو دعوت فرماتے رہے اور طوفان کے بعد ساٹھ برس دنیا میں رہے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر ایک ہزار پچاس سال کی ہوئی۔ اس کے علاوہ عمر شریف کے متعلق اور بھی قول ہیں۔^(۲)

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا نَرِكَ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا وَمَا
نَرِكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَادُوا أَنْ يَبَادِيَ الرَّأْيِ وَمَا نَرَى لَكُمْ
عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ ﴿۲۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو اس کی قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو مگر ہمارے کمینوں نے سرسری نظر سے اور ہم تم میں اپنے اوپر کوئی بڑائی نہیں پاتے بلکہ ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو اس کی قوم کے کافر سردار کہنے لگے: ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی سمجھتے ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ تمہاری پیروی صرف ہمارے سب سے کمینے لوگوں نے سرسری نظر دیکھ کر بغیر سوچے سمجھے کر لی ہے اور ہم تمہارے لئے اپنے اوپر کوئی فضیلت نہیں پاتے بلکہ ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔

﴿فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ: تَوَاسَىٰ كُفْرًا كَمَا كُنْتُمْ تُكَذِّبُونَ﴾ جب حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی تو انہوں نے تین شہادت وارد کر کے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

①.....تفسیر طبری، ہود، تحت الآية: ۲۶، ۲۷/۷، ابو سعود، ہود، تحت الآية: ۲۶، ۲۳/۳، تفسیر کبیر، ہود، تحت الآية: ۲۶، ۳۳۶/۶، ملتقطاً.

②.....خازن، ہود، تحت الآية: ۲۶، ۳۴۸/۲.

نبوت میں طعن کیا۔

(1)..... حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری طرح بشر ہیں۔ اس گمراہی میں بہت سی اُمتیں مبتلا ہو کر اسلام سے محروم رہیں، قرآن پاک میں جا بجا ان کے تذکرے ہیں، اس اُمت میں بھی بہت سے بدنصیب نبیوں کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بے ادبی سے بشر کہتے اور ہمسری کا فاسد خیال رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں گمراہی سے بچائے۔

(2)..... حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی سب سے کمینے لوگوں نے غور و فکر کے بغیر کر لی۔ کمینوں سے مراد اُن کی وہ لوگ تھے جو اُن کی نظر میں گھٹیا پیشے رکھتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ اُن کا یہ قول خالصتاً جہالت پر مبنی تھا کیونکہ انسان کا حقیقی مرتبہ دین کی پیروی اور رسول کی فرمانبرداری سے ہے جبکہ مال و منصب اور پیشے کو اس میں دخل نہیں، دیندار، نیک سیرت، پیشہ ور کو حقارت کی نظر سے دیکھنا اور حقیر جاننا جاہلانہ فعل ہے۔

(3)..... ہم تمہارے لئے اپنے اوپر مال اور ریاست میں کوئی فضیلت نہیں پاتے بلکہ ہم تمہیں نبوت کے دعویٰ میں اور تمہاری پیروی کرنے والوں کو اس کی تصدیق میں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ ان کا یہ قول بھی جہالت پر مبنی تھا کیونکہ اللہ عز و جل کے نزدیک بندے کے لئے ایمان و طاعت فضیلت کا سبب ہے نہ کہ مال و ریاست۔^(۱)

نوٹ: ان شبہات کا تفصیلی جواب آیت نمبر 31 میں مذکور ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ یہی سابقہ جاہلیت ہمارے زمانے میں بھی پائی جاتی ہے کہ گمراہ یا فاسق لوگ عموماً مالدار ہوتے ہیں جبکہ دیندار لوگ غریب اور پھر یہی فاسق و گمراہ لوگ غریبوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔

قَالَ يَقَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيْنَةٍ مِّنْ رَبِّي وَآتَيْنِي رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِ فَعَبَّيْتُ عَلَيْكُمْ ۖ أَنْزَلْتُ مَكْمُوهًا وَأَنْتُمْ لَهَا كِرْهُونَ ۖ

ترجمہ کنزالایمان: بولا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت بخشی تو تم اس سے اندھے رہے کیا ہم اسے تمہارے گلے چھیٹ دیں اور تم بیزار ہو۔

۱..... تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۲۷، ۳۳۶/۶، خازن، ہود، تحت الآیۃ: ۲۷، ۳۴۸/۲، مدارک، ہود، تحت الآیۃ: ۲۷، ص ۴۹۴، ملقطاً۔

ترجمہ کنز العرفان: فرمایا: اے میری قوم! بھلا بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت عطا فرمائی ہو پھر تم (خود ہی) اسے دیکھنے سے اندھے رہو تو کیا میں تمہیں اس (کو قبول کرنے) پر مجبور کروں حالانکہ تم اسے ناپسند کرتے ہو؟

﴿قَالَ يَقَوْمُ:﴾ فرمایا: اے میری قوم! جب حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلایا تو آپ نے اپنی قوم سے فرمایا: اے میری قوم! مجھے بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب عزوجل کی طرف سے واضح دلیل پر ہوں یعنی حق پر ہوں اور مجھے اپنی حقانیت کا قطعی یقین ہو اور اپنی حقانیت کے دلائل بھی میرے پاس موجود ہوں نیز اللہ نے مجھے اپنے پاس سے نبوت عطا کی ہو جبکہ یہی حقیقت تم پر پوشیدہ ہو تو کیا میں تمہیں اپنی نبوت قبول کرنے اور اس پر ایمان لانے پر مجبور کروں حالانکہ تم اسے ناپسند کرتے ہو اور اس کا انکار کرتے ہو۔ میں تمہیں قبول کروانے کی قدرت نہیں رکھتا بلکہ مجھے تو صرف اس بات کی طاقت ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغام تم تک پہنچا دوں۔^(۱)

وَيَقَوْمٍ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَمَا أَنَا بِطَارِدٍ
الَّذِينَ آمَنُوا ۖ إِنَّهُمْ مُّلقُوا رَأْيِهِمْ وَلَكِنِّي أَرْسَلُكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ﴿٢٩﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور اے قوم میں تم سے کچھ اس پر مال نہیں مانگتا میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے اور میں مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں بیشک وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں لیکن میں تم کو نرے جاہل لوگ پاتا ہوں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اے قوم! میں تم سے اس پر کوئی مال نہیں مانگتا، میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے اور میں مسلمانوں کو دور نہیں کروں گا بیشک یہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں لیکن میں تم لوگوں کو بالکل جاہل قوم سمجھتا ہوں۔

﴿وَيَقَوْمُ:﴾ اور اے قوم! امام فخر الدین رزای رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ”گویا کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے فرمایا ”تم میرے ظاہری حالات کی طرف دیکھتے ہو کہ میں مال و دولت نہیں رکھتا جس کی وجہ سے تمہارا یہ گمان ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا یہ کام اس لئے شروع کیا ہے تاکہ اس پر تم سے مال و دولت

حاصل کروں۔ تمہارا یہ گمان غلط ہے، میں رسالت کی تبلیغ پر تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا، میرا اجر تو اللہ رب العالمین عَزَّوَجَلَّ کے ذمہ کرم پر ہے، لہذا تم اس فاسد گمان کی وجہ سے اپنے آپ کو آخری سعادتوں کے حصول سے محروم نہ کرو۔^(۱)

﴿وَمَا أَنَا بِطَارِدٍ آلِ يَنَ أَمْنُوا﴾ اور میں مسلمانوں کو دور نہیں کروں گا۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے لوگ آپ سے کہتے تھے کہ اے نوح! گھٹیا لوگوں کو اپنی مجلس سے نکال دیجئے تاکہ ہمیں آپ کی مجلس میں بیٹھنے سے شرم نہ آئے۔ اُن کی اس بات کے جواب میں حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تمہاری وجہ سے مسلمانوں کو اپنے آپ سے دور نہیں کروں گا، کیونکہ ان کی شان تو یہ ہے کہ یہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے ملنے والے ہیں اور اس کے قرب سے سرفراز ہوں گے تو میں انہیں کیسے نکال دوں، ہاں اس کے برعکس میں تم لوگوں کو بالکل جاہل سمجھتا ہوں کیونکہ تم ایمانداروں کو گھٹیا کہتے ہو اور اُن کی قدر نہیں کرتے اور نہیں جانتے کہ وہ تم سے بہتر ہیں۔

مالداروں کو قریب کرنا اور غریبوں کو دور کرنا درست نہیں

اس سے پیر صاحبان، علماء و خطباء کو بھی درس حاصل کرنا چاہیے کہ مالداروں کو اپنے قرب میں جگہ دینا، ان کی فرمائش پر فوراً ان کے گھر حاضر ہو جانا جبکہ غریبوں کو خود سے کچھ فاصلے پر رکھنا اور ان کی بار بار کی فریادوں کے باوجود بھی ان پر شفقت نہ کرنا درست نہیں اور نہ ہی ان حضرات کے شایانِ شان ہے۔ نیز مالداروں کیلئے بھی اس آیت میں عبرت ہے کہ دیندار غریبوں کو حقیر سمجھنا کفار کا طریقہ ہے جیسے غریب علماء کرام، طلباء دین، مبلغین وغیرہ کو مالدار، سیٹھ صاحبان و کوڑی کی عزت دینے کو تیار نہیں ہوتے، چندہ بھی دینا ہو تو دس چکر لگوا کر دیں گے اور ماتھے پر تیوری چڑھا کر دیں گے اور دینے کے بعد انہیں اپنا نوکر سمجھیں گے۔

وَيَقُومُ مَنْ يَخْصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنَّ طَرْدَهُمْ أَفْلَاتَدَّ كُرُونًا ۳۰

ترجہ: کتنا الایمان: اور اے قوم مجھے اللہ سے کون بچالے گا اگر میں انہیں دور کروں گا تو کیا تمہیں دھیان نہیں۔

ترجہ: کتنا العرفان: اور اے میری قوم! اگر میں انہیں دور کر دوں تو مجھے اللہ سے کون بچائے گا؟ تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

1.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآية: ۲۹، ۳۳۹/۶۔

﴿وَلْيَقْوِمُوا﴾ اور اے میری قوم! اس آیت کا معنی یہ ہے کہ عقل اور شریعت اس بات پر متفق ہیں کہ نیک اور متقی مسلمان کی تعظیم کرنا جبکہ فاسق و فاجر اور کافر کی توہین کرنا ضروری ہے اور اس کے برخلاف کرنا یعنی فاسق و فاجر اور کافر کو تعظیم کے طور پر قربت سے نوازنا اور نیک، متقی، پرہیزگار مسلمانوں کو ان کی توہین کے طور پر اپنے آپ سے دور کر دینا اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی ہے۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب ان کی قوم کے لوگوں نے غریب مسلمانوں کو اپنے آپ سے دور کرنے کا مطالبہ کیا تو انہیں حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ جواب دیا جس کا مفہوم یہ ہے کہ بفرض محال اگر میں شریعت کے حکم کے برخلاف کافر اور فاجر کی تعظیم کر کے اسے اپنی بارگاہ میں قرب سے نوازوں اور متقی مومن کی توہین کر کے اسے اپنی مجلس سے نکال دوں تو یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی صریح خلاف ورزی ہوگی اور اس کی وجہ سے میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کا حق دار ٹھہروں گا، مجھے بتاؤ! پھر اس وقت مجھے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کون بچائے گا؟ تو کیا تم اس بات سے نصیحت حاصل نہیں کرتے کہ ایسا کرنا درست نہیں۔^(۱)

وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ إِنِّي مَلَكٌ
وَلَا أَقُولُ لِلَّذِينَ تَرَدُّونَ عَلَيَّ آعْيُنُكُمْ لَنْ يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ خَيْرًا ۖ اللَّهُ أَعْلَمُ
بِمَا فِي أَنْفُسِهِمْ ۚ إِنِّي إِذًا لِّنَ الظَّالِمِينَ ۖ

ترجمہ کنزالایمان: اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جان لیتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور میں انہیں نہیں کہتا جن کو تمہاری نگاہیں حقیر سمجھتی ہیں کہ ہرگز انہیں اللہ کوئی بھلائی نہ دے گا اللہ خوب جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے ایسا کروں تو ضرور میں ظالموں میں سے ہوں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں خود ہی غیب جان لیتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور میں ان غریب مسلمانوں کے بارے میں جنہیں تمہاری نگاہیں حقیر سمجھتی ہیں یہ نہیں

۱.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۳۰، ۳۱/۶-۳۳۹-۳۴۰.

کہتا کہ اللہ ہرگز انہیں کوئی بھلائی نہیں دے گا۔ اللہ خوب جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے۔ اگر میں ایسی بات کہوں تو ضرور میں ظالموں میں سے ہوں گا۔

﴿وَلَا أَقُولُ لَكُمْ: اور میں تم سے نہیں کہتا۔﴾ اس سے پہلی آیات میں حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم نے آپ کی نبوت میں تین شبہات وارد کئے تھے۔

ایک شبہ تو یہ تھا کہ ”مَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْكُمْ مِنْ فَضْلٍ“ ہم تم میں اپنے اوپر کوئی بڑائی نہیں پاتے یعنی تم مال و دولت میں ہم سے زیادہ نہیں ہو، اس کے جواب میں حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ“ یعنی میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں لہذا تمہارا یہ اعتراض بالکل بے محل ہے کیونکہ میں نے کبھی مال کی فضیلت جتائی ہے اور نہ دنیوی دولت کی توقع رکھنے کا تمہیں کہا ہے اور اپنی دعوت کو مال کے ساتھ وابستہ بھی نہیں کیا پھر تم یہ کہنے کے کیسے مستحق ہو کہ ہم تم میں کوئی مالی فضیلت نہیں پاتے تمہارا یہ اعتراض محض بے ہودہ ہے۔ دوسرا شبہ یہ تھا ”مَا نَرَىٰ لَكَ اتِّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَادُوا أَنْ يَبَادُوا بِلَدِّهِمْ“ یعنی ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری کسی نے پیروی کی ہو، مگر ہمارے کمینوں نے سرسری نظر سے۔ مطلب یہ تھا کہ وہ بھی صرف ظاہر میں مومن ہیں باطن میں نہیں، اس کے جواب میں حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا کہ میں نہیں کہتا کہ میں غیب جانتا ہوں اور میرے احکام غیب پر مبنی ہیں تاکہ تمہیں یہ اعتراض کرنے کا موقع ملتا، جب میں نے یہ کہا ہی نہیں تو اعتراض بے محل ہے اور شریعت میں ظاہر ہی کا اعتبار ہے لہذا تمہارا اعتراض بالکل بے جا ہے، نیز ”لَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ“ فرمانے میں قوم پر ایک لطیف اعتراض بھی ہے کہ کسی کے باطن پر حکم کرنا اس کا کام ہے جو غیب کا علم رکھتا ہو جبکہ میں نے اس کا دعویٰ نہیں کیا حالانکہ میں نبی ہوں تو تم کس طرح کہتے ہو کہ وہ دل سے ایمان نہیں لائے۔

تیسرا شبہ اس قوم کا یہ تھا کہ ”مَا نَرَىٰ لَكَ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا“ یعنی ہم تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں۔ اس کے جواب میں فرمایا کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں یعنی میں نے اپنی دعوت کو اپنے فرشتہ ہونے پر موقوف نہیں کیا تھا کہ تمہیں یہ اعتراض کرنے کا موقع ملتا کہ دعویٰ تو فرشتہ ہونے کا کیا تھا لیکن نکلے بشر، لہذا تمہارا یہ اعتراض بھی باطل ہے۔ (۱)

﴿وَلَا أَقُولُ: اور میں یہ نہیں کہتا۔﴾ کفار نے چونکہ غریب مسلمانوں کو حقیر سمجھا تھا اس پر حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے فرمایا ”میں ان غریب مسلمانوں کے بارے میں جنہیں تمہاری نگاہیں حقیر سمجھتی ہیں یہ حکم نہیں لگا تا کہ اللہ تعالیٰ

۱.....خازن، ہود، تحت الآیۃ: ۳۱، ۳۴۹/۲، ملخصاً.

ہرگز انہیں دنیا و آخرت میں کوئی بھلائی نہ دے گا۔ نیکی یا بدیِ اخلاص یا نفاق جو کچھ ان کے دلوں میں ہے اسے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اگر میں اُن کے ظاہری ایمان کو جھٹلا کر اُن کے باطن پر الزام لگاؤں اور انہیں نکال دوں تو ضرور میں ظالموں میں سے ہوں گا اور بِحَمْدِ اللہ میں ظالموں میں سے ہرگز نہیں ہوں تو ایسا کبھی نہ کروں گا۔^(۱) اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو کسی دلیل کے بغیر منافق یا کافر کہنے والا ظالم ہے کہ شریعت کا حکم ظاہر پر ہے۔

قَالُوا يَنْحُحُ قَدْ جِدَلْتَنَا فَا كَثُرَتْ جِدَالِنَا فَا تَبَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۳۱

توجہ! کنزالایمان: بولے اے نوح تم ہم سے جھگڑے اور بہت ہی جھگڑے تو لے آؤ جس کا ہمیں وعدہ دے رہے ہو اگر سچے ہو۔

توجہ! کنزالعرفان: انہوں نے کہا: اے نوح! تم نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت زیادہ جھگڑا کر لیا ہے تو اگر تم سچے ہو تو وہ عذاب لے آؤ جس کی وعیدیں تم ہمیں دیتے رہتے ہو۔

﴿قَالُوا يَنْحُحُ﴾: انہوں نے کہا: اے نوح! ﴿ا كَثُرَتْ جِدَالِنَا﴾: اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کفار کی طرف سے پیش کئے گئے شبہات کے جوابات ذکر فرمائے اور کفار نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جوابات پر رد و اعتراض کئے، ان کا ذکر اس آیت میں ہے۔

پہلا اعتراض: کفار نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جوابات کو بکثرت بحث اور جھگڑا کرنے سے تعبیر کیا اور کہا کہ اے نوح! علیہ الصلوٰۃ والسلام، تم نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت ہی زیادہ جھگڑا کر لیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفار کے ساتھ بہت زیادہ بحث فرمائی تھی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بحث اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اپنی نبوت اور آخرت کو ثابت کرنے کے لئے تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حق کو ثابت کرنے کیلئے دلائل پیش کرنا اور شبہات کا ازالہ کرنا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے جبکہ دلائل کے مقابلے میں اپنے آباء و اجداد

۱.....حازن، ہود، تحت الآية: ۳۱، ۳۴۹/۲، مدارك، ہود، تحت الآية: ۳۱، ص ۴۹۵، ملقطاً.

کی اندھی تقلید کرنا، جہالت اور گمراہی پر اصرار کرنا کفار کا طریقہ ہے۔

دوسرا اعتراض: حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفار کو جس عذاب کی وعید سنائی تھی، انہوں نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس عذاب کے جلدی نازل ہونے کا مطالبہ کیا اور کہا ”اگر تم سچے ہو تو اب وہ عذاب لے آؤ جس کی وعیدیں تم ہمیں دیتے رہتے ہو۔“^(۱) حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے کفار کے ان اعتراضات کا جواب اگلی آیت میں مذکور ہے۔

قَالَ إِنَّمَا يَأْتِيَكُمْ بِهِ اللَّهُ إِنْ شَاءَ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ۝۳۳

ترجمہ کنزالایمان: بولا وہ تو اللہ تم پر لائے گا اگر چاہے اور تم تھکا نہ سکو گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: (نوح نے) فرمایا: وہ عذاب تمہارے اوپر اللہ ہی لائے گا اگر وہ چاہے گا اور تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکو گے۔

﴿قَالَ﴾ فرمایا۔ ﴿کفار کے اعتراضات کے جواب میں حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”تم پر عذاب نازل کرنے کا اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے، وہ جب چاہے گا اس عذاب کو تم پر نازل کر دے گا اور جب اس نے عذاب نازل کرنے کا ارادہ فرمایا تو تم اُس عذاب کو روک سکو گے اور نہ اُس سے بچ سکو گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفر یا بد عملی پر عذاب آنا ضروری نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ارادے پر موقوف ہے۔“^(۲)

وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ أَرَدْتُ أَنْ أَنْصَحَ لَكُمْ إِنْ كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ ۖ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝۳۴

ترجمہ کنزالایمان: اور تمہیں میری نصیحت نفع نہ دے گی اگر میں تمہارا بھلا چاہوں جبکہ اللہ تمہاری گمراہی چاہے وہ تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف پھر و گے۔

۱.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۳۲، ۳۴۱/۶۔

۲.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۳۳، ۳۴۱/۶، روح البیان، ہود، تحت الآیۃ: ۳۳، ۱۲۰/۴، ملتقطاً۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر میں تمہاری خیر خواہی کرنا چاہوں تو تب بھی میری نصیحت تمہیں نفع نہیں دے گی اگر اللہ تمہیں گمراہ کرنا چاہتا ہو۔ وہ تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

﴿إِنْ أَرَادْتُ أَنْ أَنْصَحَ لَكُمْ: اگر میں تمہاری خیر خواہی کرنا چاہوں﴾۔ حضرت حسن بصری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”يُغْوِيَكُمْ“ کا معنی ہے اللہ تمہیں عذاب دینا چاہے، اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہوا کہ جس دن تم پر عذاب نازل ہوا اور تم وہ عذاب دیکھ کر ایمان لائے تو اس دن میری نصیحت تمہیں کوئی فائدہ نہ دے گی کیونکہ عذاب نازل ہوتے وقت کا ایمان قبول نہیں۔ میری نصیحت تمہیں اس وقت فائدہ دے گی جب تم عذاب کا مشاہدہ کرنے سے پہلے ایمان لے آؤ۔^(۱) دوسرا معنی مَحِيَّتِ الہی کے اعتبار سے بھی ہو سکتا ہے جو آیت کے الفاظ سے ظاہر ہے۔

﴿هُوَ رَبُّكُمْ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ: وہ تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے﴾۔ یعنی تمہارا خدا وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہاری پرورش کی۔ وہ تمہاری موت سے پہلے اور موت کے بعد دونوں حالتوں میں تمہاری ذات اور صفات میں تَصَرُّف کرنے کا پورا پورا اختیار رکھتا ہے اور مرنے کے بعد تمہیں اسی کی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ یہ آیت اللہ تعالیٰ کی گرفت سے ڈرانے میں انتہائی مفید ہے۔^(۲)

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَعَلَىٰ إِجْرَامِي وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تَجْرُمُونَ ۚ

ترجمہ کنز الایمان: کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اُسے اپنے جی سے بنالیا تم فرماؤ اگر میں نے بنالیا ہوگا تو میرا گناہ مجھ پر ہے اور میں تمہارے گناہ سے الگ ہوں۔

ترجمہ کنز العرفان: کیا یہ کہتے ہیں کہ یہ اس نے خود ہی بنالیا ہے۔ تم فرماؤ: اگر میں نے بنا (بھی) لیا ہو تو میرا جرم صرف مجھ پر ہے اور میں تمہارے جرم سے بیزار ہوں۔

﴿أَمْ يَقُولُونَ: کیا یہ کہتے ہیں﴾۔ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم کے لوگ یہ

۱.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۳۴، ۳۵/۶۔

۲.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۳۴، ۳۵/۶۔

کہتے ہیں کہ جو بات حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ انہوں نے اپنے پاس سے ہی بنالی ہے۔ تو اے نوح! علیہ الصلوٰۃ والسلام، تم ان سے فرما دو کہ بالفرض اگر میں نے اپنے پاس سے بنالی ہے تو مجھے، میرے گناہ کی سزا ملے گی (لیکن حقیقت یہ ہے کہ) تم نے میرے اوپر جو تہمت لگائی ہے میں تمہارے اس جرم سے بیزار ہوں۔^(۱) اس تفسیر کے مطابق اس آیت کا تعلق حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعے کے ساتھ ہی ہے۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، کیا کفار کہہ یہ کہتے ہیں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ قرآن خود ہی بنالیا اور یہ کہہ کر کفار اسے اللہ عزوجل کا کلام ماننے اور اس کے احکام ماننے سے گریز کرتے ہیں اور اس کے رسول پر بہتان باندھتے ہیں اور ان کی طرف افتراء کی نسبت کرتے ہیں جن کی سچائی روشن دلائل اور مضبوط حجتوں سے ثابت ہو چکی ہے، لہذا اب ان سے فرما دو کہ اگر بالفرض میں نے بنا بھی لیا ہو تو میرا جرم صرف مجھ پر ہے، جس کا وبال ضرور آئے گا لیکن بحمد اللہ میں سچا ہوں تو تم سمجھ لو کہ تمہاری تکذیب کا وبال تم پر پڑے گا اور تم نے میرے اوپر جو تہمت لگائی ہے میں تمہارے اس جرم سے بیزار ہوں۔^(۲)

تفسیر جمل میں ہے کہ اس صورت میں یہ آیت حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصے کے دوران اس لئے ذکر کی گئی ہے تاکہ سننے والوں کا نشاط برقرار رہے۔^(۳)

وَأَوْحَىٰ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَن قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ
بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿۳۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور نوح کو وحی ہوئی کہ تمہاری قوم سے مسلمان نہ ہوں گے مگر جتنے ایمان لائے تو غم نہ کھا اس پر جو وہ کرتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور نوح کی طرف وحی بھیجی گئی کہ تمہاری قوم میں سے مسلمان ہو جانے والوں کے علاوہ کوئی اور



①.....تفسیر ابو سعود، ہود، تحت الآیۃ: ۳۵، ۲۸/۳-۲۹۔

②.....خازن، ہود، تحت الآیۃ: ۳۵، ۳۵/۲، مدارک، ہود، تحت الآیۃ: ۳۵، ص ۹۶، ملقطاً۔

③.....جمل، ہود، تحت الآیۃ: ۳۵، ۲۹/۳۔

(اب) مسلمان نہیں ہوگا تو تم اس پر غم نہ کھاؤ جو یہ کر رہے ہیں۔

﴿وَأَوْحَىٰ إِلَىٰ نُوحٍ﴾ اور نوح کی طرف وحی بھیجی گئی۔ ﴿اس آیت میں حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ خبر دی گئی ہے کہ ان کی قوم کے جو لوگ کفر پر اڑے ہوئے ہیں ان کا ایمان قبول کرنا محال ہے لہذا ان کے ایمان قبول کرنے کی توقع نہ رکھیں۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی بھیجی کہ آپ کی قوم کے جن لوگوں سے ایمان قبول کرنے کی توقع تھی وہ تو ایمان قبول کر چکے، ان کے علاوہ جو لوگ اپنے کفر پر ہی قائم ہیں وہ اب کسی صورت ایمان قبول نہیں کریں گے لہذا اس طویل مدت کے دوران کفار کی طرف سے آپ کو جس تکذیب، استہزاء اور اذیت کا سامنا ہوا اس پر غم نہ کرو، ان کفار کے کروتوت ختم ہو گئے اور اب ان سے انتقام لینے کا وقت آ گیا ہے۔^(۱) ایمان لانے والے حضرات کی تعداد مفسرین کے بیان کے مطابق تقریباً اسی (80) تھی۔

وَاصْنَعِ الْفُلَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيُنَا وَلَا تَخَاطِبُنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا
إِنَّهُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿۳۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور کشتی بنا ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرنا وہ ضرور ڈوبائے جائیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بناؤ اور (اب) ظالموں کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرنا۔ بیشک انہیں ضرور غرق کیا جائے گا۔

﴿وَاصْنَعِ الْفُلَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيُنَا﴾ اور ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بناؤ۔ ﴿جب اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتا دیا کہ ان کی قوم میں سے پہلے مسلمان ہو جانے والوں کے علاوہ کوئی اور اب مسلمان نہیں ہوگا تو اس کا تقاضا یہ تھا کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں کو عذاب دینے والا ہے اور چونکہ عذاب کئی طریقوں سے آسکتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتا دیا کہ وہ

۱.....ابوسعود، ہود، تحت الآية: ۳۶، ۲۹/۳۔

عذاب ڈبو دیئے جانے کی صورت میں ہوگا اور ڈوبنے سے نجات کی صورت صرف کشتی کے ذریعے ممکن تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کشتی تیار کرنے کا حکم دیا چنانچہ ارشاد فرمایا کہ ہماری حفاظت میں اور ہماری تعلیم سے کشتی بناؤ اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے اُن کی شفاعت اور ان سے عذاب دور ہو جانے کی دعا نہ کرنا کیونکہ غرق ہونا ان کا مقدر ہو چکا ہے۔ (۱)

مروی ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ساج کے درخت بوئے، بیس سال میں یہ درخت تیار ہوئے، اس عرصہ میں مُطْلَقاً کوئی بچہ پیدا نہ ہوا، اس سے پہلے جو بچے پیدا ہو چکے تھے وہ بالغ ہو گئے اور انہوں نے بھی حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا پھر حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کشتی بنانے میں مشغول ہو گئے۔ (۲)

وَيَصْنَعُ الْفُلَ ۚ وَكَلَّمَ مَرْعِيَهُ مَلَأَ مِنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ۖ قَالَ
إِنْ تَسْخَرُوا مِنِّي فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ۚ ۳۸ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۚ
مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۚ ۳۹

ترجمہ کنزالایمان: اور نوح کشتی بناتا ہے اور جب اس کی قوم کے سردار اس پر گزرتے اس پر ہنستے بولا اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ایک وقت ہم تم پر ہنسیں گے جیسا تم ہنستے ہو۔ تو اب جان جاؤ گے کس پر آتا ہے وہ عذاب کہ اسے رسوا کرے اور اترتا ہے وہ عذاب جو ہمیشہ رہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور نوح کشتی بناتے رہے اور ان کی قوم کے سرداروں میں سے جب کبھی کوئی ان کے پاس سے گزرتا تو ان کا مذاق اڑاتا۔ (نوح نے) فرمایا: اگر تم ہمارے اوپر ہنستے ہو تو ایک وقت ہم بھی تم پر ایسے ہی ہنسیں گے جیسے

۱.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۳۷، ۳۴/۶، مدارک، ہود، تحت الآیۃ: ۳۷، ص ۴۹۶، ملقطاً.

۲.....روح البیان، ہود، تحت الآیۃ: ۳۷، ۱۲۳/۴.

تم مہنت نہ ہو۔ تو عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کس پر وہ عذاب آتا ہے جو اسے ذلیل و رسوا کر دے گا اور کس پر ہمیشہ رہنے والا عذاب اترتا ہے۔

﴿وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ﴾: اور نوح کشتی بناتے رہے۔ ﴿حضرت نوح عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کشتی بناتے رہے اور ان کی قوم کے سرداروں میں سے جب کبھی کوئی ان کے پاس سے گزرتا تو ان کا مذاق اڑاتا اور کہتا کہ اے نوح! عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، کیا کر رہے ہو؟ آپ فرماتے ”ایسا مکان بنارہا ہوں جو پانی پر چلے۔ یہ سن کر وہ ہنستے کیونکہ آپ کشتی جنگل میں بنارہے تھے جہاں دور دور تک پانی نہ تھا اور وہ لوگ مذاق کے طور پر یہ بھی کہتے تھے کہ پہلے تو آپ نبی تھے اب بڑھئی ہو گئے۔ حضرت نوح عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے ان سے فرمایا اگر تم ہمارے اوپر ہنستے ہو تو ایک وقت ہم بھی تمہیں ہلاک ہوتا دیکھ کر تم پر ایسے ہی ہنسیں گے جیسے تم کشتی دیکھ کر ہنس رہے ہو۔ مروی ہے کہ یہ کشتی دو سال میں تیار ہوئی اس کی لمبائی تین سو گز چوڑائی پچاس گز اونچائی تیس گز تھی، اس میں اور بھی اقوال ہیں۔ اس کشتی میں تین درجے بنائے گئے تھے۔ نیچے والے درجے میں جنگلی جانور، درندے اور کُھراٹا الارض تھے اور درمیانی درجے میں چوپائے وغیرہ اور اوپر والے درجے میں خود حضرت نوح عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، آپ کے ساتھی اور حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کا جسد مبارک جو عورتوں اور مردوں کے درمیان حائل تھا اور کھانے وغیرہ کا سامان تھا، پرندے بھی اُپر والے درجے میں ہی تھے۔ (1)

﴿فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ﴾: تو عقرب تمہیں پتہ چل جائے گا۔ ﴿اس آیت میں پہلے عذاب سے دنیا میں غرق ہونے کا عذاب مراد ہے اور دوسرے عذاب سے مراد آخرت میں جہنم کا عذاب ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔﴾⁽²⁾

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ ۖ قُلْنَا احْبِلْ فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ
وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ۖ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿٢٠﴾

توجہ کنز الایمان: یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آیا اور تنور اُبلتا ہم نے فرمایا کشتی میں سوار کر لے ہر جنس میں سے ایک جوڑا
 نروادہ اور جن پر بات پڑ چکی ہے ان کے سوا اپنے گھر والوں اور باقی مسلمانوں کو اور اس کے ساتھ مسلمان نہ تھے مگر تھوڑے۔

١.....خازن، هود، تحت الآية: ٣٨، ٣٥١/٢، مدارك، هود، تحت الآية: ٣٨، ص ٤٩٦، ملقطاً.

2.....خازن، هود، تحت الآية: ٣٩، ٣٥١/٢.

ترجمہ کنز العرفان: یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ گیا اور تنور اُبلنے لگا تو ہم نے فرمایا: ہر جنس میں سے (نراور مادہ کا) ایک ایک جوڑا اور جن پر (عذاب کی) بات پہلے طے ہو چکی ہے ان کے سوا اپنے گھر والوں کو اور اہل ایمان کو کشتی میں سوار کر لو اور ان کے ساتھ تھوڑے لوگ ہی ایمان لائے تھے۔

﴿حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا﴾: یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ گیا۔ ﴿حَضَرَتْ نُوحٌ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ﴾: حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کشتی بنانے میں مصروف رہے یہاں تک کہ ان کی قوم پر عذاب نازل ہونے اور ان کی ہلاکت کا وقت آ گیا، اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس عذاب کے نازل ہونے کی علامت یہ بیان فرمائی تھی کہ جب تم تنور میں سے پانی جوش مارتا ہو اور دیکھو تو جان لینا کہ عذاب نازل ہونے کا وقت آ پہنچا، چنانچہ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس علامت کو ملاحظہ فرمایا تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہو گئے۔ (۱) بعض مفسرین کے نزدیک اس تنور سے روئے زمین مراد ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے یہی تنور مراد ہے جس میں روٹی پکائی جاتی ہے، نیز اس تنور کے بارے میں بھی چند قول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ وہ تنور پتھر کا تھا اور حضرت خُذِ صَبْرًا اللہ تعالیٰ عنہا کے ترکے میں سے آپ کو پہنچا تھا۔ وہ تنور شام میں موجود تھا یا ہند میں۔ (۲)

﴿مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ﴾: ہر جنس میں سے (نراور مادہ کا) ایک ایک جوڑا۔ ﴿حَضَرَتْ نُوحٌ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ﴾: حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تین طرح کی چیزیں کشتی میں سوار کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

(۱)..... ہر جنس میں سے نراور مادہ کا ایک ایک جوڑا۔ حضرت حسن رَحْمَةُ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ساتھ ان تمام جانوروں کا ایک ایک جوڑا کشتی میں سوار کر لیا جو بچے جنتے ہوں یا انڈے دیتے ہوں، البتہ جوڑی سے پیدا ہوتے ہیں جیسے چھوڑ وغیرہ ان میں سے کسی کو سوار نہ کیا۔“ جانور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آتے تھے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دایاں ہاتھ زپر اور بایاں مادہ پر پڑتا تھا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سوار کرتے جاتے تھے۔ بعض بزرگوں سے مروی ہے کہ سانپ اور بچھو نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ سوار کر لیں۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا: تمہاری وجہ سے ہم کہیں مصیبت کا شکار نہ ہو جائیں اس لئے میں تمہیں سوار نہیں کروں گا۔ انہوں نے عرض کی: آپ ہمیں سوار کر لیں، ہم آپ کو اس بات کی ضمانت دیتے ہیں کہ جو آپ کا ذکر کرے گا ہم اسے کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے۔“ لہذا جسے سانپ اور بچھو سے نقصان

①..... تفسیر کبیر، ہود، تحت الآية: ۴۰، ۳۴۷/۶، ملخصاً.

②..... حازن، ہود، تحت الآية: ۴۰، ۳۵۱/۲، ۳۵۲، ملخصاً.

پہنچنے کا خوف ہو تو وہ یہ آیت پڑھ لے

سَلِّمْ عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ (۱)

ترجمہ کنزالعرفان: تمام جہان والوں میں نوح پر سلام ہو۔

اسے اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ سانپ اور بچھو سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔

(2)..... حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل خانہ، یہ کل سات افراد تھے، حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام، ان کے تین بیٹے سام، حام، یافث اور ان تینوں کی بیویاں۔ جن پر بات پہلے طے ہو چکی، ان سے مراد حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی و اعلیٰ ہے جو ایمان نہ لائی تھی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیٹا کنعان ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی ہلاکت کا بھی فیصلہ فرمادیا۔

(3)..... وہ لوگ جو حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے۔ یہ کل 80 افراد تھے۔ ان کی تعداد کے بارے میں اور بھی اقوال ہیں، صحیح تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کیونکہ اُن کی تعداد کسی صحیح حدیث میں وارد نہیں ہے۔ (2)

وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرِبَهَا وَمُرْسَاهَا ۚ اِنَّ رَٰبِّيَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بولا اس میں سوار ہو اللہ کے نام پر اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا بیشک میرا رب ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور (نوح نے) فرمایا: اس میں سوار ہو جاؤ۔ اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا اللہ ہی کے نام پر ہے۔ بیشک میرا رب ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿بِسْمِ اللّٰهِ: اللہ ہی کے نام پر﴾ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے جن اصحاب کو کشتی میں سوار کیا ان سے فرمایا: تم کشتی میں سوار ہو جاؤ، اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کے نام پر ہے۔ حضرت ضحاک رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جب حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہتے تھے کہ کشتی چلے تو بِسْمِ اللّٰهِ فرماتے تو کشتی چلنے لگتی تھی اور جب چاہتے تھے کہ ٹھہر جائے بِسْمِ اللّٰهِ فرماتے تو ٹھہر جاتی تھی۔ اس آیت میں یہ تعلیم ہے کہ بندے کو چاہئے جب کوئی

۱..... الصافات: ۷۹.

۲..... صاوی، ہود، تحت الآیۃ: ۴۰، ۹۱۲/۳-۹۱۳، تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۴۰، ۳۴۷/۶-۳۴۸، ملقطاً.

کام کرنا چاہے تو اس کو بِسْمِ اللہ پڑھ کر شروع کرے تاکہ اس کام میں برکت ہو اور وہ کامیابی کے حصول کا سبب ہو۔^(۱)

کشتی میں سوار ہونے کا ارادہ

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، میری امت میں سے جو شخص کشتی میں سوار ہوتے وقت یہ پڑھ لے تو وہ ڈوبنے سے محفوظ رہے گا ”بِسْمِ اللہ الْمَلِکِ وَمَا قَدَرُوا اللہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبَضَتْہُ یَوْمَ الْقِیَمَةِ وَالسَّمَوٰتُ مَطْوِیٰتٌ بِیْمِیْنِہٖ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرَکُوْنَ بِسْمِ اللہِ مَجْبَرٰہَا وَمُرْسِیٰہَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ“^(۲)

وہی تجری بہم فی موج کالجبال^ق ونادی نوح ابنہ وکان فی
معزل یبئى امرکب معاً ولا تنکب مع الکفرین^۳

توجہ کنزالایمان: اور وہ انہیں لیے جارہی ہے ایسی موجوں میں جیسے پہاڑ اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ اس سے کنارے تھا اے میرے بچے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ ہو۔

توجہ کنزالعرفان: اور وہ کشتی انہیں پہاڑ جیسی موجوں کے درمیان لے کر چل رہی تھی اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ اس (کشتی) سے (باہر) ایک کنارے پر تھا: اے میرے بیٹے! تو ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ ہو۔

﴿وہی تجری بہم فی موج کالجبال﴾ اور وہ کشتی انہیں پہاڑ جیسی موجوں کے درمیان لے کر چل رہی تھی۔ جب حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم پر عذاب نازل ہوا تو چالیس دن اور رات آسمان سے بارش برستی رہی اور زمین سے پانی اُبلتا رہا۔ پانی پہاڑوں سے اونچا ہو گیا یہاں تک کہ ہر چیز اس میں ڈوب گئی اور ہوا اس شدت سے چل رہی تھی کہ اس کی وجہ سے پہاڑوں کی مانند اونچی لہریں بلند ہو رہی تھیں۔^(۳)

①.....خازن، ہود، تحت الآیۃ: ۴۱، ۳۵۳/۲.

②.....معجم الاوسط، باب المیم، من اسمہ محمد، ۳۲۹/۴، الحدیث: ۶۱۳۶.

③.....خازن، ہود، تحت الآیۃ: ۴۲، ۳۵۳/۲، ملخصاً.

نوٹ: اس واقعے کی مزید تفصیل سورہ قمر کی آیت نمبر 11 تا 15 میں ہے۔

﴿وَقَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ: اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا۔﴾ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیٹا کنعان اس کشتی سے باہر ایک کنارے پر تھا، حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے پکارا: اے میرے بیٹے! تو ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا اور سواری سے محروم رہنے والے کافروں کے ساتھ نہ ہو۔ علماء فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیٹا کنعان منافق تھا، اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا اور اپنے کفر کو چھپاتا تھا، جب طوفان آیا تو اس نے اپنا باطنی کفر ظاہر کر دیا۔^(۱)

قَالَ سَاوِيٌّ اِلَىٰ جَبَلٍ يَّعَصِيْنِي مِنَ الْمَاءِ ط قَالَ لَا عَصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۝۳۳

ترجمہ کنزالایمان: بولا اب میں کسی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچالے گا کہا آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر وہ رحم کرے اور ان کے بیچ میں موج آڑے آئی تو وہ ڈوبتوں میں رہ گیا۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیٹے نے کہا: میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچالے گا۔ (نوح نے) فرمایا: آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں مگر (وہی بچے گا) جس پر وہ رحم فرمادے اور ان کے درمیان میں لہر حائل ہوگئی تو وہ بھی غرق کئے جانے والوں میں سے ہو گیا۔

﴿قَالَ سَاوِيٌّ اِلَىٰ جَبَلٍ﴾ اس نے کہا: میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لیتا ہوں۔ ﴿حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پکار سن کر کنعان نے کشتی میں سوار ہونے کی بجائے یہ جواب دیا کہ میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچالے گا۔﴾ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے فرمایا ”آج کے دن اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں لیکن جس پر اللہ عزوجل رحم فرمادے تو وہ ڈوبنے سے بچ سکتا ہے۔ پھر حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے بیٹے کنعان کے درمیان ایک لہر حائل ہوگئی تو کنعان بھی غرق کئے جانے والوں میں سے ہو گیا۔“^(۲)

①..... جلالین مع صاوی، ہود، تحت الآية: ۴۲، ۹۱/۳۔

②..... حازن، ہود، تحت الآية: ۴۳، ۳۵۳/۲۔

وَقِيلَ يَا رُسُ اِبْلَعِي مَاءَكَ وَ لَيْسَاءُ اَقْلَعِي وَ غِيْضُ الْبَاءِ وَ قُضِيَ
الْاَمْرُ وَ اسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَ قِيلَ بَعْدَ اللِّقْمِ الظِّلْبَيْنِ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور حکم فرمایا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان ہتم جا اور پانی خشک کر دیا گیا اور کام تمام ہوا اور کشتی کوہ جودی پر ٹھہری اور فرمایا گیا کہ دور ہوں بے انصاف لوگ۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور حکم فرمایا گیا کہ اے زمین! اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان! ہتم جا اور پانی خشک کر دیا گیا اور کام تمام ہو گیا اور وہ کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی اور فرمایا گیا: ظالموں کے لئے دوری ہے۔

﴿وَقِيلَ﴾ اور حکم فرمایا گیا۔ ﴿﴾ جب طوفان اپنی انتہا پر پہنچ گیا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کو غرق کر دیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے زمین کو حکم فرمایا گیا کہ اے زمین! اپنا پانی نگل جا اور آسمان کو حکم فرمایا گیا کہ اے آسمان! ہتم جا۔ پھر پانی خشک کر دیا گیا اور حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی ہلاکت کا کام پورا ہو گیا۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کشتی چھ مہینے زمین میں گھوم کر جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی، یہ پہاڑ موصلاً یا شام کی حدود میں واقع ہے، حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کشتی میں دسویں رجب کو بیٹھے اور دسویں محرم کو کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے شکر کا روزہ رکھا اور اپنے تمام ساتھیوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔^(۱)

عاشورہ کے روزے کی فضیلت

دس محرم یعنی عاشورہ کے دن روزہ رکھنا سنت ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عاشورہ کو روزہ خود رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم فرمایا۔^(۲) اور اس کی فضیلت کے بارے میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

۱.....خازن، ہود، تحت الآية: ۴۴، ۳۵۳-۳۵۴۔

۲.....مسلم، کتاب الصیام، باب ای یوم یصام فی عاشوراء، ص ۵۷۳، الحدیث: ۱۳۳ (۱۱۳۴)۔

”مجھے اللہ عزوجل پر گمان ہے کہ عاشورا کا روزہ ایک سال پہلے کے گناہ مٹا دیتا ہے۔“^(۱)

وَنَادَىٰ نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ
وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَكَمِينَ ﴿۲۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور نوح نے اپنے رب کو پکارا عرض کی اے میرے رب میرا بیٹا بھی تو میرا گھر والا ہے اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑھ کر حکم والا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور نوح نے اپنے رب کو پکارا تو عرض کی: اے میرے رب! میرا بیٹا بھی تو میرے گھر والوں میں سے ہے اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑا حاکم ہے۔

﴿وَنَادَىٰ نُوحٌ رَبَّهُ﴾ اور نوح نے اپنے رب کو پکارا۔ ﴿﴾ جب حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے بیٹے کنعان کے درمیان لہر حائل ہوئی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی نجات طلب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ”اے میرے رب! عزوجل، میرا بیٹا بھی تو میرے گھر والوں میں سے ہے اور تو نے مجھ سے میری اور میرے گھر والوں کی نجات کا وعدہ فرمایا ہے۔ بے شک تیرا وعدہ سچا ہے اور اس وعدے کے پورا ہونے میں کوئی شک نہیں۔ بے شک تو سب حاکموں سے بڑھ کر جاننے والا اور سب سے زیادہ عدل فرمانے والا ہے۔“^(۲)

شیخ ابو منصور ماتریدی دَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیٹا کنعان منافق تھا اور آپ کے سامنے اپنے آپ کو مؤمن ظاہر کرتا تھا اگر وہ اپنا کفر ظاہر کر دیتا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ سے اس کی نجات کی دعا نہ کرتے۔^(۳)

قَالَ يُنُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۚ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِ

①.....مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کلّ شہر... الخ، ص ۵۸۹، الحدیث: ۱۹۶ (۱۱۶۲)۔

②.....روح البیان، ہود، تحت الآیۃ: ۴۵، ۱۳۸/۴۔

③.....تاویلات اہل السنہ، ہود، تحت الآیۃ: ۴۶، ۵۲۹/۲۔

مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿۲۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: فرمایا اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں نہیں بیشک اس کے کام بڑے نالائق ہیں تو مجھ سے وہ بات نہ مانگ جس کا تجھے علم نہیں میں تجھے نصیحت فرماتا ہوں کہ نادان نہ بن۔

ترجمہ کنزالعرفان: (اللہ نے) فرمایا: اے نوح! بیشک وہ تیرے گھر والوں میں ہرگز نہیں، بیشک اس کا عمل اچھا نہیں، پس تم مجھ سے اس بات کا سوال نہ کرو جس کا تجھے علم نہیں۔ میں تجھے نصیحت فرماتا ہوں کہ تو ان لوگوں میں سے نہ ہو جو جانتے نہیں۔

﴿إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ﴾: بیشک وہ تیرے گھر والوں میں ہرگز نہیں تھا۔ ﴿﴾ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے والوں میں سے ہرگز نہ تھا یا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان گھر والوں میں سے نہ تھا جن کی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نجات کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا۔

نجات کے لئے صرف نسبی قرابت کا اعتبار نہیں

اس آیت سے ثابت ہوا کہ نجات کیلئے صرف نسبی قرابت کا اعتبار نہیں بلکہ اس کیلئے ایمان شرط ہے جیسے کنعان کو حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبی قرابت تو بدرجہ اولیٰ حاصل تھی لیکن چونکہ دینی قرابت یعنی ایمان حاصل نہ تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرابت کی نفی فرمادی۔

﴿إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾: بیشک اس کا عمل اچھا نہیں تھا۔ ﴿﴾ ایک قول یہ ہے کہ اس آیت میں حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوال کے بارے میں کلام ہے۔ اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا اے نوح! علیہ الصلوٰۃ والسلام، آپ نے جو سوال کیا وہ قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف مسلمانوں کے حق میں شفاعت قبول فرماتا ہے لہذا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے بیٹے کی نجات کا سوال کرنا درست نہیں۔

تنبیہ: یاد رہے کہ اس سوال سے منصب نبوت میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا کیونکہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام

اپنے بیٹے کے اظہارِ اسلام کی وجہ سے اسے مسلمان سمجھتے تھے اور انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ظاہر پر ہی حکم لگاتے تھے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس آیت میں حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے بیٹے کے بارے میں کلام ہے، اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہے کہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے بیٹے کے عمل اچھے نہ تھے وہ شرک کرتا اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کو جھٹلاتا تھا۔ دوسرا قول رائج ہے۔^(۱)

﴿فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾: پس تم مجھ سے اس بات کا سوال نہ کرو جس کا تجھے علم نہیں۔ یعنی جس بات کے درست یا غلط ہونے کا آپ کو علم نہیں اس بات کا مجھ سے سوال نہ کرو، میں تجھے نصیحت فرماتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے نہ ہونا جو نہیں جانتے۔ علامہ صاوی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”اللہ تعالیٰ کے حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ سے کئے گئے اس کلام میں نرمی و شفقت کا اظہار ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ سے ارشاد فرمایا ”اے پیارے نوح! عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ، آپ کا مقام بہت بلند ہے، اس لئے آپ کی شان کے لائق یہ بات ہے کہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ صرف اسی کی نجات کا مطالبہ اور شفاعت فرمائیں جس کے بارے میں نجات کی امید ہے، وہ لوگ جن کے بارے میں آپ نہیں جانتے کہ ان کے بارے میں شفاعت قبول کی جائے گی یا نہیں تو ان کی نجات کے بارے میں آپ کا سوال کرنا آپ کے مقام و مرتبہ کے لائق نہیں۔^(۲)

قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ ۖ وَالَا تَغْفِرْ لِي
وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَسِرِينَ ﴿۳۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: عرض کی اے میرے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے وہ چیز مانگوں جس کا مجھے علم نہیں اور اگر تو مجھے نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو میں زیاں کار ہو جاؤں۔

ترجمہ کنزالعرفان: عرض کی: اے میرے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے وہ چیز مانگوں جس کا مجھے علم نہیں

①..... صاوی، ہود، تحت الآية: ۴۶، ۹۱۵/۳، تفسیر کبیر، ہود، تحت الآية: ۴۶، ۳۵۷/۶، ملقطاً.

②..... صاوی، ہود، تحت الآية: ۴۶، ۹۱۶/۳.

اور اگر تو میری مغفرت نہ فرمائے اور مجھ پر رحم نہ فرمائے تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔

﴿قَالَ رَبِّ إِنِّي آعُوذُ بِكَ: عرض کی: اے میرے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔﴾ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تربیت ہوئی تو آپ نے عرض کی: اے میرے رب! میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے وہ چیز مانگوں جس کے بارے میں مجھے علم نہیں کہ اسے حاصل کرنا حکمت کے تقاضے کے مطابق ہے یا نہیں اور اگر تو نے میرے اُس سوال پر میری مغفرت نہ فرمائی اور میری عرض قبول فرما کر میرے اوپر رحم نہ فرمایا تو میرا شمار بھی نقصان اٹھانے والوں میں ہو جائے گا۔^(۱)

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام معصوم ہیں

اس آیت میں حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقامِ رضا بالقضاء پر فائز ہونے کا بڑا پیارا اظہار ہے کہ سگا بیٹا لگا ہوں کے سامنے ہلاک ہوا اور وعدہ الہی کے پیشِ نظر دعا فرمائی لیکن حقیقتِ حال معلوم ہونے اور اللہ تعالیٰ کے تنبیہ فرمانے سے فوراً عاجزی کے ساتھ اپنی مغفرت اور رحم الہی کی دعا مانگنا شروع کر دی۔ سُبْحَانَ اللَّهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ۔ اے اللہ! حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے ہمیں بھی تیری قضا پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرما۔

علامہ احمد صاوی دَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں ”اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اُس چیز کا مطالبہ کر کے جس کے بارے میں وہ جانتے نہ تھے کوئی گناہ سرزد ہوا تھا کیونکہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر طرح کے صغیرہ کبیرہ گناہوں سے معصوم ہیں اور حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اپنے بیٹے کی نجات کا سوال کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ ان کے گھر والوں کو نجات عطا فرمائے گا، اس سے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ سمجھا کہ ان کا بیٹا بھی چونکہ ان کے گھر والوں میں سے ہے اس لئے یہ بھی ان نجات پانے والوں میں شامل ہے، جب اللہ تعالیٰ نے اس پر ان کی تربیت فرمائی تو حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے فعل پر دل میں ندامت محسوس ہوئی اور آپ نے اللہ تعالیٰ سے مغفرت و رحمت کا سوال کیا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درخت سے کھانے والا معاملہ اور یہ گناہ نہیں بلکہ ان کا تعلق حَسَنَاتِ الْأَبْرَارِ سَيِّئَاتِ الْمُقَرَّبِينَ (نیکیوں کے جو نیک کام ہیں مقربوں کے حق میں گناہ ہیں) سے ہے۔^(۲)

①..... روح البیان، ہود، تحت الآية: ۴۷، ۱۳۹/۴-۱۴۰۔

②..... صاوی، ہود، تحت الآية: ۴۷، ۹۱۶/۳۔

قِيلَ يٰ نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ اُمَمٍ مِّنْ مَّعَكَ ط
وَاُمَمٌ سَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّكَمْ ثُمَّ يَرْسِلُهُمْ فِي مَوَاقِعَ الْعَذَابِ ۚ اَلَيْسَ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: فرمایا گیا اے نوح کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ جو تجھ پر ہیں اور تیرے ساتھ کے کچھ گروہوں پر اور کچھ گروہ وہ ہیں جنہیں ہم دنیا برتنے دیں گے پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔

ترجمہ کنزالعرفان: فرمایا گیا: اے نوح! ہماری طرف سے اس سلامتی اور ان برکتوں کے ساتھ کشتی سے اتر جو تم پر اور تمہارے ساتھیوں کی جماعتوں پر ہیں اور کچھ جماعتیں ایسی ہیں جنہیں ہم فائدے دیں گے پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔

﴿قَبِيلٌ﴾: فرمایا گیا۔ ﴿آیت میں مذکور سلامتی میں قیامت تک آنے والا ہر مومن مرد اور عورت داخل ہے اور برکتوں سے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذُرِّیَّت اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کرنے والوں کی کثرت مراد ہے کہ بکثرت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ائمہ دین رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اٰپ کی نسل پاک سے ہوئے۔ یہاں جو فرمایا گیا کہ ”یہ برکات جو تم پر اور تمہارے ساتھیوں کی جماعتوں پر ہیں“ اس کے متعلق حضرت محمد بن کعب قرظی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ ان جماعتوں میں قیامت تک ہونے والا ہر ایک مومن داخل ہے۔ (۱)

﴿وَاُمَمٌ﴾: اور کچھ جماعتیں۔ ﴿اس سے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد پیدا ہونے والے کافر گروہ مراد ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ان کی مقررہ مدتوں تک فراخی عیش اور وسعتِ رزق عطا فرمائے گا پھر انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخرت میں دردناک عذاب پہنچے گا۔ اس میں قیامت تک آنے والا ہر کافر مرد اور کافرہ عورت داخل ہے۔ (۲)

تِلْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيْهَا اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ

①.....صاوی، ہود، تحت الآیة: ۴۸، ۹۱۶/۳، خازن، ہود، تحت الآیة: ۴۸، ۳۵۵/۳، مدارک، ہود، تحت الآیة: ۴۸، ص ۵۰۱، ملقطاً.

②.....صاوی، ہود، تحت الآیة: ۴۸، ۹۱۶/۳-۹۱۷.

مَنْ قَبْلَ هَذَا فَاصْبِرْ ۖ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ۝۶۹

ترجمہ کنزالایمان: یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں انہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم اس سے پہلے تو صبر کرو بیشک بھلا انجام پر ہییزگاروں کا۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔ اس سے پہلے نہ تم انہیں جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم جانتی تھی تو تم صبر کرو بیشک اچھا انجام پر ہییزگاروں کے لئے ہے۔

﴿تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ﴾: یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں۔ ﴿﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی قوم کے جس واقعے کی ہم نے آپ کو خبر دی یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔ آپ پر قرآن نازل ہونے سے پہلے آپ اور آپ کی قوم ان غیبی خبروں کو تفصیل سے نہیں جانتی تھی لہذا اے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، جس طرح حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی قوم کی اذیتوں پر صبر کیا اسی طرح آپ بھی اپنی قوم کے مشرکین کی اذیتوں پر صبر کریں، بے شک اچھا انجام یعنی دشمنوں کے خلاف مدد، فتح اور اخروی سعادتوں کے حصول کے ذریعے کامیابی ایمان والوں کے لئے ہے۔ (۱)

وَالِیَّ عَادٍ آخَاهُمْ هُودًا ۖ قَالَ یَقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرِہٖ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۝۷۰

ترجمہ کنزالایمان: اور عادی کی طرف ان کے ہم قوم ہود کو کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تم تو نرے مفتری ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور عادی طرف ان کے ہم قوم ہود کو بھیجا۔ فرمایا: اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، تم تو صرف بہتان لگانے والے ہو۔

﴿وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا﴾ اور عادی طرف ان کے ہم قوم ہود کو بھیجا۔ ﴿اس سورت میں بیان کئے گئے واقعات میں سے یہ دوسرا واقعہ ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قوم عاد کا بھائی فرمایا، اس سے مراد دینی بھائی نہیں بلکہ نسب کے اعتبار سے بھائی ہونا مراد ہے کیونکہ حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعلق قبیلہ عاد سے تھا، یہ عرب کا قبیلہ تھا اور یمن کے قریب ان کی رہائش تھی۔^(۱)

﴿قَالَ﴾ فرمایا۔ ﴿حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرو اور عبادت کرنے میں کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، تمہارا معبود اللہ تعالیٰ ہی ہے، یہ بت جن کی تم پوجا کر رہے ہو تمہارے معبود ہرگز نہیں کیونکہ یہ تو پتھر کے ہیں اور کوئی نفع نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ تمہارا یہ دعویٰ جھوٹا ہے کہ اللہ عزوجل کے لئے شریک ہیں اور تم ان شریکوں کی عبادت کرتے ہو۔^(۲)

نوٹ: حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم عاد سے متعلق بعض تفصیلات سورہ اعراف آیت ۶۵ تا ۷۲ میں گزر چکی ہیں۔

يَقَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنِّي أَخْجِرُ إِلَّا عَلَىٰ الَّذِي فَطَرَنِي ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٥١﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے قوم میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میری مزدوری تو اسی کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے میری قوم! میں اس پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو اسی کے ذمہ ہے جس نے مجھے

①.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآية: ۵۰، ۳۶۲/۶.

②.....حازن، ہود، تحت الآية: ۵۰، ۳۵۷/۲، صاوی، ہود، تحت الآية: ۵۰، ۹۱۷/۳، ملقطاً.

پیدا کیا۔ تو کیا تمہیں عقل نہیں؟

﴿يَقُومُ﴾: اے میری قوم! یعنی تمہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے احکامات کی تبلیغ کرنے سے میرا مقصد یہ نہیں کہ تم میرے اس عمل کی وجہ سے مجھے مال وغیرہ کوئی اجرت دو، میرا اجر و ثواب تو اسی کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا تو کیا تمہیں عقل نہیں کہ اتنا سمجھ سکو کہ جو محض بے غرض نصیحت کرتا ہے وہ یقیناً خیر خواہ اور سچا ہے۔^(۱)

تبلیغ کے نام کسی لالچ کے بغیر کے جائیں

یاد رہے کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے کسی لالچ کے بغیر دین کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا اور باقاعدہ اس کا اظہار بھی فرمایا کہ تبلیغ سے ان کا مقصد مال یا کوئی منصب حاصل کرنا نہیں بلکہ وہ صرف اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی رضا اور اس کی طرف سے ملنے والے اجر و ثواب کے طلبگار ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ خالص نصیحت وہ ہوتی ہے جو کسی لالچ اور غرض کے بغیر ہو اور اس سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا مقصود ہو، اس لئے مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ وہ کسی لالچ کے بغیر تبلیغ دین کا فریضہ ادا کریں اور حتیٰ الامکان کسی اجرت کے بغیر تبلیغ کے کام کریں۔

وَيَقُومِ اسْتَغْفِرُ وَاَسْبَغُمْ ثُمَّ تَوْبُوا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّاءَ عَلَيَكُمْ
مَدَسَا رَا وَاَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلَى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ ﴿۵۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اے میری قوم! اپنے رب سے معافی چاہو پھر اس کی طرف رجوع لاؤ تم پر زور کا پانی بھیجے گا اور تم میں جتنی قوت ہے اس سے اور زیادہ دے گا اور جرم کرتے ہوئے روگردانی نہ کرو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اے میری قوم! تم اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی بارگاہ میں توبہ کرو تو وہ تم پر موسلا دھار بارش بھیجے گا اور تمہاری قوت کے ساتھ مزید قوت زیادہ کرے گا اور تم مجرم بن کر منہ نہ پھيرو۔

﴿وَيَقُومُ﴾: اور اے میری قوم! جب قوم عادی نے حضرت ہود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی دعوت قبول نہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اُن

۱..... صاوی، ہود، تحت الآیۃ: ۵۱، ۹۱۷/۳، روح البیان، ہود، تحت الآیۃ: ۵۱، ۱۶۷/۴، ملقطاً۔

کے کفر کے سبب تین سال تک بارش موقوف کر دی اور نہایت شدید قحط نمودار ہوا اور اُن کی عورتوں کو بانجھ کر دیا، جب یہ لوگ بہت پریشان ہوئے تو حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وعدہ فرمایا کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور اس کے رسول کی تصدیق کریں اور اس کے حضور توبہ و استغفار کریں تو اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا اور اُن کی زمینوں کو سرسبز و شاداب کر کے تازہ زندگی عطا فرمائے گا اور قوت و اولاد دے گا۔

استغفار کی برکت

حضرت امام حسن رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے گئے تو آپ رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت امیر معاویہ رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک ملازم نے کہا کہ میں مالدار آدمی ہوں مگر میرے ہاں کوئی اولاد نہیں، مجھے کوئی ایسی چیز بتائیے جس سے اللہ عز و جل مجھے اولاد دے۔ آپ رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: استغفار پڑھا کرو۔ اس نے استغفار کی یہاں تک کثرت کی کہ روزانہ سات سو مرتبہ استغفار پڑھنے لگا، اس کی برکت سے اس شخص کے دس بیٹے ہوئے، جب یہ بات حضرت امیر معاویہ رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوئی تو انہوں نے اس شخص سے فرمایا کہ تو نے حضرت امام حسن رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کیوں نہ دریافت کیا کہ یہ عمل آپ رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ نے کہاں سے فرمایا۔ دوسری مرتبہ جب اس شخص کو حضرت امام حسن رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو اس نے یہ دریافت کیا۔ حضرت امام حسن رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تو نے حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول نہیں سنا جو انہوں نے فرمایا ”يَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰی قُوَّتِكُمْ“ (اللہ تمہاری قوت کے ساتھ مزید قوت زیادہ کرے گا) اور حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد نہیں سنا ”يُزِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ“ (اللہ مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا) ^(۱) یعنی کثرتِ رزق اور حصولِ اولاد کے لئے استغفار کا بکثرت پڑھنا قرآنی عمل ہے۔

قَالُوا يَهُودُ مَا جِئْنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِي آلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ
وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ۝۵۳

۱.....مدارک، ہود تحت الآیۃ: ۵۲، ص ۵۰۲۔

ترجمہ کنزالایمان: بولے اے ہود! تم کوئی دلیل لے کر ہمارے پاس نہ آئے اور ہم خالی تمہارے کہے سے اپنے خداؤں کو چھوڑنے کے نہیں نہ تمہاری بات پر یقین لائیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: انہوں نے کہا: اے ہود! تم ہمارے پاس کوئی دلیل لے کر نہیں آئے اور ہم صرف تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں کو چھوڑنے والے نہیں ہیں اور نہ ہی تمہاری بات پر یقین کرنے والے ہیں۔

﴿قَالُوا يَهُودُ: انہوں نے کہا: اے ہود!﴾ حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم نے مذاق اڑاتے ہوئے اور عناد کے طور پر یہ جواب دیا کہ اے ہود! تم ہمارے پاس کوئی دلیل لے کر نہیں آئے جو تمہارے دعوے کی صحت پر دلالت کرتی۔ یہ بات انہوں نے بالکل غلط اور جھوٹ کہی تھی کیونکہ حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں جو معجزات دکھائے تھے وہ ان سب سے مکر گئے تھے۔ (۱)

﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ يَأْتِيَنِ الْهَيْتَا: اور ہم اپنے خداؤں کو چھوڑنے والے نہیں ہیں۔﴾ کفار اس بات کا اعتراف کرتے تھے کہ نفع و نقصان پہنچانے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے جبکہ اس کے برعکس بت کوئی نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتے، اس کے باوجود انہوں نے حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ کہا کہ ہم آپ کی بات کی وجہ سے اپنے بتوں کی عبادت کرنا نہیں چھوڑیں گے بلکہ ہماری عقل اور ہمارا دل حکم دے گا تو چھوڑیں گے۔ ان کی یہ بات اور مزید ان کا یہ کہنا ”اور نہ ہی تمہاری بات پر یقین کریں گے“ بھی ان کے کفر پر اصرار، اپنے آباء و اجداد کی اندھی تقلید اور حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب پر دلالت کرتا ہے۔ (۲)

إِنْ نَقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوِّ ۖ قَالَ إِنِّي أَشْهَدُ اللَّهَ
وَأَشْهَدُ وَأَنتِ بَرِيءٌ مِّمَّا نَشْرِكُونَ ۖ (۵۴) مِنْ دُونِهِ فَاكِيدُونِي جَمِيعًا
ثُمَّ لَا تَنْظُرُونَ ۖ (۵۵)

۱..... بیضاوی، ہود، تحت الآية: ۵۳، ۲۳۹/۳-۲۴۰.

۲..... تفسیر کبیر، ہود، تحت الآية: ۵۳، ۳۶۴/۶.

ترجمہ کنزالایمان: ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی خدا کی تمہیں بری جھپٹ پہنچی کہا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں بیزار ہوں ان سب سے جنہیں تم اللہ کے سوا اس کا شریک ٹھہراتے ہو۔ تم سب مل کر میرا برا چاہو پھر مجھے مہلت نہ دو۔

ترجمہ کنزالعرفان: ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ ہمارے کسی معبود نے تم پر کوئی برائی پہنچادی ہے۔ (ہود نے) فرمایا: میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں اور تم سب (بھی) گواہ ہو جاؤ کہ میں ان سب سے بیزار ہوں جنہیں تم اللہ کے سوا اس کا شریک ٹھہراتے ہو۔ تم سب مل کر میرے اوپر داؤ چلاؤ پھر مجھے مہلت نہ دو۔

﴿إِنْ نَقُولُ: هُمْ تَوْصِفُونَ﴾: ہم تو صرف یہ کہتے ہیں۔ ﴿حُضْرَتُ هُوَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ﴾ کی قوم نے کہا: ”بے شک اے ہود! تم جو ہماری مخالفت کر رہے ہو اور ہمارے بتوں کو برا کہتے ہو اسی وجہ سے ان بتوں نے تم سے انتقام لیتے ہوئے تمہیں دیوانہ کر دیا ہے۔ اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ اب جو کچھ کہتے ہو یہ سب دیوانگی کی باتیں ہیں۔ (مَعَاذَ اللَّهِ) حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں جواب دیا: ”میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں اور تم سب بھی میری اس بات پر گواہ ہو جاؤ کہ میں ان سب بتوں سے بیزار ہوں جنہیں تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شریک ٹھہراتے ہو اور ان کی عبادت کرتے ہو۔“ (۱)

﴿فَكَيْدُوْنِي جَمِيْعًا﴾: تم سب مل کر میرے اوپر داؤ چلاؤ۔ یعنی تم اور وہ بت جنہیں تم معبود سمجھتے ہو سب مل کر مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کرو، پھر مجھے مہلت نہ دو مجھے تمہاری اور تمہارے معبودوں کی اور تمہاری مکاریوں کی کچھ پروا نہیں اور مجھے تمہاری شوکت و قوت سے کچھ اندیشہ نہیں کیونکہ جنہیں تم معبود کہتے ہو وہ جمادات اور بے جان ہیں، نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان، اُن کی کیا حقیقت کہ وہ مجھے دیوانہ کر سکیں۔ یہ حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ہے کہ آپ نے ایک زبردست، صاحب قوت و شوکت قوم سے جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خون کی پیاسی اور جان کی دشمن تھی اس طرح کے کلمات فرمائے اور اصل خوف نہ کیا اور وہ قوم انتہائی عداوت اور دشمنی کے باوجود آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام

کو کوئی نقصان پہنچانے سے عاجز رہی۔^(۱)

إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُمْ ۖ مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ۖ
إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۵۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: میں نے اللہ پر بھروسہ کیا جو میرا رب ہے اور تمہارا رب، کوئی چلنے والا نہیں جس کی چوٹی اس کے قبضہ قدرت میں نہ ہو بیشک میرا رب سیدھے راستہ پر ملتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: میں نے اللہ پر بھروسہ کر لیا ہے جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کی پیشانی اس کے قبضہ قدرت میں نہ ہو۔ بیشک میرا رب سیدھے راستہ پر ملتا ہے۔

﴿إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ﴾ میں نے اللہ پر بھروسہ کر لیا ہے۔ یعنی تم اگرچہ ہر طرح سے کوشش کر کے دیکھ لو لیکن مجھے ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ مجھے اللہ عزوجل پر توکل اور اسی کی حفاظت پر بھروسہ ہے، وہ میرا اور تمہارا دونوں کا مالک ہے، کوئی چیز مجھے پہنچ نہیں سکتی جب تک وہ اسے دور کر رہا ہے اور نہ ہی کوئی مجھ پر قدرت حاصل کر سکتا ہے جب تک اللہ عزوجل کی طرف سے اسے قدرت حاصل نہ ہو، پھر اس بات کی دلیل دیتے ہوئے فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا وہ مالک اور اس پر قادر نہ ہو، تو اللہ عزوجل جیسے چاہتا ہے اس میں تصرف فرماتا ہے۔^(۲)

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ ۖ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا ۚ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيفٌ ﴿۵۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھر اگر تم منہ پھیرو تو میں تمہیں پہنچا چکا جو تمہاری طرف لے کر بھیجا گیا اور میرا رب تمہاری جگہ اوروں

۱.....حازن، ہود، تحت الآية: ۵۵، ۳۵۸/۲، مدارك، ہود تحت الآية: ۵۵، ص ۵۰۲، ملقطاً.

۲.....بیضاوی، ہود، تحت الآية: ۵۶، ۳/۲۴۰-۲۴۱.

کو لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے بیشک میرا رب ہر شے پر نگہبان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر اگر تم منہ پھیر دو تو میں تمہیں اُس کی تبلیغ کر چکا ہوں جس کے ساتھ مجھے تمہاری طرف بھیجا گیا تھا اور میرا رب تمہاری جگہ دوسروں کو لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے بیشک میرا رب ہر شے پر نگہبان ہے۔

﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا:﴾ پھر اگر تم منہ پھیرو۔ یعنی جس دین کے ساتھ میں تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں، اگر تم اس پر ایمان لانے سے اعراض کرو تو جس دین کے ساتھ مجھے تمہاری طرف بھیجا گیا تھا میں تمہیں اس کی تبلیغ کر چکا ہوں اور اس میں مجھ سے کوئی کمی واقع نہیں ہوئی البتہ اسے قبول نہ کرنے کی بنا پر تم سے خطا سرزد ہوئی ہے، اگر تم نے ایمان لانے سے اعراض کیا اور جو احکام میں تمہاری طرف لایا ہوں انہیں قبول نہ کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں ہلاک کر دے گا اور تمہاری بجائے ایک دوسری قوم کو تمہارے شہروں اور اموال کا مالک بنا دے گا جو کہ اس کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے ہوں گے اور اسی کی عبادت کریں گے اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے کیونکہ وہ اس سے پاک ہے کہ اسے کوئی نقصان پہنچ سکے، لہذا تمہاری روگردانی کا جو نقصان ہے وہ تمہیں کو پہنچے گا۔ بیشک میرا رب عَزَّوَجَلَّ ہر شے پر نگہبان ہے، وہی تمہارے شر سے میری حفاظت فرمائے گا اور تم میں سے کسی کا قول یا فعل اس سے چھپا ہوا نہیں اور نہ ہی وہ تمہاری پکڑ سے غافل ہے۔^(۱)

آیت: ﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا:﴾ سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں

(۱)..... انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی امت تک سارے شرعی احکام اپنی حیات شریف میں پہنچا دیتے ہیں کوئی بات چھپا نہیں رکھتے۔

(۲)..... اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ اگر کوئی قوم دین کی خدمت نہ کرے، تو اللہ تعالیٰ اسے برباد کر کے دوسری قوم اس کی جگہ مقرر فرما دیتا ہے، جیسے ابوجہل وغیرہ نے سرکشی کی تو انہیں ہلاک فرما کر مدینہ طیبہ کے انصار سے دین کی خدمت لے لی۔ ہم اس خدائے قادر و قیوم کے حاجت مند ہیں اور وہ سب سے بے نیاز ہے۔

وَلَبَّاءُ أَمْرًا نَجِيًّا هُودًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا

۱..... حازن، ہود، تحت الآية: ۵۷، ۳۵۸/۲، مدارك، ہود تحت الآية: ۵۷، ص ۵۰۳، ملقطاً.

وَنَجَّيْنَاهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿۵۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جب ہمارا حکم آیا ہم نے ہود اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت فرما کر بچالیا اور انہیں سخت عذاب سے نجات دی۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے اپنی رحمت کے ساتھ ہود اور اس کے ساتھ والے مسلمانوں کو بچالیا اور انہیں سخت عذاب سے نجات دی۔

﴿وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا﴾ اور جب ہمارا حکم آ گیا۔ ﴿﴾ جب حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم نے نصیحت حاصل نہ کی تو قادر و قدیر اور سچے رب تعالیٰ کی بارگاہ سے ان کے عذاب کا حکم نافذ ہو گیا، جب ان کی ہلاکت اور ان پر عذاب کا حکم آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو جن کی تعداد چار ہزار تھی اپنی رحمت کے ساتھ عذاب سے بچالیا اور قوم عاد کو ہوا کے عذاب سے ہلاک کر دیا۔ مسلمانوں پر رحمت اس طرح ہے کہ جب عذاب نازل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اس سے محفوظ رکھا اور ارشاد فرمایا کہ جیسے مسلمانوں کو دنیا کے عذاب سے بچایا ایسے ہی اللہ تعالیٰ انہیں آخرت کے سخت عذاب سے بھی نجات دے گا۔^(۱)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان اور نیک اعمال نجات کا ذریعہ اور سبب ہیں لیکن درحقیقت نجات صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ملتی ہے۔

وَتِلْكَ عَادٌ ۖ قَدْ جَٰهَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرًا

جَبَّارًا عَنِيدًا ﴿۵۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور یہ عاد ہیں کہ اپنے رب کی آیتوں سے منکر ہوئے اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر بڑے

۱.....بخازن، ہود، تحت الآية: ۵۸، ۳۵۸/۲، ملخصاً.

سرکش ہٹ دھرم کے کہنے پر چلے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور یہ عاد ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیتوں کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر بڑے سرکش ہٹ دھرم کے کہنے پر چلے۔

﴿وَتِلْكَ عَادٌ﴾ اور یہ عاد ہیں۔ جب حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ ختم ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے خطاب فرمایا۔ ”تِلْكَ“ سے قوم عاد کی قبروں اور آثار کی طرف اشارہ ہے اور مقصد یہ ہے کہ زمین میں چلو، انہیں دیکھو اور ان سے عبرت حاصل کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کا حال بیان فرمایا کہ انہوں نے اپنے رب عزوجل کی آیتوں یعنی ان معجزات کا انکار کیا جو حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے اور انہوں نے اس کے رسولوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نافرمانی کی کیونکہ حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نافرمانی تمام رسولوں کی نافرمانی ہے اور ان کے جابلوں نے ہر بڑے، سرکش اور ہٹ دھرم سردار کی پیروی کی۔^(۱)

وَاتَّبِعُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ ۖ أَلَا إِنَّ عَادًا كَفَرُوا
رَبَّهُمْ ۖ أَلَا بَعْدَ الْعَادِ قَوْمٌ هُودٌ^ع

ترجمہ کنز الایمان: اور ان کے پیچھے لگی اس دنیا میں لعنت اور قیامت کے دن سن لو! بیشک عاد اپنے رب سے منکر ہوئے ارے دور ہوں عاد ہود کی قوم۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اس دنیا میں اور قیامت کے دن ان کے پیچھے لعنت لگا دی گئی۔ سن لو! بیشک عاد نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا۔ سن لو! ہود کی قوم عاد کے لئے دوری ہے۔

﴿وَاتَّبِعُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ﴾ اور اس دنیا میں اور قیامت کے دن ان کے پیچھے لعنت لگا دی گئی۔ یعنی دنیا اور آخرت دونوں جگہ لعنت ان کے ساتھ ہے اور لعنت کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور ہر بھلائی سے دوری۔ اس

۱.....حازن، ہود، تحت الآية: ۵۹، ۲/۳۵۸-۳۵۹۔

کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے برے انجام کا اصلی سبب بیان فرمایا کہ قومِ عاد نے اپنے رب عزَّوَجَلَّ کے ساتھ کفر کیا اس لئے ان کا اتنا برا انجام ہوا، سن لو! حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قومِ عاد کے لئے رحمتِ الہی سے دوری ہے۔^(۱)

وَإِلَىٰ شُودٍ أَخَاهُمْ صُلَيْحًا ۖ قَالَ يُقَوْمُوا عِبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ هُوَ أَنشَأَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوا لَهُمْ ۖ تَوْبُوا إِلَىٰهِ ۖ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ۝۲۱

ترجمہ کنزالایمان: اور شمود کی طرف ان کے ہم قوم صالح کو کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور اس میں تمہیں بسایا تو اس سے معافی چاہو پھر اس کی طرف رجوع لاؤ بیشک میرا رب قریب ہے دعا سننے والا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور شمود کی طرف ان کے ہم قوم صالح کو بھیجا۔ فرمایا: اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور اسی میں تمہیں آباد کیا تو اس سے معافی مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ بیشک میرا رب قریب ہے، دعا سننے والا ہے۔

﴿وَإِلَىٰ شُودٍ أَخَاهُمْ صُلَيْحًا﴾ اور شمود کی طرف ان کے ہم قوم صالح کو بھیجا۔ ﴿اس سورت میں مذکور واقعات میں سے یہ تیسرا واقعہ ہے، اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قومِ شمود کی طرف ان کے نسبی بھائی حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا، حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے فرمایا: اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کو ایک مانو اور صرف اسی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، صرف وہی عبادت کا مستحق ہے جبکہ تمہارے یہ بت عبادت کے لائق ہی نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی کمال قدرت پر دلائل دیتے ہوئے فرمایا کہ معبود وہی ہے جس نے تمہارے باپ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمین سے پیدا کر کے پھر تمہیں زمین میں بسایا اور زمین کو تم سے آباد کیا تو اللہ تعالیٰ

۱.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآية: ۶۰، ۳۶۷/۶۔

سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو پھر شرک سے کنارہ کشی کر کے اسی کی طرف رجوع کرو بے شک میرا رب عَزَّوَجَلَّ ایمان والوں کے قریب ہے اور ان کی سُننے والا ہے۔ امام ضحاک رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ”اِسْتَعْمَرَكُمْ“ کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ تمہیں طویل عمریں دیں گئی ہیں کہ ان کی عمریں تین سو برس سے لے کر ہزار برس تک ہوں گی۔^(۱)

نوٹ: حضرت صالح عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی قوم ثمود کے واقعے کی بعض تفصیلات سورہ اعراف آیت نمبر 73 میں گزر چکی ہیں۔

قَالُوا يٰصَلِحُ قَدْ كُنْتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَذَا أَتَنْهَانَا أَنْ نَعْبُدَ مَا يَعْبُدُ
آبَاؤُنَا وَإِنَّا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ⑥۲

ترجمہ کنزالایمان: بولے اے صالح اس سے پہلے تو تم ہم میں ہونہار معلوم ہوتے تھے کیا تم ہمیں اس سے منع کرتے ہو کہ اپنے باپ دادا کے معبودوں کو پوجیں اور بیشک جس بات کی طرف ہمیں بلاتے ہو ہم اس سے ایک بڑے دھوکہ ڈالنے والے شک میں ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: انہوں نے کہا: اے صالح! اس سے پہلے تم ہمارے درمیان ایسے تھے کہ تم سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔ کیا تم ہمیں اُن کی عبادت کرنے سے منع کرتے ہو جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے رہے اور بیشک جس کی طرف تم ہمیں بلارہے ہو اس کی طرف سے تو ہم بڑے دھوکے میں ڈالنے والے شک میں ہیں۔

﴿قَالُوا: انہوں نے کہا۔﴾ جب حضرت صالح عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام نے اپنی قوم کے سامنے پیغام توحید پیش کیا تو انہوں نے جواب دیا ”اے صالح! عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام، اس تبلیغ سے پہلے تم تو ہمارے درمیان ایسے تھے کہ ہمیں تم سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں اور ہم امید کرتے تھے کہ تم ہمارے سردار بنو گے کیونکہ تم کمزوروں کی مدد کرتے اور فقیروں پر سخاوت کرتے تھے، لیکن جب تم نے توحید کی دعوت دی اور بتوں کی برائیاں بیان کیں تو قوم کی اُمیدیں تم سے ختم ہو گئیں۔ ان لوگوں نے

①..... بیضاوی، ہود، تحت الآية: ۶۱، ۲۴۲/۳، خازن، ہود، تحت الآية: ۶۱، ۳۵۹/۲، ملتقطاً.

مزید یہ کہا کہ کیا تم ہمیں ان بتوں کی عبادت کرنے سے منع کرتے ہو جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے رہے اور بیشک جس توحید کی طرف تم ہمیں بلارہے ہو اس کی طرف سے تو ہم بڑے دھوکے میں ڈالنے والے شک میں ہیں۔^(۱)

قَالَ يَقَوْمِ أَسَأَيْتُمْ أَنْ كُنْتُ عَلَى بَيْنَةٍ مِنْ رَبِّي وَأَتَّبِعُنِي مِنْهُ رَحْمَةً
فَمَنْ يَنْصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ عَصَيْتُهُ^ق فَمَا تَزِيدُونَنِي غَيْرَ تَخْسِيرٍ^{۲۳}

ترجمہ کنزالایمان: بولا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت بخشی تو مجھے اس سے کون بچائے گا اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو تم مجھے سوا نقصان کے کچھ نہ بڑھاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: فرمایا: اے میری قوم! بھلا بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت عطا فرمائی ہو تو اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو مجھے اس سے کون بچائے گا؟ تم نقصان پہنچانے کے سوا میرا کچھ اور نہیں بڑھاؤ گے۔

﴿قَالَ يَقَوْمِ﴾: فرمایا: اے میری قوم! حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو جواب دیتے ہوئے فرمایا ”اے میری قوم! مجھے بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب عزوجل کی طرف سے روشن دلیل پر اور منصب نبوت پر فائز ہوں، اس کے باوجود میں بالفرض تمہاری پیروی کروں اور اللہ عزوجل کی نافرمانی کروں تو اللہ عزوجل کے عذاب سے مجھے کوئی نہیں بچا سکتا اور اس طرح میں نقصان اٹھانے والا اور جو منصب اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کیا میں اسے ضائع کرنے والا ہو جاؤں گا، کیا تم نے کبھی دیکھا ہے کہ کسی نبی علیہ السلام نے کفر کیا ہو۔“^(۲) تمہاری بات ماننا خسارے میں پڑنے کے سوا کچھ نہیں۔

وَيَقَوْمِ هَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةٌ فَذَرُوهَا تَاكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَتَسَوَّهَ بِسَوْءِ فَيَأْخُذْكُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ^{۲۴}

۱.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۶۲، ۳۶۸/۶، حازن، ہود، تحت الآیۃ: ۶۲، ۳۵۹/۲، ملقطاً.

۲.....صاوی، ہود، تحت الآیۃ: ۶۳، ۹۲۱/۳.

ترجمہ کنزالایمان: اور اے میری قوم یہ اللہ کا ناقہ ہے تمہارے لیے نشانی تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے بری طرح ہاتھ نہ لگانا کہ تم کو نزدیک عذاب پہنچے گا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اے میری قوم! یہ تمہارے لئے نشانی کے طور پر اللہ کی اونٹنی ہے تو اسے چھوڑ دو تا کہ یہ اللہ کی زمین میں کھاتی رہے اور اسے برائی کے ساتھ ہاتھ نہ لگانا ورنہ قریب کا عذاب تمہیں پکڑ لے گا۔

﴿وَلَيَقُومَنَّ هَذَا نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً﴾ اور اے میری قوم! یہ تمہارے لئے نشانی کے طور پر اللہ کی اونٹنی ہے۔ ﴿قومِ ثمود﴾ نے حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معجزہ طلب کیا تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو پتھر سے حکم الہی اونٹنی پیدا ہوئی، یہ اونٹنی ان کے لئے حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر نشانی اور حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ تھی۔ اس آیت میں اس اونٹنی کے متعلق احکام ارشاد فرمائے گئے کہ اسے زمین میں چرنے دو اور کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ ورنہ دنیا ہی میں گرفتار عذاب ہو جاؤ گے اور مہلت نہ پاؤ گے۔^(۱)

نوٹ: حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اونٹنی کا بیان سورہ اعراف آیت نمبر 73 میں گزر چکا ہے۔

**فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ۖ ذٰلِكَ وَعَدُّ غَيْرٍ
مَّكْذُوبٍ ﴿٦٥﴾**

ترجمہ کنزالایمان: تو انہوں نے اس کی کوچیں کاٹیں تو صالح نے کہا اپنے گھروں میں تین دن اور برت لو یہ وعدہ ہے کہ جھوٹا نہ ہوگا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو انہوں نے اس کے پاؤں کی پچھلی جانب کے اوپر والی ٹانگوں کی رگیں کاٹ دیں تو صالح نے فرمایا: تم اپنے گھروں میں تین دن مزید فائدہ اٹھاؤ۔ یہ ایک وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا۔

1.....حازن، ہود، تحت الآية: ٦٤، ٣٦٠/٢، ملخصاً.

﴿فَعَقَرُوهَا﴾: تو انہوں نے اس کے پاؤں کے اوپر ٹانگوں کی رگیں کاٹ دیں۔ ﴿تَوَمَّ﴾: قومِ ثمود نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی اور بدھ کے دن انہوں نے اس اونٹنی کی ایڑیوں کے اوپر ٹانگوں کی رگیں کاٹ دیں۔ اس کے بعد حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا: اپنے گھروں میں تین دن یعنی جمعہ تک جو کچھ دنیا کا عیش کرنا ہے کرلو، ہفتے کے دن تم پر عذاب آجائے گا اور اس کی علامت یہ ہے کہ پہلے دن تمہارے چہرے زرد ہو جائیں گے، دوسرے دن سرخ اور تیسرے دن یعنی جمعہ کو سیاہ ہو جائیں گے، پھر ہفتے کے دن عذاب نازل ہوگا۔ یہ ایک وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا، چنانچہ ایسے ہی ہوا۔^(۱)

فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمٍ مِثْلٍ ۖ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ۝ ٦٦ وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جُثَثِينَ ۚ ۝ ٦٧ كَانُوا يَمْنَعُونَ فِيهَا ۖ إِلَّا إِنَّ شَوْدًا كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۖ إِلَّا بَعْدَ الشُّوَدِ ۚ ۝ ٦٨

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب ہمارا حکم آیا ہم نے صالح اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت فرما کر بچا لیا اور اس دن کی رسوائی سے بیشک تمہارا رب قوی عزت والا ہے۔ اور ظالموں کو چنگھاڑنے آیا تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے۔ گویا کبھی یہاں بسے ہی نہ تھے سن لو بیشک ثمود اپنے رب سے منکر ہوئے ارے لعنت ہو ثمود پر۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے صالح اور اس کے ساتھ والے مسلمانوں کو اپنی رحمت کے ذریعے بچا لیا اور اس دن کی رسوائی سے بچا لیا۔ بیشک تمہارا رب بڑی قوت والا، غلبے والا ہے۔ اور ظالموں کو چنگھاڑنے پکڑ لیا تو وہ صبح کے وقت اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے۔ گویا وہ کبھی یہاں رہتے ہی نہ تھے۔ سن لو! بیشک ثمود نے اپنے رب کا انکار کیا۔ خبردار! لعنت ہو ثمود پر۔

۱.....حازن، ہود، تحت الآية: ۶۵، ۳۶۰/۲، مدارك، ہود تحت الآية: ۶۵، ص ۵۰۴، ملقطاً.

﴿فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا: پھر جب ہمارا حکم آیا۔﴾ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب قومِ شمود پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا حکم آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحمت سے حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو اس عذاب اور اس دن کی رسوائی سے بچالیا۔^(۱)

﴿وَ أَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ: اور ظالموں کو چنگھاڑنے پکڑ لیا۔﴾ اس آیت میں قومِ شمود پر آنے والے عذاب کی کیفیت کا بیان ہے، سورہ اعراف میں ان پر آنے والے عذاب کی کیفیت اس طرح بیان ہوئی کہ
 فَأَخَذَتْهُمْ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جُثَيِّينَ^(۲) ترجمہ کنز العرفان: تو انہیں زلزلے نے پکڑ لیا تو وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

اور یہاں اس طرح بیان ہوئی کہ ”اور ظالموں کو چنگھاڑنے پکڑ لیا تو وہ صبح کے وقت اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے۔“ ان دونوں کیفیتوں میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ پہلے ہولناک چیخ کی آواز آئی اور اس کے بعد زلزلہ پیدا ہوا، اس لئے قومِ شمود کی ہلاکت کو چیخ اور زلزلہ دونوں میں سے کسی کی طرف بھی منسوب کیا جاسکتا ہے۔
 ﴿كَانَ لَمْ يَخْنُؤْ فِيهَا: گویا وہ کبھی یہاں رہتے ہی نہ تھے۔﴾ یعنی عذاب نازل ہونے کے بعد ان کا حال یہ ہوا کہ گویا وہ کبھی اپنے شہروں میں بسے ہی نہ تھے اور وہ زندہ تھے ہی نہیں، اے لوگو! سن لو، قومِ شمود نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی نشانیوں کا انکار کیا (جس کے نتیجے میں ان کا یہ انجام ہوا تو تمہیں چاہئے کہ ان کے انجام سے عبرت حاصل کرو اور ان جیسے افعال کرنے سے بچو تاکہ تم ان کی طرح کے عذاب میں مبتلا ہونے سے بچ جاؤ)

وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَى قَالُوا سَلَامًا قَالِ سَلَامٌ فَمَا
 لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِئِدٍ ۝۶۹

ترجمہ کنز الایمان: اور بیشک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس مشرہ لے کر آئے بولے سلام کہا سلام پھر کچھ دیر نہ کی

①.....تفسیر طبری، ہود، تحت الآية: ۶۶، ۶۷/۶۴.

②.....اعراف: ۷۸.

کہ ایک بچھڑا بھنا لے آئے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آئے۔ انہوں نے ”سلام“ کہا تو ابراہیم نے ”سلام“ کہا۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔

﴿وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ: اور بیشک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آئے۔﴾ یہ اس سورت میں مذکور چوتھا واقعہ ہے، آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ سادہ رُو، نوجوانوں کی حسین شکلوں میں فرشتے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہما الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کی خوشخبری لے کر آئے۔ فرشتوں نے سلام کہا تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جواب میں فرشتوں کو سلام کہا، پھر تھوڑی ہی دیر میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت ہی مہمان نواز تھے اور بغیر مہمان کے کھانا تناول نہ فرماتے، اس وقت ایسا اتفاق ہوا کہ پندرہ روز سے کوئی مہمان نہ آیا تھا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کا غم تھا اور جب ان مہمانوں کو دیکھا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے لئے کھانا لانے میں جلدی فرمائی، چونکہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہاں گائے بکثرت تھیں اس لئے بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت سامنے لایا گیا۔^(۱)

گائے کا گوشت سنت ابراہیم کی نیت سے کھائیں

اس سے معلوم ہوا کہ گائے کا گوشت حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دسترخوان پر زیادہ آتا تھا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو پسند فرماتے تھے، گائے کا گوشت کھانے والے اگر سنت ابراہیم ادا کرنے کی نیت کریں تو ثواب پائیں گے۔

آیت وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا سے معلوم ہونے والے مسائل

اس آیت سے 4 مسئلے معلوم ہوئے،

(۱)..... انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولادت بہت شاندار ہوتی ہے کہ ان کی بشارتیں پہلے دی جاتی ہیں۔

۱..... روح البیان، ہود، تحت الآیۃ: ۶۹، ۱۶۱/۴، حازن، ہود، تحت الآیۃ: ۶۹، ۳۶۰/۲-۳۶۱، ملقطاً.

(2)..... فرشتوں کو رب تعالیٰ نے غیب کا علم بخشا ہے جس سے وہ آئندہ کی خبریں دیتے ہیں۔

(3)..... ملاقات کے وقت سلام کرنا سنتِ ملائکہ اور سنتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے۔

(4)..... سنت یہ ہے کہ آنے والا سلام کرے۔

نوٹ: حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما الصلوٰۃ والسلام کے یہ واقعات اس سورت کے علاوہ سورہ حجر آیت نمبر 51 تا 77 اور سورہ الذاریات آیت نمبر 24 تا 37 میں بھی مذکور ہیں۔

فَلَمَّا رَآَ اَيُّدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكَرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ اِنَّا اُرْسِلْنَا اِلَىٰ قَوْمٍ لُّوۡطٍ ۖ

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں پہنچتے ان کو اوپری سمجھا اور جی ہی جی میں ان سے ڈرنے لگا بولے ڈریے نہیں ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر جب دیکھا کہ ان (فرشتوں) کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھ رہے تو ان سے وحشت ہوئی اور ان کی طرف سے خوف محسوس کیا۔ انہوں نے کہا: آپ نہ ڈریں۔ بیشک ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

﴿فَلَمَّا رَآَ﴾ پھر جب دیکھا۔ یعنی جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ مہمانوں کے ہاتھ پکڑے کے بھنے ہوئے گوشت کی طرف نہیں بڑھ رہے تو کھانا نہ کھانے کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان سے وحشت ہوئی اور دل میں ان کی طرف سے خوف محسوس کیا کہ کہیں یہ کوئی نقصان نہ پہنچا دیں۔ فرشتوں نے جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر خوف کے آثار دیکھے تو انہوں نے کہا: آپ نہ ڈریں کیونکہ ہم فرشتے ہیں اور حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر عذاب نازل کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں اور فرشتے ہونے کی وجہ سے ہم کھانا نہیں کھا رہے تھے۔^(۱) اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے کھانے سے پاک ہیں۔

۱..... خازن، ہود، تحت الآیۃ: ۷۰، ۳۶۱/۲، بیضاوی، ہود، تحت الآیۃ: ۷۰، ۲۴۵/۳، ملقطاً۔

وَأَمْرَاتُهُ قَائِمَةٌ فَصَحَّكَتُ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ ۚ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ
يَعْقُوبَ ۚ قَالَتْ يَوِیْلَتِي ۚ أَلِدُو ۖ أَنَا عَجُوزٌ ۖ وَهَذَا بَعْلِي شَيْخًا ۖ
إِنَّ هَذَا الشَّيْءَ عَجِيبٌ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: اور اس کی بی بی کھڑی تھی وہ ہنسنے لگی تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی۔ بولی ہائے خرابی کیا میرے بچہ ہوگا اور میں بوڑھی ہوں اور یہ ہیں میرے شوہر بوڑھے بیشک یہ تو اچنبھے کی بات ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ان کی بیوی (وہاں) کھڑی تھی تو وہ ہنسنے لگی تو ہم نے اسے اسحاق کی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی خوشخبری دی۔ کہا: ہائے تعجب! کیا میرے ہاں بیٹا پیدا ہوگا حالانکہ میں تو بوڑھی ہوں اور یہ میرے شوہر بھی بہت زیادہ عمر کے ہیں۔ بیشک یہ بڑی عجیب بات ہے۔

﴿وَأَمْرَاتُهُ قَائِمَةٌ﴾: اور ان کی بیوی کھڑی تھی۔ ﴿حَضْرَتِ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ﴾ کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا پس پردہ کھڑی ان کی باتیں سن رہی تھیں تو آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا ہنسنے لگیں۔ مفسرین نے ان کی ہنسی کے مختلف اسباب بیان کئے ہیں۔

(1)..... حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی قوم کی ہلاکت کی خوشخبری سن کر ہنسنے لگیں۔

(2)..... بیٹے کی بشارت سن کر خوشی سے ہنسنے لگیں۔

(3)..... بڑھاپے میں اولاد پیدا ہونے کا سن کر تعجب کی وجہ سے ہنسنے لگیں، اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سارہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کو ان کے بیٹے حضرت اسحاق عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی خوشخبری دی اور حضرت اسحاق عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے بعد ان کے بیٹے حضرت یعقوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی بھی خوشخبری دی۔ حضرت سارہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کو خوشخبری دینے کی وجہ یہ تھی کہ اولاد کی خوشی عورتوں کو مردوں سے زیادہ ہوتی ہے، نیز یہ بھی سبب تھا کہ حضرت سارہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی اور حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے فرزند حضرت

اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود تھے، اس بشارت کے ضمن میں ایک بشارت یہ بھی تھی کہ حضرت سارہ رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر اتنی دراز ہوگی کہ وہ پوتے کو بھی دیکھیں گی۔ (۱)

﴿قَالَتْ يَوَیْلَتِیْ﴾ کہا: ہائے تعجب! حضرت سارہ رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہا نے جب عادت کے برخلاف معاملہ ہونے کا سنا تو تعجب کرتے ہوئے کہا: کیا میرے ہاں بیٹا پیدا ہوگا حالانکہ میں تو بوڑھی ہوں اور میری عمر 90 سال سے زیادہ ہو چکی ہے اور یہ میرے شوہر بھی بہت زیادہ عمر کے ہیں، ان کی عمر 120 سال ہو چکی ہے، اور زیادہ عمر والوں کے ہاں بیٹا پیدا ہونا بڑی عجیب بات ہے۔ (۲)

قَالُوا اتَّعَجِبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحِمْتُ اللَّهُ وَبَرَكَتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ
الْبَيْتِ ۖ إِنَّهُ حَبِيدٌ مَّجِيدٌ ﴿۳۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: فرشتے بولے کیا اللہ کے کام کا اچنبھا کرتی ہو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اے اس گھر والو بیشک وہی ہے سب خوبیوں والا عزت والا۔

ترجمہ کنزالعرفان: فرشتوں نے کہا: کیا تم اللہ کے کام پر تعجب کرتی ہو؟ اے گھر والو! تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ بیشک وہی سب خوبیوں والا، عزت والا ہے۔

﴿قَالُوا﴾ فرشتوں نے کہا۔ ﴿فرشتوں کے کلام کے معنی یہ ہیں کہ اے سارہ! رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہا، آپ کے لئے یہ تعجب کا مقام نہیں کیونکہ آپ رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہا کا تعلق اس گھرانے سے ہے جو معجزات، عادتوں سے ہٹ کر کاموں کے سرانجام ہونے، اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے نازل ہونے کی جگہ بنا ہوا ہے۔ (۳)

①.....صاوی، ہود، تحت الآیۃ: ۷۱، مدارک، ہود تحت الآیۃ: ۷۱، ص ۵۰۵، خازن، ہود، تحت الآیۃ: ۷۱، ۳۶۲/۲، ملتقطاً.

②.....جالین مع صاوی، ہود، تحت الآیۃ: ۷۲، ۹۲۳/۳، ۹۲۴.

③.....مدارک، ہود تحت الآیۃ: ۷۳، ص ۵۰۶.

ازواجِ مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں

اس آیت سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ازواجِ مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں کیونکہ حضرت سارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو اہل بیت کہا گیا ہے، لہذا حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا اور دیگر ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اہل بیت میں شامل ہیں۔^(۱) نیز صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ان احادیث سے بھی ثابت ہے کہ حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ازواجِ مطہرات آپ کے اہل بیت میں داخل ہیں، چنانچہ حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت زینب بنت جحش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا ولیمہ گوشت اور روٹی سے کیا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے بھیجا کہ لوگوں کو کھانے کے لئے بلا لاؤں۔ (میں بلائے گیا) تو میرے ساتھ کچھ حضرات آئے اور وہ کھا کر چلے گئے، پھر کچھ حضرات آئے اور وہ بھی کھا کر چلے گئے، چنانچہ اسی طرح جنہیں میں بلا تا وہ آتے اور کھا کر چلے جاتے یہاں تک کہ اب مجھے بلانے کے لئے کوئی نہیں مل رہا تھا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ کھانا اٹھا کر رکھ دو۔ تین آدمی اس وقت بھی گھر میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے تو حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم باہر تشریف لے گئے اور حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے حجرے کی طرف جا کر فرمایا ”اے اہل بیت! تم پر سلامتی اور اللہ عزوجل کی رحمت ہو۔ انہوں نے جواب دیا: آپ پر بھی سلامتی اور اللہ عزوجل کی رحمت ہو، آپ نے اپنی زوجہ مطہرہ کو کیسا پایا؟ اللہ تعالیٰ آپ کو ان میں برکت عطا فرمائے۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم باری باری تمام ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے یہی فرماتے رہے جو حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا تھا اور وہ بھی اسی طرح جواب عرض کرتی رہیں جس طرح حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے کیا تھا۔^(۲)

یہی حدیث چند مختلف الفاظ کے ساتھ صحیح مسلم میں بھی موجود ہے اور اُس میں یہ ہے کہ (لوگوں کو کھانا کھانے کے بعد) سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی ازواجِ مطہرات کے پاس تشریف لے گئے اور ہر ایک سے فرمایا ”تم پر سلامتی ہو، اے اہل بیت! تم کیسے ہو؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ہم خیریت سے

۱..... تفسیر قرطبی، ہود تحت الآیۃ: ۷۳، ۵۰/۵، الجزء التاسع.

۲..... بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله: لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم... الخ، ۳/۳۰۵، الحدیث: ۴۷۹۳.

ہیں، آپ نے اپنی زوجہ مطہرہ کو کیسا پایا؟ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”بہت اچھا پایا۔“ (۱)

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشَىٰ يُجَادِلُنَا فِی قَوْمِ لُوطٍ ۖ

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب ابراہیم کا خوف زائل ہوا اور اسے خوشخبری ملی ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر جب ابراہیم سے خوف زائل ہو گیا اور اس کے پاس خوشخبری آ گئی تو ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگے۔

﴿فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ﴾: پھر جب ابراہیم سے خوف زائل ہو گیا۔ ﴿فرشتوں کے کھانا نہ کھانے کی وجہ سے﴾ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دل میں جو خوف پیدا ہوا تھا وہ جب بیٹے کی خوشخبری ملنے کی وجہ سے دور ہوا تو حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اللہ تعالیٰ سے حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم کے بارے میں کلام اور سوال کرنے لگے۔ جمہور مفسرین کے نزدیک ”يُجَادِلُنَا فِی قَوْمِ لُوطٍ“ کا معنی ہے ”حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہمارے بھیجے ہوئے فرشتوں سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگے۔ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا جھگڑنا یعنی کلام اور سوال یہ تھا کہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرشتوں سے فرمایا ”قوم لوط کی بستیوں میں اگر پچاس ایماندار ہوں تو بھی انہیں ہلاک کرو گے؟ فرشتوں نے کہا: نہیں۔ پھر فرمایا: اگر چالیس ہوں؟ انہوں نے کہا: جب بھی نہیں۔ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا ”اگر تیس ہوں؟ انہوں نے کہا: ”جب بھی نہیں۔ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اس طرح فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا ”اگر ایک مرد مسلمان موجود ہو تب بھی ہلاک کر دو گے؟ انہوں نے کہا ”نہیں۔ تو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا ”اس میں حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں۔ اس پر فرشتوں نے کہا ہمیں معلوم ہے جو وہاں ہیں، ہم حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کے گھر والوں کو بچائیں گے سوائے ان کی بیوی کے۔ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا مقصد یہ تھا کہ آپ عذاب میں تاخیر چاہتے تھے تاکہ اس بستی والوں کو کفر اور گناہوں سے باز آنے کے لئے ایک فرصت اور مل جائے۔“ (۲)

①.....مسلم، کتاب النکاح، باب فضيلة اعتناقه امة ثم يتزوجها، ص ۷۴۴، الحدیث: ۸۷ (۴۲۸)۔

②.....خازن، ہود، تحت الآية: ۷۴، ۳۶۳-۳۶۲/۲۔

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ ﴿۷۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک ابراہیم تحمل والا بہت آہیں کرنے والا رجوع لانے والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک ابراہیم بڑے تحمل والا، بہت آہیں بھرنے والا، رجوع کرنے والا ہے۔

﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ﴾ بیشک ابراہیم۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت مدح و تعریف کی گئی ہے، جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ معلوم ہوا کہ فرشتے حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کو ہلاک کرنے کے لئے آئے ہیں تو آپ کو بہت زیادہ رنج ہوا اور آپ اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی صفت میں ارشاد فرمایا کہ بیشک حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام حلیم یعنی بڑے تحمل والے اور اَوَّاه یعنی اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرنے والے اور اس کے سامنے بہت آہ وزاری کرنے والے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت میں ”مُنِيبٌ“ اس لئے فرمایا کہ جو شخص دوسروں پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کی بنا پر اللہ تعالیٰ سے ڈرتا اور اس کی طرف رجوع کرتا ہے تو وہ اپنے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے کس قدر ڈرنے والا اور اس کی طرف رجوع کرنے والا ہوگا۔^(۱) سُبْحَانَ اللہ کتنی پیاری صفات ہیں۔

يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا ۖ إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ

عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ﴿۷۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑ بیشک تیرے رب کا حکم آچکا اور بیشک ان پر عذاب آنے والا ہے کہ پھیرا نہ جائے گا۔

ترجمہ کنزالعرفان: (ہم نے فرمایا) اے ابراہیم! اس بات سے کنارہ کشی کر لیجیے، بیشک تیرے رب کا حکم آچکا ہے اور

۱.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۷۵، ۶/۳۷۷، ملخصاً.

بیشک ان پر ایسا عذاب آنے والا ہے جو پھیرا نہ جائے گا۔

﴿يَا اِبْرَاهِيْمُ﴾: اے ابراہیم! جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرشتوں سے سلام اور کلام کا سلسلہ دراز ہوا تو فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی: اے ابراہیم! علیہ الصلوٰۃ والسلام، اب اس بحث کو ختم کر دیں کیونکہ آپ کے رب عزوجل کی طرف سے حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر عذاب نازل ہونے کا فیصلہ ہو چکا ہے لہذا اس عذاب کے ٹلنے کی اب کوئی صورت نہیں۔^(۱)

تقدیر مبرم سے متعلق دو مسائل

اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے

- (۱)..... تقدیر مبرم کسی صورت میں نہیں ٹل سکتی۔
 - (۲)..... انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں وہ عزت ہے کہ رب عزوجل ان کو تقدیر مبرم کے خلاف دعا کرنے سے روک دیتا ہے، تاکہ ان کی زبان خالی نہ جائے۔
- یہاں یہ بات یاد رہے کہ تقدیر کی تین قسمیں ہیں (۱) مبرم حقیقی، کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں کسی شے پر معلق نہیں۔ (۲) معلق محض، کہ فرشتوں کے صحیفوں میں کسی چیز پر اس کا معلق ہونا ظاہر فرما دیا گیا ہے۔ (۳) معلق شبہیہ بہ مبرم، کہ فرشتوں کے صحیفوں میں اُس کا معلق ہونا مذکور نہیں اور اللہ تعالیٰ کے علم میں کسی چیز پر معلق ہے۔ ان کا حکم یہ ہے کہ وہ تقدیر جو مبرم حقیقی ہے اس کی تبدیلی ناممکن ہے، اگر اتفاقی طور پر اکابر محبوبان خدا اس کے بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو انہیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ہے، اور وہ تقدیر جس کا معلق ہونا ظاہر ہے اس تک اکثر اولیاء کی رسائی ہوتی ہے اور یہ ان کی دعا سے اور ان کی ہمت سے ٹل جاتی ہے اور وہ تقدیر جو متوسلہ حالت میں ہے جسے فرشتوں کے صحیفوں کے اعتبار سے مبرم بھی کہہ سکتے ہیں، اس تک خواص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔^(۲)

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِئَءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذُرْعًا وَقَالَ هَذَا

يَوْمٌ عَصِيبٌ ﴿۷۷﴾



①..... تفسیر طبری، ہود، تحت الآیۃ: ۷۵، ۷۹/۷، ملخصاً۔

②..... بہار شریعت، حصہ اول، عقائد معلقہ ذات و صفات، ۱۲/۱، ۱۲، ملخصاً۔

ترجبتہ کنز الایمان: اور جب لوط کے پاس ہمارے فرشتے آئے اسے ان کا غم ہوا اور ان کے سبب دل تنگ ہوا اور بولا یہ بڑی سختی کا دن ہے۔

ترجبتہ کنز العرفان: اور جب لوط کے پاس ہمارے فرشتے آئے تو ان کی وجہ سے لوط غمگین ہوئے اور ان کا دل تنگ ہوا اور فرمانے لگے یہ بڑا سخت دن ہے۔

﴿وَلَبَّاسًا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا﴾ اور جب لوط کے پاس ہمارے فرشتے آئے۔ ﴿﴾ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے ہو کر فرشتے خوبصورت لڑکوں کی شکل میں حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے، حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب ان کی ہیئت اور حسن و جمال کو دیکھا تو قوم کی خباثت اور بد عملی کا خیال کر کے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان خوبصورت لڑکوں کی وجہ سے غمگین ہوئے اور ان کا دل تنگ ہوا کیونکہ ایک تو وہ مہمان تھے اور دوسرے وہ انتہائی خوبصورت تھے، اس لئے ان کے بارے میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوم کی طرف سے خوفزدہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ یہ بڑا سختی کا دن ہے۔ مروی ہے کہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم یہ تھا کہ وہ قوم لوط کو اس وقت تک ہلاک نہ کریں جب تک کہ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اس قوم کی بد عملی پر چار مرتبہ گواہی نہ دیں، چنانچہ جب یہ فرشتے حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا کہ کیا تمہیں اس بستی والوں کا حال معلوم نہ تھا؟ فرشتوں نے کہا: ان کا کیا حال ہے؟ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”میں گواہی دیتا ہوں کہ عمل کے اعتبار سے روئے زمین پر یہ بدترین بستی ہے اور یہ بات آپ نے چار مرتبہ فرمائی۔ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی جو کہ کافرہ تھی وہ نکلی اور اس نے اپنی قوم کو جا کر خبر دی کہ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہاں ایسے خوبرو اور حسین مہمان آئے ہیں جن کی مثل اب تک کوئی شخص نظر نہیں آیا۔^(۱)

وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ^ط وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ^ط
قَالَ يَقَوْمِ هَؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تَخْزَوْنِ

۱.....جلالین، ہود تحت الآیۃ: ۷۷، ص ۱۸۶، مدارک، ہود تحت الآیۃ: ۷۷، ص ۵۰۷، خازن، ہود، تحت الآیۃ: ۷۷، ۳۶۳/۲، ملتقطاً.

فِي ضَيْفِي ط أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَاشِدٌ ﴿٤٨﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اس کے پاس اس کی قوم دوڑتی آئی اور انہیں آگے ہی سے برے کاموں کی عادت پڑی تھی کہا اے قوم یہ میری قوم کی بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لیے سھری ہیں تو اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں میں رسوا نہ کرو کیا تم میں ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ان کے پاس ان کی قوم دوڑتی ہوئی آئی اور وہ (لوگ) پہلے ہی سے برے کاموں کے عادی تھے۔ لوط نے فرمایا: اے میری قوم! یہ میری قوم کی بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لیے پاکیزہ ہیں تو اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں میں رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی ایک آدمی بھی نیک کردار والا نہیں؟

﴿وَجَاءَ قَوْمَهُ يُهْمُّهُنَّ عُنَى الْيَتَامَى﴾ اور ان کے پاس ان کی قوم دوڑتی ہوئی آئی۔ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مہمانوں کے ساتھ گھر میں ہی تھے کہ آپ کی قوم کے لوگ آپ کے مہمانوں کے ساتھ بے حیائی کا کام کرنے کی غرض سے دوڑتے ہوئے آئے، وہ لوگ اس سے پہلے ہی سے برے کاموں کے عادی تھے اور شرم و حیا سے بالکل عاری ہو چکے تھے۔ انہیں دیکھ کر حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے فرمایا ”اے میری قوم! یہ جو میری قوم کی بیٹیاں ہیں، یہ تمہارے لیے نکاح کی صورت میں پاکیزہ ہیں تو اپنی بیویوں سے فائدہ حاصل کرو کہ وہ تمہارے لئے حلال ہے، حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی عورتوں کو جو قوم کی بیٹیاں تھیں بزرگانہ شفقت سے اپنی بیٹیاں فرمایا تاکہ اس حسن اخلاق سے وہ فائدہ اٹھائیں اور غیرت و حشمت سیکھیں۔ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے کفر و سرکشی سے باز آ جاؤ اور میرے مہمانوں سے کوئی برا فعل سرانجام دے کر مجھے ان کے سامنے شرمندہ مت کرو، کیا تم میں ایک بھی کوئی ایسا نیک آدمی نہیں کہ جس کی بات مان کر تم اس برے فعل سے باز آ جاؤ؟ (۱)

قَالُوا الْقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نَرِيكَ ﴿٤٩﴾

۱..... بیضاوی، ہود، تحت الآیۃ: ۷۸، ۴۷/۳-۴۸، خازن، ہود، تحت الآیۃ: ۷۸، ۴۶/۲، ملتقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: بولے تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری قوم کی بیٹیوں میں ہمارا کوئی حق نہیں اور تم ضرور جانتے ہو جو ہماری خواہش ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: انہوں نے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری قوم کی بیٹیوں میں ہمارے لئے کوئی حاجت نہیں اور تم ضرور جانتے ہو جو ہم چاہتے ہیں۔

﴿قَالُوا: انہوں نے کہا﴾ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی نصیحت فرمائی اور مہمانوں کے سامنے رسوا کرنے سے روکا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم نے اس نصیحت سے اعراض کرتے ہوئے کہا ”آپ جانتے ہیں کہ آپ کی قوم کی بیٹیوں سے نکاح کرنے کی ہمیں کوئی حاجت نہیں اور نہ ہی ہمیں ان کی طرف کوئی رغبت ہے اور جو ہماری خواہش ہے وہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔“^(۱)

قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ ۝۸۰ قَالُوا يَلُوْطُ إِنَّآ نُرْسِلُ رَبَّكَ لَنُصَلِّتَنَّكَ فَاسْرِبْ بِهٰذَا بَيْتِكَ بِقَطْعٍ مِّنَ الْبَيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَمْرَاتُكَ ۝۸۱ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ ۝۸۲ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۝۸۳ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ ۝۸۴

ترجمہ کنزالایمان: بولا اے کاش مجھے تمہارے مقابل زور ہوتا یا کسی مضبوط پائے کی پناہ لیتا۔ فرشتے بولے اے لوط ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے ہیں وہ تم تک نہیں پہنچ سکتے تو اپنے گھر والوں کو راتوں رات لے جاؤ اور تم میں کوئی بیٹھ پھیر کر نہ دیکھے سوائے تمہاری عورت کے اسے بھی وہی پہنچنا ہے جو انہیں پہنچے گا بیشک ان کا وعدہ صبح کے وقت ہے کیا صبح قریب نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: لوط نے فرمایا: اے کاش! تمہارے مد مقابل میرے پاس کوئی قوت ہوتی یا میں کسی مضبوط سہارے

۱..... ابو سعود، ہود، تحت الآية: ۷۹، ۵۴/۳.

کی پناہ لے سکتا۔ فرشتوں نے عرض کی: اے لوط! ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ آپ تک ہرگز نہیں پہنچ سکیں گے تو آپ اپنے گھر والوں کو راتوں رات لے جائیں اور تم میں کوئی پیٹھ پھیر کر نہ دیکھے سوائے تیری بیوی کے۔ بیشک اسے بھی وہی (عذاب) پہنچنا ہے جو ان (کافروں) کو پہنچے گا بیشک ان کا وعدہ صبح کے وقت کا ہے۔ کیا صبح قریب نہیں؟

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ جب حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یقین ہو گیا کہ قوم اپنے ارادے سے باز نہیں آئے گی تو آپ نے افسوس کرتے ہوئے فرمایا: اے کاش! مجھے تم سے مقابلہ کرنے کی طاقت ہوتی یا میں ایسا قبیلہ رکھتا جو میری مدد کرتا تو میں تم سے مقابلہ اور جنگ کرتا۔^(۱)

﴿قَالُوا: فرشتوں نے عرض کی۔﴾ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مکان کا دروازہ بند کر لیا تھا اور اندر سے یہ گفتگو فرما رہے تھے، قوم نے چاہا کہ دیوار توڑ دیں، فرشتوں نے جب حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رخ اور بے چینی دیکھی تو عرض کی: اے لوط! علیہ الصلوٰۃ والسلام، آپ کا پایہ مضبوط ہے، ہم ان لوگوں کو عذاب کرنے کے لئے آئے ہیں، آپ ایسا کریں کہ دروازہ کھول دیں، پھر ہمیں اور انہیں چھوڑ دیں، یہ لوگ آپ تک ہرگز نہیں پہنچ سکیں گے اور نہ ہی آپ کو کوئی نقصان پہنچا سکیں گے۔ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دروازہ کھول دیا تو قوم کے لوگ مکان میں گھس آئے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنا بازو ان کے چہروں پر مارا تو وہ سب اندھے ہو گئے اور حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکان سے نکل کر بھاگے، انہیں راستہ نظر نہیں آتا تھا اور وہ یہ کہتے جاتے تھے ”ہائے! ہائے! لوط کے گھر میں بڑے جادوگر ہیں، انہوں نے ہم پر جادو کر دیا ہے۔“^(۲)

﴿فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ: تو آپ اپنے گھر والوں کو راتوں رات لے جائیں۔﴾ فرشتوں کے اس کلام کا ایک معنی یہ ہے کہ اے لوط! علیہ الصلوٰۃ والسلام، آپ اپنے گھر والوں کو راتوں رات یہاں سے لے جائیں اور آپ میں سے کوئی پیٹھ پھیر کر نہ دیکھے لیکن آپ کی بیوی پیٹھ پھیر کر دیکھ لے گی کیونکہ اسے بھی وہی عذاب پہنچنا ہے جو ان کافروں کو پہنچے گا۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اے لوط! علیہ الصلوٰۃ والسلام، آپ اپنے گھر والوں کو راتوں رات یہاں سے لے جائیں اور آپ میں سے کوئی پیٹھ پھیر کر نہ دیکھے البتہ اپنی بیوی کو ساتھ لے کر نہ جائیں کیونکہ اسے بھی وہی عذاب پہنچنا ہے جو ان کافروں کو پہنچے گا۔^(۳)

①.....ابو سعود، ہود، تحت الآية: ۸۰، ۵۴/۳، خازن، ہود، تحت الآية: ۸۰، ۳۶۴/۲، ملتقطاً.

②.....خازن، ہود، تحت الآية: ۸۱، ۳۶۴/۲-۳۶۵.

③.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآية: ۸۱، ۳۸۱/۶-۳۸۲.

﴿إِنَّ مَوْْعِدَهُمُ الصُّبْحُ: يَبْشِكُ اِنْ كَا وَعْدَهُ صَبْحُ كَے وَقْتُ كَا هَے۔﴾ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرشتوں سے کہا: ”یہ عذاب کب ہوگا؟ فرشتوں نے جواب دیا ”بیشک ان کے عذاب کا وعدہ صبح کے وقت کا ہے۔ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”میں تو اس سے جلدی چاہتا ہوں۔ فرشتوں نے عرض کی ”صبح قریب ہی ہے آپ اسے دور نہ سمجھیں۔“ (۱)

فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارًا مِّنْ سِجِّيلٍ مَّنْصُودٍ ۝۸۲

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب ہمارا حکم آیا ہم نے اس بستی کے اوپر کو اس کا نیچا کر دیا اور اس پر کنکر کے پتھر لگا تار برسائے۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے اس بستی کے اوپر کے حصے کو اس کا نیچے کا حصہ کر دیا اور اس پر لگا تار کنکر کے پتھر برسائے۔

﴿فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا: پھر جب ہمارا حکم آیا۔﴾ جب حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اہل و عیال کے ساتھ اپنی بستی سے نکلے تو انہیں حکم دیا کہ پیچھے مڑ کر کوئی نہ دیکھے، سب نے اس بات پر عمل کیا لیکن آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی نے جب سنا کہ اس کی قوم پر عذاب نازل ہونے والا ہے تو اس نے پیچھے مڑ کر چیخ کر کہا، ہائے میری قوم! تو اسے بھی ایک پتھر لگا اور وہ بھی اپنی قوم کے ساتھ ہلاک ہو گئی۔ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر عذاب اس طرح آیا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے قوم لوط کے شہر جس طبقہ زمین میں تھے اس کے نیچے اپنا بازو ڈالا اور ان پانچوں شہروں کو جن میں سب سے بڑا سدوم تھا اور ان میں چار لاکھ آدمی بستے تھے اتنا اونچا اٹھایا کہ وہاں کے کتوں اور مرغوں کی آوازیں آسمان پر پہنچنے لگیں اور اس آہستگی سے اٹھایا کہ کسی برتن کا پانی نہ گرا اور کوئی سونے والا بیدار نہ ہوا، پھر اس بلندی سے اس کو اوندھا کر کے پلٹ دیا اور جو لوگ اس وقت بستی میں موجود نہ تھے وہ جہاں کہیں سفر میں تھے وہیں انہیں لگا تار پتھر برسا کر ہلاک کر دیا گیا۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ بستیاں الٹنے کے بعد ان ہی پر لگا تار پتھر برسائے گئے۔ (۲)

①.....خازن، ہود، تحت الآية: ۸۱، ۳۶۵/۲.

②.....خازن، ہود، تحت الآية: ۸۲، ۳۶۵/۲.

مُسَوِّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ ۝۸۳

ترجمہ کنزالایمان: جو نشان کیے ہوئے تیرے رب کے پاس ہیں اور وہ پتھر کچھ ظالموں سے دور نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: جن پر تیرے رب کی طرف سے نشان لگے ہوئے تھے اور وہ پتھر ظالموں سے کچھ دور نہیں۔

﴿مُسَوِّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ﴾: جن پر تیرے رب کی طرف سے نشان لگے ہوئے تھے۔ ﴿ان پتھروں پر ایسا نشان تھا جس سے وہ دوسروں سے ممتاز تھے۔ حضرت قتادہ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ان پر سرخ خطوط تھے۔ حضرت حسن رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ اور مفسر سدی کا قول ہے کہ ان پر مہریں لگی ہوئی تھیں اور ایک قول یہ ہے کہ جس پتھر سے جس شخص کی ہلاکت منظور تھی اس کا نام اس پتھر پر لکھا تھا۔^(۱)

﴿وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ﴾: اور وہ پتھر ظالموں سے کچھ دور نہیں۔ ﴿امام مجاہد رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں کفار قریش کو ڈرایا گیا ہے، آیت کا معنی یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، وہ پتھر آپ کی قوم کے ظالموں سے کچھ دور نہیں۔ حضرت قتادہ اور حضرت عکرمہ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں ’’اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اس امت کے ظالموں سے وہ پتھر کچھ دور نہیں۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ کسی ظالم کو ان پتھروں سے نہیں بچائے گا۔^(۲) امام رازی رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس آیت کی ایک تفسیر یہ بھی ذکر کی ہے کہ وہ بستیاں جن میں یہ واقعہ رونما ہوا کفار مکہ سے دور نہیں کیونکہ وہ بستیاں ملک شام میں تھیں اور شام مکہ سے قریب ہے۔^(۳)

لواطت کی مذمت پر وہ معروف مضامین

اس رکوع میں چونکہ بدفعی یعنی لواطت کا بیان ہوا ہے لہذا یہاں اس کی مذمت پر کچھ معروف مضامین پیش کی جاتی ہیں۔
(۱)..... بدفعی یعنی لواطت کبیرہ گناہوں میں سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے ایسا شخص مستحق لعنت ہے اور بروز قیامت اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت سے محروم رہے گا۔ چنانچہ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

①.....بخاری، ہود، تحت الآية: ۸۳، ۳۶۵/۲.

②.....قرطبی، ہود، تحت الآية: ۸۳، ۵۹/۵، الجزء التاسع.

③.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآية: ۸۳، ۳۸۴/۶.

اَتَا تُؤْنِ الدُّكْرَانِ مِنَ الْعَلَبِيِّنَ ۖ وَتَدْرُمُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ ۖ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عَدُوْنَ (۱)

ترجمہ کنزالعرفان: کیا تم لوگوں میں سے مردوں سے بد فعلی کرتے ہو۔ اور اپنی بیویوں کو چھوڑتے ہو جو تمہارے لیے تمہارے رب نے بنائی ہیں بلکہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو۔

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ ڈر قوم لوط کے سے عمل کا ہے۔“ (۲)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (تین مرتبہ اس طرح) ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ اس پر لعنت فرمائے جس نے قوم لوط جیسا عمل کیا، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت فرمائے جس نے قوم لوط جیسا عمل کیا، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت فرمائے جس نے قوم لوط جیسا عمل کیا۔“ (۳)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جیسے تم قوم لوط جیسا عمل کرتے پاؤ تو لواطت کرنے اور کروانے والے دونوں کو قتل کر دو۔“ (۴)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا جو کسی مرد یا عورت کے پچھلے مقام میں وطی کرے۔“ (۵)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ بد فعلی کا مرتکب اگر توبہ کیے بغیر مر جائے تو اسے قبر میں خنزیر کی شکل میں بدل دیا جاتا ہے۔ (۶)

(۲)..... شریعتِ مطہرہ میں لواطت یعنی بد فعلی کی سزا یہ ہے اس کے اوپر دیوار گرا دی جائے یا اونچی جگہ سے اُسے اوندھا کر کے گرایا جائے اور اُس پر پتھر برسائے جائیں یا اُسے قید میں رکھا جائے یہاں تک کہ مر جائے یا توبہ کرے یا چند بار ایسا کیا ہو تو بادشاہ اسلام اُسے قتل کر ڈالے۔ (۷)

①..... الشعراء: ۱۶۵-۱۶۶.

②..... ترمذی، کتاب الحدود، باب ما جاء في حدّ اللوطی، ۱۳۸/۳، الحدیث: ۱۴۶۲.

③..... سنن الکبریٰ للنسائی، ابواب التعزیرات والشہود، من عمل عمل قوم لوط، ۳۲۲/۴، الحدیث: ۷۳۳۷.

④..... ترمذی، کتاب الحدود، باب ما جاء في حدّ اللوطی، ۱۳۸/۳، الحدیث: ۱۴۶۱.

⑤..... ترمذی، کتاب الرضاع، باب ما جاء في كراهية اتیان النساء في ادبارهنّ، ۳۸۸/۲، الحدیث: ۱۱۶۸.

⑥..... کتاب الکبائر، الکبيرة الحادية عشر: اللواط، ص ۶۳.

⑦..... در مختار مع رد المحتار، کتاب الحدود، باب اللوط الذي يوجب الحد والذي لا يوجب، ۴۳/۶، ملخصاً.

اس مسئلہ کو صدر الشریعہ بدرالطریقہ علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے تفصیل سے اس طرح ذکر فرمایا: ”اغلام یعنی پیچھے کے مقام میں وطن کی تو اس کی سزایہ ہے اس کے اوپر دیوار گرا دیں یا اونچی جگہ سے اُسے اوندھا کر کے گرائیں اور اُس پر پتھر برسائیں یا اُسے قید میں رکھیں یہاں تک کہ مرجائے یا توبہ کرے یا چند بار ایسا کیا ہو تو بادشاہ اسلام اُسے قتل کر ڈالے۔ الغرض یہ فعل نہایت خبیث ہے بلکہ زنا سے بھی بدتر ہے، اسی وجہ سے اس میں حد نہیں کہ بعضوں کے نزدیک حد قائم کرنے سے اُس گناہ سے پاک ہو جاتا ہے اور یہ اتنا برا ہے کہ جب تک توبہ خالصہ نہ ہو اس میں پاکی نہ ہوگی اور اغلام کو حلال جاننے والا کافر ہے یہی مذہب جمہور ہے۔“ (۱)

تنبیہ: یہ یاد رہے کہ سزاؤں کے نفاذ کا اختیار صرف حاکم اسلام کو ہے۔

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۖ قَالَ لِقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا الْبَيْتَ الْأَيْمَنَ إِلَّا رَأْسَكُمْ بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ﴿۸۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور مدین کی طرف ان کے ہم قوم شعیب کو کہا اے میری قوم! اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور ناپ اور تول میں کمی نہ کرو بیشک میں تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں اور مجھے تم پر گھیر لینے والے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور مدین کی طرف ان کے ہم قوم شعیب کو بھیجا۔ انہوں نے کہا: اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور ناپ اور تول میں کمی نہ کرو۔ بیشک میں تمہیں خوشحال دیکھ رہا ہوں اور بیشک مجھے تم پر گھیر لینے والے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

﴿وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾ اور مدین کی طرف ان کے ہم قوم شعیب کو بھیجا۔ ﴿﴾ اس سورت میں ذکر کئے گئے واقعات میں سے یہ چھٹا واقعہ ہے، مدین حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک بیٹے کا نام ہے، بعد میں حضرت شعیب علیہ

① بہار شریعت، حصہ نہم، حدود کا بیان، کہاں حد واجب ہے اور کہاں نہیں، ۳۸۱-۳۸۰/۲۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے قبیلے کا نام مدین پڑ گیا اور اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے مدین نے اس شہر کی بنیاد ڈالی تھی۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی دعوت دیں، اسی لئے حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدین والوں کو سب سے پہلے یہ فرمایا ”اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں۔ تو حید کی دعوت دینے کے بعد انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو یہ حکم ہوتا ہے کہ جو کام زیادہ اہمیت کا حامل ہو پہلے اس کی دعوت دیں پھر اس کے بعد جس کی اہمیت ہو اس کی دعوت دیں۔ کفر کے بعد چونکہ مدین والوں کی سب سے بری عادت یہ تھی کہ وہ خرید و فروخت کے دوران ناپ تول میں کمی کرتے تھے، جب کوئی شخص ان کے پاس اپنی چیز بیچنے آتا تو ان کی کوشش یہ ہوتی کہ وہ تول میں اس چیز کو جتنا زیادہ لے سکتے ہوں اتنا لے لیں اور جب وہ کسی کو اپنی چیز فروخت کرتے تو ناپ اور تول میں کمی کر جاتے، اس طرح وہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے میں مصروف تھے۔ اس لئے حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں یہ بری عادت چھوڑنے کی دعوت دی اور فرمایا ”ناپ اور تول میں کمی نہ کرو۔ اس کے بعد فرمایا ”بیشک میں تمہیں خوشحال دیکھ رہا ہوں اور ایسے حال میں تو آدمی کو چاہیے کہ وہ نعمت کی شکر گزاری کرے اور دوسروں کو اپنے مال سے فائدہ پہنچائے نہ کہ ان کے حقوق میں کمی کرے، ایسی حالت میں اس عادت سے اندیشہ ہے کہ کہیں اس خوشحالی سے محروم نہ کر دیئے جاؤ، اگر تم ناپ تول میں کمی سے باز نہ آئے تو بیشک مجھے تم پر گھیر لینے والے دن کے عذاب کا ڈر ہے کہ جس سے کسی کو رہائی میسر نہ ہو اور سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس دن کے عذاب سے عذابِ آخرت مراد ہو۔“ (۱)

نوٹ: سورہ اعراف کی آیت نمبر ۸۵ تا ۹۳ میں حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قوم مدین کے ساتھ معاملات کی بعض تفصیلات گزر چکی ہیں۔

وَيَقُومِ أَوْفُوا الْكَيْالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٨٥﴾ بَقِيَتْ اللَّهُ خَيْرٌ لَّكُمْ

①.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۸۴، ۳۸۴/۶، مدارک، ہود تحت الآیۃ: ۸۴، ص ۵۰۸-۵۰۹، ملتقطاً.

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَا اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اے میری قوم ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو۔ اللہ کا دیا جو نچ رہے وہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تمہیں یقین ہو اور میں کچھ تم پر نگہبان نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اے میری قوم! انصاف کے ساتھ ناپ اور تول پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔ اللہ کا دیا ہوا جو نچ جائے وہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تمہیں یقین ہو اور میں تم پر کوئی نگہبان نہیں۔

﴿بَقِيَّتُ اللَّهِ﴾: اللہ کا دیا ہوا جو نچ جائے۔ یعنی حرام مال ترک کرنے کے بعد جس قدر حلال مال بچے وہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْهُمَا فرماتے ہیں ”اس کا معنی یہ ہے کہ پورا تولنے اور ناپنے کے بعد جو بچے وہ بہتر ہے۔“ (۱) ان کے علاوہ اور معنی بھی مفسرین نے بیان فرمائے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حلال میں برکت ہے اور حرام میں بے برکتی نیز حلال کی تھوڑی روزی حرام کی زیادہ روزی سے بہتر ہے۔

﴿وَمَا اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ﴾: اور میں تم پر کوئی نگہبان نہیں۔ یعنی تم سے صادر ہونے والے ہر معاملے میں میرا تمہارے پاس موجود رہنا ممکن نہیں تاکہ میں ناپ تول میں کمی بیشی پر تمہارا مؤاخذہ کر سکوں۔ (۲) علماء نے فرمایا ہے کہ بعض انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جنگ کرنے کی اجازت تھی جیسے حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت سلیمان عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام۔ بعض وہ تھے جنہیں جنگ کرنے کا حکم نہ تھا، حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام انہیں میں سے ہیں۔ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سارا دن وعظ فرماتے اور ساری رات نماز میں گزارتے تھے، قوم آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے کہتی کہ اس نماز سے آپ کو کیا فائدہ؟ تو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام فرماتے ”نماز خوبیوں کا حکم دیتی ہے اور برائیوں سے منع کرتی ہے تو اس پر وہ مذاق اڑاتے ہوئے یہ کہتے جو اگلی آیت میں مذکور ہے۔“ (۳)

①.....مدارک، ہود تحت الآیۃ: ۸۶، ص ۵۰۹، خازن، ہود، تحت الآیۃ: ۸۶، ۳۶۶/۲، ملقطاً.

②.....قرطبی، ہود، تحت الآیۃ: ۸۶، ۶۱/۵، الجزء التاسع.

③.....روح البیان، ہود، تحت الآیۃ: ۸۷، ۱۷۴/۴.

قَالُوا شَيْعِبُ أَصْلُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ تَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ تَفْعَلَ
فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ ۖ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ ﴿۱۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: بولے اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے خداؤں کو چھوڑ دیں یا اپنے مال میں جو چاہیں نہ کریں ہاں جی تمہیں بڑے عقلمند نیک چلن ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: (قوم نے) کہا: اے شعیب! کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے خداؤں کو چھوڑ دیں یا اپنے مال میں اپنی مرضی کے مطابق عمل نہ کریں۔ واہ بھئی! تم تو بڑے عقلمند، نیک چلن ہو۔

﴿قَالُوا شَيْعِبُ﴾: کہا: اے شعیب! حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام نے مدین والوں کو دو باتوں کا حکم دیا تھا۔ (۱) اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کریں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کریں۔ (۲) ناپ تول میں کمی نہ کریں۔ قوم نے ان دونوں باتوں کا جو جواب حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کو دیا اس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ پہلی بات کا انہوں نے یہ جواب دیا ”أَنْ تَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا“، یعنی کیا ہم ان خداؤں کی عبادت کرنا چھوڑ دیں جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے رہے ہیں۔ مدین والوں کے اس جواب سے یہ ظاہر ہوا کہ ان کے پاس بت پرستی کرنے پر دلیل اپنے آباء و اجداد کی اندھی تقلید تھی اسی لئے جب حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام نے انہیں بت پرستی چھوڑنے کا حکم دیا تو انہیں بہت عجیب لگا اور کہنے لگے کہ بتوں کی پوجا کرنے کے جس طریقے کو ہمارے پچھلے لوگوں نے اپنایا ہے ہم اسے کیسے چھوڑ دیں۔ دوسری بات کا مدین والوں نے یہ جواب دیا ”أَنْ تَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ“، یعنی کیا ہم اپنے مال میں اپنی مرضی کے مطابق عمل نہ کریں۔ ان کی اس بات کا مطلب یہ تھا کہ ہم اپنے مال میں پورا اختیار رکھتے ہیں، چاہے کم ناپیں چاہے کم تولیں۔ آیت میں مذکور لفظ ”صَلَاة“ سے مراد یا تو دین و ایمان ہے یا اس سے مراد نماز ہے۔ (۱)

﴿إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ﴾: تم تو بڑے عقلمند، نیک چلن ہو۔ مدین والے اپنے گمان میں حضرت شعیب عَلَیْہِ

الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ کو بے وقوف اور جاہل سمجھتے تھے اس لئے طنز کے طور پر انہوں نے حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَام سے کہا کہ تم تو بڑے عقلمند اور نیک چلن ہو۔ یہ جملہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی کنجوس آدمی کو آتے دیکھ کر کہے، جناب حاتم طائی تشریف لا رہے ہیں۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَام اپنی قوم میں بڑے عقلمند اور نیک چلن آدمی کی حیثیت سے مشہور تھے لیکن جب حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَام نے اپنی قوم کو ان میں نسل در نسل چلتے ہوئے بتوں کی پوجا کے جاہلانہ طریقے کو چھوڑنے کا حکم دیا تو انہوں نے حیران ہو کر کہا کہ آپ تو بڑے عقلمند اور نیک چلن ہیں، پھر آپ ہمیں کیسے یہ حکم دے رہے ہیں کہ ہم اپنے نسل در نسل چلتے ہوئے بتوں کی پوجا کے طریقے کو چھوڑ دیں۔^(۱)

قَالَ يَقَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَى بَيْنَةٍ مِنْ رَبِّي وَرَزَقْنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا
وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفُكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَكُم عَنْهُ ۖ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ
مَا اسْتَطَعْتُ ۖ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝۸۸

ترجمہ کنزالایمان: کہا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے اچھی روزی دی اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں آپ اس کا خلاف کرنے لگوں میں تو جہاں تک بنے سنوارنا ہی چاہتا ہوں اور میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔

ترجمہ کنزالعرفان: شعیب نے فرمایا: اے میری قوم! بھلا بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے اچھی روزی دی ہو (تو میں کیوں نہ تمہیں سمجھاؤں) اور میں نہیں چاہتا کہ جس بات سے میں تمہیں منع کرتا ہوں خود اس کے خلاف کرنے لگوں، میں تو صرف اصلاح چاہتا ہوں جتنی مجھ سے ہو سکے اور میری توفیق اللہ ہی کی مدد سے ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

۱.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآية: ۸۷، ۳۸۷/۶، ملخصاً.

﴿قَالَ يَقُومُ﴾ فرمایا: اے میری قوم! حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو ان کی باتوں کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اے میری قوم! مجھے بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب غزو جَلّٰیٰ طرف سے روشن دلیل یعنی علم، ہدایت، دین اور نبوت سے سرفراز کیا گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے پاس سے بہت زیادہ حلال مال عطا فرمایا ہوا ہو تو پھر کیا میرے لئے یہ جائز ہے کہ میں اس کی وحی میں خیانت کروں اور اس کا پیغام تم لوگوں تک نہ پہنچاؤں۔ یہ میرے لئے کس طرح روا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اتنی کثیر نعمتیں عطا فرمائے اور میں اس کے حکم کی خلاف ورزی کروں۔^(۱)

﴿وَمَا أُرِيدُ﴾ اور میں نہیں چاہتا ہوں۔ امام فخر الدین رازی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ قوم نے حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حلیم و رشید ہونے کا اعتراف کیا تھا اور ان کا یہ کلام طنز اور مذاق اڑانے کے طور پر نہ تھا بلکہ اس کلام سے مقصود یہ تھا آپ حلم اور کمال عقل کے باوجود ہم کو اپنے مال میں اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرنے سے کیوں منع فرماتے ہیں؟ اس کا جواب جو حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تم میرے کمال عقل کا اعتراف کر رہے ہو تو تمہیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ میں نے اپنے لئے جو بات پسند کی ہے وہ وہی ہوگی جو سب سے بہتر ہو اور وہ خدا تعالیٰ کی توحید اور ناپ تول میں خیانت نہ کرنا ہے اور میں چونکہ اس کا پابندی سے عامل ہوں تو تمہیں سمجھ لینا چاہیے کہ یہی طریقہ بہتر ہے۔^(۲)

﴿إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ﴾ میں تو صرف اصلاح چاہتا ہوں۔ یعنی میرا تمہیں نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے سے مقصود یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے تمہاری اصلاح ہو جائے اور جب میں نے دیکھا کہ تم نے اپنے اعمال درست کر لئے ہیں تو میں تمہیں منع کرنا بھی چھوڑ دوں گا۔ ان تینوں جوابات میں اس بات کی تنبیہ کی گئی ہے کہ ہر عقلمند انسان کو چاہئے کہ وہ جو کام کر رہا ہے اور جس کام کو چھوڑ رہا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے حقوق، اپنی جان کے حقوق اور لوگوں کے حقوق کی رعایت کرے۔^(۳)

﴿وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ﴾ اور میری توفیق اللہ ہی کی مدد سے ہے۔ یعنی میں نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا کیونکہ مجھے اسی پر اعتماد اور تمام کاموں میں اسی پر بھروسہ ہے، تمام نیک اعمال اور توبہ کرنے میں، میں اسی کی طرف رجوع

①.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۸۸، ۳۸۷/۶-۳۸۸.

②.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۸۸، ۳۸۸/۶.

③.....بیضاوی، ہود، تحت الآیۃ: ۸۸، ۲۵۴/۳.

کرتا ہوں۔ (۱) حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کلام شریف میں اس جانب اشارہ ہے کہ کوئی شخص رب تعالیٰ کی دستگیری کے بغیر محض اپنی عقل سے ہدایت نہیں پاسکتا۔

وَلَيَقَوْمٌ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ
أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ ۖ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيدٍ ۝۸۹

ترجمہ کنزالایمان: اور اے میری قوم تمہیں میری ضد یہ نہ کموادے کہ تم پر پڑے جو پڑا تھا نوح کی قوم یا ہود کی قوم یا صالح کی قوم پر اور لوط کی قوم تو کچھ تم سے دور نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اے میری قوم! میری مخالفت تم سے یہ نہ کروادے کہ تم پر بھی اسی طرح کا (عذاب) آ پہنچے جو نوح کی قوم یا ہود کی قوم یا صالح کی قوم پر آیا تھا اور لوط کی قوم تو تم سے کوئی دور بھی نہیں ہے۔

﴿وَلَيَقَوْمٌ﴾ اور اے میری قوم! حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے مزید فرمایا کہ اے میری قوم! مجھ سے تمہاری عداوت اور بغض، میرے دین کی مخالفت، تمہارے اللہ تعالیٰ سے کفر پر اصرار کرنے اور بتوں کی پوجا کرنے پر قائم رہنے، لوگوں سے ناپ تول میں کمی کرنے کو نہ چھوڑنے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ سے اعراض کرنے کی وجہ سے کہیں تم پر بھی ویسا ہی عذاب نازل نہ ہو جائے جیسا حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر یا حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر یا حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر یا حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر نازل ہوا اور حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کا زمانہ دوسروں کی بنسبت تم سے زیادہ قریب ہے لہذا ان کے حالات سے عبرت حاصل کرو اور اس بات سے ڈرو کہ کہیں میری مخالفت کی وجہ سے تم بھی اسی طرح کے عذاب میں مبتلا نہ ہو جاؤ جس میں وہ لوگ مبتلا ہوئے۔ (۲)



①.....تفسیر طبری، ہود، تحت الآية: ۸۸، ۱۰۲/۷۔

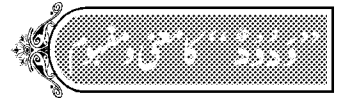
②.....تفسیر طبری، ہود، تحت الآية: ۸۸، ۱۰۲/۷-۱۰۳۔

وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۖ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ۙ ⑨

ترجمہ کنزالایمان: اور اپنے رب سے معافی چاہو پھر اس کی طرف رجوع لاؤ بیشک میرا رب مہربان محبت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اپنے رب سے معافی چاہو پھر اس کی طرف رجوع لاؤ، بیشک میرا رب بڑا مہربان، محبت والا ہے۔

﴿وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ﴾: اور اپنے رب سے معافی چاہو۔ ﴿ثُمَّ﴾ بہت سے پیغمبروں نے اپنی قوموں کو توبہ و استغفار کا حکم دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ بڑی اہم چیز ہے، یہ بھی خیال رہے کہ ہر گناہ کی توبہ علیحدہ ہے، کفر کی توبہ ایمان لانا ہے، حقوق العباد کی توبہ انہیں ادا کر دینا ہے اور علانیہ گناہ کی توبہ علانیہ ہے۔



یہ لفظ ”وَدُودٌ“ سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے خالص محبت اور اللہ تعالیٰ پر اس اسم کا اطلاق دو طرح سے ہوتا ہے (1) اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ اپنے اطاعت گزار بندوں سے محبت فرماتا ہے کہ وہ ان کے اعمال سے راضی ہوتا ہے اور ان کی اطاعت گزاری کے بدلے ان پر لطف و احسان فرماتا ہے اور اطاعت گزاری کی وجہ سے ان کی تعریف بھی کرتا ہے۔ (2) اللہ تعالیٰ محبوب ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک اور صالح بندے اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کی کثرت کی وجہ سے اس سے محبت کرتے ہیں۔ (1)

قَالُوا شَيْبٌ مَّا نَفْقَهُ كَثِيرٌ مِّمَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرُكَ فِينَا ضَعِيفًا وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ وَمَا أَنتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ۙ ⑩

ترجمہ کنزالایمان: بولے اے شعیب ہماری سمجھ میں نہیں آتیں تمہاری بہت سی باتیں اور بیشک ہم تمہیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں اور اگر تمہارا کنبہ نہ ہوتا تو ہم نے تمہیں پتھراؤ کر دیا ہوتا اور کچھ ہماری نگاہ میں تمہیں عزت نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: انہوں نے کہا: اے شعیب! تمہاری زیادہ تر باتیں تو ہماری سمجھ میں نہیں آرہیں اور بیشک ہم تمہیں اپنے درمیان کمزور دیکھتے ہیں اور اگر تمہارا قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تمہیں پتھروں سے مارتے اور تم ہمارے نزدیک کوئی معزز آدمی نہیں ہو۔

﴿قَالُوا﴾: انہوں نے کہا۔ جب حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدین والوں کو سمجھانے کیلئے زیادہ گفتگو فرمائی تو انہوں نے جواب دیا کہ اے شعیب! علیہ الصلوٰۃ والسلام، آپ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے، صرف اسی کی عبادت کرنے اور ناپ تول میں کمی حرام ہونے کی جو باتیں کر رہے ہیں اور ان باتوں پر جو دلائل دے رہے ہیں یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتے نیز بیشک ہم تمہیں اپنے درمیان کمزور دیکھتے ہیں کہ اگر ہم آپ کے ساتھ کچھ زیادتی و ظلم کریں تو آپ میں دفاع کرنے کی طاقت نہیں۔ اگر آپ کا قبیلہ ہمارے دین پر ہونے کی وجہ سے ہم میں عزت دار نہ ہوتا تو ہم پتھر مار مار کر آپ کو قتل کر دیتے اور تم ہمارے نزدیک کوئی معزز آدمی نہیں ہو۔^(۱)

ہمارے زمانے کے وہ لوگ جنہیں اسلام کے احکام پر کوفت ہوتی ہے کہ کسی کو سود کی حرمت ہضم نہیں ہوتی اور کسی کو پردے کی پابندی وبال جان لگتی ہے اور کسی کو حقوق اللہ کی ادائیگی اور عبادات کی پابندی پر مذاق سو جھتا ہے، ایسے لوگوں کو اپنے اقوال و افعال کو قوم شعیب کے بیان کردہ جملوں کے ساتھ ملا کر دیکھ لینا چاہیے کہ کیا یہ اسی کافر قوم کے نقش قدم پر نہیں چل رہے۔

قَالَ يَقَوْمِ اَرَا هَٰطِيْ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ط وَاتَّخَذْتُمْ وُءَاكُم ظَهْرِيَّا
اِنَّ رَّبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝۹۲

ترجمہ کنزالایمان: کہا اے میری قوم کیا تم پر میرے کنبہ کا دباؤ اللہ سے زیادہ ہے اور اسے تم نے اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا بیشک جو کچھ تم کرتے ہو سب میرے رب کے بس میں ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: شعیب نے فرمایا: اے میری قوم! کیا تم پر میرے قبیلے کا دباؤ اللہ سے زیادہ ہے اور اسے تم نے اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا ہے بیشک میرا رب تمہارے تمام اعمال کو گھیرے ہوئے ہے۔

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ جب مدین والوں نے حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کر دینے اور اذیت پہنچانے سے ڈرایا اور کہا کہ ہم صرف آپ کے قبیلے کی وجہ سے آپ کو کچھ نہیں کہہ رہے تو آپ نے انہیں جواب دیا 'اے میری قوم! کیا تم پر میرے قبیلے کا دباؤ اللہ تعالیٰ سے زیادہ ہے کہ اللہ عزوجل کے لئے تو تم میرے قتل سے باز نہ رہے جبکہ میرے قبیلے کی وجہ سے باز رہے اور تم نے اللہ عزوجل کے نبی کا تو احترام نہ کیا جبکہ قبیلے کا احترام کیا۔ تم نے اللہ عزوجل کے حکم کو اپنی پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہے اور اس کے حکم کی تمہیں کوئی پروا نہیں۔ تم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو تو ایسے چھوڑ رکھا ہے جیسے وہ توجہ کے قابل ہی نہیں، بے شک میرا رب عزوجل تمہارے سب حالات جانتا ہے، اس پر تمہاری کوئی بات بھی پوشیدہ نہیں اور وہ قیامت کے دن تمہیں تمہارے عملوں کی جزا دے گا۔ (۱)

وَيَقَوْمًا عَمِلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۖ مَنْ يَأْتِيهِ
عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۖ وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ رَاقِبٌ ﴿۹۲﴾

توجہ کنزالایمان: اور اے قوم تم اپنی جگہ اپنا کام کیے جاؤ میں اپنا کام کرتا ہوں اب جانا چاہتے ہو کس پر آتا ہے وہ عذاب کہ اسے رسوا کرے گا اور کون جھوٹا ہے اور انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں۔

توجہ کنزالعرفان: اور اے میری قوم! تم اپنی جگہ اپنا کام کیے جاؤ، میں اپنا کام کرتا ہوں۔ عنقریب تم جان جاؤ گے کہ رسوا کر دینے والا عذاب کس پر آتا ہے اور کون جھوٹا ہے اور تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں۔

﴿وَيَقَوْمًا﴾ اور اے میری قوم! ﴿یعنی جو برے اعمال کرنا اور مجھے شر پہنچانا تمہارے بس میں ہے تم وہ کرتے جاؤ اور جن اعمال کی اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق عطا کی ہے میں وہ کرتا رہتا ہوں، عنقریب تم جان جاؤ گے کہ رسوا کر دینے والا عذاب کس پر آتا ہے اور اپنے دعووں میں کون جھوٹا ہے؟ اور تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا کہ میں حق پر ہوں یا تم؟ اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے شقی کی شقاوت ظاہر ہو جائے گی، بس تم اپنے انجام کا انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں۔ (۲)

①.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیہ: ۹۲، ۳۹۲/۶، حازن، ہود، تحت الآیہ: ۹۲، ۳۶۸/۲، ملقطاً۔

②.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیہ: ۹۳، ۳۹۲/۶، مدارک، ہود، تحت الآیہ: ۹۳، ص ۵۱۱، ملقطاً۔

وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا
وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جُثَيِّينَ ۝
كَانَ لَمْ يَخْشَوْا فِيهَا ۝ أَلَا بُعْدَ الْبُدَيْنِ كَمَا بَعْدَتْ شُودُ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور جب ہمارا حکم آیا ہم نے شعیب اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت فرما کر بچا لیا اور ظالموں کو چنگھاڑنے آیا تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے۔ گویا کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے ارے دور ہوں مدین جیسے دور ہوئے شمود۔

ترجمہ کنز العرفان: اور جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے شعیب اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا اور ظالموں کو خوفناک چیخ نے پکڑ لیا تو وہ صبح کے وقت اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے۔ گویا وہ کبھی وہاں رہتے ہی نہ تھے۔ خبردار! دور ہوں مدین والے جیسے قوم شمود دور ہوئی۔

﴿وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا﴾ اور جب ہمارا حکم آیا۔ ﴿یعنی جب مدین والوں پر عذاب نازل کرنے اور انہیں ہلاک کر دینے کا ہمارا حکم آیا تو ہم نے حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو محض اپنی رحمت اور فضل کی وجہ سے اس عذاب سے بچا لیا۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بندے کو جو بھی نعمت ملتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے ملتی ہے۔ آیت میں مذکور رحمت سے ایمان اور تمام نیک اعمال بھی مراد ہو سکتے ہیں اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی سے نصیب ہوتے ہیں۔ (۱)

﴿وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ﴾ اور ظالموں کو خوفناک چیخ نے پکڑ لیا۔ ﴿اس میں مدین والوں پر نازل ہونے والے عذاب کی کیفیت کا بیان ہے۔ یاد رہے کہ قرآن مجید میں مدین والوں پر آنے والے عذاب کی کیفیت دو طرح سے بیان کی گئی ہے۔ سورہ اعراف میں یہ کیفیت اس طرح بیان ہوئی

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَشِيْدِيْنَ (۱)
ترجمہ کنزالعرفان: تو انہیں شدید زلزلے نے اپنی گرفت میں لے لیا تو صبح کے وقت وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

اور اس آیت میں اس طرح بیان ہوئی کہ ”ظالموں کو خوفناک چیخ نے پکڑ لیا تو وہ صبح کے وقت اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے۔“ ان دونوں کیفیتوں کے بارے میں تفسیر ابوسعود میں ہے ”ممکن ہے کہ زلزلے کی ابتدا اس چیخ سے ہوئی ہو، اس لئے کسی جگہ جیسے سورہ ہود میں ہلاکت کی نسبت سبب قریب یعنی خوفناک چیخ کی طرف کی گئی اور دوسری جگہ جیسے (سورہ اعراف کی) اس آیت میں سبب بعید یعنی زلزلے کی طرف کی گئی۔ (۲)

﴿اَلَا بُعْدَ الْيَمْدِيْنَ كَمَا بَعْدَتْ شُمُوْدُ﴾: خبردار! مدین والے دور ہوں جیسے قوم شمود دور ہوئی۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مدین والوں پر نازل ہونے والے عذاب کو قوم شمود کے عذاب سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ مدین والوں کو بھی اسی طرح کے عذاب سے ہلاک کر دیا گیا جس طرح کے عذاب سے قوم شمود کو ہلاک کیا گیا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوسٰى بِآيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَٲِهٖ
فَاتَّبَعُوْا اَمْرَ فِرْعَوْنَ وَمَا اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی آیتوں اور صریح غلبے کے ساتھ۔ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا تو وہ فرعون کے کہنے پر چلے اور فرعون کا کام راستی کا نہ تھا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی آیتوں اور روشن غلبے کے ساتھ بھیجا۔ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تو انہوں نے فرعون کی پیروی کی حالانکہ فرعون کا کام بالکل درست نہ تھا۔

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوسٰى﴾: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو بھیجا۔ ﴿اس سورت میں ذکر کئے گئے واقعات میں سے یہ ساتواں اور آخری واقعہ ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس آیت میں مذکور آیات سے مراد تورات اور اس کے تمام مسائل و احکام ہیں اور

①.....اعراف: ۹۱۔

②.....ابوسعود، الاعراف، تحت الآية: ۹۱، ۲/۲۷۶۔

”سُلْطٰنٌ مُّبٰیْنٌ“ سے مراد معجزات ہیں اور آیت کا معنی یہ ہے کہ ہم نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کو مسائل و احکام کے ساتھ بھیجا اور روشن معجزات کے ذریعے ان کی تائید کی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آیات سے مراد معجزات ہیں اور آیت کا معنی یہ ہے کہ ہم نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کو معجزات کے ساتھ بھیجا، ان میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی نبوت کی صداقت کے لئے روشن دلیل ہے۔ (۱)

نوٹ: حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اور فرعون کے واقعات اس سے پہلے سورہ بقرہ، سورہ اعراف اور سورہ یونس کی متعدد آیات میں گزر چکے ہیں۔

﴿إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ﴾: فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف۔ یعنی ہم نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا تو درباریوں نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اور ان کے معجزات کا انکار کرنے میں فرعون کی پیروی کی حالانکہ فرعون کا کام بالکل درست نہ تھا، وہ کھلی گمراہی میں مبتلا تھا کیونکہ فرعون بشر ہونے کے باوجود خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور علانیہ ایسے ظلم اور ایسی ستم گاریاں کرتا تھا کہ جس کا شیطانی کام ہونا ظاہر اور یقینی ہے، وہ کہاں اور خدائی کہاں، جبکہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے ساتھ ہدایت اور سچائی تھی، آپ کی سچائی کی دلیلیں یعنی واضح آیات اور روشن معجزات وہ لوگ دیکھ چکے تھے، پھر بھی انہوں نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی پیروی کرنے سے منہ پھیرا اور فرعون جیسے گمراہ شخص کی پیروی کی۔ (۲)

يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۖ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْبُورُودُ ﴿۹۸﴾

وَاتَّبَعُوا فِي هَذِهِ لَعْنَةً ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ بِئْسَ الرِّفْدُ الْبَرْفُودُ ﴿۹۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: اپنی قوم کے آگے ہوگا قیامت کے دن تو انہیں دوزخ میں لا اتارے گا اور وہ کیا ہی برا گھاٹ اترنے کا۔ اور ان کے پیچھے پڑی اس جہان میں لعنت اور قیامت کے دن کیا ہی برا انعام جو انہیں ملا۔

①.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۹۶، ۳۹۳/۶۔

②.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۹۷، ۳۹۴/۶، مدارک، ہود، تحت الآیۃ: ۹۷، ص ۵۱۲۔

ترجہ کنز العرفان: (فرعون) قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے ہوگا پھر انہیں دوزخ میں لا اتارے گا اور وہ اترنے کا کیا ہی برا گھاٹ ہے۔ اور اس دنیا میں اور قیامت کے دن ان کے پیچھے لعنت لگا دی گئی۔ کیا ہی برا انعام ہے جو انہیں ملا۔

﴿يَقْنُذُ قَوْمَهُ: اپنی قوم کے آگے ہوگا۔﴾ یعنی جس طرح فرعون دنیا میں اپنی قوم کے آگے تھا اور انہیں دریائے نیل میں لا ڈالا اسی طرح قیامت کے دن فرعون اپنی قوم کے آگے ہوگا پھر انہیں دوزخ میں لا اتارے گا اور وہ جہنم میں اپنی قوم کا امام ہوگا، خلاصہ یہ ہے جس طرح دنیا میں فرعون کفر اور گمراہی میں اپنی قوم کا پیشوا تھا ایسے ہی جہنم میں بھی ان کا پیشوا اور امام ہوگا۔^(۱) ﴿وَاتَّبِعُوا: اور ان کے پیچھے لگا دی گئی۔﴾ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ، انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور فرشتوں کی لعنت دنیا و آخرت دونوں جگہ فرعونوں کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور کبھی ان سے جدا نہ ہوگی۔^(۲) دنیا میں قیامت تک ہر آنے والی نسل انہیں برائی سے یاد کرے گی، اور آخرت میں تمام اولین و آخرین ان پر لعنت کریں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی رسوائی اور نیک لوگوں کا ہمیشہ کسی پر لعنت کرنا خدا کا عذاب ہے جبکہ ذکرِ خیر اور اچھا چرچا اللہ عزوجل کی رحمت ہے۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْقُرْاٰنِ نَقْصُہٗ عَلَیْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَحَصِیْدٌ ۱۰۰

ترجہ کنز الایمان: یہ بستیوں کی خبریں ہیں کہ ہم تمہیں سناتے ہیں ان میں کوئی کھڑی ہے اور کوئی کٹ گئی۔

ترجہ کنز العرفان: یہ بستیوں کی خبریں ہیں جو ہم تمہیں سناتے ہیں ان میں سے کوئی ابھی قائم ہے اور کوئی کاٹ دی گئی۔

﴿ذٰلِكَ: یہ۔﴾ یعنی یہ گزری ہوئی امتوں کی خبریں ہیں جو اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، ہم تمہیں اس لئے سناتے ہیں کہ تم اپنی امت کو ان کی خبریں دوتا کہ وہ ان سے عبرت حاصل کریں اور وہ اپنے کفر سے باز آجائیں یا پھر ان پر بھی ویسا ہی عذاب نازل ہو جائے جیسا ان سابقہ قوموں پر نازل ہوا۔ جن قوموں کو ہم نے ہلاک کر دیا ان کی حالت کھیتوں کی طرح ہے کہ ان میں سے کوئی تو ابھی قائم ہے یعنی اس کے مکانوں کی دیواریں موجود ہیں، کھنڈر پائے جاتے ہیں اور ان کے نشان ابھی باقی ہیں جیسے کہ عادیثہ کے شہر اور کوئی روئے زمین سے کاٹ دی گئی ہے یعنی کٹی ہوئی کھیتی کی طرح بالکل

①.....حازن، ہود، تحت الآیة: ۹۸، ۳۶۹/۲.

②.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیة: ۹۹، ۳۹۴/۶.

بے نام و نشان ہوگی اور اس کا کوئی اثر باقی نہ رہا جیسے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے شہر۔^(۱)

وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَمَا أَغْنَتْ عَنْهُمْ آلِهَتُهُمُ الَّتِي
يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ لَّيْسَ بِجَاءِ أَمْرِ رَبِّكَ ط وَمَا زَادُوهُمْ
غَيْرَ تَتَّبِعِ ۝۱۰۱

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ خود انہوں نے اپنا برا کیا تو ان کے معبود جنہیں اللہ کے سوا پوجتے تھے ان کے کچھ کام نہ آئے جب تمہارے رب کا حکم آیا اور ان سے انہیں ہلاک کے سوا کچھ نہ بڑھا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ خود انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اللہ کے سوا جن معبودوں کی عبادت کرتے تھے وہ ان کے کچھ کام نہ آئے جب تیرے رب کا حکم آیا اور انہوں نے ان کے نقصان میں ہی اضافہ کیا۔

﴿وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ﴾ اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا۔ ﴿اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ ہم نے انہیں عذاب اور ہلاکت میں مبتلا کر کے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ کفر اور گناہوں کا ارتکاب کر کے انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ کسی قوم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب نازل ہو تو وہ اللہ عزوجل کا ظلم نہیں بلکہ عدل اور انصاف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے قوم کفر اور گناہوں میں مبتلا ہو کر اپنی جانوں پر ظلم کرتی ہے پھر ان برے اعمال کی وجہ سے اپنے اوپر اس عذاب کو لازم کر لیتی ہے۔^(۲)

﴿وَمَا زَادُوهُمْ غَيْرَ تَتَّبِعِ﴾ اور انہوں نے ان کے نقصان میں ہی اضافہ کیا۔ ﴿بتوں کے بارے میں کفار کا عقیدہ یہ تھا کہ وہ بت نفع پہنچانے میں اور نقصان دور کرنے میں ان کی مدد کرتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ جب کافروں کو مدد کی ضرورت ہوگی تو اس وقت یہ بت نہ تو انہیں کوئی فائدہ پہنچا سکیں گے اور نہ کوئی مصیبت ان سے دور کر

①.....خازن، ہود، تحت الآیۃ: ۱۰۰، ۳۷۰/۲، روح البیان، ہود، تحت الآیۃ: ۱۰۰، ۱۸۴/۴، ملقطاً.

②.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۱۰۱، ۳۹۶/۶.

سکیں گے، چنانچہ جب وہ اپنے عقیدے کو حقیقت کے خلاف پائیں گے تو اس وقت ان کا یہ عقیدہ ختم ہو جائے گا لیکن تب اس عقیدے کو چھوڑنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، یوں دنیا اور آخرت دونوں ہی جگہ وہ خسارے کا شکار ہوں گے۔^(۱)

وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرْآنَ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ
أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۝۱۰۲

ترجمہ کنزالایمان: اور ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب کی جب بستیوں کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر بیشک اس کی پکڑ دردناک کر رہی ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تیرے رب کی گرفت ایسی ہی ہوتی ہے جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے جبکہ وہ بستی والے ظالم ہوں بیشک اس کی پکڑ بڑی شدید دردناک ہے۔

﴿وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ﴾: اور تیرے رب کی گرفت ایسی ہی ہوتی ہے۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی کہ گزشتہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امتوں نے جب اپنے رسولوں کی نافرمانی کی تو ان پر اللہ تعالیٰ کا ایسا عذاب نازل ہوا جس نے انہیں جڑ سے اکھاڑ کر رکھ دیا اور چونکہ انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اس لئے دنیا میں ہی ان پر عذاب آیا اور اس آیت میں یہ بیان فرمایا کہ وہ عذاب گزشتہ قوموں کے ساتھ ہی خاص نہیں تھا بلکہ اب بھی جو کوئی ان کی طرح ظلم کرے گا تو اس پر بھی ویسا ہی عذاب نازل ہوگا۔^(۲)

ظالموں کو نصیب

علامہ صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر ظلم کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ اپنے ظلم سے توبہ کرے اور ظلم کرنا چھوڑ دے نیز جس کا جو حق مارا ہو وہ اسے لوٹا دے تاکہ وہ اس عظیم وعید میں داخل نہ ہو کیونکہ یہ آیت گزشتہ امتوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر ظالم کو عام ہے، البتہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

①.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۱۰۱، ۶/۳۹۶۔

②.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۱۰۲، ۶/۳۹۶۔

وَاللّٰهُ وَسَلَّمَ کی وجہ سے ایسا عذاب نازل نہ ہوگا کہ جو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت کو جڑ سے اکھاڑ کر رکھ دے۔^(۱)

﴿اِنَّ اَخَذَکَ الْبَیْمُ شَدِیْدًا﴾: بیشک اس کی پکڑ بڑی شدید دردناک ہے۔ ﴿حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا رہتا ہے اور جب اس کی پکڑ فرمالتا ہے تو پھر اسے مہلت نہیں دیتا۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَکَذٰلِکَ اَخَذَ رَبِّکَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰی وَہِیْ ظٰلِمَةٌ ۚ ترجمہ کنز العرفان: اور تیرے رب کی گرفت ایسی ہی ہوتی ہے اِنَّ اَخَذَکَ الْبَیْمُ شَدِیْدًا جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے جبکہ وہ بستی والے ظالم ہوں بیشک اس کی پکڑ بڑی شدید دردناک ہے۔^(۲)

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیۃٍ لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ۚ ذٰلِکَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ
لِّلنَّاسِ وَذٰلِکَ یَوْمٌ مَّشْہُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾

ترجمہ کنز الایمان: بیشک اس میں نشانی ہے اس کے لیے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے وہ دن ہے جس میں سب لوگ اکٹھے ہوں گے اور وہ دن حاضری کا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: بیشک اس میں اُس کیلئے نشانی ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے۔ وہ ایسا دن ہے جس میں سب لوگ اکٹھے ہوں گے اور وہ دن ایسا ہے جس میں ساری مخلوق موجود ہوگی۔

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیۃٍ﴾: بیشک اس میں نشانی ہے۔ ﴿یعنی گزشتہ امتوں کے عذابات اور ان کی ہلاکت کا جو ذکر ہوا اس میں عبرت اور نصیحت ہے اور ان کی ہلاکت و بربادی سے عبرت اور نصیحت وہی حاصل کرے گا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرے اور قیامت کے دن اس کے عذاب سے خوفزدہ ہو کیونکہ جب وہ اس بات میں غور و فکر کرے گا کہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ امتوں کے کفار پر دنیا میں ہی دردناک عذاب نازل فرمایا اور انہیں بڑی سخت سزا دی اور دنیا کا عذاب گویا کہ آخرت میں کفار کیلئے

①..... صاوی، ہود، تحت الآیۃ: ۱۰۲، ۹۳۱/۳۔

②..... بخاری، کتاب التفسیر، باب و کذلک اخذ ربک اذا اخذ القرى... الخ، ۲۴۷/۳، الحدیث: ۴۶۸۶۔

تیار کئے گئے عذاب کا ایک نمونہ ہے تو اس کے دل میں مزید اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف پیدا ہوگا۔^(۱)

﴿ذٰلِكَ يَوْمٌ﴾: وہ ایسا دن ہے۔ یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ان کی قبروں سے اٹھائے گا اور حشر کے میدان میں سب کو حساب و کتاب، ثواب اور عذاب کیلئے جمع فرمائے گا اور اس دن ہر مخلوق حاضر ہوگی، ان میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہ سکے گا، اس دن اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو سزا دے گا جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، اس کے حکم کی مخالفت کی اور اس کے رسولوں کی تکذیب کی ہوگی۔^(۲)

وَمَا نُؤَخِّرُهُ اِلَّا لِاَجَلٍ مُّعَدُوْدٍ ۝۱۰۳ يَوْمَ يَاتِ لَا تُشَكُّمُ نَفْسٌ
اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَبَيْنَهُمْ شِقَیٌّ وَ سَعِیْدٌ ۝۱۰۴

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم اسے پیچھے نہیں ہٹاتے مگر ایک گنی ہوئی مدت کے لئے۔ جب وہ دن آئے گا کوئی بے حکم خدا بات نہ کرے گا تو ان میں کوئی بد بخت ہے اور کوئی خوش نصیب۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم اسے پیچھے نہیں ہٹاتے مگر ایک گنی ہوئی مدت کے لئے۔ جب وہ دن آئے گا تو کوئی شخص اللہ کے حکم کے بغیر کلام نہ کر سکے گا تو ان میں کوئی بد بخت ہوگا اور کوئی خوش نصیب ہوگا۔

﴿وَمَا نُؤَخِّرُهُ﴾: اور ہم اسے پیچھے نہیں ہٹاتے۔ یعنی ہم قیامت کے دن کو اس لئے مؤخر کر رہے ہیں تاکہ وہ مدت پوری ہو جائے جو ہم نے دنیا باقی رہنے کے لئے مقرر فرمائی ہے۔^(۳)

﴿يَوْمَ يَاتِ﴾: جب وہ دن آئے گا۔ یعنی جب قیامت کا دن آئے گا تو ہر مخلوق خاموش ہوگی، اس دن کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کلام نہ کر سکے گا۔ یاد رہے کہ قیامت کا دن بہت طویل ہوگا اور اس میں مختلف حالات ہوں گے بعض حالات میں تو ہیبت کی شدت کی وجہ سے کسی کو اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر بات زبان پر لانے کی قدرت نہ ہوگی اور بعض

①.....خازن، ہود، تحت الآية: ۱۰۳، ۳۷۰/۲.

②.....تفسیر طبری، ہود، تحت الآية: ۱۰۳، ۱۱۲/۷.

③.....مدارک، ہود، تحت الآية: ۱۰۴، ص ۵۱۳.

حالات میں اجازت دی جائے گی کہ لوگ اجازت سے کلام کریں گے اور بعض حالات میں گھبراہٹ اور دہشت کم ہوگی تو اُس وقت لوگ اپنے معاملات میں جھگڑیں گے اور اپنے مقدمات پیش کریں گے۔^(۱)

﴿فَبَيْنَهُمْ شِقَقٌ وَسَعِيدٌ﴾: تو ان میں کوئی بد بخت ہوگا اور کوئی خوش نصیب ہوگا۔ ﴿قیامت کے دن لوگ دو طرح کے ہوں گے (۱) بد بخت۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جن پر وعید کے مطابق جہنم واجب ہوگی۔ (۲) خوش نصیب۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کے لئے وعدے کے مطابق جنت واجب ہوگی۔﴾^(۲)

سعادت اور بد بختی کی علامات

دنیا میں بھی سعادت اور بد بختی کی کئی علامات علماء نے بیان فرمائی ہیں، ان میں سے سعادت کی پانچ علامتیں یہ ہیں (۱) دل کی نرمی۔ (۲) کثرت سے آنسو بہانا۔ (۳) دنیا سے نفرت۔ (۴) امیدوں کا چھوٹا ہونا۔ (۵) حیا۔ اور بد بختی کی پانچ علامتیں یہ ہیں۔ (۱) دل کی سختی۔ (۲) آنکھ کی خشکی یعنی آنسو نہ بہانا۔ (۳) دنیا کی رغبت۔ (۴) لمبی امیدیں۔ (۵) بے حیائی۔^(۳)

ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنی حالت پر غور کرے، اگر اسے اپنے اندر سعادت کی علامات نظر آئیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے ان پر قائم رہنے کی بھرپور کوشش کرے اور اگر بد بختی کی علامات نظر آئیں تو اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے ڈرے اور ان علامات کو ختم کرنے کی پوری کوشش کرے۔

فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُّوا فِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ ۖ خُلِدِينَ فِيهَا
مَا دَامَتِ السَّسُوتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ
لِّبَاطِرِ يُدۡ ۖ وَأَمَّا الَّذِينَ سَعِدُوا فِي الْجَنَّةِ خُلِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ

①.....خازن، ہود، تحت الآية: ۱۰۵، ۳۷۱/۲، ملخصاً.

②.....بيضاوی، ہود، تحت الآية: ۱۰۵، ۲۶۲/۳.

③.....روح البيان، ہود، تحت الآية: ۱۰۵، ۱۸۷/۴، ملخصاً.

السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۚ عَطَاءٌ غَيْرَ مَجْدُوذٍ ﴿۱۰۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو وہ جو بد بخت ہیں وہ تو دوزخ میں ہیں وہ اس میں گدھے کی طرح رینگیں گے۔ وہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان وزمین رہیں مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا بیشک تمہارا رب جب جو چاہے کرے۔ اور وہ جو خوش نصیب ہوئے وہ جنت میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان وزمین رہیں مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا یہ بخشش ہے کبھی ختم نہ ہوگی۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو جو بد بخت ہوں گے وہ تو دوزخ میں ہوں گے، وہ اس میں گدھے کی طرح چلائیں گے۔ وہ اس میں تب تک رہیں گے جب تک آسمان وزمین رہیں گے مگر جو تمہارا رب چاہے بیشک تمہارا رب جو چاہتا ہے وہی کرنے والا ہے۔ اور وہ جو خوش نصیب ہوں گے وہ جنت میں ہوں گے۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان وزمین رہیں گے مگر جو تمہارا رب چاہے یہ ایسی بخشش ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی۔

﴿فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُّوا: تو جو بد بخت ہوں گے﴾ یعنی جن پر بد بختی غالب آگئی اور ان کے لئے جہنم کا فیصلہ کر دیا گیا تو وہ جہنم میں رہیں گے اور جہنم میں ان کا حال یہ ہوگا کہ وہ گدھے کی طرح چلائیں گے۔^(۱)

﴿خُلِدْنَ فِيهَا: وہ اس میں رہیں گے﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کفار کے جہنم میں قیام کو زمین و آسمان کے قائم رہنے کی مدت پر مُعَلَّق کیا، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس طرح زمین و آسمان کا قائم رہنا ہمیشہ کے لئے نہیں بلکہ وقتی اور عارضی ہے اسی طرح کفار کا جہنم میں رہنا بھی ہمیشہ کے لئے نہ ہوگا کیونکہ قرآن پاک کی دیگر کئی آیات سے کفار و مشرکین کی مغفرت نہ ہونا اور ان کا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں رہنا ثابت ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ^(۲) ترجمہ کنزالعرفان: بیشک اللہ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہتا ہے معاف

فرما دیتا ہے۔

①..... روح البیان، ہود، تحت الآية: ۱۰۶، ۱۸۸/۴۔

②..... النسا: ۴۸۔

اور ارشاد فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ مَاتُوا هُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۖ خُلِدُوا فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ (۱)

ایک مقام پر ارشاد فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَبَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ۖ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ (۲)

سورہ نساء میں ارشاد فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصَلِّيهِمْ نَارًا ۖ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بِدَارِهِمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا (۳)

ترجمہ کنز العرفان: بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور کافر ہی مرے ان پر اللہ اور فرشتوں اور انسانوں کی، سب کی لعنت ہے۔ وہ ہمیشہ اس (لعنت) میں رہیں گے، ان پر سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔

ترجمہ کنز العرفان: بیشک وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان کے مقابلے میں تکبر کیا تو ان کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور وہ جنت میں داخل نہ ہوں گے حتیٰ کہ سوئی کے سوراخ میں اونٹ داخل ہو جائے اور ہم مجرموں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: بیشک وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا عنقریب ہم ان کو آگ میں داخل کریں گے۔ جب کبھی ان کی کھالیں خوب جل جائیں گی تو ہم ان کی کھالوں کو دوسری کھالوں سے بدل دیں گے کہ عذاب کا مزہ چکھ لیں۔ بیشک اللہ زبردست ہے، حکمت والا ہے۔

اسی وجہ سے مفسرین نے اس آیت کی کئی تاویلات بیان کی ہیں، ان میں سے چند یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔ پہلی تاویل: اس آیت میں زمین و آسمان سے دنیا کے زمین و آسمان نہیں بلکہ جنت و دوزخ کے زمین و آسمان

①.....البقرہ: ۱۶۱، ۱۶۲۔

②.....اعراف: ۴۰۔

③.....النساء: ۵۶۔

مراد ہیں، جنت میں زمین کے وجود پر دلیل یہ آیت ہے
وَأَوْهَنَّ الْأَرْضَ يَنْتَبِعُوا مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ^(۱)

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہمیں (جنت کی) زمین کا وارث کیا،
ہم جنت میں جہاں چاہیں رہیں گے۔

اور آخرت کے زمین و آسمان کے دنیوی زمین و آسمان سے مختلف ہونے پر دلیل یہ آیت ہے۔

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ^(۲) ترجمہ کنزالعرفان: یاد کرو جس دن زمین کو دوسری زمین
سے اور آسمانوں کو بدل دیا جائے گا۔

نیز جنت و دوزخ چونکہ فضا یا خلا میں نہیں ہیں اس لئے جنت و دوزخ والوں کے لئے کسی ایسی چیز کا ہونا ضروری
ہے جس پر وہ بیٹھے یا ٹھہرے ہوئے ہوں اور ان کے لئے کوئی سائبان ہو جس کے سائے میں وہ لوگ ہوں اور وہ چیز زمین
و آسمان ہیں۔ جب نقلی اور عقلی دونوں اعتبار سے یہ بات واضح ہو گئی کہ جنت و دوزخ کے زمین و آسمان ہیں اور وہ اس دنیا
کے زمین و آسمان سے مختلف ہیں تو جس طرح جنت و دوزخ ہمیشہ رہیں گے اسی طرح ان کے زمین و آسمان بھی ہمیشہ رہیں
گے لہذا جنت میں رہنے والے مسلمان اور دوزخ میں رہنے والے کافر بھی ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

دوسری تاویل: اگر اس آیت سے جنت و دوزخ کے زمین و آسمان مراد نہ بھی ہوں تب بھی یہ آیت دوزخیوں کے
ہمیشہ جہنم میں رہنے کے منافی نہیں کیونکہ عربوں کا یہ طریقہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا دوام یعنی ہمیشگی بیان کرنے کا ارادہ کریں
تو یوں کہتے ہیں ”جب تک آسمان اور زمین قائم رہیں گے تو فلاں چیز رہے گی۔ اور قرآن پاک چونکہ عربوں کے اسلوب
کے موافق نازل ہوا ہے اس لئے ”جب تک زمین و آسمان رہیں گے“ سے مراد دائمی طور پر اور ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے۔^(۳)

﴿إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ﴾: مگر جو تمہارا رب چاہے۔ چونکہ قرآن پاک کی کئی آیات سے کفار کا جہنم میں ہمیشہ رہنا
ثابت ہوتا ہے اس لئے مفسرین نے اس استثناء کی مختلف توجیہات بیان کی ہیں، ان میں سے چند یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

پہلی توجیہ: حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور امام ضحاک رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”اس
استثناء میں وہ مسلمان داخل ہیں جنہیں کبیرہ گناہوں کی وجہ سے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا



۲.....ابراہیم: ۴۸۔

۱.....الزمر: ۷۴۔

۳.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۱۰۴، ۱/۶، ۴۰، ملخصاً۔

انہیں جہنم میں رکھے گا پھر انہیں جہنم سے نکال کر جنت میں داخل فرمادے گا۔^(۱) اس توجیہ کے درست ہونے پر یہ حدیث پاک بھی دلالت کرتی ہے، چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ اہل جنت میں سے جسے چاہے گا اپنی رحمت کے صدقے جنت میں داخل کر دے گا اور اہل جہنم میں سے جسے چاہے گا جہنم میں داخل کر دے گا، پھر فرمائے گا: دیکھو جس کے دل میں رائی کے ایک دانے کے برابر بھی ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لو، چنانچہ وہ لوگ جہنم سے اس حال میں نکالے جائیں گے کہ ان کا جسم جل کر کونکہ ہو چکا ہوگا پھر انہیں آب حیات کی نہر میں ڈال دیا جائے گا اور وہ اس نہر میں سے اس طرح تر و تازہ ہو کر نکلتا شروع ہوں گے جیسے دانہ پانی کے بہاؤ والی مٹی میں سے زردی مائل ہو کر اُگ پڑتا ہے۔^(۲)

دوسری توجیہ: اہل جہنم ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں گے سوائے ان اوقات کے جب وہ دنیا میں تھے یا برزخ میں تھے یا حشر کے میدان میں حساب کتاب کے لئے کھڑے ہوئے تھے، خلاصہ یہ ہے کہ ان تین اوقات میں انہیں جہنم کا عذاب نہ ہوگا۔

تیسری توجیہ: جہنم میں آگ کا عذاب بھی ہوگا اور زُہرِ ریکا بھی جس میں بہت سخت ٹھنڈک ہوگی اور اس آیت سے مراد یہ ہے کہ جہنمی ہمیشہ کیلئے آگ کے عذاب میں رہیں گے لیکن جس وقت اللہ تعالیٰ چاہے گا انہیں آگ کے عذاب سے نکال کر ٹھنڈک کے عذاب میں ڈال دے گا۔^(۳)

﴿اِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ﴾: مگر جو تمہارا رب چاہے۔ اس استثناء میں وہ اہل جنت داخل ہیں جو اپنے گناہوں کی وجہ سے کچھ عرصہ جہنم میں رہیں گے پھر انہیں جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا کیونکہ امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ اس سے کبھی نہیں نکلے گا۔^(۴) یعنی اس استثناء سے مراد جہنم میں رہنے والا عرصہ ہے۔

فَلَا تَكُ فِي مَرِيَّةٍ مَّا يَعْبُدُ هَؤُلَاءِ ۖ مَا يَعْبُدُونَ إِلَّا كَمَا يَعْبُدُ



- ①.....خازن، ہود، تحت الآية: ۱۰۷، ۳۷۱/۲-۳۷۲، ملخصاً.
- ②.....مسلم، کتاب الایمان، باب اثبات الشفاعة و اخراج الموحدين من النار، ص ۱۱۵، الحديث: ۳۰۴ (۱۸۴).
- ③.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآية: ۱۰۷، ۴۰۲/۶-۴۰۳.
- ④.....خازن، ہود، تحت الآية: ۱۰۸، ۳۷۲/۲.

أَبَاؤُهُمْ مِنْ قَبْلُ ۖ وَإِنَّا لَنُوفِّوهُمْ نَصِيبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوصٍ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: تو اے سننے والے دھوکے میں نہ پڑ اس سے جسے یہ کافر پوجتے ہیں یہ ویسا ہی پوجتے ہیں جیسا پہلے ان کے باپ دادا پوجتے تھے اور بیشک ہم ان کا حصہ انہیں پورا پھیر دیں گے جس میں کمی نہ ہوگی۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو ان بتوں کی عبادت کرنے والوں کے بارے میں شک میں نہ پڑنا۔ یہ ویسے ہی عبادت کرتے ہیں جیسے پہلے ان کے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے اور بیشک ہم انہیں ان کا پورا پورا حصہ دیں گے جس میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

﴿فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ: تو اے سننے والے! تم شک میں نہ پڑنا۔﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اے سننے والے! ان مشرکین کی بتوں کی عبادت اور ان کے برے انجام کے حوالے سے کسی شک میں نہ پڑنا۔ بے شک یہ بھی اس بت پرستی کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہوں گے جیسا کہ پہلی امتیں عذاب میں مبتلا ہوئیں۔ جن مشرکین کے واقعات تمہارے سامنے بیان ہوئے جس طرح وہ بتوں کی عبادت کرتے تھے اسی طرح یہ بھی بتوں کی عبادت کر رہے ہیں اور تمہیں معلوم ہو چکا کہ ان لوگوں کا کیا انجام ہوا اور عنقریب انہیں بھی ان کے جیسے انجام کا سامنا ہوگا اور بیشک ہم انہیں ان کے عذاب کا پورا پورا حصہ دیں گے جس میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔^(۱)

دوسری تفسیر یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ہر اس شخص سے فرما دیں جسے ان بتوں کی عبادت کرنے والوں کے بارے میں یہ شک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بت پرستی کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں ہرگز بت پرستی کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ جس طرح ان کے باپ دادا بتوں کی پوجا کرتے رہے ہیں اسی طرح یہ لوگ بھی ان کی پیروی کرتے ہوئے بتوں کی پوجا کر رہے ہیں، بے شک ہم انہیں ان کے عذاب کا پورا پورا حصہ دیں گے جس میں کوئی کمی نہ ہوگی۔^(۲)

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتَلَفَ فِيهِ ۖ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ

①.....تفسیر ابو سعود، ہود، تحت الآیۃ: ۱۰۹، ۷۰/۳، صاوی، ہود، تحت الآیۃ: ۱۰۹، ۹۳۴/۳، ملتقطاً.

②.....قرطبی، ہود، تحت الآیۃ: ۱۰۹، ۷۲/۵، الجزء التاسع.

رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ط وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٍ ۝۱۱۰

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو اس میں پھوٹ پڑ گئی اگر تمہارے رب کی ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو جہی ان کا فیصلہ کر دیا جاتا اور بیشک وہ اس کی طرف سے دھوکہ ڈالنے والے شک میں ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو اس میں اختلاف کیا گیا اور اگر تمہارے رب کی ایک بات پہلے طے نہ ہو چکی ہوتی تو ان کا فیصلہ کر دیا جاتا اور بیشک وہ لوگ اس کی طرف سے دھوکے میں ڈالنے والے شک میں ہیں۔

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، جس طرح آپ کی قوم نے قرآن کے ساتھ کیا کہ بعض اس پر ایمان لائے اور بعض نے اس کا انکار کیا اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم نے ان پر ہماری نازل کردہ کتاب تورات کے ساتھ کیا تھا کہ ان میں سے بعض نے تورات کی تصدیق کی اور بعض نے کفر کیا۔ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، یہ اپنے کفر اور تکذیب کی بنا پر دنیا میں ہی جس عذاب کے جلدی حقدار تھے وہ عذاب اگر آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن تک کیلئے ان سے مؤخر نہ فرما چکا ہوتا تو دنیا میں ہی ان کی ہلاکت کا فیصلہ کر دیا جاتا۔^(۱)

وَأَنَّ كَلَامَ الْيُوفِيِّينَ رَبُّكَ أَعْمَالُهُمْ ط إِنَّهُمْ بِبَايِعَتِلْوَ خَبِيرٌ ۝۱۱۱

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک جتنے ہیں ایک ایک کو تمہارا رب اس کا عمل پورا بھر دے گا اسے ان کے کاموں کی خبر ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ان سب کو تمہارا رب ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ بیشک وہ ان کے تمام اعمال سے خبردار ہے۔

﴿وَإِنْ كُنَّا: اور بیشک ان سب کو﴾ یعنی تصدیق کرنے والے ہوں یا تکذیب کرنے والے، ان سب کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے اعمال کی پوری پوری جزا دے گا، تصدیق کرنے والوں کو ان کی تصدیق کی بنا پر جنت ملے گی اور انکار کرنے والوں کو ان کے انکار کی وجہ سے جہنم نصیب ہوگی، بیشک اللہ تعالیٰ ان کے تمام اعمال سے خبردار ہے اور اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اس آیت میں نیکیاں کرنے والوں اور تصدیق کرنے والوں کے لئے تو بشارت ہے کہ وہ نیکی کی جزا پائیں گے نیز کافروں اور تکذیب کرنے والوں کے لئے وعید ہے کہ وہ اپنے عمل کی سزا میں گرفتار ہوں گے۔^(۱)

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۖ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

بَصِيرٌ ﴿۱۱۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو قائم رہو جیسا تمہیں حکم ہے اور جو تمہارے ساتھ رجوع لایا ہے اور اے لوگو سرکشی نہ کرو بیشک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو تم ثابت قدم رہو جیسا تمہیں حکم دیا گیا ہے اور جو تمہارے ساتھ رجوع کرنے والا ہے اور اے لوگو! تم سرکشی نہ کرو بیشک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

﴿فَاسْتَقِمْ: تو تم ثابت قدم رہو﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے دین پر عمل کرنے اور اس کے دین کی دعوت دینے پر ایسے ثابت قدم رہیں جیسے آپ کے رب عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو حکم دیا ہے اور آپ کی امت میں سے جو آپ پر ایمان لایا ہے اسے بھی چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے احکام کی بجا آوری پر ثابت قدم رہے۔^(۲)

حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

①.....خازن، ہود، تحت الآية: ۱۱۱، ۳۷۳/۲.

②.....خازن، ہود، تحت الآية: ۱۱۲، ۳۷۳/۲.

سے عرض کی ”مجھے دین میں ایک ایسی بات بتا دیجئے کہ پھر کسی سے دریافت کرنے کی حاجت نہ رہے۔ ارشاد فرمایا ”اَمْنْتُ بِاللّٰهِ (میں اللہ پر ایمان لایا)“ کہہ اور اس پر قائم رہ۔^(۱)

﴿وَلَا تَطْغَوْا﴾ اور اے لوگو! تم سرکشی نہ کرو۔ یعنی اے لوگو! جس کام سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں منع کیا ہے وہ نہ کرو، تمہارے اچھے برے سارے اعمال اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں اور اس سے تمہارا کوئی عمل بھی پوشیدہ نہیں تو اے لوگو! تم اس بات سے ڈرو کہ تمہارا رب غرور و جَلّ تمہارے اعمال جانتا ہے جبکہ حال یہ ہے کہ تم اس کے حکم کی خلاف ورزی کر رہے ہو۔^(۲)

دین اسلام پر ثابۃ قدمی کی ترغیب

ایمان اور احکام اسلام پر ثابۃ قدمی نہایت ضروری ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ^(۳)

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک جنہوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ثابۃ قدم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اس جنت پر خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

اور ارشاد فرماتا ہے

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ^(۴)

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ثابۃ قدم رہے تو نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ جنت والے ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے، انہیں ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

ترغیب کے لئے ہم یہاں چند وہ اسباب ذکر کرتے ہیں جن کی وجہ سے بندہ دین اسلام پر ثابۃ قدم رہتا ہے اور چند وہ چیزیں بیان کرتے ہیں جو دین اسلام پر ثابۃ قدمی سے مانع ہیں، چنانچہ دین اسلام پر ثابۃ قدمی کے چند اسباب یہ ہیں: (۱) علم دین حاصل کرنا۔ (۲) کثرت سے مسجد میں حاضر ہونا۔ (۳) زبان کی حفاظت کرنا۔ (۴) کفر اور گناہوں سے بچنا۔ (۵) کافروں، بد مذہبوں اور فاسق و فاجر لوگوں سے تعلقات نہ رکھنا۔ (۶) نفسانی خواہشات کی

①.....مسلم، کتاب الایمان، باب جامع اوصاف الاسلام، ص ۴۰، الحدیث: ۶۲ (۳۸)۔

②.....تفسیر طبری، ہود، تحت الآية: ۱۱۲، ۱۲۳/۷۔

③.....حم السجدة: ۳۰۔ ④.....احقاف: ۱۳، ۱۴۔

پیروی سے بچنا۔ (7) مصائب و آلام اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی آزمائشوں پر صبر کرنا۔ (8) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ (9) لمبی امیدیں نہ رکھنا۔ (10) اور دنیا میں زہد و قناعت اختیار کرنا وغیرہ، اس کے برعکس ایمان و عمل پر ثابت قدمی سے رکاوٹ بننے والی چند چیزیں یہ ہیں۔ (1) علم دین سے بہرہ ور نہ ہونا۔ (2) مسجد میں حاضر ہونے سے کترانا۔ (3) زبان کی حفاظت نہ کرنا۔ (4) کفر اور گناہوں کے ذریعے اپنی جانوں پر ظلم کرنا۔ (5) کافروں بد مذہبوں اور فاسق و فاجر لوگوں کی صحبت اختیار کرنا۔ (6) نفسانی خواہشات کی لذت حاصل کرنے کی حرص ہونا۔ (7) مصائب و آلام اور آزمائشوں پر صبر نہ کرنا۔ (8) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا۔ (9) لمبی امیدیں رکھنا۔ (10) اور دنیا میں رغبت رکھنا وغیرہ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ”روم کی جنگ میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی قید کر لیا گیا۔ رومی سردار نے تمام مسلمانوں کو اپنے دربار میں بلایا اور حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: نصرانی ہو جاؤ، ورنہ میں تمہیں تانے کی دیگ میں ڈال کر جلا دوں گا۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا ”ایسا گر نہ نہیں ہو سکتا، میں کبھی بھی نصرانی نہیں ہوں گا۔ ظالم سردار نے جب یہ سنا تو تانے کی دیگ منگو کر اس میں تیل ڈلوایا، پھر اس کے نیچے آگ جلانے کا حکم دیا۔ جب تیل خوب گرم ہو کر ابلنے لگا تو ایک مسلمان قیدی کو بلا کر کہا: نصرانی ہو جاؤ، اس مرد مجاہد نے انکار کیا تو اسے ابلتے ہوئے تیل میں ڈلوادیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا سارا گوشت جل گیا اور ہڈیاں اوپر تیرنے لگیں۔ پھر حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا: عیسائی ہو جاؤ، ورنہ اس شخص کی طرح تمہیں بھی اس ابلتے ہوئے تیل میں ڈال دیا جائے گا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاف انکار کر دیا۔ ظالم سردار نے حکم دیا کہ اسے بھی تیل کی دیگ میں ڈال دو۔ حکم پاتے ہی جلا دوں نے آپ کو پکڑا اور ابلتے ہوئے تیل میں ڈالنے کے لئے لے چلے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اچانک رونا شروع کر دیا۔ جلاؤ، ظالم سردار کے پاس آئے اور بتایا کہ وہ قیدی رو رہا ہے۔ سردار بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ اسے ہمارے پاس لے آؤ۔ وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ شاید آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ موت کے ڈر سے اس کی بات ماننے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے سامنے آئے تو فرمایا ”کیا تم لوگ یہ سمجھ رہے ہو کہ میں موت کے

خوف سے رو رہا ہوں۔ خدا عزَّوَجَلَّ کی قسم! میں موت کے خوف سے نہیں بلکہ میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ میرے جسم میں صرف ایک جان ہے جو میں دین اسلام کے لئے قربان کر رہا ہوں، مجھے تو یہ پسند تھا کہ میرے جسم میں اگر سوجائیں ہوتیں تو ایک ایک کر کے سب کو اللہ عزَّوَجَلَّ کے نام پر قربان کر دیتا۔ سردار آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی یہ ایمان افروز تقریر سن کر بہت متعجب ہوا کہ ان کے اندر اپنے دین کی کتنی محبت ہے اور یہ خوشی سے دین کی خاطر اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔ سردار نے لالچ دیتے ہوئے کہا: اگر تم نصرانی ہو جاؤ تو میں اپنی بیٹی کی شادی تم سے کر دوں گا اور حکومت میں بھی تمہیں حصہ دوں گا۔ آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس کی یہ پیش کش بھی ٹھکرا دی اور صاف انکار کر دیا۔ پھر اس نے کہا: اچھا اس طرح کرو کہ تم میرے سر پر بوسہ دو اگر تم یہ کرو گے تو میں تمہیں بھی آزاد کر دوں گا اور تمہارے ساتھ تمہارے 80 مسلمان قیدیوں کو بھی آزاد کر دوں گا۔ آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: اگر واقعی تم ایسا کرو گے تو میں تمہارے سر کو بوسہ دینے کے لئے تیار ہوں۔ سردار نے یقین دہانی کرائی کہ میں اپنی بات ضرور پوری کروں گا۔ چنانچہ آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مسلمانوں کی آزادی کی خاطر اس ظالم کے سر کا بوسہ لیا۔ سردار نے حسب وعدہ آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اور 80 مسلمان قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ جب یہ تمام مجاہدین امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بارگاہ میں پہنچے تو امیر المؤمنین آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سر کا بوسہ لیا اور بہت خوش ہوئے۔^(۱)

وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۖ وَمَا لَكُم مِّنْ دُونِ اللَّهِ
مِنْ أَوْلِيَاءَ شَمَّ لَا تُنصِرُونَ ﴿۱۱۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں پھر مدد نہ پاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ظالموں کی طرف نہ جھکو ورنہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں پھر

تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔

﴿وَلَا تَزْكُمُوا إِلَى اللَّهِ يَنْ ظَلَمُوا﴾: اور ظالموں کی طرف نہ جھکو۔ ﴿رُكُونْ﴾ یعنی جھکنے کا معنی ہے قلبی میلان اور جب اس پر اتنی سخت وعید ہے تو کافروں کے ساتھ تعلقات کی اُن صورتوں میں کیا حال ہوگا جو قلبی میلان سے بڑھ کر ہیں۔ یاد رہے کہ طبعی میلان کی غیر اختیاری صورت اس آیت میں بیان کئے گئے حکم میں داخل نہیں، چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے فرمان کا خلاصہ ہے کہ ”مگر طبعی میلان جیسے ماں باپ، اولاد یا خوبصورت بیوی کی طرف ہوتا ہے، اس کی جو صورت غیر اختیاری ہو وہ اس حکم کے تحت داخل نہیں، پھر بھی اس تصور سے کہ یہ اللہ و رسول کے دشمن ہیں ان سے دوستی حرام ہے اور اپنی قدرت کے مطابق اُسے دبانایا تک کہ بن پڑے تو فنا کر دینا لازم ہے۔ (میلان کا) آنا بے اختیار تھا اور (اس کا) جانا یعنی اسے زائل کرنا قدرت میں ہے تو (اس میلان کو) رکھنا اختیار مولات ہوا اور یہ حرام قطعی ہے، اسی وجہ سے جس غیر اختیاری (میلان) کے مبادی (یعنی ابتدائی افعال) اس نے باختیار پیدا کئے تو اس میں معذور نہ ہوگا، جیسے شراب کہ اس سے عقل زائل ہو جانا اس کا اختیاری نہیں مگر جبکہ اختیار سے پی تو عقل کا زائل ہو جانا اور اس پر جو کچھ مرتب ہو سب اسی کے اختیار سے ہوا۔“^(۱)

خدا کے نافرمانوں سے تعلقات کی ممانعت

اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے نافرمانوں کے ساتھ یعنی کافروں، بے دینوں، گمراہوں اور ظالموں کے ساتھ بلا ضرورت میل جول، رسم و راہ، قلبی میلان اور محبت، ان کی ہاں میں ہاں ملانا اور ان کی خوشامد میں رہنا ممنوع ہے۔ ظالموں کے بارے میں امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”(ظالموں کے ساتھ عملی طور پر تعاون تو ظاہر ہے اور) زبانی طور پر تعاون یہ ہے کہ وہ ظالم کے لئے دعا مانگتا ہے یا اس کی تعریف کرتا ہے یا اس کے جھوٹے قول کی صراحتاً تصدیق کرتا ہے، مثلاً زبان سے اسے سچا قرار دیتا ہے یا سر ہلا دیتا ہے یا اس کے چہرے پر مُسَرَّت ظاہر ہوتی ہے یا وہ اس شخص سے محبت و دوستی ظاہر کرتا ہے، اس سے ملاقات کا شوق رکھتا ہے اور اس کی عمر میں اضافہ اور اس کی بقا کی حرص رکھتا ہے، ایسا شخص عام طور پر (ظالموں کو) صرف سلام ہی نہیں کرتا بلکہ (ان سے) کچھ بات چیت بھی کرتا ہے اور وہ اسی شخص کا کلام ہوتا ہے حالانکہ اس کا ظالم کی حفاظت، اس کی لمبی زندگی، اس کے لئے نعمتوں کی تکمیل اور اس طرح کی دوسری دعائیں مانگنا جائز

نہیں، اور اگر دعا کے ساتھ تعریفی کلمات بھی ہوں اور وہ ان باتوں کا ذکر کرے جو اس ظالم میں نہیں ہیں تو یہ شخص جھوٹا، منافق اور ظالم کا اعزاز کرنے والا ہے اور یہ تین گناہ ہیں، اور اگر اس کے ساتھ ساتھ وہ اس کی باتوں کی تصدیق بھی کرے، اس کے کاموں کی تعریف کرے، اس کی پاکیزگی بیان کرے تو وہ اس تصدیق اور اعانت کی وجہ سے گناہگار ہو گا کیونکہ ظالم کی پاکیزگی بیان کرنا اور تعریف کرنا گناہ پر مدد کرنا ہے۔^(۱)

احادیث اور بزرگانِ دین کے اقوال میں بھی ان چیزوں کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے، چنانچہ حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”بے شک اللہ تعالیٰ اس وقت ناراض ہوتا ہے جب زمین پر کسی فاسق کی تعریف کی جاتی ہے۔“^(۲)

حضرت حسن رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”جو شخص کسی ظالم کے باقی رہنے کی دعا کرتا ہے وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جائے۔“^(۳)

امام اوزاعی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”اللہ تعالیٰ کے ہاں اس عالم سے زیادہ ناپسندیدہ شخص کوئی نہیں جو کسی عامل (یعنی ظالم گورنر) کے پاس جاتا ہے۔“^(۴)

یہاں ایک اور بات یاد رکھیں کہ بعض حضرات کا یہ نظریہ ہے کہ ہم اپنی دنیوی ضروریات کی وجہ سے ظالموں کے اعمال پر راضی ہوتے، ان کی خوشامد و چا پلوسی کرتے اور ان کی ہاں میں ہاں ملااتے ہیں، اگر ہم ایسا نہ کریں تو ہمارے لئے اپنی دنیوی ضروریات کو پورا کرنا دشوار ہو جائے، انہیں چاہئے کہ وہ علامہ احمد صاوی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے اس کلام پر غور کر لیں، چنانچہ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ظالموں کے اعمال سے راضی ہونے میں دنیوی ضروریات کو دلیل بنانا قابل قبول نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی بڑا رزق دینے والا، قوت والا اور قدرت والا ہے۔^(۵) اور جب حقیقی رازق، قوی اور قادر اللہ تعالیٰ ہے تو خود کو ظالموں کا دست نگر سمجھنا کہاں کی عقلمندی ہے۔

نوٹ: غیر مسلموں سے تعلقات رکھنے کے حوالے سے تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ کی جلد نمبر 14 سے

①.....احیاء العلوم، کتاب الحلال والحرام، الباب السادس فیما یحل من مخالطة السلطان الظلمة ویحرم... الخ، ۱۷۹/۲-۱۸۰.

②.....شعب الایمان، الرابع والثلاثون من شعب الایمان... الخ، ۳۳۰/۴، الحدیث: ۴۸۸۵.

③.....شعب الایمان، السادس والستون من شعب الایمان... الخ، ۵۳/۷، روایت نمبر: ۹۴۳۲.

④.....مدارک، ہود، تحت الآیة: ۱۱۳، ص ۵۱۵.

⑤.....صاوی، ہود، تحت الآیة: ۱۱۳، ۹۳۶/۳.

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے رسالے ”الْمَحَجَّةُ الْمُؤْتَمَنَةُ فِي آيَةِ الْمُؤْتَمَنَةِ“ (سورہ ممتحنہ کی آیت کے بارے میں تفصیلی کلام) کا مطالعہ کریں۔

﴿وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ﴾: اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا اور کوئی مددگار نہیں کہ تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب سے بچا سکے اور نہ ہی کل قیامت کے دن تمہیں کوئی ایسا ملے گا کہ جو تمہاری مدد کر سکے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب سے تمہیں بچالے۔^(۱)

ظالموں کے لئے نصیحت

علامہ علی بن محمد خازن رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”یہ حال تو ان کا ہے جو ظالموں سے تعلقات اور میل جول رکھیں، ان کے اعمال سے راضی ہوں اور ان سے محبت رکھیں اور جو خود ظالم ہو تو اس کا حال ان سے کتنا بدتر ہوگا وہ خود ہی غور کر لے۔“^(۲)

اور امام عبد اللہ بن احمد نسفی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں ”ایک دن حضرت موفق رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے امام کے پیچھے نماز پڑھی اور جب امام نے یہ آیت ”وَلَا تَزْكُرُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا..... الخ“ تلاوت کی تو آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ پر غشی طاری ہو گئی، جب افاقہ ہوا تو ان سے (غشی کی وجہ کے بارے میں) عرض کی گئی تو آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا ”یہ (سزا کا بیان) اُس شخص کے بارے میں ہے جو ظالم کی طرف جھکے اور جو خود ظالم ہو تو اس کا کیا حال ہوگا۔“^(۳)

ہم ظلم اور ظالموں کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں اور ہر ظالم کو چاہئے کہ وہ اپنے ظلم سے باز آجائے اور جیتے جی ان لوگوں سے معافی مانگ لے جن پر ظلم کیا اور نہ قیامت کے دن جب ظلم کا بدلہ دینا پڑا تو انجام بہت دردناک ہوگا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جس نے کسی کی عزت یا کسی اور چیز پر زیادتی کی ہو تو اسے چاہئے کہ اس دن سے پہلے آج ہی معافی حاصل کر لے جس دن دینار اور درہم پاس نہیں ہوں گے، اگر ظالم کے پاس نیک اعمال ہوئے تو ظلم کے برابر ان میں سے لے لئے جائیں گے اور

①.....خازن، ہود، تحت الآية: ۱۱۳، ۲/۳۷۴.

②.....خازن، ہود، تحت الآية: ۱۱۳، ۲/۳۷۴.

③.....مدارك، ہود، تحت الآية: ۱۱۳، ص ۵۱۵.

اگر نیکیاں نہ ہوئیں تو ظلم کے برابر مظلوم کے گناہ ظالم پر ڈال دیئے جائیں گے۔^(۱)

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ ۖ إِنَّ الْحَسَنَاتِ
يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۖ ذَلِكَ ذِكْرِي لِلَّذِينَ ۖ وَأَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ
لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝۱۱۵

ترجمہ کنزالایمان: اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو۔ اور صبر کرو کہ اللہ نیکوں کا نیک ضائع نہیں کرتا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ حصے میں نماز قائم رکھو۔ بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، یہ نصیحت ماننے والوں کیلئے نصیحت ہے۔ اور صبر کرو کیونکہ اللہ نیکی کرنے والے کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ﴾: اور نماز قائم رکھو۔ ﴿اس آیت میں دن کے دو کناروں سے صبح اور شام مراد ہیں، زوال سے پہلے کا وقت صبح میں اور زوال کے بعد کا وقت شام میں داخل ہے۔ صبح کی نماز تو فجر ہے جبکہ شام کی نمازیں ظہر و عصر ہیں اور رات کے حصوں کی نمازیں مغرب و عشا ہیں۔ نیکیوں سے مراد یا یہی پنج گانہ نمازیں ہیں جو آیت میں ذکر ہوئیں یا اس سے مراد مطلقاً نیک کام ہیں یا اس سے ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ پڑھنا مراد ہے۔^(۲) شان نزول: حضرت معاذ بن جبل رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسولَ اللَّهِ! صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِہٖ وَسَلَّم، اس آدمی کا کیا حکم ہے جو ایک اجنبی عورت سے علیحدگی میں جماع کے سوا سب کچھ کرتا ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی، پھر آپ صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اسے وضو کر کے نماز پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ حضرت معاذ بن جبل رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسولَ اللَّهِ! صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم، کیا یہ

①.....بخاری، کتاب المظالم والغصب، باب من کانت له مظلمة عند الرجل فحللها له... الخ، ۱۲۸/۲، الحدیث: ۲۴۴۹۔

②.....مدارک، ہود، تحت الآية: ۱۱۴، ص ۵۱۶۔

اس شخص کے ساتھ خاص ہے یا تمام مومنوں کے لئے ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”نہیں، بلکہ یہ تمام مومنوں کے لئے عام ہے۔“^(۱)

نیکیاں مستحکم گناہوں کے لئے کفارہ ہوتی ہیں

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نیکیاں صغیرہ گناہوں کے لئے کفارہ ہوتی ہیں خواہ وہ نیکیاں نماز ہوں یا صدقہ یا ذکر و استغفار یا اور کچھ۔^(۲) احادیث میں متعدد ایسے اعمال کا بیان جو صغیرہ گناہوں کے لئے کفارہ بنتے ہیں، یہاں ان میں سے چند ایک بیان کئے جاتے ہیں۔

(۱)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”پانچوں نمازیں اور جمعہ دوسرے جمعہ تک اور رمضان دوسرے رمضان تک یہ سب ان گناہوں کے لئے کفارہ ہیں جو ان کے درمیان واقع ہوں جب کہ آدمی کبیرہ گناہوں سے بچے۔“^(۳)

(۲)..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جس نے رمضان کا روزہ رکھا اور اُس کی حدود کو پہچانا اور جس چیز سے بچنا چاہیے اُس سے بچا تو جو پہلے کر چکا ہے اُس کا کفارہ ہو گیا۔“^(۴)

(۳)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا ”عمرہ سے عمرہ تک اُن گناہوں کا کفارہ ہے جو درمیان میں ہوئے اور حجِ مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔“^(۵)

(۴)..... حضرت بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سید المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جس نے علم تلاش کیا تو یہ تلاش اس کے گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہوگی۔“^(۶)

①..... ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة هود، ۷۹/۵، الحديث: ۳۱۲۴.

②..... خازن، هود، تحت الآية: ۱۱۴، ۳۷۵/۲.

③..... مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مکفرات لما بینہن... الخ، ص ۱۴۴، الحديث: ۲۳۳۱.

④..... شعب الایمان، الباب الثالث والعشرون من شعب الایمان... الخ، فضائل شهر رمضان، ۳۱۰/۳، الحديث: ۳۶۲۳.

⑤..... بخاری، کتاب العمرة، باب العمرة، وجوب العمرة وفضلها، ۵۸۶/۱، الحديث: ۱۷۷۳.

⑥..... ترمذی، کتاب العلم، باب فضل طلب العلم، ۲۹۵/۴، الحديث: ۲۶۵۷.

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُوا بَقِيَّةً يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ
 فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّنْ أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا
 مَا أُتِرُوا فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَى
 بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ ﴿۱۱۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو کیوں نہ ہوئے تم سے اگلی سنگتوں میں ایسے جن میں بھلائی کا کچھ حصہ لگا رہا ہوتا کہ زمین میں فساد سے روکتے ہاں ان میں تھوڑے تھے وہی جن کو ہم نے نجات دی اور ظالم اسی عیش کے پیچھے پڑے رہے جو انہیں دیا گیا اور وہ گنہگار تھے۔ اور تمہارا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو بے وجہ ہلاک کر دے اور ان کے لوگ اچھے ہوں۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو تم سے پہلی گزری ہوئی قوموں میں سے کچھ ایسے فضیلت والے لوگ کیوں نہ ہوئے جو زمین میں فساد کرنے سے منع کرتے البتہ ان میں تھوڑے سے ایسے تھے جنہیں ہم نے نجات دی اور ظالم لوگ اسی عیش و عشرت کے پیچھے پڑے رہے جو انہیں دیا گیا اور وہ مجرم تھے۔ اور تمہارا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو بلا وجہ ہلاک کر دے حالانکہ ان کے رہنے والے اچھے لوگ ہوں۔

﴿فَلَوْلَا كَانَ﴾: تو کیوں نہ ہوئے۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے گزشتہ امتوں پر جڑ سے اکھاڑ دینے والے عذابات نازل ہونے کا بیان فرمایا اور اس آیت میں یہ بیان فرمایا کہ ان عذابات کے نازل ہونے کا سبب دو چیزیں تھیں۔ (۱) ان میں کوئی ایسا نہیں تھا جو انہیں فساد سے منع کرتا۔ (۲) اپنے برے اعمال یعنی شرک اور کفر وغیرہ سے رجوع نہ کرنا۔ (۱) آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت! تم سے پہلی امتوں میں سے جنہیں ہم نے ہلاک کر دیا تھا وہ کچھ ایسے فضیلت والے نہیں ہوئے جو لوگوں کو زمین میں فساد کرنے سے روکتے اور انہیں گناہوں سے

منع کرتے، اسی لئے ہم نے انہیں ہلاک کر دیا البتہ ان سابقہ امتوں میں تھوڑے سے ایسے تھے جنہیں ہم نے نجات دی اور وہ لوگ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ پر ایمان لائے اور ان کے احکام پر عمل کرتے اور لوگوں کو فساد سے روکتے رہے جبکہ ظالم لوگ اسی عیش و عشرت کے پیچھے پڑے رہے جو انہیں دیا گیا اور وہ نعمتوں، لذتوں، خواہشات اور شہوات کے عادی ہو گئے، کفر اور گناہوں میں ڈوبے رہے اور وہ مجرم تھے۔^(۱)

”أُولَٰئِكَ أَتَّبِعُ“ سے مراد علماء ربانی ہیں، مقصد یہ ہے کہ گزشتہ قوموں کی عام گمراہی کا باعث یہ ہوا کہ ان میں علماء ربانی نہ رہے، اگر وہ رہتے تو اس طرح گمراہی نہ پھیلتی۔ عوام اس لئے مجرم تھے کہ بدکاریاں کرتے تھے اور علماء اس لئے مجرم تھے کہ انہیں منع نہ کرتے تھے۔ اس آیت سے دو باتیں واضح ہوئیں کہ نیکی کی دعوت دینا اور گناہوں سے روکنا علماء کا منصب ہے، اگر وہ یہ فریضہ سرانجام نہ دیں گے تو وہ بھی مجرم اور مستحق عذاب ہوں گے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ شروع سے اب تک یہی ہوتا آیا ہے کہ زیادہ تر مال و دولت والے ہی غفلت میں پڑتے ہیں، اس لئے عمومی طور پر مالدار لوگوں میں دینداروں کی کمی ہوتی ہے۔

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً ۚ وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ۝۱۱۸ إِلَّا
مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلِذَلِكَ خَلَقَهُمْ ۖ وَتَنَبَّأْتُكَ لَمُكِّنَ جَهَنَّمَ
مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝۱۱۹

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر تمہارا رب چاہتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی امت کر دیتا اور وہ ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے۔ مگر جن پر تمہارے رب نے رحم کیا اور لوگ اسی لیے بنائے ہیں اور تمہارے رب کی بات پوری ہو چکی کہ بیشک ضرور جہنم بھر دوں گا جنوں اور آدمیوں کو ملا کر۔

۱.....خازن، ہود، تحت الآية: ۱۱۶، ۳۷۵/۲، ملخصاً.

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر تمہارا رب چاہتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی امت بنا دیتا اور لوگ ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے۔ البتہ جن پر تمہارے رب نے رحم کیا اور اللہ نے انہیں اسی کے لئے پیدا فرمایا ہے اور تمہارے رب کی بات پوری ہو چکی کہ بیشک میں ضرور جہنم کو جنوں اور انسانوں سے ملا کر بھر دوں گا۔

﴿وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ: اور اگر تمہارا رب چاہتا۔﴾ ارشاد فرمایا: اگر تمہارا رب چاہتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی امت بنا دیتا اور یوں سب کا ایک ہی دین ہوتا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے ایسا نہ چاہا اور سب کو ایک امت نہ بنایا اور لوگ ہمیشہ مختلف دینوں پر عمل پیرا رہیں گے۔ علامہ صاوی دَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اختلاف جس طرح پہلی امتوں میں موجود تھا اُسی طرح اس امت میں بھی رہے گا تو ان میں سے کوئی مومن ہوگا کوئی کافر، کوئی نیک ہوگا اور کوئی گناہگار، اسی لئے حدیث میں ہے کہ یہودی 71 فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور عنقریب تم 73 فرقوں میں بٹ جاؤ گے، ان میں سے 72 فرقے جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا اور وہ ایک جنتی فرقہ اہل سنت و جماعت ہے۔^(۱)

﴿الَا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ: البتہ جن پر تمہارے رب نے رحم کیا۔﴾ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ البتہ وہ لوگ جن پر تمہارے رب غزو و جَلّٰ نے رحم کیا اور انہیں اختلاف سے بچالیا تو وہ دین حق پر متفق رہیں گے اور اس میں اختلاف نہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ نے لوگ اسی لیے یعنی اختلاف والے اختلاف کے لئے اور رحمت والے اتفاق کے لئے پیدا کئے ہیں اور تمہارے رب غزو و جَلّٰ کی بات پوری ہو چکی کہ وہ جہنم کو تمام کافر جنوں اور انسانوں سے بھر دے گا۔^(۲)

وَكَلَّا نَقْصُ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نَشِئْتُ بِهِ فُؤَادَكَ
وَجَاءَكَ فِي هَذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝۱۲۰

ترجمہ کنزالایمان: اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں اور اس سورت میں

①..... صاوی، ہود، تحت الآية: ۱۱۸، ۳/۹۳۸.

②..... مدارك، ہود، تحت الآية: ۱۱۹، ص ۵۱۷.

تمہارے پاس حق آیا اور مسلمانوں کو پند و نصیحت۔

توحید کنز العرفان: اور رسولوں کی خبروں میں سے ہم سب تمہیں سناتے ہیں جس سے تمہارے دل کو قوت دیں اور اس سورت میں تمہارے پاس حق آیا اور مسلمانوں کے لئے وعظ و نصیحت (آئی)۔

﴿وَكَلَّا: اور سب کچھ﴾ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے سابقہ امتوں کے واقعات اور ان کی طرف سے ان کے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جو کچھ پیش آیا وہ بیان فرمایا اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرما رہا ہے کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، ہم تمہیں رسولوں کی خبریں اور جو کچھ انہیں اپنی امتوں سے پیش آیا سناتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دل مضبوط کریں اور اس طرح انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حالات اور ان کی امتوں کے سلوک دیکھ کر آپ کو اپنی قوم کی ایذا برداشت کرنا اور اس پر صبر فرمانا آسان ہو۔^(۱)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے ذکر سے دل کو چین نصیب ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ انسان اپنی زندگی میں رونما ہونے والے طرح طرح کے واقعات اور حادثات کی وجہ سے بسا اوقات انتہائی مایوس ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اگر کبھی کوئی خوشی بھی نصیب ہو تو اس سے دل میں خوشی پیدا ہونے یا اس خوشی کو محسوس کرنے کی بجائے اس کی اداسی میں اور اضافہ ہو جاتا ہے، ایسی صورت حال میں انسان کو ایسی چیز کی شدید ضرورت محسوس ہوتی ہے جس سے اس کے دل کو قوت حاصل ہو اور حالاتِ زمانہ کا مقابلہ کرنا اس کے لئے آسان ہو اور دل کی تقویت کا ایک اہم ترین ذریعہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر بزرگان کے حالات و واقعات کا مطالعہ کرنا بھی ہے کیونکہ جب آدمی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کی مقبولیت اور مقام و مرتبہ دیکھے گا اور دنیا میں انہیں جو حالات پیش آئے اور جن مصائب و مشکلات کا انہیں سامنا کرنا پڑا ان پر نظر کرے گا اور اس کے مقابلے میں ان کے صبر و تحمل اور رضاء الہی پر راضی رہنے کے بارے میں غور و فکر کرے گا تو اس کے دل کو تسکین حاصل ہوگی اور اسے مصائب و آلام کا سامنا کرنے میں دلی قوت حاصل ہوگی اور وہ ذہنی طور پر خود کو بہت پرسکون محسوس کرے گا۔

۱.....حازن، ہود، تحت الآية: ۱۲۰، ۳۷۶/۲۔

﴿وَجَاءَكَ فِي هَذِهِ الْحَقُّ﴾: اور اس سورت میں تمہارے پاس حق آیا۔ ﴿اس آیت میں حق سے مراد تو حید و رسالت اور قیامت کے وہ دلائل ہیں جنہیں اس سورت میں بیان کیا گیا۔ اور ”مَوْعِظَةٌ“ کا معنی ہے جس کے ذریعے نصیحت حاصل کی جائے، یہاں اس سے مراد سابقہ امتوں کی ہلاکت کا بیان ہے جس کا ذکر اس سورت میں ہوا۔ اور ”ذِكْرًا لِلْمُؤْمِنِينَ“ سے مراد یہ ہے کہ مسلمان سابقہ امتوں پر نازل ہونے والے عذاب کا سن کر اس سے عبرت حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کریں۔ مسلمانوں کا بطور خاص اس لئے ذکر کیا گیا کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے واقعات سن کر مسلمان ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔^(۱)

وَقُلْ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ أَعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ ۖ إِنَّا عَمِلُونَ ۙ^(۱۲۱)
وَأَنْتُمْ تَنْتَظِرُونَ ۙ^(۱۲۲)

ترجمہ کنزالایمان: اور کافروں سے فرماؤ تم اپنی جگہ کام کیے جاؤ ہم اپنا کام کرتے ہیں۔ اور راہ دیکھو ہم بھی راہ دیکھتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تم ایمان نہ لانے والوں سے فرماؤ: تم اپنی جگہ کام کئے جاؤ، ہم اپنا کام کرتے ہیں۔ اور تم انتظار کرو، بیشک ہم بھی منتظر ہیں۔

﴿وَقُلْ﴾: اور تم فرماؤ۔ ﴿اس آیت میں وعید اور غضب کا اظہار ہے اور آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ایمان نہ لانے والوں سے فرمادیں کہ جو کام تم کر رہے ہو وہ کئے جاؤ و غفریب تم اس کام کا انجام جان جاؤ گے اور ہمیں ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ نے جس کام کا حکم دیا ہے ہم وہ کرتے ہیں۔^(۲)

۱.....تفسیر کبیر، ہود، تحت الآیۃ: ۱۲۰، ۶/۴۱۳، قرطبی، ہود، تحت الآیۃ: ۱۲۰، ۵/۸۱، الجزء التاسع، ملتقطاً.

۲.....حازن، ہود، تحت الآیۃ: ۱۲۱، ۲/۳۷۷.

﴿وَأَنْتَظِرُ ۖ﴾ اور تم انتظار کرو۔ ﴿یعنی تم اس کا انتظار کرو جس کا شیطان نے تم سے وعدہ کیا ہے ہم بھی اس کے منتظر ہیں جو تم پر لازم ہوگا یعنی دنیا یا آخرت میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور اس کا عذاب۔ (۱)﴾

وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأُمُورُ كُلُّهَا فَاَعْبُدْهُ
وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۖ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝۱۳۳

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ ہی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کے غیب اور اسی کی طرف سب کاموں کی رجوع ہے تو اس کی بندگی کرو اور اس پر بھروسہ رکھو اور تمہارا رب تمہارے کاموں سے غافل نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور آسمانوں اور زمین کے غیب اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف ہر کام لوٹایا جاتا ہے تو اس کی عبادت کرو اور اس پر بھروسہ رکھو اور تمہارا رب تمہارے کاموں سے غافل نہیں۔

﴿وَلِلَّهِ﴾ اور اللہ ہی کے لیے ہیں۔ ﴿یعنی تمام چیزیں چاہے وہ خفیہ ہوں یا ظاہر، موجود ہوں یا معدوم سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں، الغرض زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں اور دنیا و آخرت میں مخلوق کا ہر کام اسی کی طرف لوٹتا ہے تو جس کی یہ شان ہے وہی عبادت کا مستحق ہے، اس کے سوا اور کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں، لہذا تم اسی کی عبادت کرو، اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت میں مشغول نہ ہو اور اپنے تمام معاملات میں اسی پر بھروسہ کرو کیونکہ وہ تمہیں کافی ہے اور اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ بندوں کے تمام اعمال سے خبردار ہے، کوئی عمل اس سے چھپا ہوا نہیں ہے، وہ نیک بندوں کو ان کی نیکیوں کا ثواب اور گنہگاروں کو ان کے گناہوں کی سزا دے گا۔ (۲)﴾

①.....خازن، ہود، تحت الآية: ۱۲۲، ۳۷۷/۲.

②.....خازن، ہود، تحت الآية: ۱۲۳، ۳۷۷/۲.

سُورَةُ يُوسُفُ

سورة يوسف کا تعارف

مقام نزول

سورۃ یوسف مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور اس سورت کا شانِ نزول یہ ہے کہ یہودیوں کے علماء نے عرب کے سرداروں سے کہا تھا کہ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دریافت کرو کہ حضرت یعقوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اولاد ملکِ شام سے مصر میں کس طرح پہنچی اور اُن کے وہاں جا کر آباد ہونے کا سبب کیا ہوا اور حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ کیا ہے؟ اس پر یہ سورۃ مبارکہ نازل ہوئی۔^(۱)

آیات طرأت اور حروف کی تعداد

اس سورت میں 12 رکوع، 111 آیتیں، 1600 کلمے اور 7166 حروف ہیں۔^(۲)

یوسفؑ کا نام رکشہ کی وجہ سے

اس سورت میں اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے حالاتِ زندگی اور ان کی سیرتِ مبارکہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اس مناسبت سے اس سورت کا نام ”سورۃ یوسف“ رکھا گیا۔

سورۃ یوسف سکہ بارگاہ میں احادیث

(۱)..... حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں ”ایک دن یہودیوں کے علماء میں سے ایک عالم جو کہ تورات کا قاری تھا حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اس وقت نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سورۃ یوسف کی تلاوت فرما رہے تھے۔ اس عالم نے سورۃ یوسف سن کر عرض کی: اے محمد (مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)، آپ کو یہ سورت کس نے سکھائی ہے؟ ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ سورت سکھائی ہے۔ وہ یہودی عالم حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد سن کر بہت حیران ہوا اور یہودیوں کے پاس آ کر ان سے کہنے لگا ”کیا تم جانتے ہو، خدا کی قسم! محمد (مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) قرآن مجید میں ان باتوں کی تلاوت کرتے ہیں جو تورات

①..... مدارك، يوسف، تحت الآية: ۱، ص ۵۱۹.

②..... حازن، تفسیر سورۃ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام، ۲/۳.

میں نازل کی گئی ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک گروہ بارگاہ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں حاضر ہوا اور انہوں نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اوصاف کو پہچانا، مہر نبوت کی زیارت کی اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سورۃ یوسف سن کر اسلام قبول کر لیا۔^(۱)

سورۃ یوسف کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت کی دلیل کے طور پر حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے حالاتِ زندگی تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اس سورت میں یہ مضامین بیان ہوئے ہیں:

(۱)..... قرآن مجید کا بہترین قصہ بیان کیا گیا۔

(۲)..... حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعے میں یہودیوں کے لئے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت کی نشانیاں ہیں۔

(۳)..... تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پہلے جتنے انبیاء کرام عَلَیْہِم الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام دنیا میں تشریف لائے سب مرد ہی تھے کسی عورت کو نبوت نہیں ملی۔

(۴)..... انبیاء کرام عَلَیْہِم الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی قوموں کے واقعات میں عقلمندوں کے لئے عبرت اور نصیحت ہے۔

(۵)..... اس سورت کے آخر میں قرآن مجید کے اوصاف بیان کئے گئے کہ یہ سابقہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے، اس میں ہر چیز کا مُفَصَّل بیان ہے اور یہ مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

سورۃ ہود کے ساتھ قرآن مجید میں

سورۃ یوسف کی اپنے سے ماقبل سورت ’ہود‘ کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ سورۃ ہود میں حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو فرشتوں کے ذریعے حضرت اسحاق عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کے بعد حضرت یعقوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بشارت دی گئی اور سورۃ یوسف میں حضرت یعقوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی اولاد کے حالاتِ زندگی بیان کئے گئے ہیں، اور ایک مناسبت یہ ہے کہ سورۃ یوسف سورۃ ہود کے بعد نازل ہوئی اور قرآن مجید میں سورتوں کی ترتیب میں بھی اسے

۱..... دلائل النبوة للبيهقي، جماع ابواب اسئلة اليهود وغيرهم... الخ، باب ما جاء في تعجب الحبر الذي سمعه يقرأ سورة يوسف لموافقته... الخ، ۲۷۶/۶۔

سورہ ہود کے بعد ہی ذکر کیا گیا ہے۔ (۱)

نوٹ: امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے سورہ یوسف کی ایک جداگانہ تفسیر بھی لکھی، جس کا انداز صوفیانہ ہے اور آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے آیات کی تفسیر کے تحت مؤثر نصیحتیں، تشبیہات، حکایات اور نکات بھی بیان فرمائے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت رحم والا مہربان۔

ترجمہ کنزالایمان:

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان:

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تِلْكَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۱

یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں۔

ترجمہ کنزالایمان:

الرا، یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان:

﴿تِلْكَ﴾: یہ۔ یعنی اس سورت میں جو آیات بیان ہوئیں یہ روشن کتاب یعنی قرآن مجید کی آیتیں ہیں۔ مُبِیْن کا معنی ہے روشن و ظاہر کردینے والی۔ قرآن پاک کا مبین ہونا یوں ہے کہ اس کا اپنی مثل لانے سے عاجز کر دینے والا ہونا ظاہر ہے نیز اس کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا واضح ہے نیز اس کے معانی روشن اور واضح ہیں کہ قرآنی آیات کے معانی اہل علم سے پوشیدہ نہیں نیز اس قرآن میں حلال و حرام، حدود و تعزیرات کے احکام صاف بیان فرمائے گئے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اس میں سابقہ امتوں، ان کے نبیوں اور رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے احوال روشن طور پر مذکور ہیں اور اس میں حق و باطل کو ممتاز کر دیا گیا ہے۔ (۲)

①.....تناسق الدرر، سورۃ یوسف، ص ۹۴-۹۵۔

②.....مدارک، یوسف، تحت الآیۃ: ۱، ص ۵۱۹، خازن، یوسف، تحت الآیۃ: ۱، ۲/۳، ملقطاً۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک ہم نے اسے عربی قرآن اتارا کہ تم سمجھو۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک ہم نے اس قرآن کو عربی نازل فرمایا تاکہ تم سمجھو۔

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا﴾: بیشک ہم نے اس قرآن کو عربی نازل فرمایا۔ ﴿﴾ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو عربی زبان میں نازل فرمایا کیونکہ عربی زبان سب زبانوں سے زیادہ فصیح ہے اور جنت میں جنتیوں کی زبان بھی عربی ہوگی اور اسے عربی میں نازل کرنے کی ایک حکمت یہ ہے کہ تم اس کے معنی سمجھ کر ان میں غور و فکر کرو اور یہ بھی جان لو کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔^(۱)

قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا چاہیے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کا مسلمانوں پر ایک حق یہ بھی ہے کہ وہ اسے سمجھیں اور اس میں غور و فکر کریں اور اسے سمجھنے کے لئے عربی زبان پر عبور ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ کلام عربی زبان میں نازل ہوا ہے اس لئے جو لوگ عربی زبان سے ناواقف ہیں یا جنہیں عربی زبان پر عبور حاصل نہیں تو انہیں چاہئے کہ اہل حق کے مستند علما کے تراجم اور ان کی تفاسیر کا مطالعہ فرمائیں تاکہ وہ قرآن مجید کو سمجھ سکیں۔ افسوس! فی زمانہ مسلمانوں کی کثیر تعداد قرآن مجید کو سمجھنے اور اس میں غور و فکر کرنے سے بہت دور ہو چکی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔ عربی کا سیکھنا بحیثیت مجموعی اُمتِ مسلمہ کیلئے فرضِ کفایہ ہے۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِهَا أَوْ حِينًا إِلَيْكَ هَذَا الْقُرْآنُ ﴿۳﴾

وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمَنِ الْغَفْلِينَ ﴿۴﴾

ترجمہ کنزالایمان: ہم تمہیں سب سے اچھا بیان سناتے ہیں اس لیے کہ ہم نے تمہاری طرف اس قرآن کی وحی بھیجی

۱..... صاوی، یوسف، تحت الآية: ۲، ۹۴۱/۳۔

اگرچہ بیشک اس سے پہلے تمہیں خبر نہ تھی۔

ترجمہ کنز العرفان: ہم نے تمہاری طرف اس قرآن کی وحی بھیجی اس کے ذریعے ہم تمہارے سامنے سب سے اچھا واقعہ بیان کرتے ہیں اگرچہ اس سے پہلے تم یقیناً اس سے بے خبر تھے۔

﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ﴾: ہم تمہارے سامنے سب سے اچھا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ ﴿یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾، ہم آپ کے سامنے سابقہ امتوں اور گزشتہ زمانوں کا سب سے اچھا واقعہ بیان کرتے ہیں جو کہ بہت سی عجیب و غریب حکمتوں اور عبرتوں پر مشتمل ہے اور اس میں دین و دنیا کے بہت فوائد، بادشاہوں، رعایا اور علماء کے احوال، عورتوں کی عادات، دشمنوں کی ایذاؤں پر صبر اور ان پر قابو پانے کے بعد ان سے درگزر کرنے کا نفیس بیان ہے جس سے سننے والے میں نیک سیرتی اور پاکیزہ خصلتیں پیدا ہوتی ہیں۔^(۱) نیز اس سورت کے ضمن میں ایک انسان کی زندگی کے جملہ مراحل کو بیان کر دیا گیا کہ زندگی کے کن مراحل پر کیا کیا چیزیں انسان کو پیش آسکتی ہیں اور ان سے وہ بہترین انداز میں سبکدوش کیسے ہو سکتا ہے۔

﴿وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمَنِ الْغَفْلِينَ﴾: اگرچہ اس سے پہلے تم یقیناً اس سے بے خبر تھے۔ ﴿یعنی یہ سورت آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف وحی کرنے سے پہلے آپ کو اس واقعے کی خبر تھی اور نہ آپ نے اس واقعے کو کبھی سنا تھا۔﴾^(۲) علامہ صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”یہ تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ایک معجزہ ہے کہ آپ نے سب سے اچھے انداز اور بہترین طریقے سے گزشتہ اور آئندہ لوگوں کی خبر دی ہے۔“^(۳)

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعے کو ”أَحْسَنَ الْقَصَصِ“ فرمانے کی وجوہات

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعے کو ”أَحْسَنَ الْقَصَصِ“ فرمانے کی مختلف وجوہات بیان کی گئی ہیں، ان میں سے 3 وجوہات درج ذیل ہیں۔

(۱)..... حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعے میں جس قدر عبرتیں اور حکمتیں بیان کی گئی ہیں اتنی اور کسی سورت

①..... حازن، یوسف، تحت الآية: ۳، ۳-۲۔

②..... ابو سعود، یوسف، تحت الآية: ۳، ۷۸/۳۔

③..... صاوی، یوسف، تحت الآية: ۳، ۹۴۱/۳۔

میں بیان نہیں کی گئیں۔

(2)..... حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے بھائیوں سے انتہائی اچھا سلوک فرمانے، ان کی طرف سے پہنچنے والی اذیتوں پر صبر کرنے اور بدلہ لینے پر قادر ہونے کے باوجود انہیں معاف کر دینے کی وجہ سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعے کو ”أَحْسَنَ الْقَصَصِ“ فرمایا گیا۔

(3)..... حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعے میں انبیاء کرام، صالحین، فرشتوں، شیطانوں، جنوں، انسانوں، جانوروں اور پرندوں کا ذکر ہے اور اس میں بادشاہوں، تاجروں، عالموں، جابلوں، مردوں اور عورتوں کے طرز زندگی کا بیان اور عورتوں کے مکر و فریب کا ذکر ہے، اس کے علاوہ اس واقعے میں توحید، رسالت، فقہی احکام، خوابوں کی تعبیر، سیاست، معاشرت، تدبیر معاش اور ان تمام فوائد کا بیان ہے جن سے دین و دنیا کی اصلاح ممکن ہے، اس لئے اس واقعے کو ”أَحْسَنَ الْقَصَصِ“ فرمایا گیا۔^(۱)

إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كُوكَبًا وَالشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ﴿۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: یاد کرو جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ میں نے گیارہ تارے اور سورج اور چاند دیکھے انہیں اپنے لیے سجدہ کرتے دیکھا۔

ترجمہ کنزالعرفان: یاد کرو جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا: اے میرے باپ! میں نے گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو دیکھا، میں نے انہیں اپنے لئے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔

﴿إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ: يَا دُرُوبُ جِبِ يوسُفُ نَے اِپنے باپ سے کہا۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ اپنی قوم کے سامنے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ بات بیان کریں جو انہوں نے اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہی کہ اے میرے باپ! میں نے گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو دیکھا، میں نے انہیں اپنے

1..... تفسیر قرطبی، یوسف، تحت الآیة: ۳، ۸۳/۵، الجزء التاسع.

لئے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خواب

مفسرین نے یہ واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب دیکھا کہ آسمان سے گیارہ ستارے اترے اور ان کے ساتھ سورج اور چاند بھی ہیں، ان سب نے آپ کو سجدہ کیا، حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ خواب جمعہ کی رات کو دیکھا اور یہ رات شبِ قدر تھی۔ حضرت قتادہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”خواب میں دیکھے گئے ستاروں کی تعبیر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گیارہ بھائی ہیں اور سورج آپ کے والد اور چاند آپ کی والدہ ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام راحیل ہے اور مفسر سدی کا قول ہے کہ چونکہ راحیل کا انتقال ہو چکا تھا اس لئے چاند سے آپ کی خالہ مراد ہیں۔ سجدہ کرنے سے مراد ایک قول کے مطابق تواضع کرنا اور فرمانبردار ہونا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ حقیقتاً سجدہ مراد ہے کیونکہ اس زمانہ میں سلام کی طرح سجدہ تَحِيَّتِ یعنی تعظیم کا سجدہ بھی جائز تھا۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر شریف اس وقت بارہ سال کی تھی اور سات سال اور سترہ سال عمر ہونے کے قول بھی کتابوں میں مذکور ہیں۔^(۱)

قَالَ يُبْنَىٰ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا ۖ
إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝

ترجمہ کنزالایمان: کہا اے میرے بچے! اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا کہ وہ تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے بیشک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: فرمایا: اے میرے بچے! اپنا خواب اپنے بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا ورنہ تمہارے خلاف کوئی سازش کریں گے۔ بیشک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔

﴿قَالَ يُبْنَىٰ﴾: فرمایا: اے میرے بچے! مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت یوسف علیہ

الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ سے بہت زیادہ محبت تھی، اس لئے ان کے ساتھ ان کے بھائی حسد کرتے تھے اور حضرت یعقوب علیہ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ چونکہ یہ بات جانتے تھے، اس لئے جب حضرت یوسف علیہ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ نے یہ خواب دیکھا تو حضرت یعقوب علیہ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ نے فرمایا اے میرے بچے! اپنا خواب اپنے بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا کیونکہ وہ اس کی تعبیر کو سمجھ لیں گے تو وہ تمہارے خلاف کوئی سازش کریں گے اور تمہاری ہلاکت کی کوئی تدبیر سوچیں گے۔^(۱)

حضرت علامہ عبد اللہ بن احمد نسفی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ اِس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ”حضرت یعقوب علیہ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ حضرت یوسف علیہ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ کو نبوت کے لئے منتخب فرمائے گا اور دونوں جہان کی نعمتیں اور شرف عنایت کرے گا اس لئے آپ کو حضرت یوسف علیہ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ کے خلاف ان کے بھائیوں کی طرف سے حسد کا اندیشہ ہوا اور آپ نے حضرت یوسف علیہ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ سے فرمایا کہ اگر آپ نے اپنے بھائیوں سے اپنا خواب بیان کیا تو وہ تمہارے خلاف سازش کریں گے۔“^(۲)

خواب کس سے بیان کرنا پڑے؟

اس سے معلوم ہوا کہ انسان جب کوئی اچھا خواب دیکھے تو اس کے بارے میں صرف اس شخص کو خبر دے کہ جو اس سے محبت رکھتا ہو یا عقلمند ہو اور اس سے حسد نہ کرتا ہو اور اگر برا خواب دیکھے تو اسے کسی سے بیان نہ کرے۔^(۳) صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے جب تم میں سے کوئی پسندیدہ خواب دیکھے تو اس کا ذکر صرف اسی سے کرے جو اس سے محبت رکھتا ہو اور اگر ایسا خواب دیکھے کہ جو اسے پسند نہ ہو تو اس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اسے پناہ مانگنی چاہئے اور (اپنی بائیں طرف) تین مرتبہ تھکا کر دے اور اس خواب کو کسی سے بیان نہ کرے تو وہ کوئی نقصان نہ دے گا۔“^(۴)

﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ﴾: بیشک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔ آیت کے اس حصے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ کے بھائی اگر حضرت یوسف علیہ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ کو اذیت اور تکلیف پہنچانے

①.....خازن، یوسف، تحت الآية: ۵، ۴/۳.

②.....مدارك، یوسف، تحت الآية: ۵، ص ۵۲۰.

③.....صاوی، یوسف، تحت الآية: ۵، ۴۲/۳.

④.....بخاری، کتاب التبعیر، باب ما اذا رأى ما يكره فلا يخبر بها ولا يذكرها، ۴/۴۲۳، الحديث: ۷۰۴۴، مسلم، کتاب الرؤيا،

ص ۱۲۴۲، الحديث: ۳ (۲۲۶۱).

کی کوشش کریں گے تو اس کا سبب شیطانی وسوسہ ہوگا۔^(۱)

وَكَذَلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ
عَلَيْكَ وَعَلَى الْيَعْقُوبَ كَمَا أَتَتْهَا عَلَى أَبِيكَ مِنْ قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ
وَاسْحَقَ ۖ إِنَّ رَبَّكَ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ ۝۶

ترجمہ کنزالایمان: اور اسی طرح تجھے تیرا رب چن لے گا اور تجھے باتوں کا انجام نکالنا سکھائے گا اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا اور یعقوب کے گھر والوں پر جس طرح تیرے پہلے دونوں باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر پوری کی بیشک تیرا رب علم و حکمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اسی طرح تیرا رب تمہیں منتخب فرمائے گا اور تجھے باتوں کا انجام نکالنا سکھائے گا اور تجھ پر اور یعقوب کے گھر والوں پر اپنا احسان مکمل فرمائے گا جس طرح اس نے پہلے تمہارے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر اپنی نعمت مکمل فرمائی بیشک تیرا رب علم والا، حکمت والا ہے۔

﴿وَكَذَلِكَ﴾: اور اسی طرح۔ ﴿يَجْتَبِيكَ﴾ حضرت یعقوب عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام سے فرمایا ”جس طرح اس عظمت و شرافت والے خواب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تیرا مقام بلند کیا اسی طرح تیرا رب عز و جل تمہیں نبوت و بادشاہت یا اہم کاموں کے لئے منتخب فرمائے گا۔“

بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ ”اجْتَبَاءُ یعنی اللہ تعالیٰ کا کسی بندے کو چن لینا“ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو فیض ربّانی کے ساتھ خاص کرے جس سے اس کو طرح طرح کے کرامات و کمالات، محنت و کوشش کے بغیر حاصل ہوں، یہ مرتبہ انبیاء کرام عَلَيْهِم الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے ساتھ خاص ہے اور ان کی بدولت ان کے مُقَرَّرین، صدیقین، شہداء اور صالحین رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِم بھی اس نعمت سے سرفراز کئے جاتے ہیں۔^(۲)

①.....حازن، یوسف، تحت الآية: ۵، ۴/۳۔

②.....حازن، یوسف، تحت الآية: ۶، ۴/۳، بیضاوی، یوسف، تحت الآية: ۶، ۴/۳، ملتقطاً۔

﴿وَيَعْلَمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ﴾: اور تجھے باتوں کا انجام نکالنا سکھائے گا۔ ﴿آیت میں مذکور ”تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ“ سے خوابوں کی تعبیر نکالنا مراد ہے کیونکہ خواب اگر سچے ہوں تو وہ فرشتوں کی باتیں ہیں اور اگر سچے نہ ہوں تو وہ نفس یا شیطان کی باتیں ہیں۔ بعض مفسرین کے نزدیک ”تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ“ سے سابقہ آسمانی کتابوں اور انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلَوةُ وَالسَّلَام کی احادیث کی مہم باتوں کو ظاہر فرمانا مراد ہے۔ پہلا قول صحیح ہے۔^(۱)

﴿وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ﴾: اور وہ اپنا احسان مکمل فرمائے گا۔ امام فخر الدین رازی رَحِمَہُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”اس آیت میں ”يُتِمُّ نِعْمَتَهُ“ سے نبوت کے لئے منتخب فرمانا مراد لیا جائے تو اس صورت میں نعمت پوری کرنے سے مراد دنیا اور آخرت کی سعادتیں عطا فرمانا ہے، دنیا کی سعادتیں یہ ہیں۔ (۱) اولاد کی کثرت۔ (۲) خدمت گاروں اور پیروی کرنے والوں کی کثرت۔ (۳) مال اور شان و شوکت میں وسعت۔ (۴) مخلوق کے دلوں میں عظمت و جلال کی زیادتی۔ (۵) اچھی ثنا اور تعریف۔ آخرت کی سعادتیں یہ ہیں۔ (۱) کثیر علوم۔ (۲) اچھے اخلاق۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی معرفت میں استغراق۔ اور اگر ”يُتِمُّ نِعْمَتَهُ“ سے بلند درجات تک پہنچانا مراد لیا جائے تو اس صورت میں نعمت پوری کرنے سے مراد نبوت عطا فرمانا ہے، اس کی تائید ان باتوں سے ہوتی ہے۔

(۱)..... نعمت پورا کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نعمت کو اس طرح کامل کر دیا جائے کہ وہ ہر قسم کے نقصان سے محفوظ ہو اور انسان کے حق میں ایسی نعمت صرف نبوت ہے مخلوق کے تمام مناصب، نبوت کے منصب کے مقابلے میں ناقص ہیں۔ (۲)..... حضرت یعقوب عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَام نے فرمایا: جس طرح اس نے پہلے تمہارے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر اپنی نعمت مکمل فرمائی، یہ بات واضح ہے کہ وہ نعمتِ تامہ جس کی وجہ سے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَام اور حضرت اسحاق عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَام کو باقی انسانوں سے امتیاز حاصل ہوا، وہ نبوت ہے، لہذا اس آیت میں تکمیلِ نعمت سے مراد نبوت ہے۔^(۲)

لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٍ لِلِّسَّالِينَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: بیشک یوسف اور اس کے بھائیوں میں پوچھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

①..... ابو سعود، یوسف، تحت الآية: ۶، ۸۱/۳.

②..... تفسیر کبیر، یوسف، تحت الآية: ۶، ۴۲۱/۶، ملقطاً.

ترجمہ کنز العرفان: بیشک یوسف اور اس کے بھائیوں (کے واقعے) میں پوچھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

﴿لَقَدْ بَشَّكَ﴾ یعنی بے شک حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے بھائیوں کے واقعے میں پوچھنے والوں کے لئے عظیم الشان نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرتِ قاہرہ پر دلالت کرتی ہیں۔^(۱)

اَبَسْتَ لَكَ كَانَتْ لَكَ يَسْفُورُ اَعْرَضْتَ عَنْ تَغْلِيْقِ دَوَابِّهِمْ

اس آیت کے تعلق سے دو باتیں قابلِ ذکر ہیں

(۱)..... حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی بیوی لَیْثَا بِنْتُ لَیْثَانَ آپ کے ماموں کی بیٹی ہیں، ان سے آپ کے 6 فرزند ہوئے (۱) رُؤَسَیْل، (۲) شَمْعُون، (۳) لَآوِی، (۴) یہوذا (یا، یہودا)، (۵) زبولون، (۶) یسخر جبکہ چار بیٹے (۷) دَانِ، (۸) نَفْتَالِی، (۹) جَاوِ، (۱۰) آشُر، دوسری دو بیویوں زلفہ اور باہرہ سے ہوئے۔ لیا کے انتقال کے بعد حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی بہن راحیل سے نکاح فرمایا ان سے دو فرزند ہوئے (۱۱) حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اور (۱۲) بنیامین۔ یہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ صاحبِ زادے ہیں انہیں کو اَسْبَاط کہتے ہیں۔

(۲)..... آیت میں سالکین یعنی پوچھنے والوں سے وہ یہودی مراد ہیں جنہوں نے رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حال اور حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کے خَطَرِ کُفْعَان سے سرزمینِ مصر کی طرف منتقل ہونے کا سبب دریافت کیا تھا، جب سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات بیان فرمائے اور یہودیوں نے ان کو توریت کے مطابق پایا تو انہیں حیرت ہوئی کہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کتابیں پڑھنے اور علماء کی مجلسوں میں بیٹھنے اور کسی سے کچھ سیکھنے کے بغیر اس قدر صحیح واقعات کیسے بیان فرمائے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ضرور نبی ہیں اور قرآن پاک ضرور اللہ تعالیٰ کی وحی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو قدسی علم سے مشرف فرمایا علاوہ بریں اس واقعہ میں بہت سی عبرتیں، نصیحتیں اور حکمتیں ہیں۔^(۲)

اِذْ قَالُوا لَیُّسُفُ وَاَخُوہٗ اَحَبُّ اِلَیْ اَبِنَا مَنَا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۖ اِنَّ اَبَانَا
لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۸﴾

①..... ابو سعود، یوسف، تحت الآية: ۷، ۸۲/۳.

②..... خازن، یوسف، تحت الآية: ۷، ۵/۳.

توجہ کنزالایمان: جب بولے کہ ضرور یوسف اور اس کا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں اور ہم ایک جماعت ہیں بیشک ہمارے باپ صراحۃً ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

توجہ کنزالعرفان: یاد کرو جب بھائی بولے: بیشک یوسف اور اس کا سگا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ محبوب ہیں حالانکہ ہم ایک جماعت ہیں بیشک ہمارے والد کھلی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

﴿اذْقَالُوا﴾: یاد کرو جب انہوں نے کہا۔ ﴿حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں نے جب یہ دیکھا کہ ان کے والد محترم حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے سگے بھائی بنیامین کی طرف بہت مائل ہیں اور ان پر بڑی شفقت فرماتے ہیں تو کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! یوسف اور اس کا سگا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں اور وہ انہیں محبت میں ہم پر ترجیح دیتے ہیں حالانکہ وہ دونوں چھوٹے ہیں اور حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جبکہ ہم دس مرد ہیں، مضبوط ہیں، زیادہ کام آ سکتے ہیں، زیادہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں لہذا ہم اپنی کثیر تعداد اور زیادہ فائدہ مند ہونے کی وجہ سے ان دونوں بھائیوں کی بجائے محبت کے زیادہ حقدار ہیں، بیشک ہمارے والد ان کی کھلی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں نے یہ کہہ کر تو دیا لیکن یہ بات ان کے خیال میں نہ آئی کہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے بھائی کو صرف محبت میں ان پر ترجیح دی ہے اور دلی محبت کو دور کر دینا انسان کے بس میں نہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ محبت و شفقت کا سبب یہ ہو کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ان کی چھوٹی عمر میں انتقال فرما گئی تھیں نیز شفقت کا سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہدایت اور اچھی صفات کی وہ نشانیاں ملاحظہ فرمائیں جو دوسرے بھائیوں میں نہ تھیں۔ (۱)

اَقْتُلُوا يُوسُفَ اَوْ اَطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْ
بَعْدِهِ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۙ

۱.....حازن، یوسف، تحت الآیہ: ۸، ۶-۵/۳، مدارک، یوسف، تحت الآیہ: ۸، ص ۵۲۱، ملتقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: یوسف کو مارڈالو یا کہیں زمین میں پھینک آؤ کہ تمہارے باپ کا منہ صرف تمہاری ہی طرف رہے اور اس کے بعد پھر نیک ہو جانا۔

ترجمہ کنزالعرفان: یوسف کو مارڈالو یا کہیں زمین میں پھینک آؤ تا کہ تمہارے باپ کا چہرہ تمہاری طرف ہی رہے اور اس کے بعد تم پھر نیک ہو جانا۔

﴿أَفْتَلُوْا يُوسُفَ﴾: یوسف کو مارڈالو۔ جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں کو اپنے والد ماجد کا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ محبت فرمانا شاق گزرا تو انہوں نے باہم مل کر یہ مشورہ کیا کہ کوئی ایسی تدبیر سوچنی چاہیے جس سے ہمارے والد صاحب ہماری طرف زیادہ مائل ہوں۔ بہر حال مشورہ میں گفتگو اس طرح ہوئی کہ ”والد محترم کی محبت حاصل کرنے کی دو ہی صورتیں ہیں پہلی یہ کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک ہی بار مارڈالو اور دوسری یہ کہ اگر مارنا نہیں تو کہیں دور دراز کی زمین میں پھینک آؤ جہاں بھیڑیے یا درندے کے کھا جانے یا اسی سر زمین میں انتقال کر جانے کی وجہ سے ان کا حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس واپس آ جانا ممکن نہ رہے۔ اگر تم نے ان دو صورتوں میں سے کسی ایک پر عمل کر لیا تو حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ تمہاری طرف ہو جائے گی اور وہ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کر دینے یا آبادیوں سے دور چھوڑ آنے کے بعد تم پھر توبہ کر کے نیک ہو جانا۔“^(۱)

آیت: ﴿أَفْتَلُوْا يُوسُفَ أَوْ طَبَّحُوْهُ﴾ سے حاصل ہونے والی معلومات

اس سے دو باتیں معلوم ہوتیں:

(۱)..... حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں کی یہ ساری حرکات صرف حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی طرف مائل کرنے کیلئے تھیں، نفس کی خاطر نہ تھیں، اس لئے ان کو سچی توبہ نصیب ہوگئی، قاتیل کی حرکات چونکہ نفسِ امارہ کے لئے تھیں، اس لئے اسے توبہ نصیب نہ ہوئی۔

(۲)..... یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی جائز بلکہ اعلیٰ ترین مقصد کے حصول کیلئے بھی ناجائز ذریعہ اختیار کرنے کی اجازت نہیں جیسے یہاں حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں کا مقصد والد کی محبت کا حصول تھا جو کہ منصبِ نبوت پر فائز بھی

۱..... حازن، یوسف، تحت الآیة: ۹، ۶/۳، روح البیان، یوسف، تحت الآیة: ۹، ۲۱۹/۴، ملقطاً.

تھے لیکن اس کیلئے ناجائز ذریعہ اختیار کیا اور اس کی مذمت کی گئی۔

قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَالْقُوَّةُ فِي غَيْبَتِ الْجَبِّ يَلْتَقِطُهُ
بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ⑩

ترجمہ کنزالایمان: ان میں سے ایک کہنے والا بولا یوسف کو مارو نہیں اور اسے اندھے کنویں میں ڈال دو کہ کوئی راہ چلتا اسے آ کر لے جائے اگر تمہیں کرنا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا: یوسف کو قتل نہ کرو اور اسے کسی تاریک کنویں میں ڈال دو کہ کوئی مسافر اسے اٹھالے جائے گا۔ اگر تم کچھ کرنے والے ہو۔

﴿قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ﴾ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا۔ یعنی حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں میں سے یہود یا یزیدیل نے کہا کہ یوسف کو قتل نہ کرو کیونکہ قتل گناہ عظیم ہے اور اسے کسی تاریک کنویں میں ڈال دو کہ کوئی مسافر وہاں سے گزرے اور انہیں کسی دوسرے ملک میں لے جائے، اس سے مقصد بھی پورا ہو جائے گا کہ نہ وہ یہاں رہیں گے اور نہ والد صاحب کی نظر عنایت ان پر ہوگی، لہذا اگر تم کچھ کرنے والے ہو تو یہ کرو۔ اس میں اشارہ ہے کہ چاہئے تو یہ کہ کچھ بھی نہ کرو لیکن اگر تم نے ارادہ ہی کر لیا ہے تو بس اتنے ہی پراکتفا کرو۔^(۱)

قَالُوا يَا بَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَرَنَا عَلَى يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ لَنَصْحُونَ ⑪ أُرْسِلَهُ
مَعَا غَدًا يَرْتَع وَيَلْعَبُ وَإِنَّا لَهُ لَحَفُظُونَ ⑫

ترجمہ کنزالایمان: بولے اے ہمارے باپ آپ کو کیا ہوا کہ یوسف کے معاملے میں ہمارا اعتبار نہیں کرتے اور ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں۔ کل اسے ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ میوے کھائے اور کھیلے اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔

①.....روح البیان، یوسف، تحت الآیۃ: ۱۰، ۲۱۹/۴، خازن، یوسف، تحت الآیۃ: ۱۰، ۶/۳، ملتقطاً.

ترجمہ کنزالعرفان: بھائیوں نے کہا: اے ہمارے باپ! آپ کو کیا ہوا کہ یوسف کے معاملے میں آپ ہمارا اعتبار نہیں کرتے حالانکہ ہم یقیناً اس کے خیر خواہ ہیں۔ آپ کل اسے ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ وہ پھل کھائے اور کھیلے اور بیشک ہم اس کے محافظ ہیں۔

﴿قَالُوا: انہوں نے کہا۔﴾ اس آیت اور اس سے اگلی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں نے جب آپس میں مشورہ کر لیا اور وہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان جدائی کروادینے پر متفق ہو گئے تو انہوں نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا ”اے ہمارے باپ! آپ کو کیا ہوا کہ یوسف کے معاملے میں آپ ہمارا اعتبار نہیں کرتے اور جب ہم شہر سے باہر صحرا کی طرف جائیں تو یوسف کو ہمارے ساتھ نہیں بھیجتے حالانکہ ہم یقیناً اس کے خیر خواہ ہیں۔ آپ کل اسے ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ وہ تفریح مثلاً شکار اور تیر اندازی وغیرہ کے ذریعے لطف اندوز ہوں، بیشک ہم اس کی پوری نگہداشت کریں گے۔“ (۱)

قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِي أَنْ تَذْهَبُوا بِهِ وَأَخَافُ أَنْ يَأْكُلَهُ الذِّبُّ وَأَنْتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ ۝۱۳

ترجمہ کنزالایمان: بولا بیشک مجھے رنج دے گا کہ تم اسے لے جاؤ اور ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھالے اور تم اس سے بے خبر رہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: فرمایا: بیشک تمہارا اسے لے جانا مجھے غمگین کر دے گا اور میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھالے اور تم اس کی طرف سے بے خبر ہو جاؤ۔

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساتھ بھیجنے کا مطالبہ کیا تو حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱.....تفسیر طبری، یوسف، تحت الآیۃ: ۱۲، ۱۵۵/۷، مدارک، یوسف، تحت الآیۃ: ۱۲-۱۳، ص ۵۲۲، ملقطاً.

کو ان کے ساتھ نہ بھیجنے کی دو وجوہات بیان فرمائیں، ایک یہ کہ تمہارا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لے جانا اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تمہارے ساتھ چلے جانا مجھے غمگین کر دے گا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کچھ دیر کے لئے بھی ان سے جدا ہونا گوارا نہ تھا۔ دوسری وجہ یہ بیان کی کہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ تم اپنے کھانے پینے اور کھیل کود میں مصروفیت کی وجہ سے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے غافل ہو جاؤ گے اور کوئی بھیڑیا آ کر انہیں کھا جائے گا۔ یہ وجہ آپ نے اس لئے بیان فرمائی تھی کہ اس سرزمین میں بھیڑیے اور درندے بہت تھے۔^(۱)

قَالُوا لَيْنَ أَكَلَهُ الذِّبُّ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّا إِذًا الْخُسْرَاءُونَ ﴿۱۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: بولے اگر اسے بھیڑیا کھا جائے اور ہم ایک جماعت ہیں جب تو ہم کسی مصرف کے نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: انہوں نے کہا: اگر اسے بھیڑیا کھا جائے حالانکہ ہم ایک جماعت (موجود) ہوں جب تو ہم کسی کام کے نہ ہوئے۔

﴿قَالُوا﴾ انہوں نے کہا۔ ﴿حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں نے جواب دیا﴾ ”ہم دس مردوں کے وہاں موجود ہوتے ہوئے اگر اسے بھیڑیا کھا جائے جب تو ہم کسی کام کے نہ ہوئے لہذا انہیں ہمارے ساتھ بھیج دیجئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر یونہی تھی کہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت دی اور روانگی کے وقت حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ قیص جو جنتی ریشم کی تھی اور جس وقت حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کپڑے اتار کر آگ میں ڈالا گیا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے وہ قیص آپ کو پہنائی تھی اور وہ قیص مبارک حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور ان سے ان کے فرزند حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچی تھی، حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ قیص تعویذ بنا کر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گلے میں ڈال دی۔^(۲)

۱.....حازن، یوسف، تحت الآیة: ۱۳، ۷/۳.

۲.....حازن، یوسف، تحت الآیة: ۱۴، ۷/۳، روح البیان، یوسف، تحت الآیة: ۱۴، ۲۲۲/۴، ملقطاً.

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَاجْتَمَعُوا أَن يُجْعَلُوهُ فِي غِيَبَتِ الْجُبِّ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِأَمْرِهِمْ هَٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٥﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب اسے لے گئے اور سب کی رائے یہی ٹھہری کہ اسے اندھے کنویں میں ڈال دیں اور ہم نے اسے وحی بھیجی کہ ضرور تو انہیں ان کا یہ کام جتا دے گا ایسے وقت کہ وہ نہ جانتے ہوں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر جب وہ اسے لے گئے اور سب نے اتفاق کر لیا کہ اسے تاریک کنویں میں ڈال دیں اور ہم نے اسے وحی بھیجی کہ تم ضرور انہیں ان کی یہ حرکت یاد دلاؤ گے اور اس وقت وہ جانتے نہ ہوں گے۔

﴿فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ﴾ پھر جب وہ اسے لے گئے۔ ﴿وَاجْتَمَعُوا أَن يُجْعَلُوهُ فِي غِيَبَتِ الْجُبِّ﴾ جب حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے بھائیوں کے ساتھ بھیج دیا تو جب تک حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں دیکھتے رہے تب تک تو وہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے کندھوں پر سوار کئے ہوئے عزت و احترام کے ساتھ لے گئے اور جب دور نکل گئے اور حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظروں سے غائب ہو گئے تو انہوں نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمین پر دے پٹکا اور دلوں میں جو عداوت تھی وہ ظاہر ہوئی، حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کی طرف جاتے تھے وہ مارتا اور طعنے دیتا تھا اور خواب جو کسی طرح انہوں نے سن لیا تھا اس پر برا بھلا کہتے تھے اور کہتے تھے اپنے خواب کو بلا، وہ اب تجھے ہمارے ہاتھوں سے چھڑائے۔ جب سختیاں حد کو پہنچیں تو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہود اسے کہا: خدا سے ڈر، اور ان لوگوں کو ان زیادتیوں سے روک۔ یہود انے اپنے بھائیوں سے کہا کہ تم نے مجھ سے کیا عہد کیا تھا کہ انہیں قتل نہیں کیا جائے گا، تب وہ ان حرکتوں سے باز آئے اور سب نے اتفاق کر لیا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تاریک کنویں میں ڈال دیں چنانچہ انہوں نے ایسا کیا۔ یہ کنواں کنعان سے تین فرسنگ (یعنی 9 میل) کے فاصلہ پر اُردُن کی سرزمین کے اطراف میں واقع تھا، اوپر سے اس کا منہ تنگ تھا اور اندر سے گشادہ، حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پاؤں باندھ کر قمیص اتار کر کنویں میں چھوڑا، جب وہ اس کی نصف گہرائی تک پہنچے تو رسی چھوڑ دی تا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام

پانی میں گر کر ہلاک ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبریل امین علیہ السلام پہنچے اور انہوں نے آپ کو کنویں میں موجود ایک پتھر پر بٹھا دیا اور آپ کے ہاتھ کھول دیئے۔^(۱)

﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ: اور ہم نے اسے وحی بھیجی۔﴾ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے واسطے سے یا الہام کے ذریعے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی کہ آپ غمگین نہ ہوں، ہم آپ کو گھرے کنویں سے نکال کر بلند مقام پر پہنچائیں گے اور تمہارے بھائیوں کو حاجت مند بنا کر تمہارے پاس لائیں گے اور انہیں تمہارے زیر فرمان کریں گے اور اے پیارے یوسف! علیہ الصلوٰۃ والسلام، ایک دن ایسا آئے گا کہ تم ضرور انہیں ان کا یہ ظالمانہ کام یاد دلاؤ گے جو انہوں نے اس وقت تمہارے ساتھ کیا اور وہ اُس وقت تمہیں نہ جانتے ہوں گے کہ تم یوسف ہو کیونکہ اس وقت آپ کی شان بلند ہوگی اور آپ سلطنت و حکومت کی مسند پر ہوں گے جس کی وجہ سے وہ آپ کو پہچان نہ سکیں گے۔^(۲) قصہ مختصر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی انہیں کنوئیں میں ڈال کر واپس ہوئے اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قمیص جو اتار لیا تھا اس کو ایک بکری کے بچے کے خون میں رنگ کر ساتھ لے لیا۔

وَجَاءُوا أَبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ ﴿١٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور رات ہوئے اپنے باپ کے پاس روتے آئے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور رات کے وقت اپنے باپ کے پاس وہ روتے ہوئے آئے۔

﴿وَجَاءُوا: اور وہ آئے۔﴾ مفسرین فرماتے ہیں کہ جب بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کنوئیں میں ڈال دیا تو رات کے وقت اپنے والد کی طرف لوٹے تاکہ رات کے اندھیرے میں انہیں جھوٹا عذر پیش کرنے میں کوئی پریشانی نہ ہو، جب وہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکان کے قریب پہنچے تو انہوں نے رونا اور چیخنا چلانا شروع کر دیا، جب حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے چیخنے کی آواز سنی تو گھبرا کر باہر تشریف لائے اور فرمایا: ”اے میرے بیو! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں بکریوں میں کچھ نقصان ہوا؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ پھر فرمایا

①.....روح البیان، یوسف، تحت الآیۃ: ۱۵، ۴/۲۲۳۔

②.....ابو سعود، یوسف، تحت الآیۃ: ۱۵، ۸۶/۳، ملخصاً۔

”تو کیا مصیبت پہنچی اور یوسف کہاں ہیں؟“ (۱)

قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَالْكَاهِنُ
الَّذِي لَدُنَّا أَتَىٰ بِمُرُوءٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ ﴿١٤﴾

ترجمہ کنزالایمان: بولے اے ہمارے باپ ہم دوڑ کرتے نکل گئے اور یوسف کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑا تو اسے بھیڑیا کھا گیا اور آپ کسی طرح ہمارا یقین نہ کریں گے اگرچہ ہم سچے ہوں۔

ترجمہ کنزالعرفان: کہنے لگے: اے ہمارے باپ! ہم دوڑ کا مقابلہ کرتے (دور) چلے گئے اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تو اسے بھیڑیا کھا گیا اور آپ کسی طرح ہمارا یقین نہ کریں گے اگرچہ ہم سچے ہوں۔

﴿قَالُوا﴾: کہنے لگے۔ حضرت یعقوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پوچھنے پر انہوں نے جواب دیا ”اے ہمارے باپ ہم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ دوڑ لگا رہے تھے کہ ہم میں سے کون آگے نکلتا ہے، اس دوڑ کے چکر میں ہم دور نکل گئے اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا، اسی دوران جب ہم یوسف سے غافل ہوئے تو اسے بھیڑیا کھا گیا اور ہمیں علم ہے کہ آپ حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے شدید محبت کی وجہ سے کسی طرح ہمارا یقین نہ کریں گے اگرچہ ہم سچے ہوں اور ہمارے ساتھ کوئی گواہ ہے نہ کوئی ایسی دلیل و علامت ہے جس سے ہماری سچائی ثابت ہو۔“ (۲)

وَجَاءَ عَلَىٰ قَبِيلِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ ط قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمُ الْاَنفُسُ امْرَاطًا
فَصَبِّرْ جَبِيلٌ ط وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ﴿١٥﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اس کے گرتے پر ایک جھوٹا خون لگالائے کہا بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات تمہارے واسطے

۱.....خازن، یوسف، تحت الآیة: ۱۶، ۹/۳.

۲.....خازن، یوسف، تحت الآیة: ۱۷، ۹/۳، ملخصاً.

بنالی ہے تو صبر اچھا اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو تم بتا رہے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہ اس کے کرتے پر ایک جھوٹا خون لگالائے۔ یعقوب نے فرمایا: بلکہ تمہارے دلوں نے تمہارے لئے ایک بات گھڑ لی ہے تو صبر اچھا اور تمہاری باتوں پر اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں۔

﴿وَجَاءَ وَعَلَى قَيْصُصِهِ بِدَرَكْنٍ﴾ اور وہ اس کے کرتے پر ایک جھوٹا خون لگالائے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللہ تعالیٰ عَنْہُمَا فرماتے ہیں ”انہوں نے بکری کے ایک بچے کو ذبح کر کے اس کا خون حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قمیص پر لگا دیا تھا لیکن قمیص کو پھاڑنا بھول گئے، حضرت یعقوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام وہ قمیص اپنے چہرہ مبارک پر رکھ کر بہت روئے اور فرمایا ”عجیب قسم کا ہوشیار بھیڑیا تھا جو میرے بیٹے کو تو کھا گیا اور قمیص کو پھاڑا تک نہیں۔ مزید فرمایا ”حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ تمہارے دلوں نے تمہارے لئے ایک بات گھڑ لی ہے تو میرا طریقہ عمدہ صبر ہے اور تمہاری باتوں پر اللہ تعالیٰ ہی سے مدد چاہتا ہوں۔“ (۱)

وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَى دَلْوَهُ قَالَ يَبُشَىٰ هَذَا غُلْمٌ وَاسْرِوْهُ بُضَاعَةً ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿۱۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ایک قافلہ آیا انہوں نے اپنا پانی لانے والا بھیجا تو اس نے اپنا ڈول ڈالا بولا آہا کیسی خوشی کی بات ہے یہ تو ایک لڑکا ہے اور اسے ایک پونجی بنا کر چھپا لیا اور اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ایک قافلہ آیا تو انہوں نے اپنا پانی لانے والا آدمی بھیجا تو اس نے اپنا ڈول ڈالا۔ اس پانی لانے والے نے کہا: کیسی خوشی کی بات ہے، یہ تو ایک لڑکا ہے۔ اور انہوں نے اسے سامان تجارت قرار دے کر چھپا لیا اور اللہ جانتا ہے جو وہ کر رہے تھے۔

﴿وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ﴾ اور ایک قافلہ آیا۔ ﴿ایک قافلہ جو مدین سے مصر کی طرف جا رہا تھا وہ راستہ بہک کر اُس جنگل کی

طرف آنکلا جہاں آبادی سے بہت دور یہ کنواں تھا اور اس کا پانی کھاری تھا مگر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے بیٹھا ہو گیا، جب وہ قافلہ والے اس کنوئیں کے قریب اترے تو انہوں نے اپنا پانی لانے والا کنویں کی طرف بھیجا، اس کا نام مالک بن ذعر خزامی تھا اور یہ شخص مدین کا رہنے والا تھا، جب وہ کنوئیں پر پہنچا اور اس نے اپنا ڈول ڈالا تو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ ڈول پکڑ لیا اور اس میں لٹک گئے، مالک نے ڈول کھینچا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کنوئیں سے باہر تشریف لے آئے۔ جب اس نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عالمِ افر و زحمن دیکھا تو نہایت خوشی میں آ کر اپنے ساتھیوں کو مودہ دیا کہ آہا کیسی خوشی کی بات ہے، یہ تو ایک بڑا حسین لڑکا ہے۔ مالک بن ذعر اور اس کے ساتھیوں نے انہیں سامان تجارت قرار دے کر چھپا لیا تا کہ کوئی اس میں شرکت کا دعویٰ نہ کر دے۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی جو اس جنگل میں اپنی بکریاں چراتے تھے اور وہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگرانی بھی کر رہے تھے، آج جو انہوں نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کنوئیں میں نہ دیکھا تو وہ انہیں تلاش کرتے ہوئے قافلہ میں پہنچے، وہاں انہوں نے مالک بن ذعر کے پاس حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو وہ اس سے کہنے لگے کہ یہ غلام ہے، ہمارے پاس سے بھاگ آیا ہے، کسی کام کا نہیں ہے اور نافرمان ہے، اگر خرید لو تو ہم اسے سستا بیچ دیں گے اور پھر اسے کہیں اتنی دور لے جانا کہ اس کی خبر بھی ہمارے سننے میں نہ آئے۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے خوف سے خاموش کھڑے رہے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ نہ فرمایا۔^(۱)

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ ۖ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور بھائیوں نے اسے کھوٹے داموں گنتی کے روپوں پر بیچ ڈالا اور انہیں اس میں کچھ رغبت نہ تھی۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بھائیوں نے بہت کم قیمت چند درہموں کے بدلے میں اسے بیچ ڈالا اور انہیں اس میں کچھ رغبت نہ تھی۔

﴿وَشَرَوْهُ: اور بھائیوں نے اسے بیچ ڈالا﴾ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں نے انہیں مالک بن ذعر

۱.....خازن، یوسف، تحت الآیۃ: ۱۹، ۳/۱، ابو سعود، یوسف، تحت الآیۃ: ۱۹، ۳/۸، ملقطاً.

خزاعی کے ہاتھ بہت کم قیمت والے چند درہموں کے بدلے بیچ دیا۔ حضرت قناوہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ وہ بیس درہم تھے۔ اور حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بھائی پہلے سے ہی ان میں کچھ رغبت نہ رکھتے تھے۔ پھر مالک بن ذعر اور اس کے ساتھی حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو مصر میں لائے، اس زمانے میں مصر کا بادشاہ ریان بن ولید بن نزدان عملی تھا اور اس نے اپنی عنان سلطنت قطفیر مصری کے ہاتھ میں دے رکھی تھی، تمام خزان اسی کے تحت تھروں تھے، اس کو عزیز مصر کہتے تھے اور وہ بادشاہ کا وزیر اعظم تھا، جب حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام مصر کے بازار میں بیچنے کے لئے لائے گئے تو ہر شخص کے دل میں آپ کی طلب پیدا ہوئی اور خریداروں نے قیمت بڑھانا شروع کی یہاں تک کہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وزن کے برابر سونا، اتنی ہی چاندی، اتنا ہی مشک اور اتنا ہی ریشم قیمت مقرر ہوئی اور عمر شریف اس وقت تیرہ یا سترہ سال کی تھی۔ عزیز مصر نے اس قیمت پر آپ کو خرید لیا اور اپنے گھر لے آیا۔ دوسرے خریدار اس کے مقابلہ میں خاموش ہو گئے۔^(۱)

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِّصْرَ لَا مِرَاتٍ اَكْرَمِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ اَنْ يَنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا ۖ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا يُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِنْ تَاْوِيلِ الْاَحَادِيثِ ۖ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۱

ترجمہ کنزالایمان: اور مصر کے جس شخص نے اسے خریدا وہ اپنی عورت سے بولا انہیں عزت سے رکھ شاید ان سے ہمیں نفع پہنچے یا ان کو ہم بیٹا بنالیں اور اسی طرح ہم نے یوسف کو اس زمین میں جماؤ دیا اور اس لیے کہ اسے باتوں کا انجام سکھائیں اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے مگر اکثر آدمی نہیں جانتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور مصر کے جس شخص نے انہیں خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا: انہیں عزت سے رکھو شاید ان سے ہمیں نفع پہنچے یا ہم انہیں بیٹا بنالیں اور اسی طرح ہم نے یوسف کو زمین میں ٹھکانا دیا اور تاکہ ہم اسے باتوں کا انجام

۱..... صاوی، یوسف، تحت الآیۃ: ۲۰، ۹۴۹/۳، حازن، یوسف، تحت الآیۃ: ۲۰، ۱۱/۳، ملقطاً.

سکھائیں اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے مگر اکثر آدمی نہیں جانتے۔

﴿وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ لَا مِرَآةَ ۖ﴾ اور مصر کے جس شخص نے انہیں خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا۔ ﴿آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ مصر کے جس شخص نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خریدا اسے لوگ عزیز مصر کہتے تھے اور اس کا نام قطفیر تھا، اس نے اپنی بیوی زلیخا سے کہا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عزت سے رکھو، ان کی قیام گاہ نفیس ہو، لباس اور خوراک اعلیٰ قسم کی ہو، شاید ان سے ہمیں نفع پہنچے اور ہمارے کاموں میں اپنے تدبیر و دانائی سے ہمارے لئے نفع مند اور بہتر مددگار ثابت ہو نیز ہو سکتا ہے کہ سلطنت اور حکومت کے کاموں کو سرانجام دینے میں ہمارے کام آئے کیونکہ رُشد کے آثار ان کے چہرے سے ظاہر ہیں یا پھر ہم انہیں بیٹا بنالیں۔ یہ قطفیر نے اس لئے کہا کہ اس کے کوئی اولاد نہ تھی۔ (۱) ﴿وَكَذَلِكَ: اور اسی طرح۔﴾ یعنی جس طرح ہم نے قتل سے محفوظ کر کے اور کنویں سے سلامتی کے ساتھ باہر لا کر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام پر احسان فرمایا اسی طرح ہم نے انہیں مصر کی سرزمین میں ٹھکانا دیا تاکہ ہم اسے مصر کے خزانوں پر تسلط عطا کریں اور خوابوں کی تعبیر نکالنا سکھائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کام پر غالب ہے، وہ جو چاہے کرے اور جیسا چاہے حکم فرمائے، اس کے حکم کو کوئی روکنے والا ہے نہ اس کی قضا کو کوئی ٹالنے والا ہے اور نہ ہی کوئی چیز اس پر غالب ہے، مگر اکثر آدمی نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیا کرنے والا ہے اور وہ ان سے کیا چاہتا ہے۔ (۲)

وَلَمَّا بَدَغْ أَشَدَّهٖ أَتَيْنَهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۖ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۲۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جب اپنی پوری قوت کو پہنچا ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکیوں کو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب یوسف بھرپور جوانی کی عمر کو پہنچے تو ہم نے اسے حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نیکیوں کو ایسا ہی صلہ دیتے ہیں۔

﴿وَلَمَّا بَدَغْ أَشَدَّهٖ﴾ اور جب اپنی پوری قوت کو پہنچے۔ ﴿یعنی جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جوانی کی پوری قوت کو پہنچے اور شباب اپنی انتہا پر آیا اور عمر مبارک امام ضحاک رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے قول کے مطابق بیس سال، سدی کے

①.....ابو سعود، یوسف، تحت الآیة: ۲۱، ۹۰/۳، حازن، یوسف، تحت الآیة: ۲۱، ۱۱/۳، ملتقطاً.

②.....حازن، یوسف، تحت الآیة: ۲۱، ۱۱/۳.

قول کے مطابق تیس سال اور کبھی کے قول کے مطابق اٹھارہ اور تیس کے درمیان ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت اور دین میں فقاہت عطا فرمائی۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں حکم سے درست بات اور علم سے خواب کی تعبیر مراد ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ چیزوں کی حقیقتوں کو جاننا علم اور علم کے مطابق عمل کرنا حکمت ہے۔^(۱)

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا عمومی علم مبارک علم لدنی ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم لدنی بخشا کہ استاد کے واسطے کے بغیر ہی علم وفقہ اور عمل صالح عنایت کیا۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا عمومی یا اکثر علم مبارک علم لدنی ہوتا ہے۔ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ارشاد فرمایا

وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا^(۲) ترجمہ کنز العرفان: اور اسے اپنا علم لدنی عطا فرمایا۔

اور ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں فرمایا
وَعَلَّمَكُمَا لَمْ تَكُن تَعْلَم^(۳) ترجمہ کنز العرفان: اور آپ کو وہ سب کچھ سکھادیا جو آپ نہ جانتے تھے۔

اور فرمایا

الرَّحْمَنُ ۖ عَلَّمَ الْقُرْآنَ^(۴) ترجمہ کنز العرفان: رحمن نے قرآن سکھایا۔

لہذا دنیا کا کوئی علم والا نبی علیہ السلام کے برابر نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ لوگ دنیاوی استادوں کے شاگرد ہوتے ہیں اور نبی علیہ السلام رب العالمین عَزَّوَجَلَّ سے سیکھتے ہیں۔

وَرَأَوْدَتُهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۖ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ ۖ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ۝۲۳

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جس عورت کے گھر میں تھا اس نے اسے لہرایا کہ اپنا آپا نہ رو کے اور دروازے سب بند کر

۱..... حازن، یوسف، تحت الآية: ۲۲، ۱۱/۳-۱۲.

۴..... سورة رحمن: ۲۱.

۳..... النساء: ۱۱۳.

۲..... کہف: ۶۵.

دیئے اور بولی آؤ تمہیں سے کہتی ہوں کہا اللہ کی پناہ وہ عزیز تو میرا رب یعنی پرورش کرنے والا ہے اس نے مجھے اچھی طرح رکھا بیشک ظالموں کا بھلا نہیں ہوتا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور وہ جس عورت کے گھر میں تھے اُس نے انہیں اُن کے نفس کے خلاف پھسلانے کی کوشش کی اور سب دروازے بند کر دیئے اور کہنے لگی: آؤ، (یہ) تم ہی سے کہہ رہی ہوں۔ یوسف نے جواب دیا: (ایسے کام سے) اللہ کی پناہ۔ بیشک وہ مجھے خریدنے والا شخص میری پرورش کرنے والا ہے، اس نے مجھے اچھی طرح رکھا ہے۔ بیشک زیادتی کرنے والے فلاح نہیں پاتے۔

﴿هُوَ فِي بَيْتِهَا﴾: وہ جس عورت کے گھر میں تھے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انتہائی پاکدامنی بیان فرمائی ہے، آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام انتہائی حسین و جمیل تھے، جب زلیخا نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن و جمال کو دیکھا تو اس نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں لالچ کیا۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ اسی گھر میں رہائش پذیر تھے جہاں زلیخا رہتی تھی، اس لئے زلیخا نے موقع پا کر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے مقدّس نفس کے خلاف پھسلانے کی کوشش کی تاکہ وہ اس کے ساتھ مشغول ہو کر اس کی ناجائز خواہش کو پورا کریں۔ زلیخا کے مکان میں یکے بعد دیگرے سات دروازے تھے، زلیخا نے ساتوں دروازے بند کر کے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا ”میری طرف آؤ، یہ میں تم ہی سے کہہ رہی ہوں۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی بات سن کر فرمایا ”میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں اور اسی سے اپنی حفاظت کا طلبگار ہوں کہ وہ مجھے اس قباحت سے بچائے جس کی تو طلب گار ہے۔ بے شک عزیز مصر قطفیر میری پرورش کرنے والا ہے اور اس نے مجھے رہنے کے لئے اچھی جگہ دی ہے اس کا بدلہ یہ نہیں کہ میں اس کے اہل خانہ میں خیانت کروں، جو ایسا کرے وہ ظالم ہے۔“ (۱) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہونا چاہیے اور اپنے مُربیٰ کا احسان ماننا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ ہے۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّا بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۖ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ

۱.....تفسیر کبیر، یوسف، تحت الآیۃ: ۲۳، ۴۳۸/۶، خازن، یوسف، تحت الآیۃ: ۲۳، ۱۲/۳، ملقطاً.

عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ ۖ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ ﴿۲۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا ہم نے یونہی کیا کہ اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک عورت نے یوسف کا ارادہ کیا اور اگر وہ اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا تو وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا۔ ہم نے اسی طرح کیا تاکہ اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں، بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہے۔

﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ﴾ اور بیشک عورت نے یوسف کا ارادہ کیا۔ یعنی زلیخا نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے برائی کا ارادہ کیا اور اگر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے رب غزوٰ وجل کی دلیل نہ دیکھ لیتے تو انسانی فطرت کے تقاضے کے مطابق وہ بھی عورت کی طرف مائل ہو جاتے لیکن حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب تعالیٰ کی دلیل دیکھی اور اس فاسد ارادے سے محفوظ رہے اور وہ دلیل و برہان عصمتِ نبوت ہے، اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ نفوس کو برے اخلاق اور گندے افعال سے پاک پیدا کیا ہے اور پاکیزہ، مقدس اور شرافت والے اخلاق پر ان کی پیدائش فرمائی ہے، اس لئے وہ ہر ایسے کام سے باز رہتے ہیں جس کا کرنا منع ہو۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جس وقت زلیخا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درپے ہوئی اس وقت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا کہ انگشت مبارک دندانِ اقدس کے نیچے دبا کر اجتناب کا اشارہ فرماتے ہیں۔^(۱) تنبیہ: ان آیات میں ذکر کئے گئے واقعے سے متعلق بحث کرنے سے بچنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کیونکہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی کی عصمت کا ہے اور بحث کرنا کہیں ایمان کی بربادی کا سبب نہ بن جائے۔

﴿كَذٰلِكَ﴾ اسی طرح۔ یعنی جس طرح ہم نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دلیل دکھائی اسی طرح ہم اس سے ہر برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں گے اور بیشک حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے ان بندوں میں سے ہے جنہیں ہم نے نبوت کے لئے منتخب فرمایا ہے اور دوسرے لوگوں پر انہیں اختیار کیا ہے۔^(۲)

①.....ابوسعود، یوسف، تحت الآیۃ: ۲۴، ۹۴/۳-۹۵، حازن، یوسف، تحت الآیۃ: ۲۴، ۱۴/۳، ملقطاً۔

②.....حازن، یوسف، تحت الآیۃ: ۲۴، ۱۵/۳۔

پاک دامن رہنے اور قدرت کے باوجود گناہ سے بچنے کے فضائل

احادیث میں پاک دامن رہنے اور قدرت کے باوجود بدکاری سے بچنے کے بہت فضائل بیان کئے گئے، ترغیب کے لئے 4 احادیث اور ایک حکایت درج ذیل ہے۔

(1)..... حضرت سہل بن سعد رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جو مجھے اپنے دونوں جڑوں اور اپنی ٹانگوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان اور شرمگاہ) کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (1)

(2)..... حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اے قریش کے جوانو! اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو اور زنا نہ کرو، سن لو! جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی اس کے لئے جنت ہے۔ (2)

(3)..... حضرت انس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”عورت جب اپنی پانچ نمازیں پڑھے اور اپنے ماہِ رمضان کے روزے رکھے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ (3)

(4)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”سات افراد ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن اپنے (عرش کے) سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے (عرش کے) سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (ان میں ایک) وہ شخص ہے جسے کسی منصب و جمال والی عورت نے (اپنے ساتھ برائی کرنے کے لئے) طلب کیا تو اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ (4)

نوکریاں بیٹے والے نوجوان

حضرت ابو عبد اللہ یحییٰ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالَى عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”بنی اسرائیل میں ایک نوجوان تھا جس سے زیادہ حسن

①..... بخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، ۴/۲۴۰، الحدیث: ۶۴۷۴.

②..... شعب الایمان، السابع والثلاثون من شعب الایمان... الخ، ۴/۳۶۵، الحدیث: ۵۴۲۵.

③..... حلیۃ الاولیاء، الربیع بن صبیح، ۶/۳۳۶، الحدیث: ۸۸۳۰.

④..... بخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد ينتظر الصلاة... الخ، ۱/۲۳۶، الحدیث: ۶۶۰.

وجمال والا کوئی نو جوان کبھی دیکھنا نہ گیا، وہ ٹوکریاں بیچا کرتا تھا۔ ایک دن یوں ہوا کہ وہ اپنی ٹوکریاں لے کر (انہیں بیچنے کے لئے) گھوم رہا تھا کہ بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کے محل سے ایک عورت نکلی، جب اس نے نو جوان کو دیکھا تو جلدی سے واپس لوٹ گئی اور بادشاہ کی شہزادی سے کہا: میں نے گھر سے ایک نو جوان کو ٹوکریاں بیچتے ہوئے دیکھا (وہ اتنا خوبصورت ہے کہ) میں نے اس سے زیادہ حسین و جمیل نو جوان کبھی نہیں دیکھا۔ (یہ سن کر) شہزادی نے کہا: اسے لے آؤ۔ وہ عورت اس کے پاس گئی اور کہا: اے نو جوان! اندر آ جاؤ، ہم تم سے خریداری کریں گے۔ نو جوان (محل میں) داخل ہوا تو عورت نے اس کے پیچھے دروازہ بند کر دیا، پھر اس سے کہا: داخل ہو جاؤ۔ وہ داخل ہوا تو اس نے پیچھے سے دوسرا دروازہ بند کر دیا، پھر وہ عورت نو جوان کو شہزادی کے سامنے لے گئی جس نے اپنے چہرے سے نقاب اٹھایا ہوا تھا اور اس کا سینہ بھی عریاں تھا۔ (جب نو جوان نے شہزادی کو اس حالت میں دیکھا) تو اس نے شہزادی سے کہا: اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرمائے، تم (اپنا چہرہ اور سینہ) چھپا لو۔ شہزادی نے کہا: ہم نے تمہیں نصیحت کرنے کے لئے نہیں بلایا بلکہ محض اس مقصد کے لئے بلایا ہے (کہ ہم تجھ سے اپنی شہوت کی تسکین کرنا چاہتے ہیں۔) نو جوان نے اس سے کہا: تو (اس معاملے میں) اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ شہزادی نے کہا: میری مراد پوری کرنے میں اگر تو نے میری بات نہ مانی تو میں بادشاہ کو بتا دوں گی کہ تم میرے پاس صرف میرے نفس پر غالب آنے کے لئے آئے ہو۔ نو جوان نے پھر انکار کیا اور اسے نصیحت کی، جب اس نے (نصیحت ماننے سے) انکار کر دیا تو نو جوان نے کہا: میرے لئے وضو کا انتظام کر دو۔ شہزادی نے کہا: کیا تو مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے؟ اے خادمہ: اس کے لئے محل کی چھت پر وضو کا برتن رکھ دو تا کہ یہ فرار نہ ہو سکے۔ محل کی چھت زمین سے تقریباً 40 گز اونچی تھی، جب وہ نو جوان چھت پر پہنچ گیا تو اس نے (دعا مانگتے ہوئے) عرض کی: اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، مجھے تیری نافرمانی کی طرف بلایا جا رہا ہے اور میں اپنے نفس سے صبر کرنے کو اختیار کر رہا ہوں، (مجھے یہ منظور ہے کہ) اپنے آپ کو اس محل سے نیچے گرا دوں اور گناہ نہ کروں، پھر اس نے بِسْمِ اللہ پڑھی اور خود کو محل کی چھت سے نیچے گرا دیا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جس نے اسے بازوؤں سے پکڑا اور پاؤں کے بل زمین پر کھڑا کر دیا، جب وہ نو جوان زمین پر اتر آیا تو عرض کی: اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، اگر تو چاہے تو مجھے ایسا رزق دے سکتا ہے جو مجھے یہ ٹوکریاں بیچنے سے بے نیاز کر دے۔ (جب اس نے یہ دعا کی) تو اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ایک بوری بھیجی جو سونے سے بھری ہوئی تھی۔ اس نے بوری سے سونا بھرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اس نے اپنا کپڑا بھر لیا۔ پھر اس نے عرض کی: ”اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ،

اگر یہ اسی رزق کا حصہ ہے جو تو نے مجھے دنیا میں دینا تھا تو مجھے اس میں برکت عطا فرما اور اگر یہ میرے اس اجر و ثواب میں سے کچھ کم کر دے گا جو تیرے پاس آخرت میں ہے تو مجھے اس سونے کی حاجت نہیں۔ (جب اس نوجوان نے یہ کہا) تو اسے ایک آواز سنائی دی: جو سونا ہم نے تجھے عطا کیا، یہ اس اجر کا پیچیدہ حصہ ہے جو تجھے خود کو اس محل سے گرانے پر صبر کرنے سے ملا ہے۔ اس نوجوان نے کہا: ”اے میرے پروردگار! عَزَّوَجَلَّ، مجھے ایسے مال کی حاجت نہیں جو میرے اس ثواب میں کمی کا باعث بنے جو آخرت میں تیرے پاس ہے۔ (جب نوجوان نے یہ بات کہی) تو وہ سونا اٹھالیا گیا۔^(۱)

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ط
قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ٣٥

ترجمہ کنزالایمان: اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے اور عورت نے اس کا کرتا پیچھے سے چیر لیا اور دونوں کو عورت کا میاں دروازے کے پاس ملا بولی کیا سزا ہے اس کی جس نے تیری گھر والی سے بدی چاہی مگر یہ کہ قید کیا جائے یا دکھ کی مار۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہ دونوں دروازے کی طرف دوڑے اور عورت نے ان کی قمیص کو پیچھے سے پھاڑ دیا اور دونوں نے دروازے کے پاس عورت کے شوہر کو پایا تو عورت کہنے لگی۔ اس شخص کی کیا سزا ہے جو تمہاری گھر والی کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے؟ یہی کہ اسے قید کر دیا جائے یا دردناک سزا (دی جائے)۔

﴿وَاسْتَبَقَا الْبَابَ﴾: اور وہ دونوں دروازے کی طرف دوڑے۔ ﴿جَبَزَ لِي﴾: جب زلیخا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درپے ہوئی اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب تعالیٰ کی برہان دیکھی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام دروازے کی طرف بھاگے اور زلیخا ان کے پیچھے انہیں پکڑنے کے لئے بھاگی۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام جس جس دروازے پر پہنچتے جاتے تھے اس کا تالا کھل کر گرتا چلا جاتا تھا۔ آخر کار زلیخا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچی اور اس نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرتا پیچھے سے پکڑ کر آپ کو کھینچا تا کہ آپ نکلنے نہ پائیں لیکن آپ غالب آئے اور دروازے سے باہر نکل گئے۔ زلیخا کے قمیص کھینچنے کی وجہ سے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قمیص پیچھے سے پھٹ گئی تھی۔ حضرت

۱.....عیون الحکایات، الحکایة الخامسة والعشرون بعد المائة، ص ۱۴۲-۱۴۳۔

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے ہی باہر نکلے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے زلیخا بھی نکلی تو انہوں نے زلیخا کے شوہر یعنی عزیز مصر کو دروازے کے پاس پایا، فوراً ہی زلیخا نے اپنی براءت ظاہر کرنے اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے مکر سے خوفزدہ کرنے کے لئے حیلہ تراشا اور شوہر سے کہنے لگی: اس شخص کی کیا سزا ہے جو تمہاری گھر والی کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے؟ اتنا کہہ کر زلیخا کو اندیشہ ہوا کہ کہیں عزیز طیش میں آ کر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل کے درپے نہ ہو جائے اور یہ زلیخا کی شدتِ محبت کب گوارا کر سکتی تھی اس لئے اس نے یہ کہا ”یہی کہ اسے قید کر دیا جائے یا دردناک سزا دی جائے یعنی اس کو کوڑے لگائے جائیں۔“ (۱)

قَالَ هِيَ رَأَوْنِي عَنْ نَفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِن كَانَ قَبِيضُهُ قَدْ مِّنْ قَبْلِ فَصَدَقْتُ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۚ وَإِنْ كَانَ قَبِيضُهُ قَدْ مِّنْ دُبُرٍ فَكَذَبْتُ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۚ فَلَبَّاسًا قَبِيضَهُ قَدْ مِّنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِّنْ كَيْدِكُنَّ ۖ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ۚ

ترجمہ کنز الایمان: کہا اس نے مجھ کو بھایا کہ میں اپنی حفاظت نہ کروں اور عورت کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے گواہی دی اگر ان کا کرتا آگے سے چرا ہے تو عورت سچی ہے اور انہوں نے غلط کہا۔ اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے چاک ہوا تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچ۔ پھر جب عزیز نے اس کا کرتا پیچھے سے چرا دیکھا بولا بیشک یہ تم عورتوں کا چرتر ہے بیشک تمہارا چرتر بڑا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: یوسف نے فرمایا: اسی نے میرے دل کو پھسلانے کی کوشش کی ہے اور عورت کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے گواہی دی کہ اگر ان کا کرتا آگے سے پھٹا ہوا ہو پھر تو عورت سچی ہے اور یہ سچ نہیں۔ اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے چاک ہوا ہے تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچ ہیں۔ پھر جب عزیز نے اس کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا تو کہا:

۱.....حازن، یوسف، تحت الآية: ۲۵، ۱۵/۳، مدارك، یوسف، تحت الآية: ۲۵، ص ۵۲۶، ملقطاً.

بیشک یہ تم عورتوں کا مکرم ہے۔ بیشک تمہارا مکرم بہت بڑا ہے۔

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ زلیخا الٹا آپ پر الزام لگاتی ہے اور آپ کے لئے قید و سزا کی صورت پیدا کرتی ہے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی براءت کا اظہار اور حقیقت حال کا بیان ضروری سمجھا اور فرمایا ”یہ مجھ سے برے فعل کی طلب گار ہوئی تو میں نے اس سے انکار کیا اور میں بھاگا۔ عزیز نے کہا ”اس بات پر کس طرح یقین کیا جائے؟“ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس گھر میں ایک چار مہینے کا بچہ جھولے میں ہے جو زلیخا کے ماموں کا لڑکا ہے، اس سے دریافت کرنا چاہیے۔ عزیز نے کہا کہ ”چار مہینے کا بچہ کیا جانے اور کیسے بولے۔“ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو گویائی دینے اور اس سے میری بے گناہی کی شہادت ادا کر دینے پر قادر ہے۔ عزیز نے اس بچہ سے دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ بچہ بولنے لگا اور اس نے کہا: اگر ان کا کرتا آگے سے پھٹا ہوا ہو پھر تو عورت سچی ہے اور یہ سچے نہیں اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے چاک ہوا ہے تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچے ہیں۔ یعنی اگر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے بڑھے اور زلیخا پیچھے سے پکڑ رہی تھی تو کرتا پیچھے سے پھٹا ہوا ہوگا۔ (۱)

تہذیب و رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان

اس واقعے سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان بھی معلوم ہوئی کہ جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تہمت لگی تو ان کی پاکیزگی کی گواہی بچے سے دلوائی گئی اگرچہ یہ بھی عظیم چیز ہے لیکن جب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگی تو چونکہ وہ معاملہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کا بھی تھا اس لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عفت و عصمت اور پاکیزگی کی گواہی اللہ عز و جل نے خود دی۔

دو دہائیوں کی عمر میں کلام کرنے والے بچے

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: خیال رہے کہ چند شیرخوار بچوں نے کلام کیا ہے۔ (۱) حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ گواہ۔ (۲) ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی حمد الہی کی۔ (۳) حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ (۴) حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

۱.....حازن، یوسف، تحت الآیۃ: ۲۶-۲۷، ۱/۵۳-۱۶، مدارک، یوسف، تحت الآیۃ: ۲۶-۲۷، ص ۵۲۶-۵۲۷، ملحقاً۔

(5) حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ (6) حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ (7) اس عورت کا بچہ جس پر زنا کی تہمت لگائی گئی تھی اور وہ بے گناہ تھی۔ (8) خندق والی مصیبت زدہ عورت کا بچہ یعنی اصحاب اُحد ود۔ (9) حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنگھی کرنے والی کا بچہ۔ (10) مبارک یمامہ، جس نے پیدا ہوتے ہی سر کا رصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حکم سے گواہی دی۔ (11) جرتج راہب کی گواہی دینے والا بچہ۔

﴿فَلَمَّا رَأَىٰ أَقْبَيْصَهُ قَدْ مِنْ دُبُرٍ﴾ پھر جب عزیز نے اس کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا۔ یعنی جب عزیز نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا اور جان لیا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہیں اور لیٹا جھوٹی ہے تو زلیخا سے کہا ”تمہاری یہ بات کہ اس شخص کی کیا سزا ہے جو تمہاری گھر والی کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے؟ یہ صرف تم عورتوں کا مکر ہے، بیشک تمہارا مکر بہت بڑا ہے جس کی وجہ سے تم مردوں پر غالب آجاتی ہو۔“ (1)

يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا ۖ وَاسْتَغْفِرِي لِذَنْبِكِ ۖ إِنَّكَ كُنْتَ مِنَ
الْخَاطِئِينَ ﴿٢٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے یوسف تم اس کا خیال نہ کرو اور اے عورت تو اپنے گناہ کی معافی مانگ بیشک تو خطاواروں میں ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے یوسف! تم اس بات سے درگزر کرو اور اے عورت! تو اپنے گناہ کی معافی مانگ۔ بیشک تو ہی خطا کاروں میں سے ہے۔

﴿يُوسُفُ﴾: اے یوسف! جب عزیز مصر کے سامنے زلیخا کی خیانت اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی براءت ثابت ہوگئی تو عزیز نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ ہو کر اس طرح معذرت کی ”اے یوسف! تم اس بات سے درگزر کرو اور اس پر مغموں نہ ہو بے شک تم پاک ہو۔ اس کلام سے یہ بھی مطلب تھا کہ اس کا کسی سے ذکر نہ کرو تا کہ چرچا نہ ہو اور شہرہ عام نہ ہو جائے۔“ (2)

1.....مدارك، يوسف، تحت الآية: ۲۸، ص ۵۲۷.

2.....خازن، يوسف، تحت الآية: ۲۹، ۱۶/۳.

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برأت کی مزید علامتیں

اس آیت کے علاوہ بھی حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برأت کی بہت سی علامتیں موجود تھیں ایک تو یہ کہ کوئی شریف طبیعت انسان اپنے محسن کے ساتھ اس طرح کی خیانت روا نہیں رکھتا اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اچھے اخلاق کی بلندیوں پر فائز ہوتے ہوئے کس طرح ایسا کر سکتے تھے۔ دوسری یہ کہ دیکھنے والوں نے آپ کو بھاگتے آتے دیکھا اور طالب کی یہ شان نہیں ہوتی بلکہ وہ درپے ہوتا ہے، آگے نہیں بھاگتا۔ بھاگتا وہی ہے جو کسی بات پر مجبور کیا جائے اور وہ اسے گوارا نہ کرے۔ تیسری یہ کہ عورت نے انتہا درجہ کا سنگار کیا تھا اور وہ غیر معمولی زیب و زینت کی حالت میں تھی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رغبت و اہتمام محض اس کی طرف سے تھا۔ چوتھی یہ کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تقویٰ و طہارت جو ایک دراز مدت تک دیکھا جا چکا تھا اس سے آپ کی طرف ایسے برے فعل کی نسبت کسی طرح قابلِ اعتبار نہیں ہو سکتی تھی۔^(۱)

﴿وَأَسْتَغْفِرِي لِدُنْيَاكَ﴾: اور اے عورت! تو اپنے گناہ کی معافی مانگ۔ یعنی عزیز مصر زلیخا کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا ”اے عورت! تو اللہ تعالیٰ سے اپنے اس گناہ کی معافی مانگ جو تو نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تہمت لگائی حالانکہ وہ اس سے بری ہیں۔ اپنے شوہر کے ساتھ خیانت کا ارادہ کرنے کی وجہ سے بیشک تو ہی خطا کاروں میں سے ہے۔“^(۲)

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْبَدْيَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَنْ نَفْسِهِ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۚ إِنَّا نَلْمُهَا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور شہر میں کچھ عورتیں بولیں کہ عزیز کی بی بی اپنے نو جوان کا دل لہاتی ہے بیشک ان کی محبت اس کے دل میں پیر گئی ہے ہم تو اسے صریح خود رفته پاتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور شہر میں کچھ عورتوں نے کہا: عزیز کی بیوی اپنے نو جوان کا دل لہانے کی کوشش کرتی ہے، بیشک ان کی محبت اس کے دل میں سما گئی ہے، ہم تو اس عورت کو کھلی محبت میں گم دیکھ رہے ہیں۔

①.....خازن، یوسف، تحت الآية: ۲۷، ۲۹، ۱۶/۳.

②.....خازن، یوسف، تحت الآية: ۲۷، ۲۹، ۱۶/۳.

﴿وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ: اور شہر میں کچھ عورتوں نے کہا۔﴾ عزیز مصر نے اگرچہ اس قصہ کو بہت دبا یا لیکن یہ خبر چھپ نہ سکی اور اس کا چرچا اور شہرہ ہو ہی گیا۔ شہر میں شرفاء مصر کی عورتیں زلیخا اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں باتیں کرتے ہوئے کہنے لگیں کہ عزیز کی بیوی زلیخا اپنے نوجوان کا دل بھانے کی کوشش کرتی ہے، بیشک ان کی محبت اس کے دل میں سما گئی ہے، ہم تو اس عورت کو کھلی محبت میں گم دیکھ رہے ہیں کہ اس دیوانے پن میں اس کو اپنے تنگ و ناموس اور پردے و عفت کا لحاظ بھی نہ رہا۔^(۱)

فَلَمَّا سَبَعْتُ بِكَرِهِنَّ أُرْسِلْتُ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدْتُ لَهُنَّ مِثْكَأً وَأَتَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَذَا بَشَرًا ۖ إِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ﴿۳۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو جب زلیخا نے ان کا چکر و اسنا تو ان عورتوں کو بلا بھیجا اور ان کے لیے مسندیں تیار کیں اور ان میں ہر ایک کو ایک چھری دیدی اور یوسف سے کہا ان پر نکل آؤ جب عورتوں نے یوسف کو دیکھا اس کی بڑائی بولنے لگیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور بولیں اللہ کو پاکی ہے یہ تو جنس بشر سے نہیں یہ تو نہیں مگر کوئی معزز فرشتہ۔

ترجمہ کنز العرفان: تو جب اس عورت نے ان کی بات سنی تو ان عورتوں کی طرف پیغام بھیجا اور ان کے لیے تکیہ لگا کر بیٹھنے کی نشستیں تیار کر دیں اور ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک چھری دیدی اور یوسف سے کہا: ان کے سامنے نکل آئیے تو جب عورتوں نے یوسف کو دیکھا تو اس کی بڑائی پکار اٹھیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور پکار اٹھیں سُبْحَانَ اللَّهِ، یہ کوئی انسان نہیں ہے یہ تو کوئی بڑی عزت والا فرشتہ ہے۔

﴿فَلَمَّا سَبَعْتُ بِكَرِهِنَّ: تو جب اس عورت نے ان کی بات سنی۔﴾ یعنی جب زلیخا نے سنا کہ اشراف مصر کی عورتیں اسے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت پر ملامت کرتی ہیں تو اس نے چاہا کہ وہ اپنا عذر ان کے سامنے ظاہر کر دے،

۱.....حازن، یوسف، تحت الآية: ۳۰، ۱۶/۳-۱۷، ملخصاً.

چنانچہ اس کے لئے اس نے ایک دعوت کا اہتمام کیا اور اس دعوت میں اشرافِ مصر کی چالیس عورتوں کو مدعو کر لیا، ان میں وہ سب عورتیں بھی تھیں جنہوں نے اس پر ملامت کی تھی، زلیخانے ان عورتوں کو بہت عزت و احترام کے ساتھ مہمان بنایا اور ان کیلئے نہایت پر تکلف نشستیں تیار کر دیں جن پر وہ بہت عزت و آرام سے تکیے لگا کر بیٹھیں، دسترخوان بچھائے گئے اور طرح طرح کے کھانے اور میوے اس پر چنے گئے۔ پھر زلیخانے ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک چھری دیدی تاکہ وہ اس سے کھانے کے لئے گوشت کاٹیں اور میوے تراش لیں، اس کے بعد زلیخانے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عمدہ لباس پہننے کیلئے دیا اور کہا ”ان عورتوں کے سامنے نکل آئیے۔ پہلے تو آپ نے اس سے انکار کیا لیکن جب اصرار و تاکید زیادہ ہوئی تو زلیخا کی مخالفت کے اندیشے سے آپ کو آنا ہی پڑا۔ جب عورتوں نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو ان کی بڑائی پکاراٹھیں کیونکہ انہوں نے اس عالمِ افروز جمال کے ساتھ نبوت و رسالت کے انوار، عاجزی و انکساری کے آثار، شاہانہ ہیبت و اقتدار اور کھانے پینے کی لذیذ چیزوں اور حسین و جمیل صورتوں کی طرف سے بے نیازی کی شان دیکھی تو تعجب میں آ گئیں اور آپ کی عظمت و ہیبت دلوں میں بھر گئی اور حسن و جمال نے ایسا وارفتہ کیا کہ ان عورتوں کو خود فراموشی ہو گئی اور ان کے حسن و جمال میں گم ہو کر پھل کاٹتے ہوئے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور ہاتھ کٹنے کی تکلیف کا اصلاً احساس نہ ہوا۔ وہ پکاراٹھیں کہ سُبْحَانَ اللّٰہ، یہ کوئی انسان نہیں ہے کہ ایسا حسن و جمال انسانوں میں دیکھا ہی نہیں گیا اور اس کے ساتھ نفس کی یہ طہارت کہ مصر کے اعلیٰ خاندانوں کی حسین و جمیل عورتیں، طرح طرح کے نفیس لباسوں اور زیوروں سے آراستہ و پیراستہ سامنے موجود ہیں اور آپ کی شانِ بے نیازی ایسی کہ کسی کی طرف نظر نہیں فرماتے اور قطعاً التفات نہیں کرتے۔^(۱) اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اِس وَاَقْعے کی طرف اشارہ کر کے بڑے حسین انداز میں شانِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زَنان سر کٹاتے ہیں ترے نام پر مردانِ عرب

سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن میں فرق

علامہ احمد صاوی رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حسن کا ایک حصہ عطا کیا گیا تھا اور ان کا حسن ظاہر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حسن کو اپنے جلال کے پردوں میں نہیں چھپایا، اسی لئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن کا نظارہ کر کے عورتیں فتنے میں مبتلا ہو گئیں جبکہ حبیبِ پروردگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کامل حسن عطا

۱.....حازن، یوسف، تحت الآیۃ: ۳۱، ۱۷/۳-۱۸، تفسیر کبیر، یوسف، تحت الآیۃ: ۳۱، ۴۸/۶، ملتقطاً.

کیا گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جمال کو اپنے جلال کے پردوں میں چھپا دیا تھا جس کی وجہ سے آپ کا حسنِ کامل دیکھ کر بھی کوئی عورت فتنے میں مبتلا نہ ہوئی یہی وجہ ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سراپا اقدس کی تفصیلات بڑے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے مروی نہیں بلکہ چھوٹے صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے منقول ہیں کیونکہ بڑے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے دلوں میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہیبت و جلال اس قدر تھی کہ وہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف نظر نہ اٹھا سکتے تھے۔^(۱)

قَالَتْ فذلِکَ الَّذِیْ لُتِّیْنِیْ فِیْہِ ۖ وَلَقَدْ رَاوَدُّنَّہُ عَنْ نَّفْسِہٖ فَاسْتَعْصَمَ ط
وَلَیْنُ لَّمْ یَفْعَلْ مَا اَمْرُہٗ لَیْسَجَنَّ ۖ وَلَیْکُنَّ اَمِّنَ الصَّغِرِیْنَ ۝۳۱

ترجمہ کنزالایمان: زلیخا نے کہا تو یہ ہیں وہ جن پر تم مجھے طعنہ دیتی تھیں اور بیشک میں نے ان کا جی لبھانا چاہا تو انہوں نے اپنے آپ کو بچا لیا اور بیشک اگر وہ یہ کام نہ کریں گے جو میں ان سے کہتی ہوں تو ضرور قید میں پڑیں گے اور وہ ضرور ذلت اٹھائیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: زلیخا نے کہا: تو یہ ہیں وہ جن کے بارے میں تم مجھے طعنہ دیتی تھیں اور بیشک میں نے ان کا دل لبھانا چاہا تو انہوں نے اپنے آپ کو بچا لیا اور بیشک اگر یہ وہ کام نہ کریں گے جو میں ان سے کہتی ہوں تو ضرور قید میں ڈالے جائیں گے اور ضرور ذلت اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔

﴿قَالَتْ: زلیخا نے کہا﴾ عورتوں نے جب حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو دیکھا تو وہ ان کے حسن و جمال میں گم ہو گئیں، یہ دیکھ کر زلیخا نے ان سے کہا ”یہ ہیں وہ جن کے بارے میں تم مجھے طعنہ دیتی تھیں، اب تم نے دیکھ لیا اور تمہیں معلوم ہو گیا کہ میرا دیوانہ پن کچھ قابلِ تعجب اور ملامت نہیں اور بیشک میں نے ان کا دل لبھانا چاہا تو انہوں نے اپنے آپ کو بچا لیا اور کسی طرح میری طرف مائل نہ ہوئے۔ اس پر مصری عورتوں نے حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے کہا کہ آپ زلیخا کا کہنا مان لیجئے۔ ان کی بات سن کر زلیخا بولی ”بیشک اگر یہ وہ کام نہ کریں گے جو میں ان سے کہتی ہوں تو ضرور قید میں ڈالے

۱..... صاوی، یوسف، تحت الآیۃ: ۱۹، ۳/۴۸، ملخصاً۔

جائیں گے اور ضرور ذلت اٹھانے والوں میں سے ہوں گے اور چوروں، قاتلوں اور نافرمانوں کے ساتھ جیل میں رہیں گے، کیونکہ انہوں نے میرا دل مجھ سے چھین لیا اور میری نافرمانی کی اور فراق کی تلوار سے میرا خون بہایا تو اب انہیں بھی خوشگوار کھانا پینا اور آرام کی نیند سونا میسر نہ ہوگا، جیسا میں جدائی کی تکلیفوں میں مصیبتیں جھیلی تھی اور صدموں میں پریشانی کے ساتھ وقت کاٹی ہوں یہ بھی تو کچھ تکلیف اٹھائیں، میرے ساتھ ریشم میں شاہانہ چارپائی پر عیش گوارا نہیں ہے تو قید خانے کے چھبے والے بورے پر ننگے جسم کو دکھانا گوارا کریں، حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ یہ سن کر مجلس سے اٹھ گئے اور مصری عورتیں ملامت کرنے کے بہانے سے باہر آئیں اور ایک ایک نے آپ سے اپنی تمناؤں اور مردوں کا اظہار کیا۔

حضرت یوسف عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو ان کی گفتگو بہت ناگوار ہوئی تو بارگاہِ الہی میں عرض کی۔^(۱)

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ ۖ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ ۖ وَأَكُنْ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۖ فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّيِّعُ الْعَلِيمُ ۖ ثُمَّ بَدَأَ لَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا رَأَوُا الْآيَاتِ لَيْسَجْنُهُ حَتَّىٰ حِينٍ ۖ

ترجمہ کنزالایمان: یوسف نے عرض کی اے میرے رب مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے اس کام سے جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں اور اگر تو مجھ سے ان کا مکرم نہ پھیرے گا تو میں ان کی طرف مائل ہوں گا اور نادان بنوں گا۔ تو اس کے رب نے اس کی سن لی اور اس سے عورتوں کا مکرم پھیر دیا بیشک وہی ہے سنتا جانتا۔ پھر سب کچھ نشانیاں دیکھ کر چھپی مت انہیں یہی آئی کہ ضرور ایک مدت تک اسے قید خانہ میں ڈالیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: یوسف نے عرض کی: اے میرے رب! مجھے اس کام کی بجائے قید خانہ پسند ہے جس کی طرف یہ مجھے بلارہی ہیں اور اگر تو مجھ سے ان کا مکرم و فریب نہ پھیرے گا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور میں نادانوں میں سے

۱.....حازن، یوسف، تحت الآية: ۳۲، ۱۸/۳، مدارك، یوسف، تحت الآية: ۳۲، ص ۵۲۸-۵۲۹، ملتقطاً.

ہو جاؤں گا۔ تو اس کے رب نے اس کی سن لی اور اس سے عورتوں کا مکرو فریب پھیر دیا، بیشک وہی سننے والا، جاننے والا ہے۔ پھر سب نشانیاں دیکھنے کے باوجود بھی انہیں یہی سمجھ آئی کہ وہ ضرور ایک مدت تک کیلئے اسے قید خانہ میں ڈال دیں۔

﴿ثُمَّ بَدَأَ لَهُمْ: پھر ان کیلئے یہی بات ظاہر ہوئی۔﴾ جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے امید پوری ہونے کی کوئی شکل نہ دیکھی تو مصری عورتوں نے زلیخا سے کہا کہ اب مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب دو تین روز حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قید خانہ میں رکھا جائے تاکہ وہاں کی محنت و مشقت دیکھ کر انہیں نعمت و راحت کی قدر ہو اور وہ تیری درخواست قبول کر لیں۔ زلیخا نے اس رائے کو مانا اور عزیز مصر سے کہا کہ میں اس عبرانی غلام کی وجہ سے بدنام ہو گئی ہوں اور میری طبیعت اس سے نفرت کرنے لگی ہے، مناسب یہ ہے کہ ان کو قید کیا جائے تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ وہ خطا وار ہیں اور میں ملامت سے بری ہوں۔ یہ بات عزیز کے خیال میں آگئی اور اس نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قید خانے میں بھیج دیا۔^(۱)

وَدَخَلَ مَعَهُ السَّجْنَ فَتَيْنِ ط قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا ج
وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْزًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ط
نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ ج إِنْ أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ ك مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۳۶

ترجمہ کنزالایمان: اور اس کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان داخل ہوئے ان میں ایک بولا میں نے خواب دیکھا کہ شراب نچوڑتا ہوں اور دوسرا بولا میں نے خواب دیکھا کہ میرے سر پر کچھ روٹیاں ہیں جن میں سے پرند کھاتے ہیں ہمیں اس کی تعبیر بتائیے بیشک ہم آپ کو نیکو کار دیکھتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور یوسف کے ساتھ قید خانے میں دو جوان بھی داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں شراب کشید کر رہا ہوں اور دوسرے نے کہا: میں نے خواب دیکھا کہ میں اپنے سر پر کچھ روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں جن میں سے پرندے کھا رہے ہیں۔ (اے یوسف!) آپ ہمیں اس کی تعبیر بتائیے۔ بیشک ہم آپ کو نیک آدمی دیکھتے ہیں۔

۱.....تفسیر کبیر، یوسف، تحت الآیة: ۳۵، ۴۵۲/۶، ملخصاً.

﴿وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَيْنِ﴾: اور یوسف کے ساتھ قید خانے میں دو جوان بھی داخل ہوئے۔ ان دو جوانوں میں سے ایک تو مصر کے شاہِ اعظم ولید بن نزدان عملقی کے باورچی خانے کا انچارج تھا اور دوسرا اس کا ساتی، ان دونوں پر یہ الزام تھا کہ انہوں نے بادشاہ کو زہر دینا چاہا اور اس جرم میں دونوں قید کر دیئے گئے۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام جب قید خانے میں داخل ہوئے تو آپ نے اپنے علم کا اظہار شروع کر دیا اور فرمایا کہ میں خوابوں کی تعبیر کا علم رکھتا ہوں۔ ان دو جوانوں میں سے جو بادشاہ کا ساتی تھا اس نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ایک باغ میں ہوں اور وہاں ایک انگور کی بیل میں تین خوشے لگے ہوئے ہیں، بادشاہ کا کاسہ میرے ہاتھ میں ہے اور میں نے ان انگوروں کا رس نچوڑ کر بادشاہ کو پلایا تو اس نے پی لیا۔ دوسرا یعنی بچن کا انچارج بولا ”میں نے خواب دیکھا کہ میں بادشاہ کے کچن میں اپنے سر پر کچھ روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں جن میں سے پرندے کھا رہے ہیں۔ اے یوسف! علیہ الصلوٰۃ والسلام، آپ ہمیں اس کی تعبیر بتائیے۔ بیشک ہم آپ کو نیک لوگوں میں سے دیکھ رہے ہیں کہ آپ دن میں روزہ دار رہتے ہیں، ساری رات نماز میں گزارتے ہیں، جب کوئی جیل میں بیمار ہوتا ہے تو اس کی عیادت کرتے ہیں اور اس کی خبر گیری رکھتے ہیں، جب کسی پر تنگی ہوتی ہے تو اس کے لئے کشائش کی راہ نکالتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں تعبیر بتانے سے پہلے اپنے معجزے کا اظہار اور توحید کی دعوت شروع کر دی اور یہ ظاہر فرمادیا کہ علم میں آپ کا درجہ اس سے زیادہ ہے جتنا وہ لوگ آپ کے بارے میں سمجھتے ہیں کیونکہ علم تعبیر ظن پر مبنی ہے اس لئے آپ نے چاہا کہ انہیں ظاہر فرمادیں کہ آپ غیب کی یقینی خبریں دینے پر قدرت رکھتے ہیں اور اس سے مخلوق عاجز ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے غیبی علوم عطا فرمائے ہوں اس کے نزدیک خواب کی تعبیر کیا بڑی بات ہے، اس وقت معجزے کا اظہار آپ نے اس لئے فرمایا کہ آپ جانتے تھے کہ ان دونوں میں ایک عنقریب سولی دیا جائے گا، اس لئے آپ نے چاہا کہ اس کو کفر سے نکال کر اسلام میں داخل کریں اور جہنم سے بچا دیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر عالم اپنی علمی منزلت کا اس لئے اظہار کرے کہ لوگ اس سے نفع اٹھائیں تو یہ جائز ہے۔^(۱) سُبْحَانَ اللَّهِ! حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جیل کی تنگ و تکلیف دہ زندگی میں بھی کس قدر پیارا اور دلنواز کردار ہے۔ کاش کہ ہم عافیت کی زندگی میں ہی ایسے کردار کو اپنانے کی کوشش کر لیں۔

۱..... مدارك، يوسف، تحت الآية: ۳۶، ص ۵۲۹-۵۳۰، حازن، يوسف، تحت الآية: ۳۶، ۳/ ۱۹-۲۰، روح البيان، يوسف،

تحت الآية: ۳۶، ۳۸، ۴/ ۲۵۷، ۲۶۰، ملنقطاً.

قید کی حالت میں بھی تبلیغ

تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت کے اکابر اولیاءِ کرام رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم بھی جہاں عافیت کی حالت میں دین کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے رہے وہیں قید و بند کی صعوبتوں میں بھی انہوں نے اپنے قول اور عمل کے ذریعے تبلیغ دین کے سلسلے کو جاری و ساری رکھا، جن میں ایک بہت بڑا اور عظیم نام سیدنا مجدد الف ثانی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا ہے، جب اکبر بادشاہ نے ملحدین اور بے دینوں کے ذریعے ایک نیا دین یعنی دینِ اکبری ایجاد کیا تو حضرت مجدد الف ثانی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ملک کے طول و عرض میں دینِ اکبری کے خلاف اور دینِ اسلام کے دفاع میں مکتوبات اور مریدین کی جماعت کے ذریعے اپنی تبلیغی کوششوں کو عام کر دیا پھر جب اکبر بادشاہ مر گیا اور اس کے بعد جہانگیر نے سلطنت کی زمام کار سنبھالی تو اس نے اپنی حکومت مضبوط کرنے کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو اپنے دربار میں بلایا اور تادیب کرنے، تہذیب سکھانے اور دربارِ شاہی کی تعظیم نہ کرنے کو بہانا بنا کر انہیں قلعہ گوالیار میں قید کر دیا، لیکن آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے وہاں قیدیوں میں بھی اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو جاری رکھا جس کے نتیجے میں ہزاروں کافر و مشرک قیدی مشرف باسلام ہو گئے، اسی طرح قید خانے سے مکتوبات کے ذریعے اپنے اہل و عیال، مریدوں اور اہل محبت کو احکامِ اسلام پر عمل کی دعوت دیتے رہے، ان میں سے ایک خط ملاحظہ ہو، چنانچہ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنے صاحبزادوں خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں ”فرزند ان گرامی! مصیبت کا وقت اگرچہ تلخ و بے مزہ ہے لیکن اس میں فرصت میسر آجائے تو غنیمت ہے، اس وقت تمہیں چونکہ فرصت میسر ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ اور ایک لمحہ بھی فارغ نہ بیٹھو، تین باتوں میں سے ہر ایک کی پابندی ضرور ہونی چاہئے (۱) قرآن پاک کی تلاوت۔ (۲) لمبی قراءت کے ساتھ نماز۔ (۳) کلمہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی تکرار۔ کلمہ لَا کے ساتھ نفس کے خود ساختہ خداؤں کی نفی کریں، اپنی مرادوں اور مقصودوں کی بھی نفی کریں، اپنی مرادیں چاہنا (یعنی جو ہم چاہیں وہی ہو جائے گویا) خدائی کا دعویٰ کرنا ہے اس لئے چاہئے کہ سینے میں کسی مراد کی کوئی گنجائش نہ رہے اور ہوس کا خیال تک نہ آنے پائے تاکہ حیات کی حقیقت متحقق ہو۔ نفسانی خواہشات جو کہ جھوٹے خدا ہیں کو کلمہ ”لَا“ کے تحت لائیں تاکہ ان سب کی نفی ہو جائے اور تمہارے سینے میں کوئی مقصد و مراد باقی نہ رہے حتیٰ کہ میری رہائی کی آرزو

بھی جو اس وقت تمہاری سب سے اہم آرزوں میں ہے، نہ ہونی چاہئے، تقدیر اور اللہ تعالیٰ کے فعل و مشیت پر راضی رہیں، جہاں بیٹھے ہوئے ہیں اسے اپنا وطن سمجھیں۔ یہ چند روزہ زندگی جہاں بھی گزرے اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزرنی چاہئے۔^(۱)

جیل میں تبلیغ کے حوالے سے ایک دوسرا واقعہ ملاحظہ فرمائیں، چنانچہ امام اعظم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر نگہبانوں میں سے ایک شخص حسن بن قحطبہ نے امام اعظم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے عرض کی: میرا کام آپ سے مخفی نہیں ہے، کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ”اگر تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے کئے پر نادم ہو، اور جب تجھے کسی مسلمان کو قتل کرنے اور خود قتل ہونے میں اختیار دیا جائے تو تم اسے قتل کرنے پر اپنے قتل ہونے کو ترجیح دو اور اللہ تعالیٰ سے پختہ ارادہ کرو کہ آئندہ تم کسی مسلمان کو قتل نہیں کرو گے اور تم نے اس عہد کو پورا کر لیا تو سمجھ لینا کہ تیری توبہ قبول ہو گئی ہے۔“^(۲)

قَالَ لَا يَأْتِيْكُمْ طَعَامٌ تُرْزَقُوْهُ اِلَّا نَبَاُكُمْ بِمَا بِتَاوِيلِهِ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيْكُمْ اَط
 ذٰلِكُمْ مَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ
 بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: یوسف نے کہا جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے وہ تمہارے پاس نہ آنے پائے گا کہ میں اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے تمہیں بتا دوں گا یہ ان علموں میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھایا ہے بیشک میں نے ان لوگوں کا دین نہ مانا جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ آخرت سے منکر ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: فرمایا: تمہیں جو کھانا دیا جاتا ہے وہ تمہارے پاس نہیں آئے گا مگر یہ کہ اس کے آنے سے پہلے میں تمہیں اس خواب کی تعبیر بتا دوں گا۔ یہ ان علموں میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھایا ہے۔ بیشک میں نے ان لوگوں کے دین کو نہ مانا جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ آخرت کا انکار کرنے والے ہیں۔

۱.....مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب دوم، ۷/۲-۸.

۲.....مناقب الامام الاعظم للکردی، الفصل السادس فی وفاة الامام رضى الله عنه، ص ۲۲، الجزء الثاني.

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دونوں سے فرمایا: تمہیں جو کھانا دیا جاتا ہے اس کے تمہارے پاس آنے سے پہلے ہی میں تمہیں اس خواب کی تعبیر بتا دوں گا جو تم نے میرے سامنے بیان کیا ہے۔^(۱) دوسری تفسیر یہ ہے کہ تم نے خواب میں جو کھانا دیکھا اور اس کے بارے میں مجھے خبر دی ہے، میں حقیقت میں اس طرح ہونے سے پہلے ہی تمہیں اس کی تعبیر بتا دوں گا۔ تیسری تفسیر یہ ہے کہ تمہارے گھروں سے جو کھانا تمہارے لئے آتا ہے اس کے آنے سے پہلے ہی میں تمہیں اس کی مقدار، اس کا رنگ، تمہارے پاس آنے سے پہلے اس کے آنے کا وقت اور یہ کہ تم نے کیا کھایا، کتنا کھایا اور کب کھایا بتا دوں گا۔^(۲)

﴿ذَلِكُمْ مِمَّا عَلَّمَنِی رَبِّیْ: یہ ان علموں میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھایا ہے۔﴾ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات سن کر ان دونوں قیدیوں نے کہا ”یہ علم تو کاہنوں اور نجومیوں کے پاس ہوتا ہے، آپ کے پاس یہ علم کہاں سے آیا۔“ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”میں کاہن یا نجومی نہیں ہوں، جس کے بارے میں، میں تمہیں خبر دوں گا وہ اللہ تعالیٰ کی وحی ہے جو اس نے میری طرف فرمائی اور یہ وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھایا ہے۔ بیشک میں نے ان لوگوں کے دین کو نہ مانا جو اللہ عزَّوَجَلَّ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ آخرت کا انکار کرنے والے ہیں۔“^(۳)

یہاں خواب کی تعبیر سے متعلق ذکر ہوا، اس مناسبت سے ہم یہاں خواب بتانے کے آداب، خواب کی تعبیر بیان کرنے کے آداب، خواب کی تعبیر بیان کرنے والے مشہور علما اور اس موضوع پر مشتمل کتابوں کا ذکر کرتے ہیں اور خوابوں کی تعبیر سے متعلق حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مبارک معمول بھی بیان کرتے ہیں

خواب کے بارے میں تین احادیث

(۱)..... صرف اس کے سامنے خواب بیان کیا جائے جو اس کی صحیح تعبیر بتا سکتا ہو یا وہ اس سے محبت رکھتا ہو یا وہ قریبی دوست ہو، حاسدوں اور جاہلوں کے سامنے خواب بیان کرنے سے بچنا چاہئے۔ صحیح بخاری میں ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے جب تم میں سے کوئی پسندیدہ خواب دیکھے تو اس کا ذکر صرف اسی سے کرے جو اس سے محبت رکھتا ہو اور اگر ایسا خواب دیکھے کہ جو اس سے پسند نہ ہو تو اس کے شر سے اور شیطان کے

①..... بیضاوی، یوسف، تحت الآیۃ: ۳۷، ۲۸۷/۳-۲۸۸.

②..... صاوی، یوسف، تحت الآیۃ: ۳۷، ۹۵۶/۳، حازن، یوسف، تحت الآیۃ: ۳۷، ۲۰/۳، ملقطاً.

③..... حازن، یوسف، تحت الآیۃ: ۳۷، ۲۰/۳.

شر سے اسے پناہ مانگنی چاہئے اور (اپنی بائیں طرف) تین مرتبہ تھکا کر دے اور اس خواب کو کسی سے بیان نہ کرے تو وہ کوئی نقصان نہ دے گا۔^(۱)

(۲)..... اپنی طرف سے خواب بنا کر بیان نہ کیا جائے کہ اس پر حدیث پاک میں سخت وعید بیان کی گئی ہے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جو شخص ایسی خواب گھرے جو اس نے دیکھی نہ ہو تو اسے اس چیز کا پابند کیا جائے گا کہ وہ جو کے دو دانوں میں گرہ لگائے اور وہ ہرگز ایسا نہ کر سکے گا۔“^(۲)

(۳)..... ڈراؤنے خواب دیکھنے سے متعلق حدیث پاک میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنی خواب سے گھبر جائے تو کہہ لے ”أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمْزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ“ میں اللہ کے پورے کلمات کی پناہ لیتا ہوں اس کی ناراضی اور اس کے عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر اور شیطانوں کے وسوسوں اور ان کی حاضری سے۔“ تو تمہیں کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔^(۳)

خوابوں کی تعبیر جاننے کے آداب

یاد رہے کہ خواب کی تعبیر بیان کرنا نہ ہر شخص کا کام ہے اور نہ ہی ہر عالم خواب کی تعبیر بیان کر سکتا ہے بلکہ خواب کی تعبیر بتانے والے کے لئے ضروری ہے کہ اسے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بیان کی گئی خواب کی تعبیروں پر عبور ہو، الفاظ کے معانی، کنایات اور مجازات پر نظر ہو، خواب دیکھنے والے کے احوال اور معمولات سے واقفیت ہو اور خواب کی تعبیر بیان کرنے والا متقی و پرہیزگار ہو۔ موضوع کی مناسبت سے یہاں خواب کی تعبیر بیان کرنے کے ۵ آداب درج ذیل ہیں

(۱)..... جب تعبیر بیان کرنے والے کے سامنے کوئی اپنا خواب بیان کرنے لگے تو وہ دعائیہ کلمات کے ساتھ اس سے کہے: جو خواب آپ نے دیکھا اس میں بھلائی ہو، آپ اپنا خواب بیان کریں۔

①..... بخاری، کتاب التَّعْبِيرِ، باب إِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلَا يَخْبُرُ بِهَا وَلَا يَذْكُرُهَا، ۴/۴۲۳، الحدیث: ۷۰۴۴.

②..... بخاری، کتاب التَّعْبِيرِ، باب مَنْ كَذَبَ فِي حُلْمِهِ، ۴/۴۲۲، الحدیث: ۷۰۴۲.

③..... ترمذی، کتاب الدعوات، ۹۳-باب، ۵/۳۱۲، الحدیث: ۳۵۳۹.

(2)..... اچھے طریقے سے خواب سنے اور تعبیر بیان کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لے۔

(3)..... خواب سن کر اس میں غور کرے، اگر خواب اچھا ہو تو خواب بیان کرنے والے کو خوشخبری دے کر اس کی تعبیر بیان کرے اور اگر برا ہو تو اس کے مختلف احتمالات میں جو سب سے اچھا احتمال ہو وہ بیان کرے اور اگر خواب کا اچھا یا برا ہونا دونوں برابر ہوں تو اصول کی روشنی میں جسے ترجیح ہو وہ بیان کرے اور اگر ترجیح دینا ممکن نہ ہو تو خواب بیان کرنے والے کا نام پوچھ کر اس کے مطابق تعبیر بیان کر دے اور خواب بیان کرنے والے کو تعبیر سمجھا دے۔

(4)..... سورج طلوع ہوتے وقت، زوال کے وقت اور غروب آفتاب کے وقت تعبیر بیان نہ کرے۔

(5)..... تعبیر بیان کرنے والے کو بتائے گئے خواب اس کے پاس امانت ہیں اس لئے وہ ان خوابوں کو کسی اور پر بلا ضرورت ظاہر نہ کرے۔

خواب کی تعبیر بیان کرنے والے مشہور علماء اور تعبیر پر مشتمل کتابیں

خوابوں کی تعبیر بیان کرنے میں مہارت رکھنے والے علما نے اس موضوع پر کئی کتابیں تصنیف کی ہیں، ان میں سے ایک امام المعمرین حضرت امام محمد بن سیرین رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کِتَاب ”تَفْسِیْرُ الْاَحْلَامِ الْکَبِیْر“ ہے جو کہ ”تَعْبِیْرُ الرُّؤْیَا“ کے نام سے مشہور ہے اور ایک کتاب علامہ عبدالغنی نابلسی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کِتَاب ”تَعْبِیْرُ الْمَنَام“ کے نام سے مشہور ہے۔

خواب کی تعبیر سے متعلق نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معمول اور وہ خوابوں کی تعبیریں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں احادیث صحیحہ سے ثابت کہ حضور اقدس، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے (یعنی خواب کو) امر عظیم جانتے اور اس کے سننے، پوچھنے، بتانے، بیان فرمانے میں نہایت درجے کا اہتمام فرماتے۔ صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت سمرہ بن جندب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نمازیں پڑھ کر حاضرین سے دریافت فرماتے: آج کی شب کسی نے کوئی خواب دیکھا؟ جس نے دیکھا ہوتا (وہ) عرض کرتا (اور) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اس خواب کی) تعبیر فرماتے۔^(۱)

اسی سلسلے میں دو احادیث ملاحظہ ہوں، چنانچہ

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

1..... بخاری، کتاب الجنائز، ۹۳-باب، ۱/۴۶۷، الحدیث: ۱۳۸۶، فتاویٰ رضویہ، ۲۲/۲۷۰-۲۷۱۔

”میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا، میں نے اس میں سے پیا یہاں تک کہ اس کی سیرابی میرے ناخنوں سے بھی نکلنے لگی، پھر میں نے اپنا بچا ہوا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ اس سے کیا مراد لیتے ہیں؟ ارشاد فرمایا (اس سے مراد) علم (ہے)۔^(۱)

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ گویا میں ایک باغ میں ہوں اور باغ کے درمیان میں ایک ستون ہے جس کی چوٹی پر ایک حلقہ ہے، مجھ سے کہا گیا کہ اس پر چڑھو، میں نے کہا: مجھ میں اتنی طاقت نہیں، پھر میرے پاس ایک ملازم آیا اور اس نے میرے کپڑے سنبھالے تو میں چڑھ گیا اور میں نے اُس حلقے کو پکڑ لیا، جب میں بیدار ہوا تو میں نے حلقہ پکڑا ہوا تھا، پھر میں نے رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے یہ خواب بیان کیا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”وہ باغ تو اسلام کا باغ ہے اور وہ ستون بھی اسلام کا ستون ہے اور وہ حلقہ مضبوط حلقہ ہے یعنی آخری وقت تک تم اسلام کو ہمیشہ پکڑے رہو گے۔“^(۲)

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِيْ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۖ مَا كَانَ لَنَا اَنْ
تُشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنْ
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور میں نے اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا دین اختیار کیا ہمیں نہیں پہنچتا کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک ٹھہرائیں یہ اللہ کا ایک فضل ہے ہم پر اور لوگوں پر مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور میں نے اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے دین ہی کی پیروی کی۔ ہمارے لئے ہرگز جائز نہیں کہ ہم کسی چیز کو اللہ کا شریک ٹھہرائیں، یہ ہم پر اور لوگوں پر اللہ کا ایک فضل ہے مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

①.....بخاری، کتاب التبعیر، باب اللبن، ۴/۴۱۱، الحدیث: ۷۰۰۶.

②.....بخاری، کتاب التبعیر، باب التعلیق بالعروۃ والحلقۃ، ۴/۴۱۳، الحدیث: ۷۰۱۴.

﴿وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي﴾ اور میں نے اپنے باپ دادا کا دین اختیار کیا۔ ﴿حَضَرْتُ يَوْسُفَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ﴾ نے اپنے معجزے کا اظہار فرمانے کے بعد یہ بھی ظاہر فرمایا کہ آپ خاندانِ نبوت سے ہیں اور آپ کے آباؤ اجداد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں، جن کا بلند مرتبہ دنیا میں مشہور ہے۔ اس سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد یہ تھا کہ سننے والے آپ کی دعوت قبول کریں اور آپ کی ہدایت مانیں اور فرمایا کہ ہمارے لئے ہرگز جائز نہیں کہ ہم کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرائیں۔ نیز توحید اختیار کرنا اور شرک سے بچنا ہم پر اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا ایک فضل ہے مگر اکثر لوگ اُن نعمتوں پر شکر نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی ہیں اور ان کی ناشکری یہ ہے کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت بجا نہیں لاتے اور مخلوق پرستی کرتے ہیں۔^(۱)

يَصَاحِبِي السِّجْنِ ءَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۳۹

ترجمہ کنزالایمان: اے میرے قید خانہ کے دونوں ساتھیو! کیا جدا جدا رب اچھے یا ایک اللہ جو سب پر غالب۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے میرے قید خانے کے دونوں ساتھیو! کیا جدا جدا رب اچھے ہیں یا ایک اللہ جو سب پر غالب ہے؟

﴿يَصَاحِبِي السِّجْنِ﴾: اے میرے قید خانے کے دونوں ساتھیو! ﴿حَضَرْتُ يَوْسُفَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ﴾ نے اپنے قید خانے کے ساتھیوں سے فرمایا کہ کیا جدا جدا رب جیسا کہ بت پرستوں نے بنا رکھے ہیں کہ کوئی سونے کا، کوئی چاندی کا، کوئی تانبے کا، کوئی لوہے کا، کوئی لکڑی کا، کوئی پتھر کا، کوئی اور کسی چیز کا، کوئی چھوٹا کوئی بڑا، مگر سب کے سب نکلے بے کار، نہ نفع دے سکیں نہ ضرر پہنچا سکیں، ایسے جھوٹے معبود اچھے ہیں یا ایک اللہ تعالیٰ جو سب پر غالب ہے کہ نہ کوئی اس کا مقابل ہو سکتا ہے نہ اس کے حکم میں دخل دے سکتا ہے، نہ اس کا کوئی شریک ہے نہ نظیر، سب پر اس کا حکم جاری اور سب اس کی ملک میں ہیں۔^(۲)

تبیخ میں الفاظ نرم اور دلائل مضبوط استعمال کر سکتے ہیں

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تبلیغ میں الفاظ نرم اور دلائل قوی استعمال کرنے چاہئیں جیسے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نرم الفاظ کے ساتھ ان دو افراد کو اسلام قبول کرنے کی طرف مائل کیا۔

①.....تفسیر کبیر، یوسف، تحت الآیۃ: ۳۸، ۵۶/۶، ۴، خازن، یوسف، تحت الآیۃ: ۳۸، ۲۰/۳، ۲۱، ملقطاً.

②.....خازن، یوسف، تحت الآیۃ: ۳۹، ۲۱/۳، ملخصاً.

مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْبَاءَ سَيِّئَاتِمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مِمَّا
 أَنْزَلَ اللَّهُ بِهِمْ سُلْطٰنٌ ۖ إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ ۖ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ۖ
 ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۲۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم اس کے سوا نہیں پوجتے مگر زے نام جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے تراش لیے ہیں اللہ نے ان کی کوئی سند نہ اتاری حکم نہیں مگر اللہ کا اس نے فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو یہ سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

ترجمہ کنز العرفان: تم اس کے سوا صرف ایسے ناموں کی عبادت کرتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے تراش لیے ہیں، اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری۔ حکم تو صرف اللہ کا ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، یہ سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

﴿مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْبَاءَ﴾: تم اس کے سوا صرف ایسے ناموں کی عبادت کرتے ہو۔ ﴿﴾ جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان قیدیوں کو جدا جدا خداؤں کے فساد پر آگاہ کیا تو ان کے سامنے بیان کیا کہ ان بتوں کا معبود ہونا دور کی بات ہے ان کی تو اپنی کوئی حقیقت ہی نہیں چنانچہ فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا صرف ایسے ناموں کی عبادت کرتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے اپنی جہالت اور گمراہی کی وجہ سے تراش لیے ہیں، خارج میں ان کا کوئی وجود ہی نہیں کہ وہ ان ناموں کے مصداق قرار پائیں، تم جن کی عبادت کرتے ہو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے درست ہونے پر کوئی دلیل نہیں اتاری۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود ہے اور بتوں کی عبادت کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حکم وہ ہے جو اس نے اپنے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ذریعے دیا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور یہی عقلمندی کا تقاضا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا عبادت کے لئے خاص ہونا ہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ دلائل سے جہالت کی وجہ سے نہیں جانتے کہ یہی سیدھا دین ہے اور وہ فرضی ناموں کی پوجا میں لگے ہوئے ہیں۔ (۱)

يَصَاحِبِي السَّجْنِ أَمَّا أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُصَدَّبُ
فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَأْسِهِ ۖ قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِينَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اے قید خانہ کے دونوں ساتھیو! تم میں ایک تو اپنے رب (بادشاہ) کو شراب پلائے گا اور دوسرا وہ سولی
دیا جائے گا تو پرندے اس کا سر کھائیں گے حکم ہو چکا اس بات کا جس کا تم سوال کرتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے قید خانے کے دونوں ساتھیو! تم میں ایک تو اپنے بادشاہ کو شراب پلائے گا اور جہاں تک دوسرے
کا تعلق ہے تو اسے سولی دی جائے گی پھر پرندے اس کا سر کھالیں گے۔ اس کام کا فیصلہ ہو چکا ہے جس کے بارے میں
تم نے پوچھا تھا۔

﴿يَصَاحِبِي السَّجْنِ﴾: اے قید خانے کے دونوں ساتھیو! جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی وحدانیت
کا اقرار کرنے اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی دعوت دینے سے فارغ ہوئے تو ان کے خواب کی تعبیر بیان فرمائی
چنانچہ فرمایا کہ اے قید خانے کے دونوں ساتھیو! تم میں ایک یعنی بادشاہ کو شراب پلانے والا تو اپنے عہدے پر بحال کیا جائے
گا اور پہلے کی طرح بادشاہ کو شراب پلائے گا اور تین خوشے جو خواب میں بیان کئے گئے ہیں اس سے مراد تین دن ہیں، وہ
اتنے ہی دن قید خانے میں رہے گا پھر بادشاہ اس کو بلا لے گا اور جہاں تک دوسرے یعنی کچن کے انچارج کا تعلق ہے تو اسے
سولی دی جائے گی پھر پرندے اس کا سر کھالیں گے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تعبیر سن
کر ان دونوں نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ خواب تو ہم نے کچھ بھی نہیں دیکھا ہم تو ہنسی کر رہے تھے۔
حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس کام کا فیصلہ ہو چکا ہے جس کے بارے میں تم نے پوچھا تھا اور جو میں
نے کہہ دیا یہ ضرور واقع ہوگا تم نے خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو اب یہ حکم ٹل نہیں سکتا۔^(۱)

وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ فَأَنَسَهُ

الشَّيْطَانُ ذَكَرَ رَبَّهُ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ ۝۲۶

ترجمہ کنزالایمان: اور یوسف نے ان دونوں میں سے جسے چتا سمجھا اس سے کہا اپنے رب (بادشاہ) کے پاس میرا ذکر کرنا تو شیطان نے اسے بھلا دیا کہ اپنے رب (بادشاہ) کے سامنے یوسف کا ذکر کرے تو یوسف کئی برس اور جیل خانہ میں رہا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور یوسف نے جس کے بارے میں گمان کیا کہ ان دونوں میں سے وہ بچ جائے گا اسے فرمایا: اپنے بادشاہ کے پاس میرا ذکر کرنا تو شیطان نے اسے اپنے بادشاہ کے سامنے یوسف کا ذکر کرنا بھلا دیا تو یوسف کئی برس اور جیل میں رہے۔

﴿وَقَالَ: اور فرمایا۔﴾ یعنی حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے علم سے ساقی کے بارے میں جان لیا تھا کہ وہ بچ جائے گا تو اس سے فرمایا ”اپنے بادشاہ کے پاس میرا ذکر کرنا اور میرا حال بیان کرنا کہ قید خانے میں ایک مظلوم بے گناہ قید ہے اور اس کی قید کو ایک زمانہ گزر چکا ہے۔ شیطان نے اسے بادشاہ کے سامنے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرنا بھلا دیا جس کی وجہ سے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کئی برس اور جیل میں رہے۔ اکثر مفسرین اس طرف ہیں کہ اس واقعہ کے بعد حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سات برس اور قید میں رہے اور پانچ برس پہلے رہ چکے تھے اس مدت کے گزرنے کے بعد جب اللہ تعالیٰ کو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قید سے نکالنا منظور ہوا تو مصر کے شاہ اعظم، ریان بن ولید نے ایک عجیب خواب دیکھا جس سے اس کو بہت پریشانی ہوئی اور اس نے ملک کے جادوگروں اور کاہنوں اور تعبیر دینے والوں کو جمع کر کے ان سے اپنا خواب بیان کیا۔ (۱)

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَى سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ
وَسَبْعٌ سُتْبَلَتْ خُضْرًا وَأُخْرَىٰ يُسْتِطَاعُ يُبَيِّنُ لِي رُءْيَايَ

۱.....حجاز، یوسف، تحت الآية: ۴۲، ۲۱/۳-۲۲.

إِنْ كُنْتُمْ لِلرُّعْيَا تَعْبُرُونَ ﴿٣٣﴾ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ وَمَا نَحْنُ
بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعِلْمَيْنِ ﴿٣٤﴾ وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ
أُمَّةٍ أَنَا أَنْبِئُكُمْ بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ ﴿٣٥﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بادشاہ نے کہا میں نے خواب میں دیکھیں سات گائیں فر بہ کہ انہیں سات دُلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیں ہری اور دوسری سات سوکھی اے دربار یومیری خواب کا جواب دو اگر تمہیں خواب کی تعبیر آتی ہو۔ بولے پریشان خواب ہیں اور ہم خواب کی تعبیر نہیں جانتے۔ اور بولا وہ جوان دونوں میں سے بچا تھا اور ایک مدت بعد اسے یاد آیا میں تمہیں اس کی تعبیر بتاؤں گا مجھے بھیجیو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بادشاہ نے کہا: میں نے خواب میں سات موٹی گائیں دیکھیں جنہیں سات دلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات سرسبز بالیاں اور دوسری خشک بالیاں دیکھیں۔ اے دربار یو! اگر تم خوابوں کی تعبیر جانتے ہو تو میرے خواب کے بارے میں مجھے جواب دو۔ انہوں نے کہا: یہ جھوٹے خواب ہیں اور ہم ایسے خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے۔ اور دو قیدیوں میں سے بچ جانے والے نے کہا اور اسے ایک مدت کے بعد یاد آیا: میں تمہیں اس کی تعبیر بتاؤں گا، تم مجھے (یوسف کے پاس) بھیج دو۔

﴿وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا﴾ اور دو قیدیوں میں سے بچ جانے والے نے کہا۔ ﴿لَعَنِي شَرَابٌ﴾ یعنی شراب پلانے والا کہ جس نے اپنے ساتھی کچن کے انچارج کی ہلاکت کے بعد قید سے نجات پائی تھی اور اسے ایک مدت کے بعد یاد آیا تھا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے فرمایا تھا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا ذکر کرنا، اس نے کہا ”میں تمہیں اس کی تعبیر بتاؤں گا، تم مجھے قید خانے میں بھیج دو، وہاں خواب کی تعبیر کے ایک عالم ہیں، چنانچہ بادشاہ نے اسے بھیج دیا اور وہ قید خانے میں پہنچ کر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کرنے لگا۔^(۱)

①.....حازن، یوسف، تحت الآية: ۴۵، ۲۳/۳، ملخصاً.

يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سَيَّانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعُ
عَجَافٍ وَسَبْعِ سُتُبَلَاتٍ خُضِرٍ وَأُخْرَى يَسْتَلْعَلَّى أُرْجَعُ إِلَى
النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٣٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے یوسف اے صدیق ہمیں تعبیر دیجئے سات فرہ گایوں کی جنہیں سات دُلی کھاتی ہیں اور سات
ہری بالیں اور دوسری سات سوکھی شاید میں لوگوں کی طرف لوٹ کر جاؤں شاید وہ آگاہ ہوں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے یوسف! اے صدیق! ہمیں ان سات موٹی گایوں کے بارے میں تعبیر بتائیں جنہیں سات
دلی گائیں کھا رہی تھیں اور سات سرسبز بالیوں اور دوسری خشک بالیوں کے بارے میں تاکہ میں لوگوں کی طرف لوٹ کر
جاؤں تاکہ وہ جان لیں۔

﴿يُوسُفُ﴾: اے یوسف! یعنی اے یوسف! اے صدیق! ہمارے بادشاہ نے خواب دیکھا ہے کہ سات موٹی گائیں
ہیں جنہیں سات دلی گائیں کھا رہی تھیں اور سات سرسبز بالیاں ہیں اور دوسری خشک بالیاں، ملک کے تمام علماء و حکماء
اس کی تعبیر بتانے سے عاجز رہے ہیں، حضرت! آپ اس کی تعبیر ارشاد فرمادیں تاکہ میں اس خواب کی تعبیر کے ساتھ
بادشاہ اور اس کے درباریوں کی طرف لوٹ کر جاؤں تو وہ اس خواب کی تعبیر جان لیں اور آپ کے علم و فضل اور مقام و
مرتبہ کو جان جائیں اور آپ کو اس مشقت سے رہا کر کے اپنے پاس بلا لیں۔^(۱)

قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَابَّاجٌ فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلَةٍ
إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَأْكُلُونَ ﴿٣٧﴾

۱.....حازن، یوسف، تحت الآیة: ۴۶، ۲۳/۳، مدارك، یوسف، تحت الآیة: ۴۶، ص ۵۳۳، ملقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: کہا تم بھیتی کرو گے سات برس لگارتا تو جو کاٹو اسے اس کی بال میں رہنے دو مگر تھوڑا جتنا کھا لو۔

ترجمہ کنزالعرفان: یوسف نے فرمایا: تم سات سال تک لگاتار بھیتی باڑی کرو گے تو تم جو کاٹ لو اسے اس کی بالی کے اندر ہی رہنے دو سوائے اس تھوڑے سے غلے کے جو تم کھا لو۔

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے خواب کی تعبیر بتادی اور فرمایا تم سات سال تک بھیتی باڑی کرو گے، اس زمانے میں خوب پیداوار ہوگی، سات موٹی گائیوں اور سات سبز بالیوں سے اسی کی طرف اشارہ ہے، لہذا تم جو کاٹ لو اسے اس کی بالی کے اندر ہی رہنے دو تاکہ خراب نہ ہو اور آفات سے محفوظ رہے البتہ کھانے کیلئے اپنی ضرورت کے مطابق تھوڑے سے غلے سے بھوسی اتار کر اسے صاف کر لو اور باقی غلے کو ذخیرہ بنا کر محفوظ کر لو۔^(۱)

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام دین و دنیا کے رازوں سے خبردار ہوتے ہیں

اس سے معلوم ہوا کہ نبی دنیاوی اور دینی تمام رازوں سے خبردار ہوتے ہیں۔ کیونکہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کاشت کاری کا ایسا قاعدہ بیان فرمایا جو کامل کاشت کار کو ہی معلوم ہوتا ہے کہ بالی یا بھوسے میں گندم کی حفاظت ہے، پھر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بادشاہ مصر سے فرمانا کہ مجھے خزانے سپرد کر دو، اور پھر تمام دنیا میں غلہ کی تقسیم کا بہترین انتظام فرمانا، اس سب سے پتہ چلا کہ نبی سلطنت کرنا بغیر سیکھے ہوئے جانتے ہیں، ان کا علم صرف شرعی مسائل میں محدود نہیں ہوتا اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ امور سلطنت چلانا بھی دین میں داخل ہیں۔

ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَحْصُونَ ﴿٢٨﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْرِصُونَ ﴿٢٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھر اس کے بعد سات کڑے برس آئیں گے کہ کھانائیں گے جو تم نے ان کے لیے پہلے جمع کر رکھا

۱.....بخازن، یوسف، تحت الآية: ۴۷، ۲۳/۳، ملخصاً.

تھا مگر تھوڑا جو بچا لو۔ پھر ان کے بعد ایک برس آئے گا جس میں لوگوں کو میٹھ دیا جائے گا اور اس میں رس نچوڑیں گے۔

ترجمہ کنز العرفان: پھر اس کے بعد سات برس سخت آئیں گے جو اس غلے کو کھا جائیں گے جو تم نے ان سالوں کے لیے پہلے جمع کر رکھا ہوگا مگر تھوڑا سا (بچ جائے گا) جو تم بچا لو گے۔ پھر ان سات سالوں کے بعد ایک سال ایسا آئے گا جس میں لوگوں کو بارش دی جائے گی اور اس میں رس نچوڑیں گے۔

﴿ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ: پھر اس کے بعد آئیں گے۔﴾ یعنی ان سات سرسبز سالوں کے بعد لوگوں پر سات سال سخت قحط کے آئیں گے جن کی طرف دہلی گائیوں اور سوکھی بالیوں میں اشارہ ہے، جو غلہ وغیرہ تم نے ان سات سالوں کے لیے جمع کر رکھا ہوگا وہ سب ان سالوں میں کھا لیا جائے گا البتہ تھوڑا سا بچ جائے گا جو تم بیج کے لیے بچا لو گے تاکہ اس کے ذریعے کاشت کرو۔^(۱)

مناظری تدابیر کے طور پر، کچھ بچا کر رکھنا تو کل کے خلاف نہیں

اس سے معلوم ہوا کہ حفاظتی تدابیر کے طور پر آئندہ کے لیے کچھ بچا کر رکھنا تو کل کے خلاف نہیں بلکہ حکومت کرنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ اناج اور دیگر ضروریات کے حوالے سے ملکی ذخائر کا جائزہ لیتے رہیں اور اس کے مطابق حکمت عملی ترتیب دیں بلکہ ذمہ داری کے جو ذخائر جمع کر رکھے جاتے ہیں ان کی اصل بھی اس آیت سے نکالی جاسکتی ہے۔ اسی طرح کسی شخص کا ان لوگوں کے لیے کچھ بچا کر رکھنا جن کا نان نفقہ اس کے ذمے ہے، یہ بھی تو کل کے خلاف نہیں۔ جیسا کہ امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”جہاں تک عیال دار کا تعلق ہے تو بال بچوں کے لیے ایک سال کا خرچ جمع کرنے سے تو کل کی تعریف سے نہیں نکلتا۔“^(۲)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”عیال کی کفایت (کفالت) شرع نے اس پر فرض کی، وہ ان کو توکل و تبتل و صبر علی الفاقہ پر مجبور نہیں کر سکتا، اپنی جان کو بچتنا چاہے گئے مگر ان کو خالی چھوڑنا اس پر حرام ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں ”كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُضَيِّعَ مَنْ يَقْوَتْ“ آدمی کے گناہگار ہونے کیلئے اتنا ہی

①.....خازن، یوسف، تحت الآية: ۴۸، ۳/۲۴، ملخصاً.

②.....احیاء العلوم، کتاب التوحید والتوکل، الفن الثانی فی التعرض لاسباب الادخار، ۳/۴۳.

کافی ہے کہ جس کا قوت (یعنی نفقہ) اس کے ذمہ ہے اُسے ضائع چھوڑ دے۔ (ت) (۱)

اسی مقام پر اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے ذکر کردہ مزید کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور پر نور سَيِّدُ الْمُرْسَلِینِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے نفس کریم کے لیے کل کا کھانا بچا کر رکھنا پسند نہ فرماتے۔ ایک بار خادمہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہَا نے پرندے کا بچا ہوا گوشت دوسرے دن حاضر کیا تو ارشاد فرمایا ”اَلَمْ اَنْهَکِ اَنْ تَرْفَعِیْ شَیْئًا لِغَدٍ اِنَّ اللّٰہَ یَأْتِیْ بِرِزْقِ کُلِّ غَدٍ“ کیا ہم نے منع نہ فرمایا کہ کل کے لیے کچھ اٹھا کر نہ رکھنا، کل کی روزی اللہ عَزَّوَجَلَّ کل دے گا۔ (۲)

اور اپنے اہل و عیال کے معاملے میں آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا طرزِ عمل یہ تھا کہ آپ ان کے لئے سال بھر کا غلہ جمع فرما دیتے تھے چنانچہ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ بنو نضیر کے اموال اُن اموال میں سے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر لوٹا دیئے تھے، مسلمانوں نے انہیں حاصل کرنے کے لئے نہ گھوڑے دوڑائے تھے نہ اونٹ، یہ اموال خاص طور پر نبی کریم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تصرف میں تھے، آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان اموال سے ایک سال کا خرچ نکال لیتے اور جو مال باقی بچتا اسے جہاد کی ساریوں اور تھپیاریوں کی تیاری پر خرچ کرتے تھے۔ (۳)

امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو اپنے گھر والوں کے لئے ایک سال کا خرچ جمع کیا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کا دل یا آپ کے اہل خانہ کے دل کمزور تھے بلکہ (آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ کام) امت کے کمزور لوگوں کے لئے سنت بنانے کی خاطر ایسا کیا اور آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس بات کی خبر دی کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ جس طرح عزیمت (یعنی اصل حکم) پر عمل کیا جاتا ہے اسی طرح کمزور لوگوں کی دلجوئی کے لئے رخصت پر بھی عمل کیا جائے تاکہ ان کی کمزوری ان کو مایوسی تک نہ لے جائے اور وہ انتہائی درجہ تک پہنچنے سے عاجز ہونے کی وجہ سے آسان نیکی بھی چھوڑ دیں۔ (۴)

﴿ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ: پھر ان کے بعد ایک سال آئے گا۔﴾ یعنی سخت قحط والے سات سالوں کے بعد ایک

①..... ابو داؤد، کتاب الزکاة، باب فی صلة الرحم، ۱۸۴/۲، الحدیث: ۱۶۹۲، فتاویٰ رضویہ، ۳۳۳/۱۰۔

②..... مسند ابو یعلیٰ، مسند انس بن مالک، ما اسندہ نجیح ابو علی عن انس، ۴۳۳/۳، الحدیث: ۴۲۰۸۔

③..... مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب حکم الفیء، ص ۹۶۴، الحدیث: ۴۸ (۱۷۵۷)۔

④..... احیاء العلوم، کتاب التوحید والتوکل، الفن الثانی فی التعرض لاسباب الادخار، ۳۴۴-۳۴۳/۴۔

سال ایسا آئے گا جس میں لوگوں کو بارش دی جائے گی، اس میں لوگ انگوروں کا رس منجھڑیں گے اور تل اور زیتون کا تیل نکالیں گے۔ مراد یہ ہے کہ یہ سال بڑی برکت والا ہوگا، زمین سرسبز و شاداب ہوگی اور درخت خوب پھلیں گے۔^(۱)

وَقَالَ الْمَلِكُ اسْتَوْنِي بِهِ ۚ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ اِلَى رَبِّكَ
فَسَلِّهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الَّتِي قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۚ اِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ۝۵۰

ترجمہ کنزالایمان: اور بادشاہ بولا کہ انہیں میرے پاس لے آؤ تو جب اس کے پاس اپنی آیا کہا اپنے رب (بادشاہ) کے پاس پلٹ جا پھر اس سے پوچھ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے بیشک میرا رب ان کا فریب جانتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بادشاہ نے حکم دیا کہ انہیں میرے پاس لے آؤ تو جب ان کے پاس قاصد آیا تو یوسف نے فرمایا: اپنے بادشاہ کی طرف لوٹ جاؤ پھر اس سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔ بیشک میرا رب ان کے مکر کو جانتا ہے۔

﴿وَقَالَ الْمَلِكُ﴾ اور بادشاہ نے حکم دیا۔ ﴿سَاتِي﴾ جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ تعبیر سن کر واپس ہوا اور بادشاہ کی خدمت میں جا کر تعبیر بیان کی، بادشاہ کو یہ تعبیر بہت پسند آئی اور اسے یقین ہوا کہ جیسا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ضرور ویسا ہی ہوگا۔ بادشاہ کو شوق پیدا ہوا کہ اس خواب کی تعبیر خود حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے سنے، چنانچہ اس نے حکم دیا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میرے پاس لے آؤ تاکہ میں ان کی زیارت کروں کیونکہ انہوں نے خواب کی اتنی اچھی تعبیر بیان کی ہے۔ جب قاصد حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور اس نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بادشاہ کا پیام عرض کیا تو آپ نے فرمایا ”اپنے بادشاہ کی طرف لوٹ جاؤ پھر اس سے درخواست کرو کہ وہ تفتیش کرے کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔ بیشک میرا رب غور و جمل ان کے مکر کو جانتا ہے۔ یہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لئے فرمایا تاکہ بادشاہ

۱.....حازن، یوسف، تحت الآية: ۴۹، ۲۴/۳۔

کے سامنے آپ کی براءت اور بے گناہی ظاہر ہو جائے اور اس کو یہ معلوم ہو کہ یہ لمبی قید بلا وجہ ہوئی تاکہ آئندہ حاسدوں کو الزام لگانے کا موقع نہ ملے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تہمت دور کرنے میں کوشش کرنا ضروری ہے۔^(۱)

قَالَ مَا خَطْبُكَ إِذْ رَاوَدْتَنِي يَوْسُفُ عَنْ نَفْسِهِ طُفْنًا حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ ط قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ ائْتِنِي حَصْحَصَ الْحَقِّ أَنَا رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ٥١

ترجمہ کنز الایمان: بادشاہ نے کہا اے عورتو تمہارا کیا کام تھا جب تم نے یوسف کا جی لبھانا چاہا بولیں اللہ کو پاکی ہے ہم نے ان میں کوئی بدی نہ پائی عزیز کی عورت بولی اب اصلی بات کھل گئی میں نے ان کا جی لبھانا چاہا تھا اور وہ بیشک سچے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: بادشاہ نے کہا: اے عورتو! تمہارا کیا حال تھا جب تم نے یوسف کا دل لبھانا چاہا۔ انہوں نے کہا: سُبْحَانَ اللَّهِ! ہم نے ان میں کوئی برائی نہیں پائی۔ عزیز کی عورت نے کہا: اب اصل بات کھل گئی۔ میں نے ہی ان کا دل لبھانا چاہا تھا اور بیشک وہ سچے ہیں۔

﴿قَالَ: بادشاہ نے کہا۔﴾ جب قاصد حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے پیام لے کر بادشاہ کی خدمت میں پہنچا تو بادشاہ نے پیام سن کر ہاتھ کاٹ لینے والی عورتوں کو جمع کیا اور ان کے ساتھ عزیز مصر کی عورت کو بھی بلایا، پھر بادشاہ نے ان سے کہا: اے عورتو! اپنے صحیح حالات مجھے بتاؤ کہ کیا ہوا تھا، جب تم نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دل لبھانا چاہا، کیا تم نے ان کی جانب سے اپنی طرف کوئی میلان پایا۔ عورتوں نے جواب دیا: سُبْحَانَ اللَّهِ! ہم نے ان میں کوئی برائی نہیں پائی۔ عزیز مصر کی عورت یعنی زلیخا نے کہا: اب اصل بات ظاہر ہو گئی ہے، حقیقت یہ ہے کہ میں نے ہی ان کا دل لبھانا چاہا تھا اور بیشک وہ اپنی بات میں سچے ہیں۔^(۲)

①.....خازن، یوسف، تحت الآية: ۵۰، ۳/۲۴، مدارك، یوسف، تحت الآية: ۵۰، ص ۵۳۳، ملقطاً.

②.....خازن، یوسف، تحت الآية: ۵۱، ۳/۲۴.

حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو برے لفظوں سے یاد کرنا حرام ہے

یاد رہے کہ اس آیت میں حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توبہ کا اعلان اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کیونکہ انہوں نے اپنے قصور کا اعتراف کر لیا اور قصور کا اقرار توبہ ہے لہذا اب حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو برے لفظوں سے یاد کرنا حرام ہے کیونکہ وہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحابیہ اور ان کی مقدس بیوی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے قصوروں کا ذکر فرما کر ان پر غضب ظاہر نہ فرمایا کیونکہ وہ توبہ کر چکی تھیں اور توبہ کرنے والا گنہگار بالکل بے گناہ کی طرح ہوتا ہے۔

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّي لَمْ اَخْنُهِ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخٰٓئِنِيْنَ ﴿٥٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: یوسف نے کہا یہ میں نے اس لیے کیا کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے پیٹھ پیچھے اس کی خیانت نہ کی اور اللہ دعا بازوں کا مکر نہیں چلے دیتا۔

ترجمہ کنزالعرفان: یوسف نے فرمایا: یہ میں نے اس لیے کیا تا کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں کوئی خیانت نہیں کی اور اللہ خیانت کرنے والوں کا مکر نہیں چلے دیتا۔

﴿ذٰلِكَ﴾: یہ۔ بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پیام بھیجا کہ عورتوں نے آپ کی پاکی بیان کی اور عزیز کی عورت نے اپنے گناہ کا اقرار کر لیا ہے، اس پر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”میں نے قاصد کو بادشاہ کی طرف اس لیے لوٹا یا تا کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی غیر موجودگی میں اس کی بیوی میں کوئی خیانت نہیں کی اور اگر بالفرض میں نے کوئی خیانت کی ہوتی تو اللہ تعالیٰ مجھے اس قید سے رہائی عطا نہ فرماتا کیونکہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کا مکر نہیں چلے دیتا۔^(۱) اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹ کو فروغ نہیں ہوتا اور سانچ کو آنچ نہیں آتی، مکار کا انجام خراب ہوتا ہے۔

اخلاقی خیانت مذموم وصف اور اخلاقی امانت داری قابلِ تعریف وصف ہے

اس سے یہ بھی معلوم ہوا اخلاقی خیانت انتہائی مذموم وصف ہے اس سے ہر ایک کو بچنا چاہئے اور اخلاقی امانت داری

۱.....حازن، یوسف، تحت الآیة: ۵۱، ۲۵/۳۔

ایک قابلِ تعریف وصف ہے جسے ہر ایک کو اختیار کرنا چاہئے، آنکھ کی خیانت کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ^(۱) ترجمہ کنز العرفان: اللہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور

اسے بھی جو سینے چھپاتے ہیں۔

اخلاقی خیانت کرنے والوں سے متعلق حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”گھروں میں بیٹھ رہنے والوں پر مجاہدین کی عورتوں کی حرمت ان کی ماؤں کی حرمت کی طرح ہے اور گھروں میں بیٹھ رہنے والوں میں سے جو شخص مجاہدین میں سے کسی کے گھر والوں میں (اس کا) نائب بنے (اور اس کے گھر بار کی دیکھ بھال کرے) اور وہ اس مجاہد کے اہل خانہ میں خیانت کرے تو قیامت کے دن اسے کھڑا کیا جائے گا اور مجاہد اس کی نیکیوں میں سے جو چاہے گا لے گا، اب (اس مجاہد کے نیکیاں لینے کے بارے میں) تمہارا کیا خیال ہے؟“^(۲)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”تین شخص ایسے ہیں جن کے بارے میں سوال نہیں ہوگا، (اور انہیں حساب کتاب کے بغیر ہی جہنم میں داخل کر دیا جائے گا، ان میں سے ایک) وہ عورت جس کا شوہر اس کے پاس موجود نہ تھا اور اس (کے شوہر) نے اس کی دنیوی ضروریات (جیسے نان نفقہ وغیرہ) پوری کیں پھر بھی عورت نے اس کے بعد اس سے خیانت کی۔“^(۳)

اور اخلاقی خیانت سے بچنے والوں کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”سات افراد ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن اپنے (عرش کے) سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے (عرش کے) سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (ان میں ایک) وہ شخص ہے جسے کسی منصب و جمال والی عورت نے (اپنے ساتھ برائی کرنے کے لئے) طلب کیا تو اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔“^(۴)

اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاقی خیانت کرنے سے محفوظ فرمائے اور اخلاقی طور پر بھی امانت دار بننے کی توفیق عطا

فرمائے، آمین۔



①.....مومن: ۱۹۔

②.....مسلم، کتاب الامارۃ، باب حرمة نساء المجاہدین واثم من خانہم فیہن، ص ۱۰۵۱، الحدیث: ۱۳۹ (۱۸۹۷)۔

③.....الترغیب والترہیب، کتاب البیوع وغیرہ، ترہیب العبد من الایاق من سیّدہ، ۱۸/۳، الحدیث: ۴۔

④.....بخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ... الخ، ۲۳۶/۱، الحدیث: ۶۶۰۔

ماخذ ومراجع

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعات
1	کنز الإیمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا اکیڈمی، ہند
2	کنز العرفان	شیخ الحدیث والتفسیر ابوالصالح مفتی محمد قاسم قادری	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

کتاب التفسیر وعلوم القرآن

1	تفسیر طبری	امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری، متوفی ۳۱۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
2	تفسیر ابن ابی حاتم	حافظ عبد الرحمن بن محمد بن ادريس رازی ابن ابی حاتم، متوفی ۳۲۷ھ	مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، ریاض ۱۴۱۷ھ
3	تاویلات اهل السنہ	امام ابو منصور محمد بن منصور ماتریدی، متوفی ۳۳۳ھ	پشاور
4	احکام القرآن	امام ابو بکر احمد بن علی رازی بصاص، متوفی ۳۷۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
5	تفسیر سمرقندی	ابواللیث نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی، متوفی ۳۷۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۳ھ
6	تفسیر بغوی	امام ابو محمد حسین بن مسعود فراء بغوی، متوفی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۴ھ
7	تفسیر کبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی، متوفی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
8	تفسیر قرطبی	ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی، متوفی ۶۷۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
9	تفسیر بیضاوی	امام ناصر الدین عبد اللہ بن ابو عمر بن محمد شیرازی بیضاوی، متوفی ۶۸۵ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
10	تفسیر مدارک	امام عبد اللہ بن احمد بن محمود شافعی، متوفی ۷۱۰ھ	دار المعرف، بیروت ۱۴۲۱ھ
11	تفسیر خازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی، متوفی ۷۴۱ھ	مطبعہ مبینیہ، مصر ۱۳۱۷ھ
12	البحر المحيط	ابو حیان محمد بن یوسف اندلسی، متوفی ۷۴۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
13	تفسیر ابن کثیر	ابو فراء اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی شافعی، متوفی ۷۷۷ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
14	تفسیر جلالین	امام جلال الدین محلی، متوفی ۸۶۳ھ و امام جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	باب المدینہ کراچی

15	تفسیر دُر منشور	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۰۳ھ
16	تناسق الدرر	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۶ھ
17	تفسیر ابو سعود	علامہ ابوسعود محمد بن مصطفیٰ عمادی، متوفی ۹۸۲ھ	دارالفکر، بیروت
18	تفسیرات احمدیہ	شیخ احمد بن ابی سعید ملا جیون جو پوری، متوفی ۱۱۳۰ھ	پشاور
19	روح البیان	شیخ اسماعیل حتی بروسی، متوفی ۱۱۳۷ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۰۵ھ
20	تفسیر جمل	علامہ شیخ سلیمان جمل، متوفی ۱۲۰۴ھ	باب المدینہ کراچی
21	تفسیر صاوی	احمد بن محمد صاوی مالکی خلونی، متوفی ۱۲۴۱ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۲۱ھ
22	روح المعانی	ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی، متوفی ۱۲۷۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
23	خزائن العرفان	صدرالافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبہ المدینہ، کراچی
24	نور العرفان	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	پیر بھائی کمپنی، مرکز الاولیاء لاہور

کتاب الحدیث و متعلقاته

1	موطا امام مالک	امام مالک بن انس اصحبی، متوفی ۱۷۹ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
2	مصنف عبد الرزاق	ابوبکر محمد عبد الرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی، متوفی ۲۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
3	سنن سعید بن منصور	امام سعید بن منصور، متوفی ۲۲۷ھ	دارالصمیمی، ریاض ۱۴۱۴ھ
4	مصنف ابن ابی شیبہ	حافظ عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی عسبی، متوفی ۲۳۵ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
5	مسند امام احمد	امام احمد بن محمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
6	دارمی	امام حافظ عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی، متوفی ۲۵۵ھ	دارالکتب العربی، بیروت ۱۴۰۷ھ
7	بخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
8	مسلم	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم، بیروت ۱۴۱۹ھ
9	ابن ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
10	ابوداؤد	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث بختانی، متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۱ھ

11	ترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۲ھ
12	مسند البزار	امام ابوبکر احمد عمر بن عبد الخالق بزار، متوفی ۲۹۲ھ	مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورہ ۱۴۲۳ھ
13	سنن نسائی	امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۶ھ
14	سنن الکبریٰ	امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۱ھ
15	مسند ابو یعلیٰ	ابو یعلیٰ احمد بن علی بن شمس موصلی، متوفی ۳۰۷ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
16	صحیح ابن خزیمہ	امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ، متوفی ۳۱۱ھ	المکتب الاسلامی، بیروت ۱۴۱۲ھ
17	نوادیر الاصول	ابو عبد اللہ محمد بن علی الحکیم ترمذی، متوفی ۳۲۰ھ	مکتبۃ الامام بخاری، قاہرہ
18	معجم الکبیر	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۲ھ
19	معجم الأوسط	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
20	مستدرک	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
21	حلیۃ الاولیاء	حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی، متوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
22	شعب الایمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
23	مسند الفردوس	ابو شجاع شیرویہ بن شہر دار بن شیرویہ دیلمی، متوفی ۵۰۹ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۶ھ
24	شرح السنۃ	امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی، متوفی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
25	ابن عساکر	ابو قاسم علی بن حسن شافعی، متوفی ۵۷۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ
26	الترغیب والترہیب	امام زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری، متوفی ۶۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
27	مشکاة المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
28	جامع بیان العلم وفضله	عبد الرحمن بن شہاب الدین بن احمد بن رجب حنبلی، متوفی ۷۹۵ھ	المکتبۃ الفیصلیہ، مکۃ المکرمہ
29	جامع صغیر	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۵ھ
30	جمع الجوامع	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
31	کنز العمال	علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ

کتاب شروح الحديث

1	نوی علی المسلم	امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نوی، متوفی ۶۷۶ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۱ھ
2	عمدة القاری	امام بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی، متوفی ۸۵۵ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
3	فیض القدیر	علامہ محمد عبدالرؤف مناوی، متوفی ۱۰۳۱ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ

کتاب العقائد

1	منح الروض الازھر	علی بن سلطان محمد ہروی قاری حنفی، متوفی ۱۰۱۴ھ	باب المدینہ، کراچی
---	------------------	---	--------------------

کتاب الفقہ

1	بدائع الصنائع	ملک العلماء علاء الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی، متوفی ۵۸۷ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۱ھ
2	فتح القدیر	کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابن ہمام، متوفی ۶۸۱ھ	کوئٹہ
3	جواهر الاخلاطی	ابراہیم بن ابی بکر اخلاطی	مخطوطہ
4	مجمع الانهر	عبدالرحمن بن محمد بن سلیمان کلپولی، متوفی ۱۰۷۸ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
5	در مختار	علاء الدین محمد بن علی حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	دارالمعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
6	عالمگیری	علامہ ہمام مولانا شیخ نظام، متوفی ۱۱۶۱ھ و جماعت من علماء الہند	دارالفکر، بیروت ۱۴۰۳ھ
7	رد المحتار	محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دارالمعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
8	فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
9	بہار شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
10	فتاویٰ شارح بخاری	مفتی شریف الحق امجدی، متوفی ۱۴۲۱ھ	مکتبہ برکات المدینہ، باب المدینہ

کتاب التصوف

1	رسائل ابن ابی الدنیا	حافظ امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد قرشی، متوفی ۲۸۱ھ	مکتبۃ العصریہ، بیروت ۱۴۲۶ھ
2	احیاء العلوم	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی شافعی، متوفی ۵۰۵ھ	دارصادر، بیروت ۲۰۰۰ء

3	مکاشفة القلوب	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی شافعی، متوفی ۵۰۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
4	کتاب الکبائر	امام محمد بن احمد بن عثمان ذہبی، متوفی ۷۴۸ھ	پشاور
5	تنبيه المغترین	عبدالوہاب بن احمد بن علی شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۵ھ

کتاب السیرة

1	سیرت ابن هشام	ابو محمد عبدالملک بن ہشام، متوفی ۲۱۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
2	دلائل النبوة للبيهقي	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۳ھ
3	الشفاء	قاضی ابوالفضل عیاض مالکی، متوفی ۵۴۴ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا، ہند
4	مناقب امام اعظم	محمد بن محمد معروف بابن المرز ارکردری، متوفی ۸۲۷ھ	کوئٹہ
5	سیرت حلبیہ	ابوالفرج نورالدین علی بن ابراہیم حلبی شافعی، متوفی ۱۰۴۴ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
6	مدارج النبوة	شیخ محقق عبدالرحمن محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا، ہند
7	شرح الزرقانی	محمد بن عبدالباقی بن یوسف زرقانی، متوفی ۱۱۲۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ

الکتاب المتفرقة

1	الطبقات الكبرى	محمد بن سعد بن منبج ہاشمی بصری معروف بابن سعد، متوفی ۲۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
2	الفقیہ والمتفقہ	ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۲ھ	دار ابن جوزی، دمام ۱۴۲۸ھ
3	عیون الحکایات	ابوالفرج عبدالرحمن بن علی جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ
4	اسد الغابہ	ابوالحسن علی بن محمد جزری، متوفی ۶۳۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۱۷ھ
5	جلاء الافہام	ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن ایوب المعروف بابن قیم جوزی، متوفی ۷۵۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
6	روض الریاحین	عبد اللہ بن اسعد بن علی یافعی مالکی، متوفی ۷۶۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
7	مکتوبات امام ربانی	مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، متوفی ۱۰۳۴ھ	کوئٹہ
8	الحدیقة الندیہ	سیدی عبدالغنی نابلسی حنفی، متوفی ۱۱۴۱ھ	دار الطباعة العامرة، مصر
9	جامع کرامات اولیاء	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا، ہند ۱۴۲۲ھ

ضمینی فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
217	اللہ تعالیٰ کے قرب سے متعلق 3 احادیث	396	عقائد متعلقہ ذات باری تعالیٰ
404	مصیبت پر صبر کرنے اور رضائے الہی پر راضی رہنے کے 6 فضائل	399	کسی جاندار کو رزق دینا اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں
71	دین اسلام	355	قدرت الہی کے دلائل
90	دین میں طعنہ زنی سے کیا مراد ہے؟	340	اللہ عزوجل کی عظمت و شان
111	دین کو دنیا پر ترجیح دی جائے	247	اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان
125	دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنانے کی مذمت	353	اللہ عزوجل کی رحمت
182	اللہ تعالیٰ کا دین ہمارا محتاج نہیں	366	اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے کیا مراد ہے؟
182	دین کیلئے کی جانے والی ہر کوشش جہاد ہے	405	اللہ عزوجل کی نعمت
202	دین کے دشمنوں پر سختی کرنے کا حکم	405	نعمت ملنے پر خوشی کا اظہار کرنا اچھا ہے
505	قدرت کے باوجود دین اسلام کی مدد نہ کرنے کی مذمت	505	رات اور دن اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتیں ہیں
20	دین اسلام پر ثابت قدمی کی ترغیب	145	بندے کا حد میں رہنا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے
32	اسلامی تعلیمات و ترغیبات	149	نعمتیں پیدا کئے جانے میں بھی ہماری آزمائش مقصود ہے
85	مسلمان باہمی اختلاف سے بچیں اور اتحاد کا راستہ اختیار کریں	216	نعمت ملنے پر شکر کرنے کی برکات
195	عہد سے متعلق اسلام کی عظیم تعلیم	216	اللہ عزوجل کی رضا و قرب
239	کافروں اور بد مذہبوں سے دور رہا جائے	216	راہ خدا میں جہاد کرنے والے مسلمانوں کے لئے بڑی
258	تھوڑا نہیں اور زیادہ روئیں	216	پیارے تین بشارتیں
291	اسلام میں صفائی کی اہمیت	216	اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کی فضیلت
508	نیک لوگوں کی صحبت اختیار کریں	216	دکھاوے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مال خرچ
	خود کو اور اپنے بچوں وغیرہ کو کوسنے سے بچیں	216	کرنے والے کی مثال
	خدا کے نافرمانوں سے تعلقات کی ممانعت	216	دنیا میں اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کی علامت
		216	اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
331	اختیار ملا ہے	103	عقائد متعلقہ انبیاء و رسل علی نبینا وعلینہم الصلوٰۃ والسلام
468	ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں		احکام شریعت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد ہیں
570	انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام دین و دنیا کے رازوں سے خبردار ہوتے ہیں	137	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لانا اللہ تعالیٰ کا انکار ہے
	قرآن کریم	407	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وحی میں خیانت کرنا ناممکن ہے
338	قرآن مجید کے عظیم فوائد	446	حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام معصوم ہیں
408	قرآن مجید کا اپنی مثل بنا کر دکھانے کے چیلنج		نظریات و معمولات اہلسنت
522	قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا چاہئے		حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ
	کفار و مشرکین	60	نفع و نقصان پہنچانے کی نسبت نیک بندوں کی طرف کرنا جائز ہے
28	کافر جانوروں سے بھی بدتر ہیں	157	اللہ تعالیٰ کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو راضی کرنے کی نیت شرک نہیں
29	کافروں کے جانوروں سے بدتر ہونے کی وجوہات	163	صلح کلیت حکم قرآن کے خلاف ہے
68	کفار کا مسلمانوں کے ساتھ عمومی رویہ	198	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے کے بغیر رضائے الہی کے حصول کی کوشش بیکار ہے
75	مشرکوں سے دلی دوستی کرنے اور ان تک مسلمانوں کے راز پہنچانے کی ممانعت	215	سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عادل اور جنتی ہیں
139	کفار مسلمانوں پر کس طرح غالب ہوئے	219	نعمت ملنے پر خوشی کا اظہار کرنا اچھا ہے
152	کافروں اور مسلمانوں کی محنت و مشقت میں فرق	247	میلا و مصطفیٰ کا بیان
152	کافروں کے مال و دولت سے دھوکہ نہ کھانے کا حکم	272	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نفع و نقصان کا
	کافر، فاسق اور مسلمان کے جنازے سے متعلق چند شرعی مسائل		
199	اسلام کی کسی قطعی چیز پر کفار سے معاہدہ نہیں ہو سکتا		
296	کافروں پر بھی کراما کا تین فرشتے مقرر ہیں		
304	مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور خوشحالی میں اسے بھول جانا کافروں کا طریقہ ہے		
307			

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
313	آثار ہوں گے	324	کفار کد کے ایمان لانے سے متعلق غیبی خبر
375	علم اللہ تعالیٰ کا عذاب اور حجاب بھی ہوتا ہے	363	حق معلوم ہونے کے بعد قبول نہ کرنا فرعونوں کا طریقہ ہے
401	اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوفی ہلاکت کا سبب ہے	418	قیامت کے دن کافروں اور منافقوں کی رسوائی
	آخرت		منافقین
288	دنیا اور آخرت سے متعلق مسلمانوں کا حال	139	مسلمانوں کو کافروں سے ڈرانا منافقوں کا کام ہے
	آخرت کے مقابلے میں دنیا کو ترجیح دینا انتہائی نقصان	150	تنگدلی سے راہ خدا میں مال خرچ کرنا منافقوں کا طریقہ ہے
420	دہ ہے	150	نماز میں سستی کرنا منافقوں کا طریقہ ہے
	شفاعت	171	برائی کا حکم دینا اور بھلائی سے منع کرنا منافق کا کام ہے
282	اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت	177	مسلمانوں اور منافقوں کے اوصاف
	بتوں کو شفع ماننے اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو شفع	194	نفاق کی ایک علامت
299	ماننے میں فرق	213	منافقت کی علامات
	جنت	418	قیامت کے دن کافروں اور منافقوں کی رسوائی
180	آٹھ جنتوں کے اسماء		تقدیر
180	جنت عدن اور اس کی نعمتیں	143	تقدیر سے متعلق احادیث و آثار
246	جنت اور اس کے لئے جان قربان کرنے والوں کی عظمت	144	تقدیر کے بارے میں بحث کرنے سے بچیں
290	اہل جنت کو تسبیح اور حمد کا الہام ہوگا	397	ہر چیز کو لوح محفوظ میں لکھنے کی حکمت
310	جنت کے داعی	471	تقدیر مبرم سے متعلق دو مسائل
	اعمال		عذاب الہی
243	اعمال کے معاملے میں عقائد کی حیثیت	33	کوئی خود کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے باہر نہ جانے
411	نیک اعمال کے ذریعے دنیا طلب کرنے والوں کا انجام		اللہ عزوجل سے غافل کر دینے والا مال اللہ عزوجل کا
414	اعمال قبول ہونے کے لئے ایمان شرط ہے	153	عذاب ہے
422	اپنے اعمال کی فکر کرنے کی ترغیب	224	عذاب قبر کا ثبوت
	نماز		قیامت کے دن بعض مسلمانوں پر بھی عذاب الہی کے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
149	کرنے والے کی مثال	150	نماز میں سستی کرنا منافقوں کا طریقہ ہے
	تنگدلی سے راہِ خدا میں مال خرچ کرنا منافقوں کا		مسجد
150	طریقہ ہے	78	مسجدیں آباد کرنے کے معنی
263	راہِ خدا میں جہاد کرنے اور مال خرچ کرنے کے فضائل	79	مسجد نبوی کی ابتدائی تزئین و آرائش
	زکوٰۃ	80	مسجد تعمیر کرنے کے فضائل
115	زکوٰۃ نہ دینے کی وعیدیں	100	دنیا بھر کی مساجد میں مشرکوں کا داخلہ ممنوع ہے
159	مصارفِ زکوٰۃ کی تفصیل اور ان سے متعلق شرعی مسائل	236	مسجد کے نام پر بھی مسلمانوں کو نقصان پہنچایا جاسکتا ہے
	صدقہ	237	فخر و یاکاری کی نیت سے مسجد تعمیر کرنے کی مذمت
216	صدقہ وصول کرنے والے کے لئے سنت	238	مسجد نبوی کے 3 فضائل
232	اللہ تعالیٰ پاکیزہ مال سے دیا گیا صدقہ قبول فرماتا ہے	239	مسجد قبا کے 3 فضائل
	روزہ		مال و دولت
442	عاشورہ کے روزے کی فضیلت	112	کنز کی وعید میں کون سا مال داخل ہے؟
	حج	113	کس مال کو جمع کرنا بہتر ہے؟
62	حج اکبر کسے کہتے ہیں؟	153	غافل مالدار کا انجام
	جہاد اور اس کے فضائل		اللہ عزَّ وَّجَلَّ سے غافل کر دینے والا مال اللہ عزَّ وَّجَلَّ کا
40	جہاد کی ترغیب	153	عذاب ہے
130	حضرت ابو طلحہ انصاری رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ کا شوقِ جہاد		مال و دولت اور افرادی قوت کی زیادتی کا میابی کی
131	مجاہدین کی مالی مدد کرنے کے دو فضائل	174	علامت نہیں
135	حضرت عمرو بن جموح رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ کا جذبہ شہادت		اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مال کی مقدار نہیں بلکہ دل کا اخلاص
148	راہِ خدا میں جہاد کرنے والے کے فضائل	191	دیکھا جاتا ہے
182	دین کیلئے کی جانے والی ہر کوشش جہاد ہے	428	مالداروں کو قریب کرنا اور غریبوں کو دور کرنا درست نہیں
207	صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہم کا جذبہ جہاد		راہِ خدا عزَّ وَّجَلَّ میں خرچ کرنا
245	انجیل میں بھی مجاہدین کی جزاء کا بیان ہے		دکھاوے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مال خرچ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	متفرق مسائل واحکام		راہِ خدا میں جہاد کرنے اور تکالیف برداشت کرنے کے فضائل
13	مالِ غنیمت کا حکم اور اس کی تقسیم کا طریقہ	262	کفار سے جنگ کرنے کے آداب
36	کفار سے صلح سے متعلق 3 مسائل	267	غزوات
	کافر، فاسق اور مسلمان کے جنازے سے متعلق چند شرعی مسائل	92	غزوہ حنین کا واقعہ
199		121	غزوہ تبوک کا واقعہ
260	ایمانِ حجت ہے		مالِ غنیمت
395	تنہائی میں ننگا ہونا منع ہے	12	غنیمت کی تعریف
	واقعات	13	مالِ غنیمت کی حلت اس امت کی خصوصیت ہے
98	ہوازن قبیلہ کے لوگوں کا قبولِ اسلام	13	مالِ غنیمت کا حکم اور اس کی تقسیم کا طریقہ
	مالِ جمع کرنے کا حکم اور مالدار صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے واقعات		قسم
113	غزوہ تبوک کا واقعہ	133	جھوٹی قسم کھانا بلاکت کا سبب ہے
121	حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی تمنا		عہد کی پابندی اور عہد توڑنے کی مذمت
128	حضرت ابوطحہ انصاری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کا شوقِ جہاد	30	عہد شکنی کی مذمت
130	حضرت عمرو بن جوح رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کا جذبہ شہادت	32	عہد سے متعلق اسلام کی عظیم تعلیم
135	روئے زمین کا سب سے بڑا عبادت گزار	67	عہد شکنی حرام ہے
146	عافل مالدار کا انجام	296	اسلام کی کسی قطعی چیز پر کفار سے معاہدہ نہیں ہو سکتا
153	حضرت ثعلبہ رَحْمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا مقام		حلال و حرام
272	حضرت عبداللہ بن خُذافہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی اسلام پر استقامت	341	اپنی طرف سے حلال کو حرام سمجھنا اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے
506	حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا خواب	575	حضرت زینجا رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کو برے لفظوں سے یاد کرنا حرام ہے
525	ٹوکریاں بیچنے والا نوجوان		لواطت
545	تعارف	477	لواطت کی مذمت پر دو معروضات

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
273	کے حرص کی جھلک	358	حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مختصر تعارف
274	امت کے دکھ درد سے خبردار		فضائل و مناقب
	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت سے متعلق		انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام
275	دو احادیث		حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعے میں قوم کی
	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت	366	ذریت سے کون لوگ مراد ہیں؟
	و شان	425	حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر
271	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فضل و شرف	519	”یوسف“ نام رکھنے کی وجہ
	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نفع و نقصان کا		حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعے کو
331	اختیار ملا ہے۔	523	”أَحْسَنُ الْقَصَصِ“ فرمانے کی وجوہات
549	تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان		انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا عمومی علم مبارک علم
	سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت	542	لدنی ہوتا ہے
553	یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن میں فرق		حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برأت کی مزید
	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا	551	علامتیں
	اللہ تعالیٰ کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم		انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام دین و دنیا کے رازوں
163	کو راضی کرنے کی حیت شرک نہیں	570	سے خبردار ہوتے ہیں
216	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور رضائے رسول		حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت		احکام شریعت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے
	اور محبت	103	سپرد ہیں۔
	اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے		نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لانا اللہ
87	زیادہ کسی کو عزیز نہ رکھا جائے	137	تعالیٰ کا انکار ہے۔
	تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت		نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے کے بغیر
88	رکھنے کا ثواب	215	رضائے الہی کے حصول کی کوشش بیکار ہے۔
90	محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی علامات		امت کی بھلائی پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

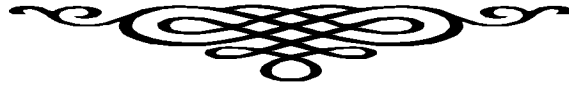
صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
349	اولیاء کرام کے فضائل	24	صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
57	سورتوں کا تعارف	44	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے توکل کی تعریف
277	سورہ توبہ کا تعارف	54	شانِ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
388	سورہ یونس کا تعارف	56	انصار کے فضائل
519	سورہ ہود کا تعارف	60	مہاجرین کے طبقات
58	سورتوں کے فضائل	113	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ
277	سورہ توبہ کے فضائل	126	مال جمع کرنے کا حکم اور مالدار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واقعات
388	سورہ یونس کے بارے میں حدیث	128	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت
519	سورہ ہود کے بارے میں احادیث	194	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمنا
58	سورتوں کے مضامین	207	حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ
278	سورہ توبہ کے مضامین	216	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا جذبہ جہاد
389	سورہ یونس کے مضامین	219	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور رضائے رسول
520	سورہ ہود کے مضامین	506	سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عادل اور جنتی ہیں
59	پچھلی سورت کے ساتھ مناسبت	506	حضرت عبداللہ بن خذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسلام پر استقامت
278	سورہ انفال کے ساتھ مناسبت	107	تابعین کرام و اولیاء عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم
390	سورہ توبہ کے ساتھ مناسبت	220	علماء اور اولیاء کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے
520	سورہ یونس کے ساتھ مناسبت	272	تابعی کی تعریف اور ان کے فضائل
56	آیات سے معلوم ہونے والے مسائل	344	حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مقام
	آیت ”وَأُولُوا الْأَرْحَامِ“ سے معلوم ہونے والے مسائل	346	ولی اللہ کی علامات
			اولیاء کرام کی اقسام

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
110	آیت ”هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ“ سے حاصل ہونے والی معلومات	66	آیت ”وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ كَذِبٌ“ سے معلوم ہونے والے مسائل
132	آیت ”لَوْ كَانَ عَرَصًا اقْرَبِيَا“ سے حاصل ہونے والی معلومات	154	آیت ”وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ“ سے معلوم ہونے والے مسائل
142	آیت ”إِنْ تُصِيبَكَ حَسَنَةٌ“ سے حاصل ہونے والی معلومات	162	آیت ”وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ“ سے معلوم ہونے والے مسائل
157	آیت ”مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ“ سے حاصل ہونے والی معلومات	165	آیت ”وَلَكِنْ سَأَلْتَهُمْ“ سے معلوم ہونے والے مسائل
166	آیت ”لَا تَعْتَدُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ“ سے حاصل ہونے والی معلومات	203	سورہ توبہ کی آیت نمبر 66 سے معلوم ہونے والا ایک اہم مسئلہ
188	آیت ”فَاعْقِبْهُمْ يَهَابًا فِي قُلُوبِهِمْ“ سے حاصل ہونے والی معلومات	215	آیت ”أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ“ سے معلوم ہونے والے مسائل
191	آیت ”الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ“ سے حاصل ہونے والی معلومات	266	آیت ”مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ“ سے معلوم ہونے والے مسائل
326	آیت ”وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَبِعُونَ“ سے حاصل ہونے والی معلومات	363	آیت ”وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَآفَّةً“ سے معلوم ہونے والے مسائل
358	آیت ”وَاشْلُوكَ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ“ سے حاصل ہونے والی معلومات	464	سورہ یونس کی آیت نمبر 78 سے معلوم ہونے والے مسائل
368	آیت ”وَإِنْ تَكْفُرُوا أَتَيْنَاهُمْ“ سے حاصل ہونے والی معلومات	54	آیت ”وَلَقَدْ جَاءَتْكُمْ رُسُلْنَا“ سے معلوم ہونے والے مسائل
370	آیت ”وَإِشْدُدْ عَلَى قُلُوبِهِمْ“ سے حاصل ہونے والی معلومات	71	آیت ”وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَآفَّةً“ سے معلوم ہونے والے مسائل
	آیت ”فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبَغْتُمْ“ سے حاصل ہونے	94	آیت ”وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ“ سے حاصل ہونے والی معلومات

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
171	برائی کا حکم دینا اور بھلائی سے منع کرنا منافق کا کام ہے	455	والی معلومات
178	نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کی ضرورت		آیت ”اَقْتُلُوا يُوسُفَ اَوْ اَطْرَحُوْهُ“ سے حاصل
325	نیکی کی دعوت دینے والے کو نصیحت	531	ہونے والی معلومات
359	تبلیغ دین پر اجرت نہ لی جائے		استخدام و تعاون
450	تبلیغ کے کام کسی لالچ کے بغیر کئے جائیں	20	مسلمان باہمی اختلاف سے بچیں اور اتحاد کا راستہ اختیار کریں
558	قیدی کی حالت میں بھی تبلیغ	38	مسلمانوں کی اجتماعیت کا سب سے بڑا ذریعہ
564	تبلیغ میں الفاظ نرم اور دلائل مضبوط استعمال کرنے چاہئیں	53	مسلمانوں میں باہمی تعاون اور مدد کی ضرورت
	توکل اور شکر	177	مسلمانوں کا اتحاد اور اتفاق
24	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے توکل کی تعریف		علم و جہالت
403	شیخی کی خوشی منع اور شکر یہ کی خوشی عبادت ہے	212	جہالت شدت پیدا کرتی ہے
405	نعت ملنے پر شکر کرنے کی برکت	375	علم اللہ تعالیٰ کا عذاب اور حجاب بھی بن سکتا ہے
571	حفاظتی تدابیر کے طور پر کچھ بچا کر رکھنا توکل کے خلاف نہیں	542	انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا عمومی علم مبارک علم لدنی ہوتا ہے
	اخلاص		خواب
	اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مال کی مقدار نہیں بلکہ دل کا اخلاص	525	حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خواب
191	دیکھا جاتا ہے	526	خواب کس سے بیان کرنا چاہئے؟
	مصائب	560	خواب کے بارے میں تین احادیث
269	مومن ہر مصیبت کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے	561	خوابوں کی تعبیر بتانے کے آداب
293	مصیبت اور راحت کے وقت ہمارا حال		خواب کی تعبیر بیان کرنے والے مشہور علما اور تعبیر پر
306	مصائب اور تکالیف میں کسے پکارا جائے	562	مشتعل کتابیں
	مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور خوشحالی میں اسے		خواب کی تعبیر سے متعلق نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
307	بھول جانا کافروں کا طریقہ ہے	562	وسلّم کا معمول اور دو خوابوں کی تعبیریں
	مصیبت پر صبر کرنے اور رضائے الہی پر راضی رہنے کے		دعوت و تبلیغ (نیکی کی دعوت)
404	6 فضائل		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
149	دکھاوے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مال خرچ کرنے والے کی مثال	220	نیکی
237	فخر و ریاکاری کی نیت سے مسجد تعمیر کرنے کی مذمت	393	نیکی میں پہل کرنا زیادہ باعث فضیلت ہے
94	خود پسندی	512	ایک نیکی دوسری نیکی کی توفیق کا ذریعہ بنتی ہے
371	خود پسندی کے 16 اسباب اور ان کا علاج	512	نیکیاں صغیرہ گناہوں کے لئے کفارہ ہوتی ہیں
276	دعا	257	سچائی اور جھوٹ
290	دعا قبول ہونے میں تاخیر ہونا بھی حکمت ہے	343	سچائی کی فضیلت اور جھوٹ کی مذمت
393	دعائیں اور وظائف	545	گناہ
440	اہم کاموں سے متعلق ایک وظیفہ	186	اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے نافرمانی سے بچنا چاہئے
27	نماز اور دعا قبول ہونے کا وظیفہ	227	پاک دامن رہنے اور قدرت کے باوجود گناہ سے بچنے کے فضائل
28	توبہ اور استغفار میں فرق اور وسعتِ رزق کے لئے بہتر عمل	230	توبہ و استغفار
31	کشتی میں سوار ہونے کی دعا	379	تغلبہ کی توبہ کیوں قبول نہ ہوئی
35	متفرقات	451	گناہوں پر ندامت بھی توبہ ہے
37	توموں کے عروج و زوال سے متعلق قانونِ الہی	510	ہر جرم کی توبہ ایک جیسی نہیں
57	مردودوں اور مقبولوں کے واقعات پڑھنے کی ترغیب	510	فرعون کی توبہ اور حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی توبہ میں فرق
73	سزاؤں کی حکمت	21	استغفار کی برکت
76	فتح و نصرت کی عظیم تدبیر		ظلم
118	مددِ الہی کی صورتیں		ظالموں کو نصیحت
	سورہ توبہ کے شروع میں ”بِسْمِ اللّٰهِ“ نہ لکھے جانے کی وجہ		ظالموں کے لئے نصیحت
	ایمان کامل کا تقاضا!		تکبر اور ریاکاری
	نیت درست رکھنا ضروری ہے		کافروں کی ریاکاری، فخر و غرور اور تکبر کے برے انجام
	مسلمانوں کے عروج و زوال کا ایک سبب		مسلمان عبرت حاصل کریں

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
309	دنیوی زندگی امیدوں کا سبز باغ ہے	138	بہت سی چیزوں کا اعتبار قرآن سے بھی ہوتا ہے
338	شریعت، طریقت اور حقیقت کی طرف اشارہ	155	فتنوں سے متعلق دو احادیث
399	عرش پانی کے اوپر ہونے کے معنی	187	ثعلبہ کے نام سے متعلق ایک اہم وضاحت
404	مومن کی شان	189	اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدوں سے متعلق مسلمانوں کا حال
	آیت ”الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ“ کے	222	صرف جگہ سے کسی کے اچھا یا برا ہونے کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا
418	مصدق لوگ	242	ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی
444	نجات کے لئے نبی قرابت کا اعتبار	252	صفت ”اواہ“ اور ”حلیم“ کی خوبیاں
464	گائے کا گوشت سنت ابراہیمی کی نیت سے کھائیں	252	صفت ”اواہ“ اور ”حلیم“ کے فضائل
486	”وَدُّودٌ“ کا معنی و مفہوم	294	سابقہ قوموں کے جانشین
497	سعادت اور بد بختی کی علامات	300	مذہبی اختلاف کی ابتداء کب ہوئی؟
	آیت ”لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَآخُوْتِهِ“ سے متعلق		دلیل کا جواب دینے سے عاجز ہونے پر لوگوں کو مغالطے
529	دو باتیں	302	میں ڈالنا اہل باطل کا طریقہ ہے
549	دودھ پینے کی عمر میں کلام کرنے والے بچے		رحمت کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا اور آفت کو منسوب
		303	نہ کرنا بارگاہ الہی کا ایک ادب ہے



حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک قرآن جہاں سے آیا تھا وہیں لوٹ نہ جائے۔ عرش کے گرد قرآن کی ایسی جھنڈھناٹ ہوگی جیسی شہد کی مکھی کی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن سے فرمائے گا ”تیرا کیا حال ہے۔ قرآن عرض کرے گا: اے میرے رب! عز و جَلّٰی، میں تیرے پاس سے گیا اور تیری ہی طرف لوٹ آیا ہوں، میری تلاوت تو کی گئی لیکن میرے احکامات پر عمل نہ کیا گیا۔ (مسند الفردوس، باب لام الف، ۷۹/۵، الحدیث: ۷۵۱۳)

قرآن مجید کے ذریعے مسلمانوں کی سربلندی اور پستی؟

حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے، تاجدار رسالت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعے کچھ قوموں کو سربلند کرے گا اور کچھ کو پست کر دے گا۔“

(مسلم، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه... الخ، ص ۴۰۷، الحديث: ۲۶۹ (۸۱۷))

مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اِس کی شرح میں فرماتے ہیں: یعنی جو مسلمان قرآن کریم کو صحیح طرح سمجھیں، صحیح طرح (اس پر) عمل کریں تو وہ دنیا و آخرت میں بلند درجے پائیں گے اور جو اس سے غافل رہیں، یا غلط طرح سمجھیں، غلط طور پر عمل کریں وہ دنیا و آخرت میں ذلیل ہوں گے۔

(مراۃ المناجیح، قرآن کے فضائل کا بیان، پہلی فصل، ۲۳۹/۳، تحت الحدیث: ۲۰۱۱)



ISBN 978-969-631-408-0



0101960



فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

UAN: +923 111 25 26 92 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net